اِنتساب

مَیں اپنی اِس کتاب کو اپنے عزیز دوست عرشیؔ کے نام پر معنون کرتا ہوں جن کے مسلسل اصرار اور پیہم ہمّت افزائیوں نے مجھے علمی زندگی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔

اسرار احمد آزاد

فہرس

پیش لفظ

سیاسیات نام ہے اجتماعی زندگی کے ارتقا و انحطاط کے احساس اور قوموں کے عروج و زوال کے اسباب و علل کو سمجھ لینے کا۔ جمہور کی سیاسی بیداری نے حیات انسانی کے اس شعبہ کو آج جس درجہ اہم، وسیع اور منظم بنا دیا ہے۔ اس کے پیش نظر اب اس نے قوم و وطن کی حدود سے متجاوز ہو کر ہمہ گیر اور بین الاقوامی حیثیت اختیار کر لی ہے اور کسی ایک ملک یا قوم کے سیاسی حالات اور تحریکات کو سمجھنے کے لئے، عہد حاضر کی مختلف سیاسی تحریکات مختلف اقوام و ممالک کے حالات و خصوصیات، سیاسی رجحانات اور ان کے اثرات و نتائج سے واقف ہونا ایک ناگزیر امر ہو گیا ہے۔

بیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے، اہل ہند بھی سیاسیات سے وابستگی کی اہمیت کا احساس کرتے جا رہے ہیں اور اس موضوع کے ساتھ ان کی دلچسپی آہستہ آہستہ ترقی کرتی جا رہی ہے لیکن جہاں تک اُردو زبان کا تعلق ہے اس میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں تھی جو اُردو داں طبقہ کی اس ضرورت کو پورا کر سکے۔ بین الاقوامی سیاسی معلومات اسی ضرورت کے پیش نظر شائع کی جا رہی ہے۔ اور اگرچہ اس مختصر کتاب کی اشاعت وقت کی اس اہم ترین ضرورت کو کما حقہ' پورا نہیں کر سکتی لیکن سیاسیات کے اس موضوع کے لئے جس پر یہ مختصر تالیف مبنی ہے، اسے سنگ بنیاد تصور کرنا چاہیئے جس پر آئندہ ایک مستحکم اور رفیع الشان قصر تعمیر کیا جا سکتا ہے۔

پیش نظر تالیف میں سیاسی معلومات کے موضوع پر زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے کی سعی کی گئی ہے اور مغربی مصنفین و مؤلفین کے برعکس اس امر کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ یہ اوراق پروپیگنڈا کے عمل سے بالکل پاک رہیں۔

اس مختصر تقریب کے بعد مکتبہ برہان کے کارکنان یہ توقع قائم کرنے میں غیر حق بجانب نہ ہوں گے کہ اہل ملک اس کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں ان کی سعی کو وقعت کی نظر سے دیکھیں گے اور انہیں مختلف طریقوں پر اردو زبان کی توسیع و ترقی میں سرگرم عمل رہنے کا موقعہ دیں گے۔

اسرار احمد آزاد

۱۵ جنوری ۱۹۴۱ء

افراد و اقوام

(الف)

امان اللہ خاں۔ ۱۹۱۹ء میں افغانستان کے ترقی پسند مگر برطانیہ دوست حکمران حبیب اللہ خاں کو شہید کر دینے کے بعد اس ملک کے قدامت پسندوں نے ان کے بھائی نصر اللہ خاں کو بادشاہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن امیر شہید کے لڑکے امان اللہ خاں نے اپنے چچا نصر اللہ خاں کو قید کر کے خود تخت حکومت پر قبضہ کر لیا۔ افغانستان کی عنانِ حکومت ہاتھ میں لینے کے بعد امیر امان اللہ خاں نے برطانیہ کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ اور افغانستان کی فوجیں درۂ خیبر سے گذر کر آزاد سرحدی قبائل سے مل گئیں بہر حال اس جنگ کے نتیجہ میں پہلے تو عارضی صلح ہوئی اور اس کے بعد ۱۹۲۱ء میں مستقل صلحنامہ ہو گیا جس کی رو سے افغانستان کی کامل آزادی کو تسلیم کر لیا گیا۔ امیر امان اللہ خاں نے روس کے ساتھ بھی خوشگوار تعلقات قائم رکھے۔ اور ہر دو حکومتوں کے درمیان ایک معاہدہ کر کے روس کے ساتھ تعلقات کو استوار بنا لیا۔

امان اللہ خاں طبعاً ترقی پسند واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۲۶ء میں "بادشاہ" کا لقب اختیار کیا۔ ۱۹۲۷ء میں یورپ اور مشرق قریب کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے اور ۱۹۲۸ء تک مشرق و مغرب کے متعدد ممالک کی سیاحت کرتے رہے۔ دو سال کے بعد افغانستان واپس آ کر انہوں نے نہایت شدت اور سرعت کے ساتھ اس

بات کی کوششیں شروع کیں کہ ان کی قوم بھی "جدید ترکی" کے نقش قدم پر چل سکے. لیکن افغانستان کے قدامت پسند اور دشمن ترقی طبقہ نے نہ صرف ان کی ان مساعی ہی کو نا پسند کیا بلکہ ان کے خلاف علم بغاوت بھی بلند کر دیا۔ اس زمانہ میں کچھ عرصہ سے فوج کی تنخواہ بھی ادا نہیں کی گئی تھی اس لئے امان اللہ خاں فوج کی قابل اطمینان امداد سے بھی محروم رہے اور افغانستان کو خیر باد کہکر ہندوستان ہوتے ہوئے اطالیہ چلے گئے. اور اسوقت سے وہیں مقیم ہیں۔

امان اللہ خاں کے زوال کے اسباب میں ان کی ترقی پسندانہ جدوجہد سے قدامت پسندوں کی نفرت کے علاوہ ایک اور سبب بھی شامل ہے اور وہ ہے ان کا اشتراکی روس کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کرنا چنانچہ مسٹر والٹر تھمر امان اللہ خاں کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"برطانیہ نے افغانستان سے ایک ایسے حکمران کے چلے جانے پر جو روس کا دوست تھا کچھ زیادہ افسوس نہیں کیا"

آغا خاں - آپ کا پورا نام محمد شاہ ہے۔ آپ ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے. سیاسی اعتبار سے آپ آزاد خیال مگر برطانیہ دوست واقع ہوئے ہیں اور آپ کا شمار دنیا کے معدودے چند متمول ترین افراد میں ہوتا ہے آپ دنیا بھر میں شیعوں کے فرقہ اسمٰعیلیہ کے امام حاضر تصور کئے جاتے ہیں اور ہندوستان، وسط ایشیا، اور مشرقی افریقہ میں آپکے کم و بیش ایک کروڑ ارادتمند آباد ہیں. ۱۹۳۴ء میں آپ کو مجلس اقوام کی اسمبلی کی صدارت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہو چکا ہے.

الفانسو (سیزدہم)، ہسپانیہ کے سابق حکمران، ۱۷ مئی ۱۸۸۶ء کو پیدا ہوئے ۱۴ اپریل ۱۹۳۱ء کو جب جمہوریت پسندوں کی جدوجہد پوری قوت کے ساتھ جاری تھی انہیں تخت و تاج سے

دست بردار ہوکر سرزمین ہسپانیہ کو خیرباد کہہ دینا پڑا۔ قیام جمہوریت کے بعد یہاں کی حکومت نے شاہی خاندان کو ہمیشہ کے لئے معزول قرار دے دیا۔ اور الفانسو نے اطالیہ کے پایۂ تخت روم میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ہسپانیہ کی گذشتہ خانہ جنگی کے دوران میں اور اس کے بعد جنرل فرانکو کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوششیں کی گئی تھیں کہ وہ الفانسو یا ان کے کسی لڑکے کے ماتحت اس ملک میں ازسرِنو سابق نظام حکومت قائم کردیں۔ لیکن جنرل فرانکو اس تجویز سے متفق الرائے نہ ہوسکے۔

اتاترک — اصل نام مصطفیٰ کمال تھا لیکن جب ترکی میں ہر شئے کو غیر ترکی اثرات سے پاک کردینے کی تحریک شروع ہوئی تو اصل نام اتاترک (ترک اعظم) سے تبدیل کردیا گیا اتاترک سالونیکا کے مقام پر ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے تھے۔ عمر کی ابتدائی منازل گذرنے کے بعد آپ فوج میں ایک اچھے عہدہ پر ملازم ہوگئے۔ اور یہاں رہتے ہوئے آپنے ترک نوجوانوں کی انقلابی تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۱۵ء میں دردانیال کی حفاظت کرتے ہوئے آپ نے جس قابلیت اور بہادری کا ثبوت دیا۔ اسکے پیش نظر آپ کو جنرل کے منصب اور پاشا کے خطاب سے نوازا گیا۔ جنگ عظیم ہی کے دوران میں آپ کو کاکیشیا حجاز اور فلسطین کی ترکی افواج کے سپہ سالار کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع ملا۔ لیکن اسی زمانہ میں جرمن افسروں اور اتاترک کے درمیان شدید اختلافات رونما ہوگئے۔ کیونکہ جنگ کے حالات کو دیکھتے ہوئے اول تو انہیں جرمنی کی شکست کا یقین ہوگیا تھا۔ دوسرے وہ ترکی کے اندرونی معاملات میں جرمنی کی مداخلت کو ناپسند کرتے تھے بہرحال ان اختلافات کے باوجود وہ دوران جنگ میں ان کے ساتھ کام کرتے رہے۔

۱۹۱۹ء میں انہیں اناطولیہ کے علاقہ میں فوجوں کو غیر مسلح کرنے کے لئے متعین کیا گیا لیکن انہوں نے وہاں "قومی تحریک" کے اجراء کے علاوہ "فوجی تنظیم" کا کام بھی شروع

کردیا۔ اور قسطنطنیہ میں قائم حکومت کے خلاف ترک عوام کو مجتمع اور منظم کرنے کے لئے ایک کانگریس منعقد کرکے یونان کے خلاف جو ایشیائے کوچک میں داخل ہو چکا تھا اعلانِ جنگ کردیا۔ اتاترک کی ان سرگرمیوں کی وجہ سے قسطنطنیہ کی حکومت نے انہیں "باغی" اور مستوجب قتل قرار دے دیا لیکن ترکی پارلیمنٹ کے قوم پرور اراکین نے انگورہ میں جمع ہو کر ایک "قومی اسمبلی" قائم کرلی۔ اتاترک اس اسمبلی کے صدر منتخب کئے گئے اور یہ جدید ترکی حکومت، قدیم "برائے نام ترکی حکومت سے بالکل منقطع ہوگئی۔

۱۹۲۱ء میں اتاترک کو جدید ترکی کی افواج کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا گیا جس کے بعد انہوں نے ۲۲ روز کے عرصہ میں سقاریہ کی وہ تاریخی لڑائی لڑی جس کی کامیابی نے ترک قوم کی قسمت کو پلٹ دیا۔ اس لڑائی کے کامیاب انجام کے بعد ترکی "نیشنل اسمبلی" نے انہیں "غازی" کا خطاب دیا۔ جدید ترکی کی اس کامیابی سے متاثر ہو کر اس کے حریفوں نے لوزان کے مقام پر ترکی قومی حکومت کے ساتھ صلح کرلی۔ اور اتاترک نے ترکی شخصی حکومت اور خلافت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرکے ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۳ء کو اس ملک میں "جمہوری حکومت" کے قیام کا اعلان کردیا۔ اسی سال آپ "جمہوریہ ترکیہ" کے پہلے صدر منتخب ہوئے۔ اور ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۵ء کے انتخاباتِ عمومی میں بھی آپ بلامقابلہ کامیاب ہوتے رہے۔

آپ نے معاشرتی اور تمدنی معاملات میں یورپی ممالک کی تقلید کو قومی مفاد کے لئے ضروری تصور کرتے ہوئے ترک قوم کو اسے اختیار کرلینے پر آمادہ کیا، اور اس سلسلہ میں اپنے شخصی اور صدارتی اثرات و اختیارات کو پوری قوت اور شدت کے ساتھ استعمال کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ آپ نے عربی رسم الخط کی بجائے ترکی میں لاطینی رسم لخط کو رواج دیا۔ اور ۱۹۳۴ء میں ترکوں کو ترکی نام اختیار کرلینے کی ترغیب دی

۱۹۲۳ء میں آپ نے شام کے ایک بہت بڑے سوداگر کی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکی لطیفہ خانم سے شادی کی تھی لیکن یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ موصوفہ اپنے اثر سے ان کی پیش نظر قومی حکمت عملی کو تبدیل کرا دینے کی خواہشمند ہیں انہوں نے ۱۹۲۶ء میں لطیفہ خانم کو طلاق دے دی۔

اتاترک جگر کے ایک مرض میں مبتلا ہو کر ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء کو لاولد انتقال فرما گئے۔

اٹیلی۔ آپ کا پورا نام اگرچہ کلیمنٹ رچرڈ اٹیلی ہے لیکن عام طور پر آپ کا ذکر میجر اٹیلی کے نام سے کیا جاتا ہے۔ آپ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے اور ہیلی بری اور یونیورسٹی کالج اکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ ۱۹۰۵ء میں ایک قانون پیشہ کی حیثیت سے متعارف ہوئے۔ اسی زمانہ میں سیاسی اعتبار سے آپ نے سوشلزم اختیار کر لیا۔ ۱۹۱۳ء میں آپ لنڈن اسکول آف ایکانمکس (London School of Econonics) میں لکچرار مقرر ہوئے لیکن ۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو آپ محاذ جنگ پر چلے گئے اور رفتہ رفتہ آپ کو میجر بنا دیا گیا۔ ۱۹۱۹ء میں آپ مزدوروں کی جانب سے پہلی مرتبہ "اسٹپنی" کے صدر منتخب ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں مزدور جماعت کی جانب سے انہیں پارلیمنٹ کا رکن منتخب کیا گیا۔ ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۰ء تک آپ انڈیا کمیشن کے رکن رہے اور ۱۹۳۰ء سے ۱۹۳۱ء تک لنکاسٹر کے شاہی علاقہ کے چانسلر۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کو پوسٹ ماسٹر جنرل مقرر کیا گیا۔ اسی سال آپ لیبر پارٹی کے ڈپٹی لیڈر منتخب ہوئے۔ اور ۱۹۳۵ء تک اس اعزاز کے حامل رہے۔ ۱۹۳۵ء میں جارج لینسبری کے مقابلہ میں آپ کو پارٹی کا لیڈر منتخب کیا گیا۔

دسمبر ۱۹۳۷ء میں جبکہ ہسپانیہ میں خانہ جنگی کے شعلے پوری قوت کے ساتھ بھڑک رہے تھے۔ آپ نے محاذ جنگ پر جا کر جمہوری حکومت کے مختلف عسکری شعبوں اور انتظامات کا

معائنہ کیا تھا۔ میجر اٹلی موجودہ جنگ کے آغاز سے قبل برطانوی پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کے رہنما کی حیثیت سے کام کرتے رہے ہیں۔

ازانا ۔ پورا نام مینول ازانا ہے۔ آپ جمہوریہ ہسپانیہ کے آخری صدر تھے ۱۸۸۰ء میں مقام الکالاڈی ہینرس میں پیدا ہوئے میڈرڈ اور پیرس میں تعلیم پاکر بیرسٹری کی سند حاصل کی اور بیرسٹری کے علاوہ میڈرڈ یونیورسٹی میں لیکچرار کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔ آپ نے سیاسیات پر بہت سے مقالے لکھے۔ سیاسی کتابیں تصنیف اور ترجمہ کیں بہت سے افسانے ڈرامے اور ناول شائع کرائے اور ان علمی مشاغل کے ساتھ ساتھ فوجی معاملات میں بھی ماہر خصوصی کا درجہ حاصل کر لیا۔ آپ شہنشاہیت پسند ہسپانوی حکومت کے وزیر اعظم پریمو ڈی ریورا کے مخالف تھے اور ہسپانیہ میں قیام جمہوریت کے حامی۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۱ء میں آپ مسلسل انقلابی تحریکات میں شامل رہے اور ان کی انہیں سرگرمیوں کی بدولت آپ کو متعدد بار قید و بند کی مصائب بھی برداشت کرنی پڑیں۔

ہسپانیہ میں پہلی جمہوری حکومت کے قیام کے بعد آپ کو وزیر جنگ کا منصب سپرد کیا گیا۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں آپ صدر جمہوریہ ہسپانیہ منتخب ہوئے اور ستمبر ۱۹۳۳ء میں اس منصب سے مستعفیٰ ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں جب بارسلونا میں بغاوت ہوئی تو آپ کیٹلونیا کے صوبہ میں گورنر تھے۔ آپ کو گرفتار کر کے دس ہفتہ کی سزائے قید دی گئی۔ ۱۹۳۵ء میں آپ کو پھر گرفتار کر لیا گیا لیکن آپ بہت جلد رہا کر دئے گئے۔ ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء کو زمورا کی جگہ دوبارہ آپ کو عوامی جمہوری حکومت کا صدر منتخب کیا گیا لیکن چند ہی روز کے بعد ہسپانوی خانہ جنگی کا آغاز ہو گیا اور آپ اپنی خداداد تعمیری قابلیتوں کو برسرِکار نہ لا سکے۔

آزمانے ملک کی فوجی اور سرمایہ دار طاقتوں کا جس بہادری اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا وہ ان کی جرأت و ہمت اور جمہوریت کے ساتھ گہری محبت کا زندہ جاوید ثبوت ہے آپ کی حکومت خانہ جنگی کے اس تین سالہ عرصہ میں کسی ایک جگہ بھی اطمینان و استقلال کے ساتھ بیٹھ کر اپنے فرائض کو انجام نہیں دے سکی۔ لیکن اس کے باوجود آپ آخر لمحہ تک دشمن کا مقابلہ کرتے رہے۔ جمہوریہ ہسپانیہ کی شکست کے بعد آپ فرانس چلے گئے اور چند ماہ بیمار رہ کر ۶۰ سال کی عمر میں ۳ اور ۴ نومبر ۱۹۴۰ء کی درمیانی شب کو ماونٹ اوبو (فرانس) میں دنیا سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے۔

ایڈن ۔ پورا نام انتھونی ایڈن ہے اور برطانوی پارلیمنٹ کے رکن ہونے کی وجہ سے آپ کے نام کے ساتھ الفاظ " رائٹ آنریبل " (Ritqht Honourable) کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ آپ ایک ممتاز مدبر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کے والد کا نام ولیم ایڈن ہے اور یارک شائر کے ایک بہت بڑے رئیس ہونے کے علاوہ "سر" کا خطاب بھی ملا ہوا ہے۔ مسٹر انتھونی ایڈن ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے اور ایٹن (ETON) نیز کرائسٹ چرچ (Christ Church) اکسفورڈ ایسی مشہور درسگاہوں میں تعلیم پائی۔ گذشتہ جنگ عظیم کے آغاز کے بعد ستمبر ۱۹۱۵ء میں سیکنڈ لفٹنٹ کی حیثیت سے فرانس کے محاذ جنگ پر گئے اور اختتام جنگ تک وہیں رہے لیکن حسن اتفاق سے اس تمام عرصہ میں آپ مجروح ہونے سے محفوظ رہے اور واپسی پر "ملٹری کراس" (ایک تمغہ) حاصل کرنے کے علاوہ آپ کو "کپتان" کے عہدہ پر ترقی بھی دیدی گئی۔ اس وقت آپکی عمر محض بیس ۲۰ سال تھی۔

محاذ جنگ سے واپس آنے کے بعد شہر لیڈز کے مشہور بینکر اور اخبار "یارک شائر پوسٹ" کے حصہ دار سر گرویز بیکٹ کی صاحبزادی کے ساتھ آپ کی

شادی کردی گئی اور ۱۹۲۳ء میں لیمنگٹن کے حلقہ انتخاب سے آپ "کنزرویٹو" پارٹی کی جانب سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور آجتک اسی حلقہ انتخاب کے نمائندہ کی حیثیت سے برطانوی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوتے چلے آرہے ہیں۔ آپ نے پارلیمنٹ کے رکن کی حیثیت سے معاملات خارجہ کے مطالعہ پر غیر معمولی توجہ مبذول فرمائی اور مسٹر آسٹن چیمبرلین کے پرائیویٹ پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر ہو گئے لیکن معاملات خارجہ سے آپ کے شغف اور دلچسپی کے پیش نظر آپ کو" فارن انڈر سیکرٹری "کے عہدہ پر مامور کردیا گیا اور آپ لارڈ ریڈنگ اور ان کے بعد سر جان سائمن کے زمانۂ وزارت خارجہ میں ان کے ماتحت کام کرتے رہے۔

اپنے عہدہ کے سلسلہ میں بعض فرائض کو انجام دینے کے لئے آپ کو مجلس اقوام کے اجلاس میں بھی شریک ہونا پڑا اور آپ نے جنیوا کے بین الاقوامی حلقوں میں بہت جلد اثر و رسوخ پیدا کرلیا۔ ۱۹۳۴ء میں آپ کو پریوی کونسل کا رکن بناکر" لارڈ پریوی سیل" کے منصب پر فائز کردیا گیا۔ ۱۹۳۵ء میں جب ایک کروڑ دس لاکھ افراد نے مجلس اقوام کے ساتھ اپنی کامل وفاداری کا اعلان کیا تو برطانوی حکومت نے مجلس اقوام سے تعلق رکھنے والے امور کی تکمیل و تعمیل کے لئے برطانوی کیبنٹ میں" منسٹری فار لیگ افیرز" کے نام سے ایک اور وزارت کا اضافہ کیا اور اس منصب پر مسٹر انتھونی ایڈن کا تقرر عمل میں آیا۔ آپ نے اسی منصب پر فائز ہونے کی حیثیت سے ابی سینیا پر اطالیہ کے حملہ کو ناجائز قرار دے کر اسکے خلاف کارروائی کرنے کی حمایت کی۔

اس زمانہ میں سر سموئل ہور اور ایم لاول انگلستان اور فرانس کی وزارت خارجہ کے عہدوں پر مامور تھے اور یہ دونوں حضرات اطالیہ اور حبشہ کی جنگ میں اگر اطالیہ کو حق بجانب نہیں تصوّر کرتے تھے تو اس کے اس خلاف انصاف اقدام کی مذمت

کر کے اس کے ساتھ اپنے روابط کو منقطع کر لینے یا ان میں کشیدگی پیدا کر لینے کے بھی حامی نہیں تھے۔ مسٹر ایڈن نے اس حکمت عملی کی شدید مخالفت کی سر سموئل ہور کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے مستعفیٰ ہو جانا پڑا۔ اور ان کی جگہ مسٹر ایڈن کا تقرر عمل میں آیا اس وقت آپکی عمر ۳۸ سال تھی۔

وزارت خارجہ کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد آپ نے اس امر کی سعی شروع کی کہ مجلس اقوام نے اطالیہ کے خلاف جو سفارشات کی ہیں انہیں طاقت و قوت کے بھروسہ پر نافذ کیا جائے لیکن اوّل تو مسٹر بالڈون کی وزارت مجلس اقوام کی سفارشات کو نافذ کرانے میں فوجی طاقت کے استعمال پر تیار نہیں تھی۔ دوسرے اس وقت برطانوی حکومت کے اندرونی حالات اسے عسکری قوت کے استعمال کی اجازت نہیں دیتے تھے اور تیسرے فرانس اس معاملہ میں برطانیہ کے ساتھ اشتراک عمل کرنے کیلئے تیار نہیں ہوا۔ ان حالات میں مسٹر ایڈن کی یہ مستحسن مساعی کامیاب نہ ہوسکیں۔ مسٹر ایڈن پہلے برطانوی وزیر ہیں جو ماسکو جاکر اسٹالن سے ملے۔

ہسپانیہ کی "خانہ جنگی" میں آپ "عدم مداخلت" کے حامی تھے اور اطالوی مداخلت کے شدید مخالف اسی سلسلہ میں آپ نے نیاون (Nyon) کے مقام پر ایک کانفرنس بھی منعقد کی جس کا مقصد یہ تھا کہ یورپ کی حکومتوں کو اپنے ہمسایہ ممالک کے خلاف بحری راستوں سے ایسی کارروائیاں کرنے کے خلاف متحد کیا جائے جنہیں "بحری قزاقی" کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔ آپ مسٹر چیمبرلین آنجہانی کی اس رائے کے شدید مخالف تھے کہ گذشتہ معاہدات اور مواعید کی تکمیل و تعمیل سے قبل مسولینی کے ساتھ کوئی گفتگو شروع کی جائے اور اسی مخالفت کی وجہ سے آپ نے ۲۰ فروری ۱۹۳۸ء کو اپنے عہدہ سے استعفیٰ دیدیا۔ مسولینی اور ہر ہٹلر انہیں اسباب کی بنا پر آپکی مخالفت اور مذمت کرتے

رہے ہیں۔

آپ مسٹر چیمبرلین کی اس حکمت عملی کے بھی شدید مخالف تھے جو آنجہانی نے ہر ہٹلر کو مطمئن کرنے کیلئے اختیار کر رکھی تھی۔ موجودہ جنگ کے آغاز کے بعد جب برطانوی کابینہ میں توسیع کی گئی تو انہیں اراکین وزارت میں شامل کر کے وزیر نوآبادیات کا منصب سپرد کر دیا گیا۔ برطانیہ کی وزارت حربیہ میں آپ کو خصوصی دست رس حاصل ہے۔

ابن سعود۔ پورا نام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل السعود ہے اور آپ سعودی عرب اور حجاز مقدس کے حکمران ہیں۔ آپ ۱۸۸۰ء میں بمقام الریاض (نجد) پیدا ہوئے جہاں آپ کے اسلاف عرصہ سے حکمراں چلے آرہے تھے لیکن خاندان رشید کے افراد نے جو مقابلتاً زیادہ طاقتور تھے آپ کو بچپن ہی میں نجد سے نکال دیا۔ اور آپ جنوبی عرب کی جانب چلے گئے اور سنہ ۱۹۰۱ء میں محض دو سو آدمیوں کی امداد سے رات کے وقت الریاض پر حملہ کر کے اپنے مخالفین کو مغلوب کر لیا اور اپنے آبائی تخت حکومت پر قابض ہو کر نہایت تدبر اور آزادی کے ساتھ حکومت کرنے لگے۔ آپ قبائلی جذباتِ فخر و امتیاز سے بالاتر اور قوم پرور واقع ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۹۱۳ء میں آپ نے مشرقی جزیرۃ العرب سے ترکوں کو چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ جنگ عظیم کے دوران میں خاندان سعودیہ کے حریف خاندان رشیدیہ نے ازسرنو نجد پر غلبہ پانے کی جدوجہد شروع کی اور ان ہر دو خاندانوں کی کشمکش نے ابن سعود کو اس بات کا موقعہ نہیں دیا کہ وہ جنگ عظیم میں جنگ کے کسی فریق کی کوئی نمایاں عملی امداد کر سکتے۔ سنہ ۱۹۱۸ء میں نجد و حجاز کے درمیان کشمکش کا آغاز ہوا۔ حجاز پر اس وقت شریف حسین متصرف تھا اور جنگِ عظیم میں ترکوں کے ساتھ غداری کر کے انگریزوں کی امداد کرنے کی وجہ سے برطانوی حکومت شریف حسین کی معاون و مددگار تھی۔ امیر ابن سعود اور شریف حسین کے درمیان کشمکش رونما

ہوجانے کے بعد برطانوی حکومت نے امیر ابن سعود کو متعدد بار تنبیہ کی۔ لیکن موصوف نے ہر قسم کی تہدید و تخویف سے بے نیاز ہو کر ۱۹۱۹ء میں شریف حسین کی افواج پر حملہ کر کے انہیں شکست دی۔

اس واقعہ کے بعد کئی سال تک آپ وسط عرب میں اپنی حدود ریاست کو آہستہ آہستہ وسعت دیتے رہے اس عرصہ میں حکومت برطانیہ نے شریف حسین اور آپ کے درمیان مصالحت کرا دینے کی کوشش بھی کی۔ لیکن یہ سعی مشکور نہ ہو سکی۔ ۱۹۲۴ء میں آپ نے حجاز مقدس پر لشکر کشی شروع کر دی۔ ۲۴ر دسمبر ۱۹۲۴ء کو آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اور ۱۹۲۵ء کے ختم ہونے سے پہلے ہی تمام حجاز مقدس آپ کے قبضہ میں آگیا۔ شریف حسین تخت حجاز سے دست بردار ہو کر چلا گیا اور آپ نے ۸ر جنوری ۱۹۲۶ء کو "شاہ حجاز" اور اس کے بعد "شاہ نجد و حجاز" ہونے کا اعلان کر دیا۔

۱۹۲۷ء میں "شاہ نجد و حجاز" اور برطانوی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ بھی ہو چکا ہے۔ اور آپ نے نجد و حجاز کو متحد کر دینے کے بعد ان کا مشترکہ نام "سعودی عرب" رکھا ہے۔

اللہ بخش ۔ سندھ کے ایک زمیندار اور رئیس ہیں۔ ہندوستان میں صوبائی باختیار حکومتوں کے قیام کے بعد جب صوبہ سندھ کی پہلی وزارت مستعفی ہو گئی تو آپ نے نئی وزارت قائم کی اور ایک عرصہ تک اس صوبہ کی وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز رہے۔

آپ ایک آزاد خیال اور ترقی پسند مسلمان ہیں۔ آپ "خان بہادر" بھی ہیں لیکن خطاب یافتہ ہونے کے باوجود آپ نے اپنے زمانۂ وزارت عظمیٰ میں ہمیشہ کانگریس کے لائحہ عمل کو پیش نظر رکھا۔ اپریل ۱۹۴۰ء میں دہلی کے مقام پر ہندوستان کے تمام آزاد خیال حریت خواہ اور وطن دوست مسلمانوں کا جو عظیم الشان اجتماع "آزاد مسلم کانفرنس" کے نام سے

ہوا تھا۔ اس کی صدارت کے فرائض آپ ہی نے انجام دیئے تھے۔

ابوالکلام - آپ سال رواں (۱۹۴۰ء) میں انڈین نیشنل کانگریس کی صدارت کے منصب بلند پر فائز ہیں۔ آپ کا نام احمد، کنیت ابوالکلام اور تخلص آزاد ہے۔ لیکن دنیا آپ کو مولانا ابوالکلام آزاد کے نام سے جانتی ہے۔

ہندوستان میں خاندان مغلیہ کی زوال پذیری کے دوران میں اس ملک کو اغیار و اجانب کے تسلط و تفوق سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے علماء و مجاہدین اسلام کا جو گروہ سرگرم کار رہا ہے۔ موصوف کے والد محترم بھی اس میں شریک تھے۔ اور انہیں مجاہدانہ سرگرمیوں کی بدولت ۱۸۵۷ء کی ناکامیاب سعی حصول حریت کے بعد آپکو ہندوستان سے حجاز مقدس کی جانب ہجرت کرنی پڑی۔ اور اسی خانہ بدوشی اور غریب الوطنی کے ایام میں ۱۸۸۸ء میں مکہ معظمہ کے مقام پر مولانا آزاد "ہستی عدم سے اس عدم ہستی نما میں وارد ہوئے" اور آپ کے "والد مرحوم نے تاریخی نام فیروز بخت رکھا۔

مولانا آزاد کا خاندان ہمیشہ سے علم و عمل کے لئے مشہور رہا ہے۔ لیکن خود مولانا کا تبحر علمی کسی استاد کے فیض کرم کا شرمندۂ احسان نہیں۔ چنانچہ مولانا نے اپنی خاندانی حالات کے سلسلہ میں اپنی زندگی کے متعلق جو محتاط اور لطیف اشارات ارقام فرمائے ہیں ان میں ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

...... علم کا دروازہ اسی نے کھولا۔ عمل کی حقیقت اسی نے بتلائی معرفت کے صحیفے اسی کی زبان پر تھے، حقیقت کے خزانے اسی کے دست کرم میں تھے۔ شریعت کے حقائق کا وہی معلم تھا، طریقت کے نشیب و فراز میں وہی رہبر تھا۔ قرآن کے بھید اسی نے بتلائے، (اور) سنت کے اسرار اسی نے کھولے ....

اوراس میں شبہ کی مطلق گنجائش نہیں کہ موصوف کے مذکورہ بالا دعاوی ہر حیثیت سے درست ہیں۔ اور دنیا نہ صرف آپ کے علمی تبحّر، ادبی قابلیت، انشاپردازی، معارف قرانیہ سے واقفیت اور سیاست دانی ہی کی معترف ہے۔ بلکہ آپ کی قوتِ عمل اور جذبۂ تکمیل کار سے بھی ناآشنا نہیں۔

۱۸۵۷ء میں استخلاص وطن عزیز کی مساعی کی ناکامی کے بعد مسلمانانِ ہند جس قدرتی ردِ عمل کے دور سے گذر رہے تھے۔ اور اس ردعمل نے ان کی قومی زندگی جس درجہ افسردہ، معطل اور غمناک بنا دی تھی۔ اس نے مولانا آزاد کو بہت زیادہ متاثر کیا اور آپ نے ہندوستان کے مسلمانوں کو اس ہلاکت خیز جمود سے بیدار کرنے کے لئے متعدد مضامین سپردِ قلم فرمائے جن کو ملک کے گوشہ گوشہ میں پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا گیا۔ حتیٰ کہ ۱۹۱۲ء میں آپ نے کلکتہ سے ہفتہ وار "الہلال" جاری فرماکر نہ صرف ہندوستان کی صحافتی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا بلکہ مسلمانانِ ہند کی سیاسی حکمت عملی کو یکقلم بدل ڈالنے کے علاوہ علمی مباحث، طرزِ تحریر و انشا، الفاظ و تراکیب غرضیکہ ہر بات میں خود اپنا نمونہ پیش کیا۔ پچھلے تمام رنگ دھندلے ہوگئے۔ اور اسی کا رنگ نمایاں نظر آنے لگا۔ "الہلال" کے متعلق شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسنؒ کا یہ ارشاد کہ "ہم سب اصلی کام بھولے ہوئے تھے الہلال نے یاد دلادیا" اس اخبار کی کامیابی اور مقبولیت پر شاہد ہے۔

اس زمانہ میں مسلمانانِ ہند کو ایسے واقعات کا سامنا کرنا پڑا جنہوں نے خواص و عوام ہردو طبقات کو اپنی سیاسی حکمت عملی کے بدلنے پر متوجہ کر دیا۔ اور وہ واقعات تھے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے متعلق گورنر یو۔پی کا طرزِ عمل، کانپور کی ایک مسجد کے معاملہ میں غیر مسلح مسلمانوں پر فائرنگ، جنگ طرابلس اور جنگ بلقان۔ مولانا نے ان تمام مسائل میں مسلمانانِ ہند کو اپنے مشوروں سے نوازا، ان کے جذبات و خیالات کی ترجمانی فرمائی۔

اورانہیں صحیح راہِ عمل پر گامزن ہونے کی دعوت دی۔

گذشتہ جنگ عظیم شروع ہوجانے کے بعد پہلے تو"الہلال" سے ضمانت طلب کی گئی۔ اورجب مولانانے ضمانت دینے کی بجائے اخبار کو بند کرکے اس کی جگہ" البلاغ " جاری کردیاتو ۲۳ مارچ ۱۹۱۶ءکو بنگال کی حکومت نے آپ کوایک ہفتہ کے اندر بنگال کی حدود سے نکل جانے کا حکم دیااور آپ ۳۰ مارچ ۱۹۱۶ءکو کلکتہ سے بہار کے ایک مقام رانچی تشریف لے گئے۔جہاں حکومت ہند نے چار ہفتہ کے بعد آپ کو شہر سے باہر" ورا بادی " کے مقام پر نظر بند کردیا۔اور بنگال کونسل میں مسٹر مظہرالحق کے استفسار پر حکومت بنگال نے موصوف کی نظر بندی کی وجہ یہ بیان کی کہ ان کا تعلق بنگال کی انقلاب پسند جماعتوں کے ساتھ ہے۔جنگ عظیم کے خاتمہ پر جنوری ۱۹۲۰ء میں آپ کو رہا کردیاگیا۔اورآپ نے " تحریک خلافت " میں شریک ہوکر شرعی حیثیت سے" ترک موالات " کا لائحہ عمل مرتب فرمایا۔اس زمانہ میں مجلس خلافت اورانڈین نیشنل کانگریس متحدہ طور پر کام کررہی تھیں اورگاندھی جی نے بھی" نان کوآپریشن " کالائحہ عمل مرتب کیا تھا یہ دونوں لائحہ عمل جب ایک" سب کمیٹی "کے روبرو پیش کئے گئے تو حسن اتفاق سے ان میں کچھ زیادہ اختلاف موجود نہیں تھا۔اور ہر دو جماعتوں نے انہیں اپنے طریقۂ کار کے طور پر منظور کرلیا۔

۱۹۲۱ء میں جب ہندوستان میں پرنس آف ویلز دورہ کررہے تھے۔اس ملک کی قومی مجالس کے فیصلہ کے مطابق ہر مقام پران کا مقاطعہ کیاگیا۔اور اسی سلسلہ میں بنگال کی حکومت نے آپ کو گرفتار کرکے ایک سال کے لئے اسیر زنداں کردیا۔ یہ واقعہ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۱ءکو کلکتہ میں پیش آیا۔گرفتاری سے چند روز پیشتر آپ جمیعۃ العلماء ہند کے تیسرے اجلاس منعقدہ لاہور کی صدارت بھی فرماچکے تھے۔ایک سال کے بعد جب آپ رہا ہوئے تو کانگریس میں" تغیر پسندوں" اور" تغیر ناپسندوں"کے مابین

شدید اختلافات رونما ہو رہے تھے۔ لیکن آپ نے دونوں خیالات کے رہنماؤں کے درمیان مارچ ۱۹۲۳ء میں سمجھوتہ کرا دیا۔ اسی زمانہ میں ہندو اور مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ اور انہیں دور کرنے کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے کانگریس کا جو ہنگامی اجلاس بمقام دہلی ستمبر ۱۹۲۳ء میں منعقد ہوا اس کی صدارت بھی آپ ہی نے فرمائی۔ بیسویں صدی سے اس وقت تک ہندوستان کی قومی تعمیر و تنظیم اور سیاسی ترقی اور بیداری سے متعلق جس قدر تحریکات جاری ہوئیں ان میں مولانا آزاد پیش پیش رہے ہیں اور ان کے علم و عمل نے اہل ہند کی قومی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی کی ہے۔

گذشتہ چند سال سے کانگریس کے رہنما آئین پسندی، دستوری تعمیر اور جمود و بےحسی کی جس راہ پر گامزن تھے۔ مولانا آزاد کی صدارت کے زمانہ میں وہ راہ مسدود ہو گئی ہے

اینگلو سیکسنز (Anqlo - saxons) تاریخ میں یہ لفظ اگرچہ ان اقوام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جو پانچویں صدی عیسوی میں موجودہ جرمنی کے شمالی حصہ اور جٹلینڈ سے آکر انگلستان میں آباد ہو گئی تھیں۔ لیکن یہ لفظ بحیثیت مجموعی ان تمام قوموں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جن کی زبان انگریزی ہے۔

یہ اصطلاح معنوی حیثیت سے بالکل غلط ہے کیونکہ انگلستان میں جو انگریزی زبان کا منبع ہے آج جو قومیں آباد ہیں وہ ٹیوٹانی، کلٹی اور دوسری نسلوں سے مخلوط ہیں اور اسکاٹ لینڈ، ویلز، آئرلینڈ اور امریکہ کا بھی یہی حال ہے۔ لیکن چونکہ انگریزی بولنے والی تمام قومیں سیاسی، تہذیبی اور ذہنی اعتبار سے کچھ زیادہ مختلف نہیں اس لئے معنوی حیثیت سے غلط استعمال ہونے کے باوجود یہ لفظ ان لوگوں کے لئے عام ہو گیا ہے۔

آرین ۔ سنسکرت کا لفظ ہے اور اس زبان کی پرانی کتابوں میں ان جنگجو لوگوں کیلئے استعمال کیا گیا ہے ۔ جو حضرت عیسیٰ کی ولادت سے تین ہزار سال قبل شمالی ہندوستان میں آباد تھے ۔ لیکن جرمنی کے ایک محقق فرائڈرش میکس ملر نے جو ۱۸۴۸ء سے ۱۹۰۰ء تک اکسفورڈ میں مقیم رہے اپنی تحقیقات کی بنا پر یہ نظریہ بیان کیا کہ عہد قدیم کے آرین نہ صرف وہ زبان ہی بولتے تھے جس سے یورپ اور ایشیا کی بیشتر موجودہ زبانیں مشتق ہیں بلکہ وہ اروالک (Urvolk) نسل کے آباواجداد بھی تھے ۔ جرمنی اور انگلستان کے قوم پرور اور جدت پسند مصنفین نے اس نظریہ کی بنیاد پر تصانیف کا سلسلہ شروع کر دیا اور اس طرح اس نظریہ نے ایک حقیقت ثابتہ کی حیثیت اختیار کر لی یہ بات تسلیم کی جانے لگی کہ آریہ قوم کے قافلے مستقبل کی تہذیب کی بنیاد ڈالنے کے لئے برف پوش کوہستان پامیر کو عبور کر کے نہ صرف ایران اور ہندوستان ہی تک پہونچے تھے بلکہ وہ روس کے وسیع میدانوں سے گذر کر یورپ میں بھی آئے تھے اور اس بات پر اتفاق کر لیا گیا کہ ان کو قدرت نے غیر معمولی خصوصیات کا حامل بنایا تھا اور آج جو قومیں "انڈویورپین" زبانیں بولتی ہیں وہ انہیں کی اخلاف ہیں ۔

بعد کی تحقیقات نے اگرچہ یہ بات واضح کر دی ہے کہ" انڈوپرشین " زبانیں بولنے والی قومیں بالکل الگ ہیں اور یورپ میں کوئی ایسا آرین قافلہ نہیں پہونچا جس کی وجہ سے اس ملک کی آرین قوموں کو یورپ کی آرین قوموں کے ساتھ وابستہ کیا جا سکے ۔ لیکن ایشیا اور یورپ میں آج بھی ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو اس دریافت کے باوجود بعض سیاسی مقاصد کے پیش نظر مذکورہ بالا نظریہ کی صحت پر زور دیتے ہیں ۔

جرمنی میں اس لفظ نے سیاسی اہمیت حاصل کر لی ہے اور اس کے ذریعہ سے نسلی جذبات کو مشتعل کر کے ان سے سیاسی مفاد حاصل کیا جاتا ہے ۔

اسمیگلی رِزْ (Edward Smiqly Rydz) پولینڈ کے فیلڈ مارشل ایڈورڈ سمیگلی رز ۱۸۸۶ء میں گلیشیا کے مقام پر پیدا ہوئے۔ اور عرصہ تک کاراکاؤ میں رنگ سازی کے ذریعہ کسب معاش کرتے رہے۔ ۱۹۱۴ء میں جب پلوڈسکی نے "پولش لیجن" کے نام سے پولینڈ کے باشندوں کی ایک جماعت قائم کی تو آپ اس میں شریک ہوگئے اور اپنے نام کے ساتھ لفظ "اسمیگلی" کا اضافہ کرلیا۔ پولینڈ کی زبان میں اس لفظ کا مطلب "برق" ہے۔

۱۹۱۷ء میں جب پلوڈسکی کو جرمنی میں گرفتار کر کے مقید کر دیا گیا تو آپ ان کے قائم مقام کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور جب ۲۰-۱۹۱۹ء میں پلوڈسکی پولینڈ میں ایک آزاد ریاست کے قیام اور روسی حملہ کو ناکام بنانے کی جدوجہد میں مصروف تھے تو اسمیگلی رز ہر طرح ان کی امداد کرتے رہے۔ اور آپ کو جنرل بنا دیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں جب مارشل پلوڈسکی کی زیر قیادت پولینڈ کی فوجی قوتوں نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اس پر قبضہ کرلیا تو اس موقعہ پر بھی آپ مارشل پلوڈسکی ہی کے معاون و مددگار رہے۔

۱۹۳۵ء میں مارشل پلوڈسکی کے انتقال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق آپ ان کے جانشین منتخب ہوئے اور آپ کو مارشل کا اعزاز دے کر پولستانی افواج کا انسپکٹر جنرل مقرر کر دیا گیا۔

مارشل اسمیگلی رز یورپ میں وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے ہٹلر کا مقابلہ کیا اور ۱۹۳۹ء میں جرمنی کے خلاف پولینڈ کی فوجوں کو لڑاتے رہے۔ لیکن جرمنی کی کامیابی کے بعد آپ اور دوسرے اعیان حکومت رومانیہ میں چلے گئے۔ جہاں آپ کو نظر بند کر لیا گیا۔ اور پیرس میں پولینڈ کی عارضی حکومت قائم ہو جانے کے بعد اس بنا پر کہ آپ نے اس شکست انجام لڑائی میں پولستانی فوجوں کی صحیح رہنمائی نہیں کی۔ آپ کو آپ کے عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔

اسمٹس۔ لفٹننٹ جنرل، رائٹ آنریبل جان کرسچین اسمٹس (Jan Christian Smuts)

جنوبی افریقہ کے موجودہ وزیر اعظم ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے اور جنوبی افریقہ کی جنگ میں برطانوی فوجوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ ۱۹۰۲ء میں جب "پریٹوریا" کے مقام پر مذکورہ بالا جنگ کے سلسلہ میں مجلس صلح منعقد ہوئی تو آپ بوئرز کی جانب سے بطور نمائندہ اس مجلس میں شریک ہوئے۔ اور برطانیہ اور بوئرز کے درمیان مصالحت کرا دینے کے بعد "مسٹر بوتھا" کے ساتھ جو جنوبی افریقہ کی مختلف ریاستوں کو متحد کر کے ایک آزاد "یونین" کی حیثیت سے انہیں برطانوی دولتِ مشترکہ کے ساتھ منسلک کر دینا چاہتے تھے شریک ہو گئے۔ اور ۱۹۱۰ء میں جب مسٹر بوتھا نے بحیثیت وزیر اعظم پہلی وزارت قائم کی تو آپ وزیر مالیات بنا دیئے گئے۔

جنگ عظیم کے دوران میں آپ "جرمن ایسٹ افریقہ" پر حملہ کرنے والی برطانوی فوجوں کے کمانڈر مقرر ہوئے اور ۱۹۱۷ء میں آپ کو "امپیریل وار کیبنٹ" میں شرکت کے لئے انگلستان بلا لیا گیا۔ اور آپ اختتام جنگ تک اسی جگہ رہے۔ آپ ورسلائے کے اجتماع صلح میں بھی شریک تھے۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد آپ جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم بنے اور برطانوی دولت مشترکہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے حامی اعتدال پسند قوم پروروں کی قیادت کرتے رہے۔

۱۹۲۴ء میں جنرل ہرٹزاگ (Hertzoq) کی تغیر پسند قومی تحریک ریڈیکل نیشنلسٹ موومنٹ (Redical Nationalist Movement) کی وجہ سے آپ کو مستعفیٰ ہو جانا پڑا۔ لیکن ۱۹۳۴ء میں جنرل ہرزاگ اور جنرل اسمٹس کی پارٹیوں میں سمجھوتہ ہو گیا۔ اور دونوں کے اشتراک عمل سے "یونائٹڈ ساوتھ افریقن نیشنل پارٹی" کا قیام عمل میں آیا جس کے بعد آپ کو نائب وزیر اعظم بنا دیا گیا۔

۱۹۳۹ء میں جب یورپ کی جنگ شروع ہوئی تو جنرل اسمٹس نے برطانیہ کے ساتھ

شمولیت کی حمایت کی لیکن جنرل ہرزاگ غیر جانبدار رہنے پر مصر تھے۔ جنوبی افریقہ کی ، پارلیمنٹ میں یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ ۶۷ کے مقابلہ میں ۸۰ آرا، سے کامیاب ہوئے۔ جنرل ہرزاگ کو مستعفیٰ ہو جانا پڑا۔ اور وزارت عظمیٰ کا قلمدان آپ کے سپرد ہوا۔

اسٹالن۔ جوزف وسارنووچ اسٹالن (Joseph Vissrionvitch Stalin)

اشتراکی روس کے دوسرے "ڈکٹیٹر" ۱۸۷۹ء میں علاقہ کاکیشیا کے ایک مقام طفلس کے قریب پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام جوزف ولی " (Joseph Villi) " ہے آپ کے والد جارجیا کے رہنے والے تھے اور پیشہ کے اعتبار سے جفت سازی کا کام کرتے تھے۔ آپ کے والدین آپ کو ایک " پادری " کی حیثیت میں دیکھنے کے خواہشمند تھے اس لئے آپ کو طفلس کے ایک مسیحی دارالعلوم میں تعلیم دلائی گئی۔ لیکن آپ کاکیشیا کے تیل کے چشموں میں کام کرنے والے مزدوروں کی مبنی بر اشتراکیت انقلابی تحریک میں شریک ہو گئے۔

آپ ۱۹۰۳ء یعنی بالشویک تحریک کے آغاز ہی سے اس میں شریک رہے ہیں اور اس تمام زمانہ میں زار کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو متعدد بار گرفتار ہو کر سائبیریا میں ایک جلاوطن کی حیثیت سے جانا پڑا ہے۔ مارچ ۱۹۱۷ء میں جب روس میں انقلاب برپا ہوا تو آپ پیٹرزبرگ چلے گئے۔ جہاں آپ کو لینن کے ماتحت قائم شدہ "کمیونسٹ پارٹی" کے شعبۂ سیاسیات کا ایک رکن اور "سوویٹ گورنمنٹ" میں اس محکمہ کا وزیر بنا دیا گیا۔ جو روس میں رہنے والی متعدد اقوام کے معاملات و مسائل کو طے کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اور ۱۹۱۹ء میں آپ "کمیونسٹ پارٹی" کی مرکزی مجلس کے سیکرٹری منتخب کئے گئے۔

جنوری ۱۹۲۴ء میں لینن کے انتقال کے بعد ان کی جانشینی کے مسئلہ پر ٹراٹسکی اور

اور آپ کے درمیان اختلاف برپا ہو گیا۔ ٹراٹسکی کی رائے تھی کہ روس میں اشتراکی انقلاب برپا ہو جانے کے بعد ہمیں اپنی انقلابی سرگرمیوں کو ختم نہیں کر دینا چاہئے بلکہ انہیں جاری رکھتے ہوئے تمام دنیا میں بیک وقت انقلاب برپا کر دینا چاہیئے۔ لیکن اسٹالن اس خیال سے متفق نہیں تھے اس کے برعکس ان کی رائے تھی کہ روس میں مزدوروں کی اشتراکی حکومت قائم ہو جانے کے باوجود ابھی ہم اسے اس درجہ مضبوط و مستحکم نہیں بنا سکے جو تمام دنیا میں بیک وقت انقلاب برپا کرنے کی ذمہ داریوں کا بار اٹھا سکے۔ اور کرۂ ارض کی ان سرمایہ دار طاقتوں کا مقابلہ کر سکے۔ جن کا اشتراکی روس کی مخالفت میں متحد ہو جانا یقینی امر ہے۔ اس لئے ہمیں سب سے پہلے روس کی واحد اشتراکی حکومت کے استحکام پر متوجہ ہو جانا چاہیئے۔ اس اختلاف کے نتیجہ میں ٹراٹسکی روس کو خیرباد کہدینے پر مجبور ہو گئے اور اسٹالن کو روس کی اشتراکی حکومت کا ڈکٹیٹر منتخب کیا گیا۔

ٹراٹسکی، اسٹالن کو ہمیشہ " غدار " کے لفظ سے یاد کرتے رہے۔ لیکن جہاں تک روس کا تعلق ہے اسٹالن کے مخالفین بھی اس امر کی تردید کی جرأت نہیں کر سکتے کہ اسٹالن کے دور اقتدار میں روس نے اقتصادی، معاشی اور سیاسی اعتبار سے نمایاں ترقی کی ہے اور وہاں سوشلزم پر کامل پابندی انہاک عزم و استقلال کے ساتھ عمل کیا جا رہا ہے۔ لیکن اسٹالن کے مخالفین کا خیال ہے کہ انھوں نے بین الاقوامی سیاسیات میں اس اصول کو پیش نظر نہیں رکھا۔

ایم اسٹالن اشتراکی حکومت میں کسی عہدہ پر فائز نہیں بلکہ تمام ضروری معاملات میں کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے حصّہ لیتے ہیں۔

انونو عصمت انونو (Inonu) جمہوریہ ترکیہ کے دوسرے صدر ۱۸۸۴ء میں بمقام سمرنا پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۳ء میں ترکی فوج میں شامل ہو کر ایک عہدہ دار مقرر ہوئے۔ کچھ

عرصہ کے بعد آپ کو "جنرل اسٹاف" میں شامل کر لیا گیا۔ اور جنگ عظیم میں شام کے محاذ جنگ پر ایک فوجی دستہ کے کمانڈر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔

جنگ عظیم کے خاتمہ پر جب مصطفےٰ کمال پاشا نے استخلاص وطن کے لئے جد وجہد شروع کی تو آپ نے ۱۹۱۹ء میں ان کے ساتھ شامل ہو کر "نیشنل آرمی" کو منظم کیا اناطولیہ کے علاقہ میں انونو کے مقام پر یونانی فوجوں کو شکست دی اور سقاریہ کی فیصلہ کن لڑائی میں کامیاب ہو کر جس نے ترکی کے دشمنوں کی ہمتوں کو شکستہ کر دیا تھا۔ سمرنا پر قبضہ کر لیا۔

۱۹۲۲ء میں جمہوریہ ترکیہ کے وزیر خارجہ مقرر ہوئے اور "لوزان کانفرنس" میں ترکی کی کامیابی، ایک بڑی حد تک آپ ہی کے تدبر اور ہوشمندی کی رہین منت ہے۔ ۱۹۲۳ء سے آپ مسلسل جمہوریہ ترکی کے وزیر اعظم مرحوم مصطفےٰ کمال کے مخلص دوست اور دست راست رہے ہیں۔ ۱۹۳۴ء میں جب ترکی میں غیر ترکی ناموں کو ترک کر دینے کی تحریک شروع ہوئی تو آپ نے مقام انونو پر ترکوں کی فتح کی یادگار کے طور پر "انونو" کا لفظ پسند کیا اور آپ عصمت انونو کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ۱۹۳۷ء میں آپ نے اپنے عہدہ سے استعفےٰ دیدیا، اور مستعفی ہونے کا سبب خرابی صحت بیان کیا گیا۔ لیکن اس وقت بعض سیاسی حلقوں میں آپ کے استعفے کو مصطفےٰ کمال اور آپ کے درمیان پیدا شدہ بعض اختلافات پر مبنی سمجھا گیا۔

اتاترک کے انتقال کے بعد ۱۱ر نومبر ۱۹۳۸ء کو آپ باتفاق رائے جمہوریہ ترکی کے صدر ادر ۲۷ر دسمبر کو ترکی کی واحد سیاسی جماعت "ری پبلکن پیپلز پارٹی" کے تاحیات قائد منتخب کئے گئے۔ آپ ترکی کو مرحوم مصطفےٰ کمال کے اختیار کردہ مسلک پر چلانے اور مغربی حکومتوں کے علاوہ اشتراکی روس کے ساتھ بھی خوشگوار تعلقات

قائم رکھنے کی حکمت عملی پر کاربند ہیں۔

اسٹینلی ۔ رائٹ آنریبل اولیور اسٹینلی (Oliver Stanley) ارل ڈربی کے فرزند ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ ایٹن اور اکسفورڈ میں تعلیم پائی۔ گذشتہ جنگ عظیم میں میجر کی حیثیت سے محاذ جنگ پر متعدد خدمات انجام دیتے رہے۔ جنگ کے بعد ۱۹۱۹ء میں وکالت کی سند حاصل کی۔ ۱۹۲۴ء میں قدامت پسند جماعت کی جانب سے برطانوی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور اس وقت سے مسلسل اس منصب پر فائز ہیں۔

آپ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۲۳ء تک "ہوم آفس" میں "انڈر پارلیمنٹری سیکریٹری" کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء کے درمیان وزیر "نقل وحمل" کے عہدہ پر فائز رہے۔ دوسرے سال آپ کو "لیبر منسٹر" مقرر کردیا۔ ۱۹۳۵ء سے ۱۹۳۷ء تک آپ تعلیمی بورڈ کے صدر رہے اور اس کے بعد ۱۹۳۹ء تک "بورڈ آف ٹریڈ" کے صدر۔

جنوری ۱۹۴۰ء میں جب مسٹر ہوربلیشا وزارت حرب کے عہدہ سے مستعفی ہوئے تو ان کی جگہ آپ کا تقرر عمل میں آیا۔

اسٹرلیسر ۔ ڈاکٹر اوٹو اسٹرلیسر (Dr. Otto Strasser) جرمنی میں ہرہٹلر کی مخالف تحریک "بلیک فرنٹ" (Black Front) کے بانی ہیں۔ آپ اپنے بھائی جارج کی معیت میں ۱۹۳۰ء تک ہرہٹلر کے ہمنوا اور "نازی پارٹی" میں اس جماعت کے رہنما تھے۔ جو اشتراکیت پسندوں کی معاون تھی لیکن ہرہٹلر کے "موافق سرمایہ داری" رویہ سے متاثر ہوکر ۱۹۳۰ء میں آپ نے "نازی پارٹی" سے قطع تعلق کرلیا۔ اور "ریولیوشنری نیشنل سوشلسٹ پارٹی" کے نام سے وہ جماعت قائم کی جو کچھ عرصہ کے بعد بلیک فرنٹ کے نام سے مشہور ہوگئی۔

۱۹۳۳ء میں جب ہرہٹلر برسر اقتدار آئے تو آپ کو جلا وطن کردیا گیا اور آپ "چیکوسلاواکیہ" اور "سوئٹزرلینڈ" میں رہ کر ہرہٹلر کی مخالفت کرتے رہے۔

(ب)

بنیش:۔ (Benes) پورا نام ایڈورڈ بنیش ہے۔ آپ ۲۵ مئی ۱۸۸۴ء کو بوہیمیا کے ایک مقام کورلین میں ایک چھوٹے سے چیک زمیندار کے یہاں پیدا ہوئے۔ پیرس میں تعلیم پاکر پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۰۹ء میں پراگ کے ایک کمرشل کالج میں پروفیسر ہوگئے۔ آپ نے سیاسی طور پر سب سے پہلے مراسکی کی اس خفیہ تحریک میں شمولیت اختیار کی جو آسٹریا کے خلاف جاری کی گئی تھی۔ جنگ عظیم کے آغاز کے بعد ۱۹۱۵ء میں آپ نے قانون کے خلاف سوئٹزرلینڈ کا سفر کیا اور رفتہ رفتہ مراسکی کے دست راست سمجھے جانے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ چیکوسلاک نیشنل کونسل کے جنرل سیکرٹری منتخب کرلئے گئے اور جب چیکوسلاواکیہ کی حکومت کی از سر نو تنظیم کی گئی۔ تو وزارت خارجہ کا منصب آپ کے سپرد کردیا گیا۔ اور ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۵ء تک آپ برابر اسی عہدہ پر فائز رہے۔ لیکن ۱۹۲۵ء میں جب مراسکی کے انتقال کے بعد آپکو چیکوسلاواکیہ کی جمہوری حکومت کا صدر منتخب کیا گیا۔ تو آپ اپنے پہلے عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔

چیکوسلاواکیہ کی وزارت خارجہ کے عہدہ پر فائز ہونے کے دوران میں ایک مرتبہ آپ کو وزیراعظم کے فرائض بھی انجام دینے پڑے۔ اور ستمبر ۱۹۲۱ء سے اکتوبر ۱۹۲۲ء تک آپ دونوں ذمہ داریوں کو نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ انگلستان اور چیکوسلاواکیہ کے درمیان خوشگوار تعلقات کے قیام کا سہرا بھی موصوف ہی کے سر ہے اور اگر ان تعلقات کے انجام سے قطع نظر کرلی جائے تو مغرب کی

جمہوریت پسند حکومتوں کی جانب ان کا طبعی رجحان ان کی جمہوریت دوستی اور جمہوریت پسندی کا حقیقی ترجمان تھا۔ انہوں نے ہنگری کی مستعمرانہ خواہشات کے خلاف "اتحاد اصغر" کے نام سے یوگوسلاویہ، رومانیہ اور چیکوسلاواکیہ کے مابین ایک "معاہدہ امداد و اعانت" بھی کیا تھا۔ اور آپ ہی کے زمانۂ صدارت میں چیکوسلاواکیہ اور روس کے مابین معاہدہ ہوا۔

سیاسی اعتبار سے آپ ایک صحیح الخیال جمہوریت پسند اور "چیک نیشنل سوشلسٹ پارٹی" کے رکن ہیں۔ یہ پارٹی مزدوروں اور متوسط الحال طبقات کی نمایندگی کرتی ہے اور اسی لئے چیکوسلاواکیہ کی وہ تمام جماعتیں جو خود کو "دائیں بازو" سے وابستہ کرتی ہیں اور بالخصوص "زمینداروں کی جماعتیں" ہمیشہ آپ کی مخالف رہی ہیں۔ ۱۸ر دسمبر ۱۹۳۵ء کو آپ چیکوسلاواکیہ کے صدر منتخب ہوئے اور آپ نے سب سے پہلے مراعات اور مصالحت کی حکمت عملی کے ماتحت اس ملک کی اقلیتوں کو مطمئن کرنے کا اہم کام شروع کیا لیکن اب اس کام کا وقت گذر چکا تھا۔

۵ر اکتوبر ۱۹۳۸ء کو میونچ کے معاہدہ کی تکمیل کے بعد آپ نے اپنے عہدہ سے استعفی دے دیا اور ۲۲ر اکتوبر کو چیکوسلاواکیہ سے چلے آئے چیکوسلاواکیہ سے چلے آنے کے بعد آپ نے چکاگو یونیورسٹی (امریکہ) میں متعدد تقریریں کیں اور جولائی ۱۹۳۹ء میں انگلستان آکر وہاں مقیم ہوگئے۔ موجودہ جنگ کے آغاز کے بعد آپنے اتحادیوں کے اشتراک عمل سے چیکوسلاواکیہ کو از سر نو آزاد کرانے کی تحریک شروع کی اور اب آپ اسی تحریک کی قیادت فرمارہے ہیں۔

بلم۔ فرانس کے سوشلسٹ رہنما ایم لیون بلم۔ ۹ر اپریل ۱۸۷۲ء کو بمقام پیرس ایک خوشحال خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے آبا و اجداد السّاس کے باشندے تھے لیکن اس خاندان

نے عرصہ دراز سے پیرس میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ قانون اور فلسفہ کی تعلیم پاکر وکالت شروع کردی لیکن آپ نے اپنے پیشہ کی مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ علمی مشاغل کو بھی جاری رکھا۔ اور آپ سیاست داں ہونے کے علاوہ ایک مصنف اور نقّاد کی حیثیت سے بھی متعارف ہیں۔ سیاسی اعتبار سے اپ نے اشتراکیت (سوشلزم) کو پسند فرمایا۔ اور ایم بریان اور جیورس کی معیت میں ایک روزانہ اخبار" لاہیومینٹ" جاری کیا۔ لیکن بعد میں یہ اخبار فرانس کے اشتمالیت پسندوں (کمیونسٹس) کے قبضہ میں چلا گیا۔

۱۹۱۴ء میں ایم پورے کے قتل کردئے جانے کے بعد ایم بلم فرانسیسی سینٹ (پارلیمنٹ) کے رکن منتخب ہوگئے۔ اور مختلف حلقہ ہائے انتخاب سے مسلسل منتخب ہوتے رہے۔

۴ رجون ۱۹۳۶ء کو آپ نے فرانس میں پہلی اشتراکیت پسند وزارت کی تشکیل فرمائی اور فرانس میں ترقی پذیر فسطائی تحریکات کو مسدود کر دیا۔ آپ کی وزارت نے ملکی نظم و نسق میں متعدد اصلاحات کیں جن میں مزدوروں کیلئے چالیس گھنٹہ کے ہفتہ کا تعین، حربی صنعتوں کو مشترکہ قومی ملکیت قرار دینا اور بنک آف فرانس کو حکومت کے ماتحت لے آنا خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ آپ کے منصب وزارت عظمیٰ پر فائز ہونے کے ڈیڑھ ماہ بعد ہسپانیہ میں خانہ جنگی کا آغاز ہوگیا۔ اور ہسپانیہ کی جمہوری حکومت نے فرانس کی جمہوری حکومت سے اسلحہ مہیّا کرنے کی درخواست کی۔ لیکن ایم بلم نے اس درخواست کو مسترد کرتے ہوئے اس خانہ جنگی میں غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن ہسپانیہ میں جنرل فرانکو کی مسلسل کامیابیوں، فرانس میں بعض سیاسی پیچیدگیوں کے ظہور اور بالخصوص مالی حکمت عملی کے غیر اطمینان بخش نتائج کی وجہ سے ایم بلم کی وزارت غیر مقبول ہوتی گئی۔ چنانچہ ۲۰ رجون ۱۹۳۷ء کو فرانسیسی سینٹ

نے ایم بلم کے جاری کردہ ہنگامی قوانین واحکام کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا اور آپ کو مستعفی ہوجانا پڑا۔ آپ کے بعد ایم شوتان نے تشکیل وزارت کا کام انجام دیا اور آپ اس نئی وزارت میں نائب وزیر اعظم کی حیثیت سے شریک رہے۔

۱۳ مارچ کو آپ دوبارہ فرانس کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ لیکن آپکی حکومت اندرونی مسائل اور بین الاقوامی پیچیدگیوں کو حل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی اور ۲۶ روز کے بعد آپکو دوبارہ اس عہدہ سے مستعفی ہونا پڑا۔ اور اس مرتبہ ایم دلادیر نے تشکیل وزارت کا کام انجام دیا۔ جرمنی کے مقابلہ میں فرانس کے حسرتناک انجام کے بعد جب مارشل پےتین کی حکومت نے فرانس کے سابق وزراء اور دوسرے رہنماؤں کے خلاف مقدمات قائم کرنے کا فیصلہ کیا تو اس فہرست میں ایم بلم کا نام بھی شامل تھا۔ لیکن اس کے بعد اس سلسلہ میں کوئی قابل ذکر اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

بورس (سوئم) بلغاریہ کے موجودہ حکمران کا نام ہے۔ بلغاریہ جنگ عظیم میں جرمنی کے ساتھ رہا تھا۔ اس لئے جنگ کے خاتمہ پر اسے بھی اتحادیوں کی تجویز کردہ شرائط صلح کو تسلیم کرنا پڑا اور ۱۹۱۹ء میں شاہ فرڈننڈ اوّل اپنے لڑکے بورس سوئم کے حق میں بلغاریہ کے تخت وتاج سے دست بردار ہوکر جرمنی چلے گئے۔ اور اب تک وہیں مقیم ہیں۔

شاہ بورس اس وقت اپنی عمر کی کم وبیش اڑتالیسویں منزل سے گذر رہے ہیں اور طبعًا نہایت خوش اخلاق، نیک خو، خاموش رہنے والے اور عزلت پسند واقع ہوئے ہیں۔ اور ان کی مذکورہ بالا خصوصیات کے مقابلہ میں یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ وہ بلغاریہ ایسے "حوادث خیز" ملک پر اتنے طویل عرصہ سے کس طرح حکومت کر رہے ہیں جرمنی کے ساتھ وابستگی کے علاوہ آپ کو اطالیہ کے ساتھ بھی اس لئے مستقل تعلق ہے کہ آپ کی اہلیہ ایک اطالوی شہزادی ہیں۔

باسکیوز (Basques) ہسپانیہ کے شمالی ساحل اور فرانس کے جنوبی مغربی علاقہ میں آباد ایک ایسی قوم کو کہتے ہیں جس کی زبان یورپ کی تمام مروجہ زبانوں سے بالکل مختلف ہے اس قوم کے افراد کی تعداد بیس لاکھ ہے ہسپانیہ کے رہنے والے باسکیوز عرصہ دراز سے ہسپانیہ کی زیرحمایت حکومت خوداختیاری کا مطالبہ کر رہے تھے۔ ہسپانیہ کی جمہوری حکومت نے ان کے اس مطالبہ کو تسلیم کر لیا۔ اور گذشتہ خانہ جنگی میں یہ قوم حکومت جمہوریہ کے دوش بدوش اس کے دشمنوں کا مقابلہ کرتی رہی لیکن جمہوری حکومت کی شکست کے بعد انہیں دوبارہ اس آزادی سے محروم ہو جانا پڑا اور جنرل فرانکو کی نیشنلسٹ حکومت نے انہیں ازسرنو ہسپانیہ کے ماتحت کر لیا۔ ہسپانوی باسکیوز کے علاقہ کا صدر مقام بلباؤ ہے اور اس شہر کے گردونواح میں خام لوہا بکثرت پایا جاتا ہے۔

بوس (Bose) سبھاش چندر بوس، ہندوستان کے انتہا پسند رہنما ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد رائے جانکی ناتھ بوس بہادر عرصہ تک کٹک میں سرکاری وکیل کے عہدہ پر فائز رہے تھے مسٹر بوس نے ابتدائی تعلیم کٹک ہی میں حاصل کی اور ۱۹۱۳ء میں "میٹرکولیشن" کے امتحان میں کامیاب ہو کر پریذیڈنسی کالج کلکتہ میں داخل ہو گئے۔ ابتدا میں آپ کو مذہب سے بہت زیادہ دلچسپی تھی۔ اور آپ نے تعلیم کے سلسلہ کو منقطع کر کے اپنے والدین اور دوسرے اعزا، واقارب کی لاعلمی میں کسی "گرو" کو تلاش کرنے کے لئے ہردوار، بندرابن، بنارس وغیرہ ایسے مقامات کا سفر بھی کیا تھا لیکن آپ کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور آپ واپس آ کر پھر کالج میں داخل ہو گئے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں کامیاب ہوئے لیکن کچھ عرصہ کے بعد طلباء اور اساتذہ کے درمیان ایک مناقشہ پیدا ہونے اور اس میں مسٹر بوس کو طلباء سے اسٹرائک کرانے کے الزام میں کالج سے نکال دیا گیا۔

۱۹۱۷ء میں آپ "اسکاٹش چرچز کالج" کلکتہ میں داخل ہو گئے اور دو سال کے بعد فلاسفی میں بی۔ اے کی سند حاصل کی اور اسی سال کے آخیر میں آپ انڈین سول سروس کا امتحان دینے کے لئے انگلستان چلے گئے۔ جہاں آپ نے کیمرج یونیورسٹی سے بی۔ اے کی سند حاصل کی اور انڈین سول سروس کے امتحان میں ممتاز حیثیت سے کامیاب ہوئے۔

یہ وہ یادگار زمانہ تھا جب ہندوستانی کامل یکجہتی اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ حصول حریت کی آئینی جدوجہد میں منہمک تھے اور وطن عزیز اپنے فرزندوں سے انتہائی ایثار اور قربانیوں کا مطالبہ کر رہا تھا۔ بنگال میں اس وقت آنجہانی سی۔ آر۔ داس قومی تحریکات کی قیادت کر رہے تھے۔ مسٹر بوس آئی سی۔ ایس سے مستعفی ہو کر حریت خواہان ہند کی صف میں شامل ہو گئے۔ اور ۱۹۲۱ء میں مسٹر سی۔ آر۔ داس کے قائم کردہ "بنگال نیشنل کالج" کے پرنسپل مقرر کئے گئے۔ ۱۹۲۱ء میں انہیں "نیشنل والنیٹر کورز" کا کپتان بنا دیا گیا لیکن چند روز کے بعد حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے چھ ماہ کیلئے اسیر زندان کر دیا۔

کانگریس کے اجلاس منعقدہ "گیا" میں جب مجالس قانون ساز میں شرکت کی قرارداد منظور ہو گئی تو آپ بنگال میں "سوراجسٹ پارٹی" کو کامیاب بنانے کی جدوجہد کرتے رہے اور آپ کو "سوراجسٹ پارٹی" کے ترجمان اخبار "فارورڈ" کا مدیر اعلیٰ بنا دیا گیا اپریل ۱۹۲۴ء میں آپ کلکتہ کارپوریشن کے "چیف اکزیکٹیو افیسر" مقرر کر دئے گئے لیکن چند ماہ کے بعد "بنگال آرڈیننس" کے نام سے ایک قانون منظور اور نافذ کر کے بنگال کی حکومت نے بہت سے نوجوانوں کے ساتھ ۲۵ ر اکتوبر ۱۹۲۴ء کو مسٹر سبھاش چندر بوس کو بھی گرفتار گرفتار کر کے بغیر مقدمہ چلائے نظر بند کر دیا۔

ابتداء میں آپ کو علی پور اور برہم پور میں رکھا گیا اور پھر مانڈلے (برما) بھیجدیا گیا جہاں قید تنہائی اور آب و ہوا کی ناموافقت کی وجہ سے آپ کو تپ دق کا عارضہ لاحق ہو گیا۔

اور آپ ۱۶ ارمئی ۱۹۲۷ء کو رہا کر دئے گئے ایک سال کے معالجہ کے بعد جب آپکی صحت کسی قدر درست ہوئی تو آپ پھر سیاسیات میں عملی حصہ لینے لگے اور کانگریس کے ۴۳ ویں اجلاس منعقدہ کلکتہ کے موقع پر آپ کو قومی رضا کاروں کا کمانڈر بنایا گیا۔

۱۹۲۷ء سے ۱۹۲۹ء تک آپ بنگال پراونشل کانگریس کمیٹی کے صدر، آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکریٹری اور آل پارٹیز کانفرنس کی نہرو کمیٹی کے رکن نیز ۱۹۳۱ء تک آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس کے صدر رہے آپکو ۱۹۳۰ء میں نو ماہ کی سزائے قید ہوئی اور آپکے دوران اسارت ہی میں آپکو کلکتہ کارپوریشن کا رکن منتخب کیا گیا جنوری ۱۹۳۱ء میں آپکو بنگال کے ایک مقام مالدہ میں یوم آزادی کی تقریب پر طلباء کے ایک جلوس کی رہنمائی کرتے ہوئے گرفتار کر لیا گیا اور چھ ماہ کے لئے جیل خانہ میں بھیجدیا گیا۔ آپ "گاندھی ارون پیکٹ" کے موقعہ پر رہا کر دئے گئے لیکن جنوری ۱۹۳۲ء میں آپ کو گرفتار کر کے بنگال آرڈیننس کی دفعہ کے ماتحت نظر بند کر دیا گیا۔ لیکن خرابی صحت کے باعث ۱۹۳۳ء میں رہا کر کے اقربا و احباب سے ملنے کی اجازت دئے بغیر آپکو بغرض علاج یورپ بھیجدیا گیا۔ لیکن انگلستان میں داخلہ کی اجازت نہیں دی گئی اسی اثناء میں آپنے ہندوستان کی جدوجہد ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۴ء تک "Indian Struggle 1920-34" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو انگلستان میں شائع ہوئی لیکن ہندوستان میں اسکی اشاعت ممنوع قرار دیدی گئی

دسمبر ۱۹۳۴ء میں جب ان کے والد شدید بیمار تھے تو انہیں دیکھنے کیلئے آپکو ہندوستان آنیکی اجازت دیدی گئی لیکن انکے انتقال کے بعد آپکو پھر ترک وطن کرنا پڑا۔ اس مختصر قیام کے دوران میں آپ اپنے مکان پر نظر بند رکھے گئے۔ اپریل ۱۹۳۶ء میں جب کانگریس کا سالانہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہو رہا تھا آپ ہندوستان واپس آئے اور فوراً ہی نظر بند کر دئے گئے اور مارچ ۱۹۳۷ء تک مسلسل نظر بند رکھے گئے۔

فروری ۱۹۳۸ء میں آپ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر منتخب ہوئے اور ایک سال کے بعد

کانگریس پر قابو یافتہ جماعت کی منشاء کے خلاف دوبارہ اس عہدہ پر فائز ہونے میں کامیاب ہوگئے لیکن اس مرتبہ کانگریس کے دائیں بازو کے تجربہ کار اور اعتدال پسند رہنماؤں نے آپکے ساتھ اشتراک عمل سے انکار کردیا اور آپکو اپریل ۱۹۳۹ء میں اس عہدہ سے مستعفی ہوجانا پڑا جسکے بعد آپنے کانگریس کے اندر فارورڈ بلاک کے نام سے ایک جماعت قائم کی اور آپکو اس جماعت کا صدر منتخب کیا گیا۔

۱۹۴۰ء کے وسط میں بلیک ہول آف کلکتہ کی یادگار کو ہٹا دینے کی تحریک کے سلسلہ میں بنگال کی حکومت نے آپکو پھر گرفتار کرکے نظربند کردیا لیکن خرابی صحت کی بناء پر آپ ۵ دسمبر ۱۹۴۰ء کو رہا کردیئے گئے

(پ)

پیڈرِوسکی۔ اِگنیسی پیڈرِوسکی (Iqnacy Paderewski) پولینڈ کے مشہور پیانو نواز اور مدبر ہیں۔ ۱۸۶۰ء میں پولینڈ کے ایک مقام کیوری لوکا میں پیدا ہوئے اور ۱۸۷۹ء میں "وارسا کنزرویٹری" میں بحیثیت سرود آموز ملازم ہوگئے۔ ۱۸۸۷ء میں انہیں ایک ماہر پیانو نواز کی حیثیت سے شہرت حاصل ہوئی اور ۱۹۰۹ء میں "وارسا کنزرویٹری" کے ڈائرکٹر مقرر کردئے گئے۔

جنگ عظیم کے دوران میں آپ مسلسل جرمنی کی مخالف تحریکات میں شامل رہتے ہوئے سوئٹزرلینڈ میں "پولش نیشنل ڈیموکریٹس" کی رہنمائی کرتے رہے آپ صدر ولایات متحدہ امریکہ مسٹر ولسن کو پولینڈ کی آزادی کے مسئلہ میں اپنا ہمخیال بنانے کے لئے ۱۹۱۵ء میں امریکہ بھی تشریف لے گئے۔ اور ۱۹۱۹ء میں جب پولینڈ میں جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آیا تو آپ وزیر اعظم کے منصب پر فائز کئے گئے۔ ورسلائے کے اجتماع صلح اور مجلس اقوام میں پولینڈ کی نمائندگی بھی آپ ہی نے کی تھی۔

۱۹۲۱ء میں آپ سیاسیات سے دست کش ہوگئے تھے۔ لیکن موجودہ جنگ کے

آغاز کے بعد آپ دوبارہ سیاسی میدان میں تشریف لے آئے اور پولینڈ کی شکست کے بعد فرانس میں "پولش نیشنل کونسل" کے نام سے جو عارضی حکومت قائم کی گئی تھی۔ آپ کو اس کا چیرمین منتخب کیا گیا۔ فرانس کے زوال کے بعد اس قسم کی تمام حکومتیں چونکہ انگلستان منتقل ہوگئی تھیں اس لئے "پولش نیشنل کونسل" کے ساتھ آپ بھی وہیں چلے گئے۔

پاس فیلڈ۔ آپ کا پورا نام سڈنی جیمز ویب ہے لیکن انگلستان میں جب کسی شخص کو "لارڈ" بنا دیا جاتا ہے تو اس کا اصل نام متروک سمجھ لیا جاتا ہے اور لفظ "لارڈ" کے بعد کسی مقام کے نام کا اضافہ کردیا جاتا ہے اور خطاب پانے والا اس مقام کا "لارڈ" سمجھا جاتا ہے۔ آپ مقام "پاس فیلڈ" کے لارڈ ہیں اور اسی لئے آپ کا موجودہ نام "لارڈ پاس فیلڈ" ہے۔ آپ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم پانے کے بعد انگلستان کے مزدوروں کی تحریکات میں حصہ لینے لگے اور اب آپ "فیبن سوسائٹی" سے وابستہ سیاسی مفکرین میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ سوشلزم کے داعی کارل مارکس کے نظریہ سے علیحدہ رہتے ہوئے برطانیہ میں اشتراکیت کے قیام کے لئے "تدریجی ارتقاء اشتراکیت" کے نظریہ کے داعی ہیں اور انگلستان کی "لیبر پارٹی" ۱۹۱۸ء سے اسی نظریہ کی حامی ہے۔

مسٹر ویب بہت سی مفید سیاسی کتابوں کے مصنف ہیں اور خوش قسمتی سے ان کی اہلیہ بئیٹرس ویب بھی ان کی ہم خیال اور ایک بلند معیار مصنفہ واقع ہوئی ہیں۔ آپ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۹ء تک برطانوی پارلیمنٹ میں مزدوروں کے نمائندہ کی حیثیت سے منتخب ہوتے رہے۔ ۱۹۲۴ء میں جب مسٹر میکڈانلڈ پہلی مرتبہ انگلستان کے وزیر اعظم بنے تو آپ کو بورڈ آف ٹریڈ" کا صدر بنایا گیا۔ اور جب مسٹر میکڈانلڈ کو

دوسری مرتبہ وزارت عظمیٰ کا منصب حاصل ہوا تو ۱۹۲۹ء سے ۱۹۳۱ء تک آپ "وزیر نوآبادیات" اوراس کے بعد تو زیر مقبوضات برطانیہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے ۱۹۲۹ء میں آپ کو "لارڈ" کا خطاب دیا گیا۔ اب آپ "لارڈ پاس فیلڈ" ہیں لیکن آپ کی اہلیہ اپنے نام کے ساتھ اس خطاب کو استعمال نہیں کرتیں۔

پاپن ۔فرنز وان پاپن (Franzvon Papen) مشہور جرمن مدبر اور ترکی میں جرمن سفیر ہیں۔ آپ جنگ عظیم کے ابتدائی زمانہ میں امریکہ میں مقیم جرمن سفیر کے فوجی مشیر تھے لیکن اس الزام کے ماتحت کہ آپ جنگ کا سامان بنانے والی امریکن فیکٹریوں کو تباہ کردینے کی سازش کررہے ہیں آپ کو امریکہ سے چلا آنا پڑا۔ جنگ عظیم کے اختتام پر آپ اپنی ریاست میں جو "سار" کے علاقہ میں ہے چلے آئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ نے جرمنی کی ایک سیاسی جماعت "کیتھولک سنٹر پارٹی" میں شریک ہو کر " ہیرن کلب " (Herren Klub) کے نام سے ایک ایسا گروہ تیار کیا جو ملک پر چند مخصوص امرا، اور شرفا، کی حکومت کا حامی تھا۔ اور اس گروہ نے اپنی سرگرمیوں سے جرمنی کے صدر ہنڈنبرگ کو متاثر کرکے انہیں ۱۹۳۲ء میں ایک ایسی وزارت کی تشکیل پر رضامند کرلیا جس کے صدر وان پاپن اور دیگر وزرا جرمنی کے امراء اور شرفا تھے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد جب ہٹلر کو عروج حاصل ہونا شروع ہوا تو وان پاپن مجلس وزرا کی صدارت سے مستعفی ہو کر ہٹلر کے ساتھ شریک ہو گئے۔ اور انہیں کامیاب بنانے کی کوشش کرنے لگے۔

جنوری ۱۹۳۳ء کے آخیر میں جب جرمنی کی وہ تمام سیاسی اور اقتصادی جماعتیں جو "دائیں بازو" سے وابستہ تھیں۔ نازی حکومت کے قیام پر متفق ہو گئیں تو وان پاپن نے ہٹلر کی مخالفت شروع کردی۔ اور ۳۰ رجون ۱۹۳۴ء کو ہٹلر کے حکم سے وان پاپن

کے تمام شرکارکار کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ لیکن وان پاپن سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ اور یہ بدستور ہر ہٹلر کی معیت میں کام کرتے رہے۔ متعدد سیاسی مہمات پر بھیجے جانے کے بعد آپ کو آسٹریہ میں جرمن وزیر مقرر کر دیا گیا۔ اور آسٹریہ کو جرمنی کے ساتھ ملحق کرنے کا لائحہ عمل بھی آپ ہی نے مرتب کیا اور اب گذشتہ دو سال سے ترکی میں بحیثیت جرمن سفیر مقیم ہیں۔

پیوس (Pius II) روم کے دوسوا دوسو بارہویں پاپائے اعظم۔ اس منصب پر فائز ہونے سے قبل آپ کا نام کارڈنل ایجینیو پیلی (Cardinal Eugenio Pacelli) تھا۔ لیکن اب پیوس دوازدہم ہے۔ آپ ۲ مارچ ۱۸۷۶ء کو پیدا ہوئے۔ تعلیم پانے کے بعد ۱۹۰۴ء سے ۱۹۱۴ء تک روم میں کلیسائی علوم کے پروفیسر رہے۔ اور اسی دوران میں جب ۱۹۱۲ء میں مذہبی حقوق کی تعین و تدوین کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا گیا تو اس کے سیکرٹری کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔

۱۹۱۷ء میں آپ کو سارڈس (Sardes) کا "برائے نام" آرچ بشپ[۵] مقرر کیا گیا۔ اور اسی سال آپ کو پاپائے اعظم کے نمائندہ کی حیثیت سے میونخ جانے کی عزت نصیب ہوئی آپ نے برلن میں ایک ایسا دفتر قائم کرنے کی تجویز پیش کی جو وہاں پاپائے اعظم کے پیش نظر مقاصد و خیالات کی تبلیغ و اشاعت کر سکے۔ یہ تجویز منظور ہوئی۔ اور اس کا ذمہ دار بھی آپ ہی کو قرار دیا گیا۔ اور ان کی مساعی سے جرمنی اور پاپائے اعظم کے درمیان خوشگوار اور مفید روابط قائم ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ کو پاپائے اعظم نے "کارڈنل سیکرٹری فار اسٹیٹ" مقرر کر کے روم واپس بلا لیا۔ اور آپ نازیت کے خلاف نہایت محتاط طرز عمل اختیار کرنے کے سلسلہ میں آنجہانی پاپائے روم پیوس یازدہم کے مشیر خاص سمجھے جاتے رہے۔

---

۵ ایسے مقامات و ممالک کیلئے جو مسیحی اقتدار کے دائرہ سے نکل جائیں۔ رومی کلیسیا کے مذہبی قوانین کے مطابق مذہبی عہدہ داروں کا انتخاب ہوتا رہتا ہے۔ اور یہ عہدہ دار "برائے نام" کہلاتے ہیں۔

پہیو یازدہم کے انتقال کے بعد آپ ۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو غیر معمولی عجلت کے ساتھ ان کے جانشین منتخب کئے گئے۔ اور آپ نے پہیو دوازدہم کا لقب اختیار کرلیا۔ آپ نے موجودہ جنگ کو روکنے کی بیحد کوشش کی لیکن آپ کامیاب نہ ہوسکے۔ آپ نے ۱۹۳۹ء میں "کرسمس" کی تقریب پہ جو پیغام دیا۔ اسمیں اس بات پر زور دیا تھا کہ "دنیا کی تمام چھوٹی بڑی قوموں کو آزاد رہنے کا حق حاصل ہے"۔

پےٹین۔ مارشل پے ٹن (Patain) ۲۴ مئی ۱۸۵۶ء کو کاشی لاٹور (Cavchy la Tour) میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں فوج کے چھوٹے چھوٹے عہدوں پر فائز رہے اور ۱۹۱۰ء میں کرنل بنا دیے گئے۔ جنگ عظیم کے دوران میں بہت سی فوجی خدمات انجام دیں ۱۹۱۵ء میں اراس "Arras" کے مقام پر جرمن افواج کا مقابلہ کرکے انہیں شکست دی جسکے بعد آپکو فرانس کے لشکر دوئم کا سپہ سالار بنا دیا گیا۔ ۱۹۱۶ء میں جرمنی کے ولیعہد نے جب ورڈون پر فوج کشی کا ارادہ کیا تو اس مقام کی حفاظت کا کام بھی آپ ہی کو سپرد کیا گیا اور آپکی ہوشمندی اور عسکری انتظامات کی بدولت یہ مقام محفوظ رہا اسی سال آپ کو فرانس کی مرکزی افواج کا سپہ سالار بنا دیا گیا اور ۱۹۱۷ء میں آپکو چیف آف اسٹاف (Chief of Staff) مقرر کردیا گیا۔ اور مئی ۱۹۱۷ء میں آپ فرانسیسی افواج کے سپہ سالار اعظم مقرر کردئے گئے۔ اور آپنے اس عہدہ پر رہتے ہوئے جنگی معاملات و مسائل میں جس مہارت و قابلیت کا ثبوت دیا فرانس اور اس کی اس عہد کی حلیف حکومتوں نے متعدد مواقع پر اس کا اعتراف کیا ہے۔

گذشتہ کچھ عرصہ سے آپ ہسپانیہ میں فرانسیسی قونصل کی حیثیت سے مقیم تھے۔ موجودہ جنگ کے آغاز میں آپ کو فرانس واپس بلاکر نائب وزیر اعظم کا منصب تفویض کیا گیا اور جب جرمنی کے مقابلہ میں فرانس کو شکست ہوئی تو ایم رینو کے مستعفی ہوجانیکے بعد آپ فرانس کے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور چند روز کے بعد آپ فرانس کے ڈکٹیٹر ہوگئے۔ فرانس کے وزیر اعظم ہوجانے کے بعد آپنے جرمنی اور اطالیہ کے ساتھ صلح کرلی اور اب آپ ہی کی قیادت میں فرانس "محوری طاقتوں" کی صف میں شامل ہوگیا ہے آپکی حکومت اس اعتبار سے کہ اس کا صدر مقام فرانس کا ایک شہر

وشی (Vichy) ہے۔ وشی گورنمنٹ" کہلاتی ہے۔ لیکن شاید اب یہ صدر مقام" مارسیلز" میں تبدیل ہو جائے۔

(ٹ)

تھائی سن۔ فرٹز تھائی سن (Fritz Thyssen) جرمنی میں لوہے کے کارخانوں کے ایک مشہور بانی" اگست تھائی سن" کے یہاں" بمقام میولہم" (روہر) ۱۸۷۳ء میں پیدا ہوئے اور اگست تھائی سن کے انتقال کے بعد" جرمنی کی صنعت آہن سازی" کے ۲۶ فیصدی حصہ کے مالک قرار دیے گئے۔ اور انہیں" جرمن اسٹیل ٹرسٹ کا چیرمین بنا دیا گیا۔ فرانس نے جرمنی سے جنگ عظیم کا" قرضۂ جنگ" وصول نہ ہونے کے باعث روہر پر قبضہ کیا تو انہیں گرفتار کرکے فوجی عدالت کے حکم سے قید کر دیا گیا۔ اور ان کا تمام کاروبار تباہ ہوگیا۔ ۱۹۳۳ء میں جب جرمنی میں نازیت کا اقتدار شروع ہوا تو جرمنی کی حکومت نے انہیں مالی امداد دے کر تباہ شدہ کاروبار کو از سر نو جاری کرنے کا موقعہ دیا۔ اور انہیں بہت سے اعزازی عہدوں پر فائز کرکے ان کے گذشتہ نقصانات کی تلافی کی کوشش کی۔ لیکن گذشتہ چند سال سے ہر ہٹلر اور تھائی سن کے درمیان اختلافات رونما ہو گئے تھے۔ جو ۱۹۳۹ء میں جرمنی اور روس کے درمیان معاہدہ ہو جانے کے بعد وسیع تر ہو گئے اور آپ جرمنی سے سوئٹزرلینڈ چلے گئے۔ جرمنی میں آپ کی تمام جائداد ضبط کرلی گئی ہے۔

ٹراٹسکی۔ لیو ڈیوڈووچ ٹراٹسکی (Leo-Davidovitch Trotasky) روس کے گذشتہ اشتراکی انقلاب کے ایک مشہور رہنما۔ ایک یہودی کاشتکار کے یہاں" بیل اسٹاک" کے مقام پر ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے۔ کیف (KIEFF) یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ اور روس کی انقلابی تحریک میں شامل ہوکر اسے کامیاب بنانے کے لئے جدوجہد شروع کردی۔

آپ کا بچپن کا نام لیوڈیوددوچ برونسٹن (Bronstein) تھا۔ لیکن آپ نے برونسٹن کو حذف کرکے ٹراٹسکی کا اضافہ کرلیا۔ ابتداءمیں آپ "روسی اشتراکیت پسندوں" کے اعتدال پسند گروہ "مین شوکس" کے ساتھ کام کرتے رہے لیکن رفتہ رفتہ آپ نے انقلاب کے متعلق اپنے ذاتی نظریات قائم کرلئے جن میں سے "مستقل انقلاب" "Permanent Revolution" کا نظریہ خاص طور پر مشہور ہے۔

آپ ۱۹۰۵ء کے ناکامیاب روسی انقلاب میں شامل تھے جس کی وجہ سے آپ کو جلاوطن کردیا گیا تھا۔ لیکن جلاوطنی کے باوجود لینن کے ساتھ آپ کے تعلقات برابر قائم رہے۔ ۱۹۱۶ء میں آپ کو کناڈا میں نظر بند کردیا گیا لیکن مارچ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد روس میں داخلہ کی اجازت مل گئی۔ اور آپ واپس آکر لینن کے ساتھ "بالشویک پارٹی" میں کام کرنے لگے۔ اکتوبر کے مشہور انقلاب میں آپ کی دماغی اور عملی کاوشوں اور محنتوں کو بڑا دخل حاصل ہے۔ نومبر ۱۹۱۷ء میں پیٹرزبرگ کے مقام پر جو انقلابی ہنگامہ برپا ہوا اس کی ترتیب وتنظیم اور قیادت آپ ہی نے کی تھی۔ جس کے بعد آپ کو وزیر حرب بنا دیا گیا آپ نے "سرخ فوج" (Red Army) کے نام سے وہ مشہور فوج قائم کی جس نے آج بین الاقوامی عسکری حلقوں میں ایک ممتاز حیثیت حاصل کرلی ہے۔ اور جب انقلاب کے بعد روس میں "خانہ جنگی" برپا ہوئی تو آپ ہی نے مزدوروں کی "سُرخ فوج" کی قیادت کرکے اس فتنہ کو فرو کیا۔

کچھ عرصہ کے بعد "کیمونسٹ پارٹی" کے جنرل سیکریٹری اسٹالن اور آپ کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے بعد ۱۹۲۴ء میں جب لینن کا انتقال ہوگیا تو اسٹالن نے آپ کو قیادت ورہنمائی کے منصب سے معزول کردیا۔

۱۹۲۵ء میں آپ کو وزیر جنگ کے عہدہ سے مستعفی ہوجانا پڑا۔ آپ کو کاکیشیا

میں جلاوطن کردیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو روس میں داخلہ کی اجازت دے دی گئی لیکن جب ۱۹۲۷ء میں آپ کی حمایت میں عام مظاہرے ہوئے تو آپ کو ترکی میں جلاوطن کردیا گیا۔ اور آپ قسطنطنیہ کے قریب ایک جزیرہ پرنک پو (Prinkipo) میں مقیم ہوگئے ۱۹۳۳ء میں آپ فرانس گئے اور وہاں سے ناروے، ناروے میں آپ ۱۹۳۶ء تک مقیم رہے لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ روسی حکومت کے اصرار پر ناروے کی حکومت نے آپ کو وہاں مستقل قیام کی اجازت نہیں دی۔ اور آپ ۱۹۳۶ء میں میکسیکو چلے گئے۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک وہیں مقیم رہے۔ ۲۰ اگست ۱۹۴۰ء کو فرانس کے ایک یہودی فرینک جاکسن نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ اور دو روز کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔

لیو ٹراٹسکی، اسٹالن کے ساتھ اختلاف پیدا ہو جانے کے بعد ہمیشہ انہیں "غدار" کے نام سے یاد کرتے رہے اور اس امر کی کوشش کرتے رہے کہ "سوشلسٹ ورکرز پارٹی" امریکہ اور "ریولیوشنری ورکرز لیگ" انگلستان کو متحد کرکے "فورتھ انٹرنیشنل" قائم کریں۔ ان کا خیال تھا کہ "اسٹالن کا موجودہ طرز عمل لینن کے مطمح نظر کے خلاف ہے اور انقلاب روس کو محدود کردینے کی بجائے اسے عالمگیر بنانے کی ضرورت ہے۔ نیز اسٹالن کی حکمت عملی رفتہ رفتہ روس کو بین الاقوامی تحریکات سے الگ کردیگی۔ لیکن ٹراٹسکی کے اس نظریہ کے باوجود ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں ان کے مقلدین نے ہر موقعہ پر جنرل فرانکو کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔

(ج)

جارج دوئم (George II) یونان کے بادشاہ ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران میں جب یونان کے جمہوریت پسند رہنما وینزیلا کی کوششوں سے یونان اتحادیوں کے ساتھ

شریک ہوگیا تو آپ کے والد شاہ قسطنطین جو جرمنی کے حامی تھے یونان سے چلے گئے تھے۔ لیکن ۱۹۲۰ء میں دوبارہ واپس آکر انہوں نے ترکی کے خلاف لڑائی شروع کردی۔ لیکن شکست پانے کے بعد ۱۹۲۲ء میں تخت و تاج سے دست بردار ہو کر پھر یونان سے چلے گئے۔ اوران کی جگہ جارج دوم تخت نشین ہوئے۔ لیکن ترکی کے مقابلہ میں یونان کو جو شکست حاصل ہو چکی تھی اس نے یونان کے "شہنشاہیت پسندوں" کے اقتدار کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ جو مسلسل کوششوں کے باوجود اس وقت بحال نہ ہوسکا۔ اور ایک ہی سال کے بعد جارج دوم کو حکومت سے دست بردار ہوجانا پڑا۔ اور آپ ایک جلاوطن کی حیثیت سے لندن کے ایک ہوٹل میں رہنے لگے۔

۱۹۳۲-۳۳ء میں یونان کے "انتخابات عمومی" کے موقعہ پر "جمہوریت پسندوں" کے مقابلہ میں "شہنشاہیت پسندوں" کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اور ۱۹۳۵ء میں جارج دوم از سرنو یونان کے بادشاہ بنائے گئے۔ جارج دوم ڈیوک آف کنٹ کی اہلیہ شہزادی میرینا کے چچازاد بھائی ہیں۔ اوراس طرح آپ کا رشتہ "ونڈسر" کے شاہی خاندان سے مل جاتا ہے برطانوی حکومت ہمیشہ جارج دوم کو یونان پر حکمران دیکھنے کی خواہشمند رہی ہے۔

جارج ششم (George VI) شاہ انگلستان۔ آپ جارج پنجم آنجہانی کے دوسرے صاحبزادہ ہیں۔ ۱۴ دسمبر ۱۸۹۵ء کو "سنڈرنگھم" کے مقام پر پیدا ہوئے۔ برطانوی بحری فوج میں متعدد خدمات انجام دیں۔ جٹلینڈ کی لڑائی میں شریک ہوئے ۱۹۲۰ء میں ڈیوک آف یارک (Duke of York) کا اعزاز حاصل کیا۔ اور ۲۶ اپریل ۱۹۲۳ء کو ارل آف اسٹرتھ مور کی صاحبزادی "الزبتھ" کے ساتھ شادی کرلی۔

۱۰ دسمبر ۱۹۳۶ء کو اپنے برادر بزرگ شاہ ایڈورڈ ہشتم کے دست بردار ہو جانے

کے بعد آپ انگلستان کے بادشاہ قرار پائے۔ اور ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء کو "ویسٹ منسٹر ایبے" میں تاج پوشی کی رسم ادا ہوئی۔ آپ اور آپ کی ملکہ جولائی ۱۹۳۹ء میں کناڈا۔ ولایات متحدہ امریکہ اور جزائر نیوفاؤنڈلینڈ کی سیاحت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور کم وبیش دو ماہ تک ان ممالک میں سیاحت کرتے رہے۔ تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا جب آپ انگلستان کے حکمران کی حیثیت سے کناڈا کی پارلیمنٹ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور بعض قوانین کی منظوری عطا فرمائی۔ آپ کے کوئی لڑکا نہیں محض دو لڑکیاں ہیں۔ جن میں سے بڑی صاحبزادی شہزادی الزبتھ ولیعہد سلطنت ہیں۔

(چ)

چرچل۔ ونسٹن لیونارڈ اسپنسر چرچل (Winston Leonard Spencer Churchill) برطانیہ کے موجودہ وزیر اعظم اور موجودہ جنگ میں برطانوی قوم کے معتمد علیہ مسٹر چرچل ۳۰ نومبر ۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد لارڈ رینالف انگریز تھے۔ اور والدہ امریکن۔ انہوں نے ہیرو (Harrow) اور سنڈ ہرسٹ میں تعلیم حاصل کی اور ۱۸۹۵ء میں فوج میں شامل ہوکر ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۹ء میں دو "نوآبادیاتی" لڑائیوں یعنی مالاکنڈ اور تیراہ میں شریک رہے۔ اس کے بعد اخبار مارننگ پوسٹ کے جنگی نامہ نگار کی حیثیت سے جنوبی افریقہ کی جنگ میں شریک ہوئے۔ جہاں "بوئرز" (Boers) نے انہیں گرفتار کرلیا۔ لیکن یہ کسی نہ کسی طرح قید خانہ سے بھاگ آئے۔

سن ۱۹۰۰ء میں یہ ایک قدامت پسند کی حیثیت سے برطانوی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد لبرل پارٹی میں شریک ہوگئے۔ ۱۹۰۵ء میں انہیں "نوآبادیات کا انڈر سیکریٹری" مقرر کیا گیا۔ اور انہوں نے افریقہ میں دفاعی حکمت عملی کی

توسیع کے لئے جدوجہد شروع کردی۔ ۱۹۰۸ء میں انہیں بورڈ آف ٹریڈ کا صدر بنایا گیا۔ جہاں انہوں نے بعض اہم قوانین کی تاسیس کے باعث غیر معمولی شہرت وقبولیت حاصل کی۔

۱۹۱۲ء میں رکن امور داخلہ کی حیثیت سے مسٹر چرچل نے آئرلینڈ کے "ہوم رول بل" کی پرزور حمایت کی جس کے بعد انہیں محکمہ بحر کا پہلا لارڈ (First Lord of The Admiralty) بنا دیا گیا۔ اور ان کے زمانہ میں اس محکمہ میں بہت سی اصلاحات عمل میں آئیں۔ اسی زمانہ میں جنگ عظیم برپا ہوگئی اور بحری افواج کے سلسلہ میں ان کی بہت سی تجاویز نامکمل رہ گئیں۔ دوران جنگ میں مسٹر چرچل نے مشرقی محاذ جنگ اور دانیال کے متعلق نہایت اہم نظرئے پیش کئے۔ لیکن افواج اور سامان حرب کی قلت کے سبب سے یہ نظرئے حقیقت کی شکل اختیار نہ کرسکے۔

۱۹۱۷ء میں برطانوی کابینہ (Cabanit) کی رکنیت سے مستعفی ہوجانے کے بعد مسٹر چرچل فوجی خدمات انجام دینے کے لئے فرانس پہونچے اور ایک فوج کے کرنل مقرر ہوگئے ۱۹۱۷ء میں اس زمانہ کے برطانوی وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج نے انہیں واپس بلا کر "سامان حرب کا وزیر" بنا دیا ان کی اس عہد کی خدمات نہایت اہم اور قابل وقعت تصور کی جاتی ہیں۔ مسٹر چرچل ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۱ء تک "وزیر جنگ" اور "وزیر فضائیات" کے مناصب پر فائز رہے اور ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۳ء تک "وزارت نوآبادیات" کے عہدہ پر۔ اسی زمانہ میں آپ نے مخالف اشتراکیت کی حیثیت سے شہرت حاصل کی، ان کے خیالات کی وجہ سے لبرل پارٹی ان سے متنفر ہوگئی اور انہیں انتخابات عمومی میں شکست ہوئی۔ اس شکست کے بعد انہوں نے اپنی سیاسی مصروفیتوں سے کنارہ کش ہوکر اپنی مشہور کتاب "موی ورلڈ کرائسس" (The World Crisis) یعنی "عالمگیر جمود" لکھی۔

۱۹۲۴ء میں آپ دوبارہ سیاسی میدان میں آئے۔ اور بحیثیت ایک قدامت پسند کے اپنی پرانی نشست پر دوبارہ پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہوگئے۔ مسٹر بالڈون کے زمانۂ وزارت عظمیٰ میں مسٹر چرچل "چانسلر آف ایکس چیکر" (Chancellor of The Exchequer) کے منصب پر فائز تھے۔ اور سونے کا متنزلزل معیار انہیں کے زمانہ میں دوبارہ قائم ہوا۔

۱۹۳۰ء سے موجودہ جنگ کے آغاز تک مسٹر چرچل کسی عہدہ پر فائز نہیں رہے۔ لیکن اس زمانہ میں ان کو امور خارجہ سے بے حد دلچسپی رہی ہے۔ اس سلسلہ میں ان کی تقاریر اور مقالات اور ان کے نتائج نے ایک مرتبہ پھر اس حقیقت کو ثابت کردیا کہ مسٹر چرچل امور خارجہ میں کس قدر دوربین واقع ہوئے ہیں۔ ۱۹۳۳ء تک وہ فرانس کو غیر مسلح کردینے کے شدید مخالف رہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ جرمنی کی جائز شکایات کے ازالہ کے حامی بھی تھے۔

۱۹۳۳ء میں جب جرمنی میں نازیت نے اقتدار حاصل کیا تو انہوں نے قبل از وقت ہی ان تمام خطرات کو واشگاف کردیا تھا جو آج درپیش ہیں۔ اور ان کی رائے تھی۔ کہ برطانیہ پورے طریقہ پر مسلح ہوجائے بالخصوص وہ فضائی اسلحہ بندی کے نہایت شدید حامی تھے۔

ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں مسٹر چرچل نے برطانوی غیر جانبداری کی حمایت کی۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح جنگ تمام یورپ میں نہ پھیل سکے گی۔ نازیت کی ترقی کے ساتھ ہی اس کے خلاف مسٹر چرچل کا جذبۂ نفرت بھی تیز ہوتا گیا۔ مسٹر چرچل نے وسطی یورپ میں جرمنی کے توسیع سلطنت اور ہٹلر کے عالمگیر اقتدار حاصل کرنے کے ارادوں کو پہلے ہی بے نقاب کردیا تھا۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے برطانیہ کے سابق وزیر اعظم

مسٹر چیمبرلین کی اس حکمت عملی کی شدید مخالفت کی جو وہ ہر ہٹلر کے مقابلہ میں اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور مسٹر ایڈن اور ڈف کوپر کی معیت میں میونخ کے میثاق سے اختلاف کا اظہار کیا۔

موجودہ جنگ کے شروع ہوجانے کے بعد انہیں محکمہ بحر کا پہلا لارڈ مقرر کیا گیا اور ناروے کی مہم کے افسوسناک انجام کے بعد جب مسٹر چیمبرلین وزارت عظمیٰ کے منصب سے دست کش ہونے پر مجبور ہو گئے تو مئی ۱۹۴۰ء میں اس ذمہ داری کا بار مسٹر چرچل پر ڈالا گیا۔

چیانو۔ کاونٹ گلیزو چیانو (Count Galeazzo Chiano) اطالیہ کے وزیر خارجہ ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک بحری افسر تھے۔ لیکن اطالیہ کے کسی شعبۂ حکومت میں وزیر بھی رہ چکے تھے۔ آپ نے جنوبی امریکہ اور چین میں بعض اہم سیاسی خدمات انجام دیں اور آپکے والد اطالیہ کے چیمبر آف ڈپیٹیز "Chamber of Deputies" کے صدر منتخب ہوگئے۔ آپ نے ۱۹۳۰ء میں مسولینی کی صاحبزادی سے شادی کرلی اور اسی روز سے سیاسیات میں آپ ایک ممتاز فرد کی حیثیت سے نظر آنے لگے۔ اور اسی سال آپ "وزیر نشر و اشاعت" بنادئے گئے۔

ابی سینیا اور اطالیہ کی لڑائی میں آپ ڈسپریٹ (Desperata) نامی ہوائی جہازوں کے دستہ کے کمانڈر تھے۔ جہاں سے واپسی پر آپ کو وزیر خارجہ کے عہدہ پر مامور کیا گیا۔ اور آپ ہی کی جد و جہد سے ۱۹۳۷ء میں اطالیہ "انٹی کمنٹرن پیکٹ" میں شامل ہوا۔ اور آپ ہی کی کوششوں کی بدولت ۱۹۳۹ء میں جرمنی اور اطالیہ کے مابین "معاہدہ اتحاد و اعانت" کی تکمیل ہوئی۔ آپ "محوری حکومتوں" کی متحدہ حکمت عملی کے حامی ہیں۔

چیمبرلین۔ مسٹر نیول چیمبرلین (Neville Chamberlain) ۱۸۶۹ء میں بمقام برمنگھم (Birmingham) پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والد مسٹر جوزف چیمبرلین (Joseph Chamberlain) ایک مشہور قدامت پسند سیاست داں تھے۔ آپ نے رگبی (Roqhby) اور میسن (Mason) کالج برمنگھم میں تعلیم پائی۔ ابتدا میں آپ کو پیچ سازی کی صنعت سے شغف رہا۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں برمنگھم کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۱۵ء میں برمنگھم ہی کے لارڈ میئر منتخب کر لئے گئے۔

۱۹۱۶ء میں مسٹر لائڈ جارج نے انہیں شعبۂ ملازمت قومی (National Services) کا ڈائرکٹر مقرر کیا۔ لیکن اس سلسلہ میں انہوں نے جو تجاویز پیش کیں حکومت کی جانب سے انہیں منظور نہ کئے جانے کی وجہ سے آپ ۱۹۱۷ء میں اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۱۸ء میں انہیں برمنگھم کے ایک حلقۂ انتخاب "لیڈی وڈ" سے بحیثیت ایک قدامت پسند برطانوی پارلیمنٹ کا رکن منتخب کیا گیا۔ ۱۹۲۲ء میں پوسٹ ماسٹر جنرل مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۲۳ء میں محکمہ حفظان صحت کا قلمدانِ وزارت ان کے سپرد کر دیا گیا۔

برمنگھم کے لارڈ میئر کی حیثیت سے آپ نے "مسئلہ رہائش" کے متعلق جو اہم تجربات و معلومات حاصل کی ہیں ان کی بنا پر ۱۹۲۳ء میں آپ ہی کی محنت و کاوش کی بدولت انگلستان کا "قانون رہائش" (Housing Act) مرتب و منظور ہوا۔ ۱۹۲۴ء میں آپ "مسئلہ رہائش" کے متعلق اپنی تجویز کی تکمیل کے لئے دوبارہ وزارت محکمہ صحت پر واپس آ گئے۔ لیکن ۱۹۳۱ء میں آپ کو دوبارہ محکمہ خزانہ کا صدر بنایا گیا۔

مسئلہ رہائش کو حل کرنے کے علاوہ آپ دوسرے معاشی امور کے ساتھ بھی دلچسپی کا اظہار کرتے رہے۔ ۱۹۲۶ء میں "ریٹنگ اینڈ ویلوایشن ایکٹ" کے نام سے انگلستان میں جو قانون بنا وہ بھی آپ کی مساعی کا نتیجہ تھا۔ اور آپ ہی کی جدوجہد کی بدولت

بیواؤں اور یتیموں کو حکومت کی جانب سے وظائف دئے جانے کی تجویز منظور ہوئی ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو جب برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر بالڈون مستعفی ہوگئے۔ تو وزارت عظمیٰ کا قلمدان آپ کے سپرد کیا گیا اور ۳۱ اگست ۱۹۳۷ء کو انگلستان کی قدامت پسند جماعت یعنی (Conservative Party) نے متفقہ طور پر آپ کو اپنا "قائد" منتخب کیا۔

وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہو جانے کے بعد مسٹر چیمبرلین نے برطانوی روایات کے خلاف اپنی خارجی حکمت عملی (Foreign Policy) خود وضع کی جسے "اپیزمنٹ پالیسی" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہر ہٹلر اور مسولینی آہستہ آہستہ اپنے سیاسی اقتدار اور حدود سلطنت کو وسیع تر کرتے جا رہے تھے۔ اطالیہ نے ابی سینیا میں جنگ شروع کر دی تھی۔ ہر ہٹلر نے آسٹریا کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا تھا اور ہسپانیہ میں خانہ جنگی برپا تھی۔

مسٹر ایڈن وزیر خارجہ اس امر پر مصر تھے کہ ہر ہٹلر اور مسولینی کی یہ پیش قدمیاں اس وقت تک تک مسدود نہیں کی جا سکتیں جب تک برطانوی حکومت کی جانب سے قوت کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔ لیکن مسٹر چیمبرلین ہر ہٹلر اور مسولینی کو خوش رکھکر انہیں بین الاقوامی صلح و آشتی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ نے مسٹر ایڈن کو ان کے عہدہ سے سبکدوش کر دیا۔ البانیہ پر اطالیہ کے قبضہ کر لینے پر خاموش رہے۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں ہر ہٹلر اور مسولینی غیر جانبداری کے مدعی ہونے کے باوجود جنرل فرانکو کی جس طرح امداد کرتے رہے آپ نے اس پر کبھی احتجاج نہیں کیا۔ اور سب کے بعد میونخ میں جا کر خود ہر ہٹلر کے لئے وہ راہ کشادہ کر آئے جس پر گامزن ہو کر انہوں نے چیکوسلاواکیہ کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا۔

مسٹر چیمبرلین دراصل اس امر کے خواہشمند تھے کہ یورپ کے ان فسطائیت پسند آمرین کو جس طرح بھی ہو اشتراکی روس کے ساتھ متصادم کرا دیا جائے۔ اور اس طرح

اس تباہ کن طوفان کا رخ مغربی یورپ کی بجائے روس کی جانب پھیر دیا جائے۔ لیکن آپ کو اس مقصد میں کامیابی نہ ہو سکی۔ اور ۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو آپ ہی کی حکومت کو جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کرنا پڑا۔ اور اسی جنگ کے دوران میں جب ناروے میں فلینڈرز کے مقام پر برطانوی فوجوں کو ہزیمت ہوئی اور انہیں شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے تو آپ کو مئی ۱۹۴۰ء میں اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جانا پڑا۔ لیکن آپ کو اراکین کابینہ میں شامل رکھا گیا۔ چند ماہ کے بعد آپ اپنے اس نئے عہدہ سے مستعفی ہو کر عزلت نشین ہو گئے اور نومبر ۱۹۴۰ء میں چند روز بیمار رہ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

چیانگ کائی شیک (Chianq ki-Shek) چین کے حریت پسند قومی رہنما اور افواج چین کے سپہ سالار اعظم ۱۸۸۸ء میں چیکیانگ (Chekianq) کے ایک مقام "فنگھو" (Fenqhua) میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۷ء کے انقلابات چین میں عملی حصہ لیتے رہے اور چین کے قوم پرور ترقی پسندوں کی جماعت "کومن ٹانگ" (Ko min Tanq) میں شامل ہو کر ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۲ء تک ڈاکٹر سن یاٹ سین کے عملہ میں شریک رہے۔ ۱۹۲۳ء میں فوجی تربیت و تعلیم حاصل کرنے کے لئے ماسکو کی "ملٹری اکاڈمی" میں داخل ہو گئے۔ اور ۱۹۲۴ء میں آپ کو کینٹن (Cantan) کے قریب "ھمپو" میں چینی عسکری تربیت گاہ کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا۔ آپ نے وہاں کے طلباء پر مشتمل ایک ایسی فوج منظم کی جو جنگ کے نئے طریقوں سے بخوبی واقف تھی اور ۱۹۰۵ء میں اسی فوج کی امداد سے جنوبی چین کے باغی سرداروں کو شکست دی۔

ڈاکٹر سن یاٹ سین کے انتقال کے بعد آپ ان کی جگہ "کومن ٹانگ" کے رہنما منتخب ہوئے۔ اور آپ نے چینی اشتمالیت پسندوں کے ساتھ ملکر استخلاص وطن کے لئے جدوجہد جاری رکھی۔ آپ چین کے "جنرلاسمو" (Generalissimo) قرار پائے۔

۱۹۲۶ء میں شنگھائی پر قبضہ کرلیا۔ مارچ ۱۹۲۷ء میں اشتمالیت پسندوں سے قطع تعلق کرکے شنگھائی میں ان کے قتل عام کا حکم دے دیا اور نانکنگ (Nanking) میں اپنی ذاتی حکومت قائم کرکے اشتمالیت پسندوں کی موافق "کومن ٹانگ" کی حکومت کی مخالفت شروع کردی لیکن کچھ عرصہ کے بعد نئی اور پرانی حکومتوں کے درمیان مصالحت ہوگئی۔ دونوں نے آپ کی رہنمائی کو تسلیم کرلیا۔ اور آپ نے شمالی چین کی تسخیر کی مہم شروع کردی۔

۱۹۲۸ء میں آپ نے مارشل چیانگ ٹسولین (Chang Tsolin) کو شکست دیکر چین کے طول و عرض میں اپنی حکومت تسلیم کرادی اور آپ اس حکومت کے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ لیکن یہ عہدہ برائے نام تھا اور دراصل آپ کی حیثیت ایک آمر مطلق (Dictator) کی تھی۔ مگر چینیوں کی باہمی کشمکش بدستور جاری رہی اور نانکنگ "Nanking" کی اشتمالی (Communist) اور "بائیں بازو" سے تعلق رکھنے والی دوسری جماعتوں پر مشتمل حکومت آپ کی مخالفت کرتی رہی۔ جس کی وجہ سے ۱۹۳۱ء میں آپ مستعفی ہوگئے لیکن ۱۹۳۲ء میں دوبارہ وزیراعظم بن کر اشتمالیت پسندوں کے ساتھ جنگ شروع کردی۔ اس زمانہ میں جاپان نے منچوریا (Manchuria) پر قابض ہوکر شنگھائی پر حملہ شروع کردیا تھا۔ آپ نے جاپان کے ساتھ مفاہمت کرلی۔ ۱۹۳۶ء میں آپ کے ایک مخالف جنرل "چیانگ شوش لیانگ" (Chaq-Hsueh-Liang) نے آپ کو گرفتار کرلیا لیکن مفاہمت باہمی کی بناء پر آپ رہا کردیئے گئے۔

جولائی ۱۹۳۷ء میں جب جاپان نے چین کے خلاف جنگ شروع کردی تو آپ اپنے اپنے عہدہ سے مستعفی ہوکر ہمہ تن جاپان کے مقابلہ میں مصروف جنگ ہوگئے۔ آپ کی اہلیہ "میڈم چیانگ کائی شیک" بھی اپنا تمام وقت قومی تحریک کو کامیاب بنانے میں

صرف کرتی ہیں۔ میڈم چیانگ کائی شیک کی ایک ہمشیرہ ڈاکٹر سن یاٹ سین کی منکوحہ ہیں۔ اور دوسری قومی حکومت کے وزیراعظم ڈاکٹر کنگ (Kunq) کی رفیقۂ حیات ہیں۔ مارشل چیانگ کائی شیک کی رہنمائی میں چین قابل تحسین عزم و استقلال کے ساتھ جاپانی حملہ آوروں کا مقابلہ کر رہا ہے۔

خان عبدالغفار خاں۔ خان عبدالغفار خان جو "سرحدی گاندھی" کے نام سے بھی مشہور ہیں بن ۱۸۹۰ئہ میں پشاور کی ایک تحصیل چارسدہ کے ایک موضع اتمان زئی میں پیدا ہوئے آپ کے والد صاحب مرحوم کا نام خان صاحب بہرام خان تھا اور آپ موضع اتمان زئی کے زمیندار تھے آپ کے برادر بزرگ ڈاکٹر خان صاحب کے نام سے متعارف ہیں اور آپ سے ۷ سال بڑے ہیں۔ خان عبدالغفار خاں نے انٹرنس تک تعلیم حاصل کی لیکن وہ امتحان میں کامیاب نہ ہو سکے۔ جس کے بعد انہیں فوج میں ایک عہدہ کی پیش کش کی گئی۔ لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور تمام وقت اپنے علاقہ میں قومی مدارس قائم کرنے میں صرف کرنے لگے۔ یہ مدارس کچھ عرصہ کے بعد حکومت نے بند کر دیئے۔

۱۹۱۵ئہ میں جب "رولٹ ایکٹ" (Rowlatt Act) کے خلاف ہندوستان کے طول و عرض میں ایک ہنگامہ برپا تھا۔ خان عبدالغفار خان بھی اس تحریک میں شریک ہو گئے اور اور ۶ اپریل کو انہیں ان کے موضع ہی میں گرفتار کر لیا گیا۔

اس زمانہ میں "شمالی مغربی سرحدی صوبہ" کو بجا طور پر "سرزمین بے آئین" کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ خان عبدالغفار خان صاحب کے ساتھ آپ کے ضعیف العمر والد بھی گرفتار کر لئے گئے اور چند ماہ تک دونوں کو بغیر مقدمات چلائے محبوس رکھا گیا جیل سے رہا ہونے کے بعد آپ نے ۱۹۲۰ئہ میں کانگریس کے اجلاس منعقدہ ناگپور میں شرکت کی۔ تحریک خلافت میں پوری تندہی کے ساتھ حصہ لیتے رہے اور ہندوستان

مہاجرین کی قابل قدر خدمات انجام دیں۔ ناگپور کانگریس سے واپسی کے بعد آپ نے اپنے علاقہ میں ازسرنو آزاد قومی تعلیم کی ترویج واشاعت کے لئے مدارس قائم کرنے شروع کئے لیکن "فرانٹیر کرائمز ریگولیشن" (Frontier Crims Regulaation) کی دفعہ ۴۰ کے ماتحت آپ سے ضمانت طلب کرلی گئی اور آپ کے انکار پر ۱۹۲۱ء میں آپ کو تین سال کے لئے پھر قید خانہ میں بھیجدیا گیا۔ ۱۹۲۴ء میں جب آپ رہا ہوکر آئے تو آپ نے خاموشی کے ساتھ اپنی قوم کی معاشی اور اخلاقی اصلاح کا کام شروع کیا اور آپ کی یہ تحریک "خدائی خدمتگار" کے نام سے مشہور ہوگئی۔ انہیں رضاکاروں کو سرحد کے سرخپوش بھی کہتے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں آپکو پھر گرفتار کرلیا گیا اور اس مرتبہ دو سال تک ہزاری باغ جیل میں نظر بند رکھا گیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے بڑے بھائی ڈاکٹر خان صاحب اور ڈاکٹر خان صاحب کے فرزند اکبر بھی نظر بند رکھے گئے۔ اور دو سال کے بعد جب آپ کو رہا کیا گیا تو عرصہ دراز تک پنجاب اور صوبہ سرحد میں آپ کا داخلہ ممنوع رہا۔

اکتوبر ۱۹۳۵ء میں حکومت نے کانگریس کے اجلاس منعقدہ بمبئی کے موقعہ پر ایک باغیانہ تقریر کرنے کے الزام میں آپ کو گرفتار کرکے دو سال کی سزا دی۔ آپ" کانگریس ورکنگ کمیٹی" کے رکن ہیں۔

(د)

دلادیے ایڈورڈ دلادیے (Edouard Daladier) فرانس کے مشہور مدبر ہیں آپ کے والد بسکٹ ساز تھے۔ تعلیم سے فراغت پانے کے بعد آپ نے ایک مدرس کی حیثیت سے اپنی زندگی شروع کی لیکن جنگ عظیم کے دوران میں کپتان ہوکر محاذ جنگ پر متعدد خدمات انجام دیتے رہے۔ اور ۱۹۱۹ء میں "ترقی پسند اشتراکی" (Redical Socialist)

کی حیثیت سے فرانس کی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہو گئے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ کو وزیر نو آبادیات بنا دیا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں وزیر جنگ بنے۔ ۱۹۱۶ء میں وزیر تعلیم مقرر ہوئے اور ۱۹۲۷ء میں مسٹر ہیرد کی جگہ آپ کو "ریڈیکل سوشلسٹ پارٹی" (ترقی پسند اشتراکی جماعت) کا صدر منتخب کیا گیا۔

۱۹۲۳ء میں دس ماہ کے لئے وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز رہے ۱۹۳۴ء میں پھر کچھ عرصہ کے لئے آپ کو وزیراعظم کی حیثیت سے کام کرنے کا موقعہ ملا اور اس کے بعد ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۸ء تک مسلسل وزیر جنگ کے عہدہ پر فائز رہے۔ اپریل ۱۹۳۸ء میں آپ فرانس کے وزیراعظم مقرر ہوئے اور وزارت عظمیٰ اور وزارت جنگ ہردو مناصب کے فرائض انجام دیتے رہے۔

آپ نے فرانس کے مالی اور اقتصادی مسائل کو حل کرنے کی انتہائی کوشش کی۔ لیکن اس سلسلہ میں آپ کی مساعی قدامت پسندانہ طریقہ کار پر مبنی رہیں۔ میونخ میں چیکوسلاواکیہ سے متعلق، ہر ہٹلر کے ساتھ ستمبر ۱۹۳۸ء میں جو معاہدہ ہوا تھا۔ فرانس کی جانب سے اس پر آپ ہی نے دستخط ثبت کئے تھے۔ آپ اپنی جماعت میں انتہا پسند سمجھے جاتے ہیں اور فرانس میں "زبردست انسان" (Strong Man) کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی حکومت میں "آمریت" کا رنگ نظر آتا تھا۔ اور آپ بالعموم "ہنگامی قوانین" (Decrees) جاری کرتے رہتے تھے۔ جن کی وجہ سے پاپولر فرنٹ (Popular Front) پر مبنی حکومت میں آپ غیر مقبول ہوتے گئے۔ اور آپ نے جولائی ۱۹۳۹ء میں فرانس کے "انتخابات عمومی" کو بھی دو سال کے لئے ملتوی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کی آمریت پسندی سے بیزار ہو کر آپ سے جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے زیادہ سرگرمی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور آپ ۲۱ مارچ ۱۹۴۰ء کو وزارت عظمیٰ کے عہدہ سے مستعفی ہو کر ایم رینو کی بنائی ہوئی وزارت میں وزیر جنگ کی حیثیت سے

کام کرتے رہے۔ فرانس کے جن سابق وزراء کے خلاف مقدمات چلائے جارہے ہیں۔ ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

ڈی ولیرا۔ پورا نام ایمن (ایڈورڈ) ڈی ولیرا (Eamon (Edward) De Valera) ہے۔ آپ ۱۴ اکتوبر ۱۸۸۲ء کو نیویارک (امریکہ) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ہسپانیہ کے رہنے والے تھے۔ اور والدہ آئرلینڈ کی۔ تین سال کی عمر میں آپ کو آپ کے ایک عزیز کے پاس آئرلینڈ بھیجدیا گیا۔ اور آپ نے وہیں ہوش سنبھالا۔ ۱۹۰۴ء میں ڈبلن یونیورسٹی سے علم ریاضی میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور ایک مدرسے میں مدرس ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ نے آئرلینڈ کی قومی تحریک میں حصہ لینا شروع کیا۔ اسی سلسلہ میں آئرلینڈ کی زبان سیکھی۔ اور کچھ عرصہ تک اس کے معلم رہے۔

۱۹۱۶ء میں آئرلینڈ کے حریت پسند باشندوں نے استخلاص وطن کے لئے حکومت کے خلاف جو جدوجہد کی تھی اور جسے "ایسٹر ویک کے ہنگامہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے آپ اس میں نہ صرف شریک ہی تھے بلکہ آپ حریت پسندوں کے ایک دستہ کی کمان بھی کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر آپ کو گرفتار کرلیا گیا۔ اور موت کی سزادی گئی۔ لیکن یہ سزا حبس دوام میں تبدیل کردی گئی۔ لیکن جون ۱۹۱۷ء میں آپ کا "جرم بغاوت" معاف کرکے آپ کو رہا کردیا گیا۔

اس زمانہ میں آئرلینڈ کے بعض مدبرین جنگ عظیم میں غیر جانبدار رہنے کے حامی تھے اور انہوں نے "سِن فین" (Sinn Fein) کے نام سے جنگ میں عدم شرکت کی تحریک شروع کررکھی تھی آپ اس میں شریک ہوگئے اور بہت جلد آپ کو اس جماعت کا صدر بنادیا گیا۔ اور مئی ۱۹۱۸ء میں آپ کو پھر ایک سال کے لئے اسیر زندان کردیا گیا۔

۱۹۱۹ء میں آپ آئرلینڈ کے مفاد کی اشاعت کے لئے امریکہ تشریف لے گئے اور

دسمبر ۱۹۲۰ء میں واپس آگئے۔ آئرلینڈ کی پہلی خانہ جنگی کے دوران میں آپ ڈبلن میں پوشیدہ رہے۔ لیکن خفیہ طور پر آئرلینڈ کے جمہوریت پسندوں کی رہنمائی بھی کرتے رہے۔ اسوقت آپ کو آئرلینڈ کی جمہوری حکومت کا صدر تصوّر کیا جاتا تھا۔

۱۹۲۱ء میں جب انگلستان اور آئرلینڈ کے درمیان مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے آئرلینڈ کی مکمل آزادی پر اصرار کیا اور جب آئرلینڈ کے برسراقتدار رہنماؤں نے انگلستان کے ساتھ معاہدہ کرکے درجۂ نوآبادیات کو قبول کرلیا تو آپ نے اس معاہدہ کو تسلیم کرنے سے نہ صرف انکار ہی کردیا۔ بلکہ "آئرش ری پبلکن آرمی" کی معیت میں حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔

آئرلینڈ میں جب دوسری مرتبہ خانہ جنگی برپا ہوئی تو آپ پھر ڈبلن میں پوشیدہ ہوگئے لیکن ۱۹۲۳ء میں گرفتار کرلئے گئے۔ اور ۱۹۲۴ء میں رہا ہونے کے بعد ان جمہوریت پسندوں کی قیادت کرتے رہے جنہوں نے "آئرش فری اسٹیٹ" کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا۔ مگر ۱۹۲۵ء میں آپ نے "آئرستان کے سپاہی" (Fianna Fail) کے نام سے ایک جماعت قائم کی جس کا مقصد "آئرش پارلیمنٹ" میں شریک ہوکر آئرلینڈ کے لئے مکمل آزادی کے حصول کے لئے جدوجہد کرنا تھا۔ آپ کے اس اقدام کی بنا پر جمہوریت پسندوں نے آپ سے قطع تعلق کرکے آپ کو اپنی جماعت کی صدارت سے علیحدہ کردیا۔

۱۹۲۷ء میں آپ ڈیل (Dail) یعنی آئرلینڈ کی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوگئے۔ اور ۱۹۳۲ء کے انتخابات عمومی میں اپنی جماعت کی کامیابی کی بدولت آئرلینڈ کے وزیراعظم مقرر ہوجانے کے بعد آپ نے برطانوی دولت مشترکہ کے ساتھ جنوبی آئرلینڈ کے تعلقات کو بتدریج منقطع کردینے کی حکمت عملی پر عمل درآمد شروع کردیا۔

مسٹر ڈی ولیرا سوشلسٹ نہیں لیکن آپ ایک انتہا پسند مدبر ہیں اور آئرلینڈ کو

کامل طور پر آزاد و خود مختار دیکھنے کے خواہشمند ہونے کے باوجود آپ " آئرش ری پبلکن آرمی " کی تشدد آمیز کارروائیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔

ڈی گال (De Gaulle) جنرل ڈی گال ایک فرانسیسی فوجی افسر ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ایک تجربہ کار ہوشمند اور دوربین جنرل ہیں اور آپ کی انہیں صلاحیتوں اور صفات کی بدولت فرانس کے مشہور جنرل " رینان " (Reynand) نے آپ کو اپنا فوجی مشیر بھی مقرر کیا تھا۔ لیکن بین الاقوامی سیاسی حلقوں میں آپ کا تعارف جون ۱۹۴۰ء میں اس وقت ہوا جب جرمنی کے مقابلہ میں فرانس کی شکست کے بعد آپ نے انگلستان میں " فرینچ نیشنل کمیٹی " (French National Committee) کے نام سے آزاد فرانس کی نمائندہ عارضی حکومت قائم کی۔ آپ اس کمیٹی کے صدر رہیں اور فرانس کے وہ باشندے جو جرمنی اور فرانس کے موجودہ روابط کو فرانس کے لئے نقصان دہ تصور کرتے ہیں آپ کو اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ مارشل پے تین کی حکومت نے آپ کو " باغی " قرار دے دیا ہے۔

ڈیوک آف ونڈسر۔ پورا نام ایڈورڈ ہشتم (Edward VIII) ہے۔ لیکن آپ ڈیوک آف ونڈسر (Duke of Windsor) کے نام سے متعارف ہیں۔ آپ ۱۸۹۴ء میں انگلستان کے بادشاہ جارج پنجم آنجہانی کے یہاں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد " ڈیوک آف یارک " تھے۔ آکسفورڈ کے میگڈیلن (Magdalen) کالج میں تعلیم پائی اور اپنے والد کے تخت نشین ہونے کے بعد " پرنس آف ویلز " (Prince of Wales) بنا دئے گئے جنگ عظیم کے دوران میں آپ محاذ جنگ پر تشریف لیگئے۔ اور ایک فوجی افسر کی حیثیت سے متعدد خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے برطانوی سلطنت سے وابستہ تمام ممالک و مقامات کی سیاحت بھی کی اور آپ کے ذاتی محاسن، حسن اخلاق اور ملنساری کی وجہ سے ہر ملک و قوم میں آپ کو عزت اور محبت کی نظروں سے دیکھا گیا۔

اپنے والد جارج پنجم کے انتقال کے بعد آپ انگلستان کے بادشاہ ہوئے لیکن کچھ عرصہ کے بعد دسمبر ۱۹۳۶ء میں تخت وتاج سے دست بردار ہوکر انگلستان سے چلے گئے کچھ عرصہ تک انگلستان میں آپ کا داخلہ ممنوع رہا لیکن پھر آپ کو ڈیوک آف ونڈسر کا خطاب دیکر انگلستان میں واپسی کی اجازت دیدی گئی۔ موجودہ جنگ کے آغاز میں آپ ایک فوجی افسر کی حیثیت سے محاذ جنگ پر تشریف لیگئے۔ لیکن فرانس کی شکست کے بعد آپ پرتگال چلے آئے اور وہاں سے "جزائر بہاماز" کے گورنر بنا کر بھیجدیئے گئے۔

(۳)

رضا شاہ۔ ایران کے حکمراں ہیں آپ کا پورا نام رضا بن عباس علی خان ہے۔ ۵ مارچ ۱۸۷۷ء کو بمقام "رشت" جو "سواد کوہ" میں واقع ہے پیدا ہوئے۔ ان کے والد جو اس زمانہ میں سواد کوہ اور وہاں مقیم فوج کے ایک دستہ کے حاکم تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد ہرات کی لڑائی میں شہید ہوگئے۔ اور آپ کو اپنی تعلیم ترک کرکے فوج میں ملازمت کرنا پڑی لیکن تھوڑی مدت میں آپ کی شجاعت وجرأت نے آپ کو عزت اور ترقی کے بام بلند پر پہونچانا شروع کردیا۔ اس زمانہ میں کرمن شاہ کے باشندے قزاقوں کی دست برد سے سخت پریشان ہورہے تھے اور کوئی سرداران کے مقابلہ کی جرأت نہ کرتا تھا۔ آپکو ان قزاقوں کی سرکوبی کے لئے کرمن شاہ بھیجا گیا اور آپ نے نہایت ہمت وجوانمردی سے ان کا مقابلہ کرکے اس علاقہ کو ان کی دست وبرد سے محفوظ بنادیا۔ اس کامیابی نے آپ کی شہرت میں غیر معمولی اضافہ کیا اور ۱۹۱۶ء میں آپ کو ہمدان کی فوج کا سپہ سالار مقرر کردیا گیا۔ انقلاب روس کے بعد جب روس کی خارجی حکمت عملی میں تبدیلیاں واقعہ ہوئیں تو اشتراکی حکومت نے اس معاہدہ کو بھی منسوخ کردیا۔ جس کی رو سے ایران کی حکومت

روس کے ساتھ بہت سے مراعات کرنے پر مجبور تھی۔ روس اور برطانیہ کی فوجیں ایران سے سے واپس چلی گئیں اور آپ نے ایران کی جدید عسکری تنظیم کے ساتھ اس ملک میں پیدا شدہ جذبۂ وطنیت و قوم پروری کو بھی مضبوط و مستحکم بنانا شروع کیا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ وزیر جنگ مقرر کئے گئے۔ اور ۱۹۲۳ء میں وزیر اعظم بنا دئے گئے۔ دنیا کے دوسرے بادشاہوں کی طرح ایران کا آخری قاچاری بادشاہ بھی عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ یورپ روانہ ہو گیا۔ اور آپ عملی طور پر ایران کے حکمران سمجھے جانے لگے۔ ۱۹۲۵ء میں ایران کی پارلیمنٹ نے آپ سے تاج ایران قبول کر لینے کی درخواست کی اور آپ ایران کے باقاعدہ بادشاہ تسلیم کر لئے گئے۔

رضا شاہ ایک روشن خیال غیر متعصب اور ترقی پسند حکمران ہیں۔ آپ نے اس ملک سے جہالت، توہم پرستی اور تعصب کو دور کرنے کی کوشش کی، ملک میں صنعت و حرفت کو ترقی دی اور دوسرے اسلامی اور غیر اسلامی ممالک کے ساتھ معاہدات کر کے ایران کی ترقی اور استقلال کی راہیں کشادہ اور مستحکم کر دیں۔ ۱۹۲۵ء میں آپ نے دنیا کی حکومتوں سے درخواست کی کہ وہ اس ملک کے لئے "پرشیا" (Persia) کی جگہ "ایران" کا لفظ استعمال کیا کریں۔ چنانچہ اب یہ ملک "ایران" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۱۹۳۹ء میں ولیعہد ایران نے شاہ مصر فاروق اوّل کی ہمشیرہ کے ساتھ شادی کر لی اور یہ تعلق سیاسی اہمیت کے علاوہ اتحاد اسلامی کے نقطۂ نظر سے بھی غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔

روزویلٹ ۔ ولایات متحدہ امریکہ (United States of America) کے صدر فرنکلن ڈلانو روزویلٹ (Franklin Delano Roosevelt) نیویارک کے مشہور مقام ہائڈ پارک (Hyde Park) میں ۳۰ جنوری ۱۸۸۲ء کو پیدا ہوئے۔ ڈلانو آپ کی والدہ کا

نام تھا۔ آپ ایک ایسے خاندان کے فرد ہیں جو ۱۶۴۹ء میں ہالینڈ سے امریکہ چلا آیا تھا۔ مسٹر روز ویلیٹ کے خاندان کے ایک فرد مسٹر تھیوڈور روز ویلیٹ (Theodore Roosevelt) ان سے قبل بھی ولایات متحدہ امریکہ کے صدر رہ چکے ہیں۔ آپ نے ۱۹۰۴ء میں "ہارورڈ" (Harvard) سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی اور ۱۹۰۷ء میں "کولمبیا لا اسکول" (Columbia Law School) سے قانون دانی کے اعلیٰ امتحان میں کامیابی حاصل کرکے "ڈیموکریٹک پارٹی" (Democratic Party) کے رکن بن گئے اور ۱۹۱۰ء میں انہیں نیویارک اسٹیٹ سینیٹ (State Senate) کا رکن منتخب کیا گیا۔

۱۹۱۲ء میں جب امریکہ کے مشہور سابق صدر "مسٹر ووڈرو ولسن" (Woodrow Willson) صدارت کے امیدوار ہوئے تو مسٹر روز ویلیٹ نے ان کی پر زور حمایت کی اور انتخاب میں کامیاب ہو جانے کے بعد انہیں بحری افواج کے شعبہ کا اسسٹنٹ سیکرٹری بنا دیا گیا۔ ۱۹۱۸ء میں انہیں سرکاری طور پر افواج کا معائنہ کرنے کے لئے یورپ بھیجا گیا اور ۱۹۱۹ء میں انہیں کی نگرانی میں امریکی فوجوں کو غیر مسلح اور منتشر کیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں آپ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے عہدہ نائب صدارت کے لئے بحیثیت امیدوار کھڑے ہوئے لیکن ناکام ہو جانے کے بعد آپ نے وکالت شروع کر دی اور ۱۹۲۸ء تک وکالت کیساتھ نیویارک کی ایک تجارتی کمپنی کے نائب صدارت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ اگست ۱۹۲۱ء میں ان پر مرض فالج کا شدید حملہ ہوا اور ان کی دونوں ٹانگیں بیکار ہو گئیں لیکن اس کے باوجود ان کی قوت ارادی، سیاسی شغف اور جذبۂ عمل میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور وہ بدستور اپنے تمام کام انجام دیتے رہے۔

۱۹۲۸ء میں آپ کو نیویارک کا گورنر منتخب کیا گیا۔ اور ۱۹۳۰ء کے انتخابات کے بعد بھی آپ بدستور اسی عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۹۳۲ء میں آپ ولایات متحدہ امریکہ کے صدر منتخب

ہوئے اور مارچ ۱۹۳۳ء میں اپنے عہدہ کی ذمہ داریاں سنبھال لینے کے بعد آپ نے بہت سی معاشی اور اقتصادی اصلاحات نافذ کیں جو "نیو ڈیل" (New Dail) کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں انہیں دوبارہ یہ عزت نصیب ہوئی اور اگرچہ ولایات متحدہ امریکہ میں کوئی صدر بھی تیسری مرتبہ اس منصب کے لئے امیدوار نہیں ہوا۔ لیکن آپ ۱۹۴۰ء کے انتخاب میں بھی کامیاب ہوگئے۔

مسٹر روزویلٹ طبعًا جمہوریت پسند اور دشمن آمریت واقع ہوئے ہیں اور اپنے خیالات کو کسی موقع پر بھی چھپانے کی کوشش نہیں کرتے۔ یہ عجیب واقعہ ہے کہ جنگ عظیم کے ختم ہو جانے کے بعد جب دنیا عسکری سرگرمیوں سے بیزار ہوگئی تھی تو مسٹر روزویلٹ ہی وہ شخص تھے جن کی نگرانی میں امریکی افواج کو غیر مسلح کیا گیا تھا۔ آج مسٹر روزویلٹ ہی وہ شخص ہیں جو امریکی فوجوں کو جلد از جلد اور زیادہ سے زیادہ مسلح کرنے پر زور دے رہے ہیں۔ مسٹر روزویلٹ اگرچہ اپنے طبعی رجحانات کے باعث یورپ کی دوسری جنگ عظیم کے آغاز ہی سے اتحادیوں کی امداد کرنے کے خواہشمند رہے ہیں۔ لیکن بعض داخلی اور خارجی پیچیدگیوں سے مجبور ہونے کی وجہ سے وہ اپنی اس خواہش کو پورا کرنے سے معذور ہیں۔ مگر مختلف صورتوں اور طریقوں سے ولایات متحدہ امریکہ کی حکومت آج بھی برطانیہ کی معین و مددگار بنی ہوئی ہے۔ اور مسٹر روزویلٹ کے سہ بارہ صدر منتخب ہو جانے کے بعد برطانیہ کو ولایات متحدہ امریکہ سے بیش از بیش توقعات پیدا ہوگئی ہیں۔

رینو - پورا نام "پال رینو (Paul Reynaud) ہے۔ اور آپ فرانس کے مشہور مدبر اور سابق وزیر اعظم ہیں۔ آپ "بیسس الپس" (Bassess Alpes) کے علاقہ میں بمقام بارسیلونی (Barcelonette) ۱۵ / اکتوبر ۱۸۷۸ء کو پیدا ہوئے اور تعلیم پانے کے بعد پیرس میں وکالت شروع کردی۔ جنگ عظیم کے زمانہ میں محاذ جنگ پر متعدد

خدمات انجام دیں۔ اور انقلاب روس کے دوران میں ایڈمیرل کولک (Admiral Coltohak) کی فوج کے ساتھ سائبیریا (روس) بھی گئے۔ آپکو "بیسس الپس" کے حلقۂ انتخاب کی جانب سے چیمبر کا رکن منتخب کیا گیا۔ اور آپ ۱۹۲۵ء تک اس حلقہ کی نمائندگی کرتے رہے ۱۹۲۸ء میں پیرس کے ایک حلقۂ انتخاب سے بطور نمائندہ منتخب ہوئے کچھ عرصہ کے بعد آپ فرانس کی سیاسی جماعت "ڈیموکریٹک الائینس" (Democratic Alliance) میں شریک ہو گئے۔ اور ۱۹۳۰ء کے بعد فلنڈن (Flandin) اور ٹارڈیو (Tardieu) کی وزارت عظمیٰ کے زمانوں میں وزارت نوآبادیات، انصاف اور مالیات ایسے مناصب پر فائز رہے۔ اپریل ۱۹۳۸ء میں جب ایم دلادئے فرانس کے وزیراعظم مقرر ہوئے تو آپکو وزیر مالیات کا عہدہ تفویض ہوا اور آپ مارچ ۱۹۴۰ء تک اس عہدہ پر ممتاز رہے۔ آپ ٹیکسوں میں اضافہ اور تعمیرات عامہ کے مصارف میں کمی کر کے فرانس کی مالی حالت کو درست رکھنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن "اپیزمنٹ پالیسی" کو ناپسند کرنے کی وجہ سے میونخ کے معاہدہ کے بعد آپ نے اس حکمت عملی کی حامی حکومت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور ایک آزاد خیال رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آپ جرمنی کے خلاف برپا جنگ کو زیادہ قوت اور سرگرمی سے جاری رکھنے کے حامی تھے اور اسی سلسلہ میں آپکی پرجوش تقاریر نے آپ کو فرانس میں ہردلعزیز بنا دیا تھا۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں جب فرانس کے وزیراعظم ایم دلادئے مستعفی ہوئے تو اُن کی جگہ آپ نے فرانس کی وزارت مرتب کی۔ لیکن فرانس کی شکست کے بعد آپ کو اس عہدہ سے مستعفی ہو جانا پڑا۔ مارشل پے تین کی حکومت آپ کے خلاف مقدمہ چلا رہی ہے۔

ربن ٹراپ۔ وان جیاہم ربن ٹراپ (Vonjoachim Ribbentrop) ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے۔ جنگ عظیم میں محاذ جنگ پر گئے۔ اور جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد "مے فروشی"

کا کام شروع کر دیا۔ اسی سلسلہ میں شراب سازی کے ایک متمول اور مشہور کارخانہ دار سے تعلقات قائم ہو گئے۔ اور آپ نے اس کی لڑکی کے ساتھ شادی کر لی۔

۱۹۳۲ء میں آپ جرمنی کی "نازی جماعت" میں شریک ہو گئے۔ اور بہت جلد شہرت حاصل کر کے امور خارجہ میں ہر ہٹلر کے مشیر خصوصی بن گئے۔ اور جب ہر ہٹلر برسر اقتدار آئے تو وان ربن ٹراپ نے بیرن نیورتھ' (Baron Neurath) جرمنی کے وزیر خارجہ' کے سرکاری دفتر کے علاوہ' ایک دوسرا دفتر امور خارجہ قائم کیا اور جرمنی کی قومی تعمیر و تنظیم کیلئے غیر معمولی ہمت و جرأت کے ساتھ کام کرتے رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو جرمن سفیر کی حیثیت سے لندن بھیجا گیا۔ اور چونکہ لندن کے دوران قیام میں آپ نے سلام اور دوسرے معاشی معاملات میں نازی آداب و خصوصیات کو قائم رکھا۔ اسلئے آپ انگلستان اور جرمنی کے باشندوں کی خصوصی توجہ کا مرکز بن گئے۔

۱۹۳۷ء میں آپ کو انگلستان سے جرمنی واپس بلا کر بیرن نیورتھ کی جگہ وزیر خارجہ مقرر کیا گیا۔ اور آپ کے اس تقرر کے بعد ہر ہٹلر نے جرمنی کی توسیع حدود کی حکمت عملی پر عمل درآمد شروع کر دیا۔ بعض سیاسی حلقوں میں اس بات کا یقین کیا جاتا ہے۔ کہ وان ربن ٹراپ کو انگریزوں سے شدید نفرت ہے۔ اور جنگ سے پیشتر انہوں نے ہر ہٹلر کو اس بات کا یقین دلایا تھا کہ انگریز جنگ کے لئے تیار نہیں، آپ انگریزی، فرانسیسی، روسی اور اطالوی زبانیں بولنے پر قادر ہیں۔ اور آپ کی کوششوں کی بدولت ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء کو جرمنی اور روس کے درمیان معاہدہ ہوا۔ جس پر جرمنی کی جانب سے آپ ہی کے دستخط ثبت ہیں۔

راسپوٹن (Rasputin) سائبیریا کا ایک ناخواندہ مسیحی فقیر تھا۔ جس نے زار اور زارینہ پر زبردست اثر قائم کر لیا تھا۔ یہ شخص عوام پر زار کے مظالم میں اس کا

دست راست سمجھا جاتا تھا۔ اور زار و زارینہ پر اس کے اثر کی وجہ سے روس کے بڑے بڑے امراء، روساء اور صاحب اقتدار افراد اس سے خوفزدہ رہتے تھے۔ خاندان شاہی کے بعض افراد نے ۱۹۱۶ء میں اسے قتل کر دیا۔

روزنبرگ۔ الفریڈ روزنبرگ (Alfred Rosenberg) جرمنی نازی پارٹی کے علمی رہنما ہیں۔ ۱۸۹۴ء میں ریول (Reval) کے مقام پر جو اس وقت روسی حدود سلطنت میں شامل تھا پیدا ہوئے۔ جنگ عظیم میں روسی فوج کے سپاہی کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جنگ کے خاتمہ پر جرمنی آکر ہر ہٹلر کے رفقاء کار میں شامل ہو گئے۔ اور ان کی سرگرمیوں کے روز اول ہی سے آپ معاون و مشیر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ آپ نازی فلسفہ پر ایک وقیع کتاب "بیسویں صدی کا افسانہ" (The Myth of the 20th Century) کے مصنف ہیں۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی موجودہ مصیبتوں کا آغاز در اصل فرانس کے انقلاب ۱۷۸۹ء سے ہوا ہے جس کی وجہ سے فرانس میں نارڈک (Nordic) نسل کے شرفا کی حکومت کی بجائے ادنیٰ درجہ کے عوام کی حکومت قائم ہوگئی فرانس کے انہیں ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرے ملکوں کے باشندوں میں بھی آزادی کے جذبات پیدا ہوئے اور آزادی کے یہی جذبات "مارکس ازم" (Marxism) کی شکل اختیار کر کے ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس برپا کرانے کے موجب بنے۔ اس لئے جرمنی کا فرض ہے کہ وہ انقلاب فرانس سے قائم ہونے والے خیالات اور تصورات کا مقابلہ کر کے انہیں فنا کر دے۔ اور اس سے جو مضر نتائج اب تک برآمد ہو چکے ہیں ان کے ازالہ کی کوشش کرے۔ ان کا خیال ہے کہ جرمنی کے علاوہ براعظم یورپ کی تقریباً تمام قومیں ادنیٰ نسل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس لئے انہیں آزاد رہنے کا حق نہیں پہونچتا اور چونکہ جرمن قوم نسلی اعتبار سے ان پر فوقیت رکھتی ہے اس لئے اسے ان پر حکمران ہونا چاہئے

روزنبرگ مسیحی تعلیمات پر اپنی مذکورہ بالا کتاب کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور آپ کا کام کلیساؤں کے خلاف جہاد کرنے تک محدود ہے۔ آپ ایک مشہور جرمن نازی اخبار کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ اور نازی پارٹی میں سب سے بلند منصب پر فائز ہیں۔

رائے۔ پورا نام ایم۔ این رائے (M.N. Roy) ہے۔ بنگال میں پیدا ہوئے۔ اور نوعمری ہی میں ہندوستان سے باہر چلے گئے۔ سیاسی اعتبار سے آپ اشتمالی واقع ہوئے ہیں۔ اور کئی سال تک "کمیونسٹ انٹرنیشنل" کے رکن رہ چکے ہیں۔ چین میں کمیونسٹ تحریک کو کامیاب اور وہاں کی "سرخ فوج" کو منظم کرنے کے لئے "کمیونسٹ انٹرنیشنل" کی جانب سے آپ کو چین بھی بھیجا گیا تھا۔ لیکن آپ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور وہاں آپ کی موجودگی میں اشتمالیت پسندوں کا قتل عام کیا گیا۔ جس کے بعد آپ ہندوستان چلے آئے اور آپ کو "کمیونسٹ انٹرنیشنل" کی رکنیت سے خارج کر دیا گیا۔ اب بین الاقوامی سیاسی حلقوں میں آپ کو "کمیونسٹ انٹرنیشنل" کا "غدار" تصور کیا جاتا ہے۔

ہندوستان میں کچھ عرصہ تک آپ پوشیدہ رہے۔ لیکن انجام کار آپ کو گرفتار کرکے قید کی سزا دی گئی۔ اور رہا ہونے کے بعد آپ کانگریس میں شامل ہو گئے۔ اور ۱۹۳۹ء میں کانگریس کے اندر رہ کر "ریڈیکل لیگ آف کانگریس مین" (League of Redical Congress man) کے نام سے ایک جماعت قائم کی جس کا مقصد "بائیں بازو" کو منظم کرنا اور کانگریس کو اعتدال پسند قائدین کے ہاتھ سے نکال کر انقلاب پرور رہنماؤں اور عوام کے ہاتھوں میں دیدینا بیان کیا گیا۔ لیکن موجودہ جنگ میں آپ یورپ کی فسطائی طاقتوں کے مقابلہ میں برطانیہ کو مدد دینے کے حامی ہیں۔ اور اسی لئے آپ کو کانگریس کی رکنیت سے بھی خارج کر دیا گیا ہے۔ آپ فی الحال یوپی میں مشترکہ وزارت کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اور آپ کو توقع ہے کہ بعض دستوری موانع کے دور ہو جانے کے بعد آپ اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جائینگے۔

(ز)

زوغو - البانیہ کے سابق بادشاہ زوغو کا پورا نام احمد مانی زوغو اول (Ahmad Ma.i Zogo I) ہے۔ آپ ۸ / اکتوبر ۱۸۹۵ء کو البانیہ کے ایک مقام مات میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام جمال پاشا مانی زوغو ہے۔ احمد زوغو بچپن ہی سے شہرمات میں رہے۔ اور وہیں ابتدائی تعلیم بھی حاصل کی لیکن عہد طفولیت گذر جانے کے بعد آپ استنبول چلے گئے۔ جہاں آپ کے والد وزارت حربیہ ترکی میں ایک ممتاز عہدہ پر فائز تھے۔ استنبول میں آپ کو اعلیٰ مروجہ تعلیم کے علاوہ قانون کی تعلیم بھی دلائی گئی۔ اور آپ جنگ عظیم کے آغاز تک وہیں مقیم رہے۔ جنگ شروع ہوجانے کے بعد جب البانیہ ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ تو آپ یوگوسلاویہ کے راستہ سے البانیہ چلے آئے جہاں پہونچکر آپ آسٹریہ کی حمایت میں لڑتے رہے۔

جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۰ء میں البانیہ کے وزیر داخلہ مقرر ہوئے۔ اور ۱۹۲۲ء میں وزیراعظم بنادئے گئے۔ ۱۹۲۴ء میں توڈکس قبیلہ کے پادری فان نولی (Fa n Noli) نے البانوی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور آپ مقابلہ کی تاب نہ لاکر یوگوسلاویہ چلے گئے۔ ۱۹۲۵ء میں آپ نے البانیہ واپس آکر باغیوں کو شکست دی اور البانوی جمہوریہ کے صدر بن گئے۔ ۱۹۲۸ء میں آپ نے جمہوری نظام حکومت کو ملوکیت میں تبدیل کردیا۔ اور زوغو اول کے نام سے البانیہ کے بادشاہ ہوگئے۔

آپ نے اطالیہ کے ساتھ خاص طور پر تعلقات وسیع اور استوار کرنے کی کوشش کی۔ اور اطالیہ سے قرضہ لیکر البانیہ کے تدریجی تعمیر و تنظیم کا کام شروع کردیا۔ ۱۹۳۸ء میں آپ نے ہنگری کی ایک شہزادی کے ساتھ شادی کرلی۔ ۱۹۳۹ء میں جب دفعتہً اطالوی فوجوں نے البانیہ پر قبضہ کرلیا تو آپ اپنی اہلیہ اور شیرخوار بچہ کو ہمراہ لے کر البانیہ سے چلے گئے اور اب انگلستان میں مقیم ہیں۔

زیدانوف۔ اینڈریوالکزینڈر دوچ زیدانوف (Andrei Alexandrovitch - Zhdanoof) روس کے مشہور سیاست دان ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سب سے پہلے نزنی نووگراڈ (Nizhani Novgorod) میں موٹرسازی کی صنعت کو منظم کیا اور ۱۹۳۴ء میں لینن گریڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے سیکریٹری مقرر ہوئے۔ آپ مرکزی کمیونسٹ پارٹی کے رکن اور روس کی وزارت خارجہ کے صدر رہے۔ اور جرمنی اور روس کے مابین خوشگوار تعلقات کے قیام میں آپ کے مشوروں کو خاص دخل حاصل ہے۔

(س)

سن یات سین۔ ڈاکٹر سن یات سین (Sun Yetsen) چین کے قوم پرور اور ترقی پسند رہنما ۱۸۶۶ء میں ٹسوئی ہنگ (Tsui Henq) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک چھوٹے سے مسیحی زمیندار تھے۔ آپ نے ہونولولو اور ہانگ کانگ کے امریکی اور انگریزی مدارس میں تعلیم پائی اور عرصہ تک میکاؤ (Macao) اور کینٹن (Canton) میں ڈاکٹر کی حیثیت سے مطب کرتے رہے۔

۱۸۹۵ء میں آپ نے چین میں ایک جمہوریت پسند جماعت قائم کی لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ کو چین سے فرار ہونا پڑا۔۔۔ ۱۹۰۵ء میں آپ نے امریکہ اور دوسرے ممالک میں رہنے والے چینی باشندوں کی امداد سے "قوم پرور انقلاب پسندوں" کی وہ جماعت قائم کی جو "کومن ٹانگ" (Ko Min Tonq) کے نام سے مشہور ہے۔ آپ نے ۱۹۱۱ء کے انقلاب چین میں نمایاں حصّہ لیا اور جب مانچو (Manchu) خاندان کے خاتمہ کے بعد چین میں جمہوری حکومت قائم ہوئی اور ایک قدامت پسند جنرل یان شی کائی (Yuan Shi Kai) اس کے صدر بن گئے تو آپ نے ان کی شدید مخالفت کی۔ ۱۹۱۲ء

میں چین میں دوبارہ انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور نانکنگ میں ایک نئی جمہوری حکومت قائم کر کے آپ کو اس کا صدر مقرر کیا گیا۔ مگر یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی اور آپ کو گرفتار کر کے جلاوطن کر دیا گیا۔

۱۹۱۷ء میں آپ پھر واپس آ گئے۔ اور جنوبی چین میں نانکنگ کے مقام پر ایک علیحدہ حکومت قائم کر کے جنوبی چین کے انقلاب پسندوں کی رہنمائی کرنے لگے۔ آپ نے اپنے روسی مشیر" بورو ڈن " (Borodin) کی امداد سے کومن ٹانگ کو از سر نو منظم کیا اور چینی اشتمالیت پسندوں کے ساتھ مل کر کام کرنا شروع کیا۔ ۱۲ مارچ ۱۹۲۵ء کو پیکن (Peken) کے مقام پر آپ کا انتقال ہوا۔ اور آپ کی نعش کو نانکنگ لا کر سپرد خاک کر دیا گیا۔ باشندگان چین کی بیداری کا سہرا ڈاکٹر سن یاٹ سین ہی کے سر ہے۔

سلازر۔ انٹونیو ڈ' اولیور سلازر (Antonio d' lliveira Salazar) پرتگال کے وزیر اعظم ۱۸۸۸ء میں" سنتا کومبا (Santa Comba) کے مقام پر پیدا ہوئے آپ کے والد ایک چھوٹے سے غریب زمیندار تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ کوامبرا (Coimbra) یونیورسٹی میں اقتصادیات کے پروفیسر مقرر ہو گئے۔ ۲۸ مئی ۱۹۲۶ء کے "فوجی ہنگامہ" کے بعد آپ کو پرتگال کا "وزیر مالیات" مقرر کیا گیا۔ لیکن چند روز کے بعد آپ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

۱۹۲۸ء میں آپ کو دوبارہ "وزیر مالیات" مقرر کیا گیا۔ اور آپ نے حکومت کا "میزانیہ" مرتب کیا۔ ۱۹۳۲ء میں آپ کو "وزارتِ عظمیٰ" کا منصب پیش کیا گیا۔ جس پر آپ آج تک فائز ہیں اور کامل خود مختاری کے ساتھ پرتگال پر حکومت کر رہے ہیں۔

براعظم یورپ میں یہ فخر آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ دوسرے آمرین کی طرح جبر و تشدد سے برسرِ اقتدار نہیں آئے بلکہ قوم نے بطیب خاطر آپ کو پرتگال کا عملی حکمران بنایا اور

اس میں شبہ نہیں کہ پرتگال کو آپ کی وجہ سے ایک نئی زندگی حاصل ہوتی جارہی ہے۔ آپ نے ۱۹۳۳ء میں پرتگال کے لئے ایک نیا دستور حکومت مرتب کیا اور اس کے بعد سے آپ مسلسل قوم کی معاشی، صنعتی، تعمیری اور تعلیمی اصلاح و ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔ برسر اقتدار آنے کے بعد آپنے پرتگال کی دو جماعتوں یعنی "پورچگیز لیجن" (Portuquese Legion) اور "یوتھ موومنٹ" (Youth Movement) کو ملا کر "نیشنل یونین" (National Uniaon) کے نام سے ایک جماعت قائم کی جو پرتگال کی واحد اور ذمہ دار سیاسی جماعت تسلیم کی جاتی ہے۔ آپ کی حکومت فسطائی راہ پر گامزن ہے۔ لیکن اعتدال کے ساتھ۔

سائمن - جان سائمن (Johan Simon) برطانوی سیاست دان۔ ۲۷ر فروری ۱۸۷۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ ایک پادری کے فرزند ہیں۔ آپ کے والد کا نام ایڈون سائمن (Edwin Simon) تھا۔ آپ نے اکسفورڈ اور ایڈن برگ (Edinburqh) میں تعلیم پائی۔ اور ۱۸۹۱ء میں وکالت شروع کر دی۔ ۱۹۰۶ء میں آپ ایک اعتدال پسند (Liberal) کی حیثیت سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۳ء تک "سولیسٹر جنرل" (Solicitor General) ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۵ء تک "اٹارنی جنرل" (Attorney General) رہے اور ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۸ء تک برطانوی ہوائی فوج کے ایک میجر کی حیثیت سے محاذ جنگ پر متعدد خدمات انجام دیں۔ اور ۱۹۲۲ء میں آپ دوبارہ پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور آج تک اسی حلقۂ انتخاب سے مسلسل منتخب ہو رہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء میں آپ "نیشنل لبرل" (National Liberal) جماعت میں شامل ہو گئے اور ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۵ء تک وزیر خارجہ کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ ۱۹۲۵ء میں آپ کو "ہوم سیکرٹری" مقرر کیا گیا۔ اور ۱۹۳۷ء میں صدر خزانہ۔ آپ آج کل برطانوی وزارت جنگ کے ایک با اثر رکن ہیں۔ ۱۹۱۸ء میں برطانوی حکومت کی جانب ہندوستان کو آئینی

آئینی اصلاحات دینے کے سلسلہ میں تحقیقات کرنے کیلئے جو وفد ہندوستان آیا تھا آپ اس کے صدر تھے اور اسی لئے وہ کمیشن " سائمن کمیشن " کے نام سے مشہور ہے۔

سنکلیر۔ ارچی بیلڈ سنکلیر (Archibeld Sinclair) ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۰ء کو اسکاٹ لینڈ میں پیدا ہوئے۔ ایٹن اور " سندہرسٹ " میں تعلیم پائی اور ۱۹۱۰ء میں فوج میں بھرتی ہوگئے۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۲ء تک " دفتر جنگ " اور " دفتر نوآبادیات " میں کام کرتے رہے۔ ۱۹۲۲ء میں ایک " لبرل " کی حیثیت سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ اور برابر منتخب ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۲ء میں اسکاٹ لینڈ کے وزیر (Secretary For Scotland) بنائے گئے۔ اور ۱۹۳۵ء میں آپ کو " لبرل پارٹی " کا صدر منتخب کیا گیا۔ آپ ایک لاکھ ایکڑ اراضی کے مالک ہیں مسٹر چیمبرلین آنجہانی نے ہٹلر اور مسولینی کو مطمئن کرنے کے لئے جو حکمت عملی اختیار کی تھی آپ اس کے شدید مخالف تھے۔ اور آغاز جنگ کے بعد سے آپ حکومت کی جنگی سرگرمیوں کے موید ہیں لیکن آپکا شمار " حزب اختلاف " میں ہوتا ہے۔

سنیر۔ سینور سنیر (Sanor Suner) ہسپانیہ کے وزیر خارجہ، جنرل فرانکو کے قریبی عزیز اور دست راست ہیں۔۔ آپ " محوری طاقتوں " کے ساتھ متحد الخیال ہونے کے باوجود اس جنگ میں ہسپانیہ کو شریک جنگ بنانے کے حامی نہیں۔

سلاوکز (Salovaks) سلاؤ قوم کے وہ افراد جو " کوہستان کارپیتھین " کے شمال میں آباد اور " چیک قوم " (Czech) کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس قوم کی زبان اگرچہ " چیک قوم " کی زبان سے مختلف ہے لیکن ان دونوں میں اس درجہ مشابہت ہے کہ یہ مؤخر الذکر کی ایک تبدیل شدہ شکل سمجھی جاتی ہے۔ یہ قوم صدیوں تک ہنگری کی محکوم رہی ہے۔ لیکن جب جنگ عظیم کے بعد چیکو سلاواکیہ کی ریاست قائم ہوئی تو ان کا وطن اس کا جزو بنا دیا گیا۔ " فادر ہلنک "

(Halinka) نے "پیپلز پارٹی" کے نام سے ایک جماعت قائم کرکے چیکوسلاواکیہ کے ماتحت اس قوم کے لئے "حکومت خود اختیاری" کا مطالبہ شروع کیا اور "سلاوکز" نے ان کی تائید کی لیکن اگست ۱۹۳۸ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔

اکتوبر ۱۹۳۸ء میں جب "میونچ کے میثاق" کے مطابق چیکوسلاواکیہ کی جدید حدود متعین کی گئیں۔ تو "سلاوکز" کو "حکومت خود اختیاری" حاصل ہوگئی۔ اور اس علاقہ میں "پیپلز پارٹی" کے ماتحت تقریباً "فسطائی نظام حکومت" قائم ہوگیا۔ ۱۰ ر مارچ ۱۹۳۹ء کو اس علاقہ کے دارالحکومت بریٹسلاؤ میں ہنگامہ برپا ہوا اور فادر ہلنک کے جانشین فادر ٹسو (Tiso) کی زیر قیادت اس علاقہ میں "جرمنی کی زیر حفاظت" کامل خود مختار حکومت قائم ہوگئی۔ پولینڈ پر حملہ کے دوران میں جرمن افواج اس ریاست میں مقیم رہیں اور یہاں کی حکومت مجبوراً ان کی امداد کرتی رہی۔ لیکن اس قوم کے جو افراد دوسرے ممالک میں آباد ہیں۔ موجودہ جنگ میں وہ برطانیہ کے معاون ہیں اور انہوں نے چیکوسلاواکیہ کو آزاد کرانے کے لئے لندن میں "چیکوسلاوک نیشنل کمیٹی" کے نام سے ایک جماعت قائم کر رکھی ہے

سلاوینز (Slovenes) سلاؤ قوم کے وہ باشندے جو آسٹریا کے سابق صوبہ کرین (Krain) اور جنوبی مشرقی الپس کے ایک علاقہ اسٹیریا (Styria) کے جنوبی حصہ میں آباد ہیں اور چونکہ یہ علاقے یوگوسلاویہ میں شامل ہیں اس لئے اب یہ قوم "یوگوسلاویہ" میں آباد ہے۔ اس قوم کے افراد کی تعداد دس لاکھ ہے اور مذہب "رومن کیتھولک" یہ قوم صدیوں تک آسٹریہ کی محکوم رہی اور جرمن زبان بولنے والے آسٹریا کے باشندوں اور اسکے درمیان ہمیشہ تنازعات برپا رہے۔ لیکن جنگ عظیم کے بعد یہ قوم، سربیا، کروشیا اور جنوبی علاقوں میں آباد اپنی دوسرے ہم نسل قبائل کیساتھ متحد ہوکر یوگوسلاویہ کی حکومت میں شامل ہوگئی انکی زبان اپنی ہم نسل دوسرے قبائل سے مختلف ہے یہ قوم یوگوسلاویہ

کے دارالحکومت "بلغراد" کی مرکزیت کے خلاف ہے اور "کروٹس" کے اشتراک عمل کے ساتھ "وفاقی حکومت" کے قیام کی حامی۔ یہ قوم جرمنی کی شدید مخالف ہے۔ اس کا مرکزی شہر "لیجوبلجانا" (Ljubljana) ہے اور "سلاونیک پیپلز پارٹی کے رہنما" فادر کروشیٹز (Koroshetz) اس قوم کا وطن اس حیثیت سے بہت اہم تصور کیا جاتا ہے کہ اول تو یہاں خام لوہا بکثرت دستیاب ہوتا ہے۔ اور دوسرے جرمنی سے بحر ایڈریاٹک میں داخل ہونے کے لئے اس علاقہ سے گذرنا پڑتا ہے۔

ششنادئے ۔ ایوجن سوشنادئے (Eugene Schneider) فرانس کی فولادی صنعتوں کی ملکیت اور سامان جنگ کی تیاری کے لئے مشہور ہیں آپ کو ۱۹۲۲ء میں مشرقی یورپ کی ریاستوں کے مشہور آہن ساز کارخانوں پر کامل اقتدار حاصل ہوگیا تھا۔ جس کی وجہ سے آپ نے فرانس کی سیاسیات میں ایک اہم جگہ حاصل کر لی تھی۔ لیکن ۱۹۳۶ء میں ایم بلم نے "جنگی صنعتوں" کو قومی ملکیت بنا کر ان کی اہمیت کو کم کر دیا۔ اس کے بعد جب چیکوسلاواکیہ اور پولینڈ پر جرمنی کا قبضہ ہوگیا تو ان کی باقی اہمیت بھی زائل ہوگئی۔

(ش)

شہزادہ کنوے (Prince Konoye) جاپانی مدبر اور موجودہ وزیر اعظم ہیں۔ اور بحری و بری افواج کی متفقہ خواہش کے مطابق ۱۹۴۰ء کے آخیر میں آپ اس منصب پر فائز ہوئے ہیں۔ آپ نے "کوٹو" (Kyoto) اور ٹوکیو یونیورسٹی میں تعلیم پا کر قانون، سیاست اور فلسفہ میں مہارت حاصل کی اور ۱۹۱۹ء میں شہزادہ سیجونی کے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے "ورسلائے کے "اجتماع صلح" میں شریک ہوئے فرانس سے واپسی کے بعد آپ کو جاپان کی پارلیمنٹ (House of Japan) کا رکن منتخب کیا گیا۔ ۱۹۳۳ء میں آپ اس

ایوان کے صدر منتخب ہوئے۔ اور ۱۹۳۷ء میں جاپان کے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔
۱۹۳۹ء میں آپ وزارت عظمیٰ کے منصب سے مستعفی ہوگئے۔ اور چند روز کے بعد جاپان کی کونسل کے صدر بنائے گئے۔ اس زمانہ میں آپ "یورپ کی محوری طاقتوں" کے شدید مخالف تھے اور چونکہ جاپان کے اعلیٰ عسکری حکام اس مسئلہ میں آپ سے متفق الرائے نہیں تھے اسلئے آپ کو اس عہدہ سے بھی مستعفی ہوجانا پڑا۔ مگر بین الاقوامی سیاسی پیچیدگیوں نے آپ کے خیالات کے ساتھ ساتھ عسکری حکام اعلیٰ کے خیالات میں بھی لچک اور نرمی پیدا کردی اور ہردو فریق کے درمیان مفاہمت ہوجانے کے بعد جاپانی افواج کی متفقہ خواہش کے ماتحت آپ نے دوبارہ وزارت اعظمیٰ کا منصب قبول کرلیا۔ "محوری طاقتوں" کے ساتھ جاپان کا جو نیا معاہدہ ہوا ہے وہ آپ ہی کے عہد وزارت میں ہوا ہے۔ اور اگرچہ آپ "آمریت" کے مخالف ہیں لیکن "توسیع مملکت" کے مخالف نہیں۔

سشنگ ۔ ڈاکٹر کرٹ وان سشنگ (Dr. Kurt Van Schuschnigg) آسٹریہ پر جرمنی کا قبضہ ہونے سے قبل وہاں کے "چانسلر" تھے۔ آپ ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم حاصل کرنے کے بعد آسٹریہ کی متعدد وزارتوں میں کسی نہ کسی محکمہ کے وزیر رہے اور جب جولائی ۱۹۳۵ء میں آسٹریہ کے "چانسلر" ڈاکٹر ڈولفس ایک ہنگامہ میں مارے گئے تو آپ ان کی جگہ "چانسلر" منتخب ہوئے۔ آپ نے آسٹریا میں از سر نو "ملوکیت" قائم کرنے کی کوشش کی لیکن ابھی آپ اپنی مساعی میں کامیاب نہ ہوئے تھے کہ ہر ہٹلر نے آسٹریا کو جرمنی کے ساتھ ملحق کردینے کا مطالبہ شروع کردیا۔ آپ نے اس مطالبہ کی مخالفت کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ہر ہٹلر نے آپ کو اپنی قیام گاہ واقع "اُبر سیلز برگ" (Obersalzberg) میں بلاکر مختلف طریقوں سے مرعوب کرکے ایک ایسے معاہدہ پر دستخط کرا لئے جس کی موجودگی میں ان کا مقصد پورا ہوسکتا تھا۔ "اُبر سیلز برگ" سے واپسی کے بعد آپ نے ہر ہٹلر کے

خلاف "رائے عامہ" کو متحد و منظم کرنا شروع کیا۔ لیکن ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء کو دفعتہً جرمن فوجوں نے آسٹریا پر قبضہ کرلیا اور آپ کی یہ تجویز بھی کامیاب نہ ہوسکی۔ اس واقعہ کے بعد آپ گرفتار کرلئے گئے اور اس وقت تک اسیر ہیں۔

شیخ الہند۔ (حضرت) مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی (قدس سرہٗ) "شیخ الہند" کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ ۱۸۵۱ء میں بمقام بریلی پیدا ہوئے اور مولانا محمد یعقوب صاحب مولانا محمد قاسم صاحب، مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری، مولانا محمد مظہر صاحب نانوتوی، مولانا عبدالرحمٰن صاحب پانی پتی، شاہ عبدالغنی صاحب ایسے علما و اکابر عصر سے علوم متداولہ کی مروجہ کتابیں پڑھیں اور سید عبدالرحمٰن بن سلیمان الدہدل نیز شیخ احمد بن سلیمان الاروادی الطرابلسی ایسے فقید المثال اور متبحر علماء سے اجازت درس تدریس حاصل کی اور دارالعلوم دیوبند میں شیخ الحدیث ایسے ممتاز منصب پر فائز ہوئے۔

ہندوستان میں علماء حق کا جو گروہ ہمیشہ سے ہندوستان کو آزاد اور اغیار و اجانب کے اثر و اقتدار سے قطعاً پاک دیکھنے کا خواہش مند اور ساعی رہا ہے۔ حضرت شیخ الہندؒ اسی گروہ کے ایک ممتاز فرد تھے۔ آپ کی سیاسی جد وجہد کا آغاز بلقان اور طرابلس کے دلدوز اور المناک واقعات سے ہوتا ہے۔ جب یورپ کی مسیحی حکومتیں ان ممالک کے ساتھ محض اس لئے جنگ آزما تھیں کہ یہاں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہیں۔

آپنے اس زمانہ میں "دارالعلوم" دیوبند کو عارضی طور پر بند کرادیا۔ طلباء کے متعدد وفود اطراف و جوانب ملک میں روانہ کئے اور خود بھی دورے کرکے مسلمانانِ ہند کو حالات سے مطلع فرمایا۔ اور زیادہ سے زیادہ روپیہ فراہم کرکے ان ممالک کے مظلوم مسلمانوں کی امداد کے لئے بھیجا۔

جنگ عظیم کے آغاز میں جب حکومتِ ترکیہ جو اس زمانہ میں "خلافتِ اسلامیہ" کی

امین متصور ہوتی تھی۔ جنگ میں اتحادیوں کے خلاف صف آرا ہوئی تو ہندوستانی مسلمانوں کی اس محبت اور تعلق کے پیش نظر جو "خلافت اسلامیہ" کی حامل ہونے کی وجہ سے انہیں "حکومت ترکیہ" کے ساتھ تھا ہندوستان کے ایسے تمام حضرات کو مشتبہ سمجھا جانے لگا۔ جو ہندوستانی مسلمانوں کو برطانوی افواج میں شامل ہوکر ترکوں کے مقابلہ میں جانے کے مخالف تھے۔ اور چونکہ حضرت شیخ الہندؒ نے اس "فتوے" کی تصدیق فرمانے سے انکار کردیا تھا۔ جو حکومت کے ایما پر ہندوستان کے بعض علماء و شیوخ نے ترکوں کی مخالفت میں مرتب کیا تھا۔ اس لئے حضرت مولاناؒ کے متعلق "مخالف انگریز" ہونے کا شبہ اور بھی قوی ہوگیا۔

دارالعلوم دیوبند ہمیشہ سے مسلمانانِ عالم کا ایک دینی مرکز سمجھا جاتا رہا ہے۔ اور دنیا کے ہر گوشہ سے اسلامی دینی علوم کے طلبا یہاں آتے رہتے ہیں اور جیساکہ عرض کیا جاچکا ہے حضرت مولاناؒ یہاں شیخ الحدیث کی حیثیت رکھتے تھے اور ہندوستان کے علاوہ آزاد سرحدی قبائل اور ہندوستان سے ملحق اسلامی ملکوں کے بے شمار افراد بھی آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ کسی مسئلہ میں آپ کی رائے کا اثر محدود نہیں رہ سکتا تھا۔ اس لئے "حکومتِ ترکیہ" کے ساتھ حضرت مولاناؒ کی موافقت نے حکومت کو خصوصی طور پر آپ کا مخالف بنادیا اور آپ حجازِ مقدس تشریف لیگئے اور مکہ معظمہ میں قیام فرمایا۔

حجاز مقدس میں اغیار و اجانب کی ریشہ دوانیاں اور ترکی حکومت کے خلاف شریف حسین کی بغاوت اب کوئی راز نہیں رہی۔ مسلمانانِ ہند کو ترکوں کی حمایت سے باز رکھنے کے لئے شریف حسین کی اجازت سے ایک "فتویٰ" مرتب کیا گیا جس میں ترکانِ آلِ عثمان کی تکفیر کی گئی تھی۔ مولاناؒ چونکہ ہندوستان کے علماء میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے آپ سے بھی اس "فتوے" پر دستخط کرنے کے لئے کہا گیا لیکن آپ نے

انکار فرما دیا۔ اور چند روز کے بعد آپ کو گرفتار کر کے جنوری ۱۹۱۷ء میں مصر روانہ کر دیا گیا اور آپ کو وہاں مقید رکھا گیا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے آخیر میں آپ کو مالٹا پہونچا دیا گیا جہاں آپ مارچ ۱۹۲۰ء تک محبوس رہے۔ ۱۹۲۰ء میں جب جنگ ختم ہو جانے کے بعد فوجی اور سیاسی اسیروں کو رہائی نصیب ہوئی تو حضرت شیخ الہندؒ اور آپ کے رفقا کو بھی رہا کر دیا گیا۔ اور آپ مئی ۱۹۲۰ء میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ اور ایک سال کے بعد دہلی میں وفات فرمائی۔

ہندوستان میں پہونچکر آپ نے مسلمانان ہند کو کانگریس کے ساتھ مل کر ہندوستان کو آزاد کرانے کا حکم دیا۔ اور خود تا حیات اسی مسلک پر کاربند رہے۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کا سنگِ بنیاد بھی مولانا مرحومؒ ہی نے رکھا تھا۔ اور آج مسلمانان ہند کا جو طبقہ کانگریس کے ساتھ شامل ہو کر حصول حریت کی جدوجہد میں مصروف نظر آتا ہے وہ بالواسطہ یا براہ راست شیخ الہندؒ ہی کے فیض تربیت کا مرہون منت ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے بعد عملی اور علمی طور پر آپ کی جانشینی کا اعزاز حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مہاجر مدنی استاذ الحدیث دارالعلوم دیوبند کو حاصل ہوا ہے اور اپنے علم و فضل اور ورع و تقویٰ کے علاوہ آپ استخلاص وطن عزیز کے سلسلہ میں ہر نوع کی مصائب و مشکلات برداشت کرنے اور عزم و استقلال کے ساتھ اپنے استادؒ کے مسلک پر کاربند رہنے میں بھی مشہور ہیں۔

شوٹمپس۔ کمل شوٹمپس (Camille Chautemps) فرانسیسی مدبر ہیں۔ ۱۸۸۵ء میں بمقام پیرس پیدا ہوئے اور تعلیم پانے کے بعد وکالت کا پیشہ اختیار کیا آپ ۱۹۰۴ء سے مسلسل ایک "ترقی پسند اشتراکی" کی حیثیت سے فرانسیسی چیمبر کے رکن منتخب ہوتے رہے۔ اور ۱۹۳۳ء میں سینٹ (Sanete) کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ کو "وزیر داخلہ"

بنایا گیا اور اس کے بعد ۱۹۳۳ء تک فرانس کی متعدد وزارتوں میں وزیر داخلہ، انصاف اور تعلیمات عامہ کی حیثیت سے شامل رہے۔ ۱۹۳۰ء میں آپ فرانس کے وزیر اعظم مقرر ہو گئے تھے لیکن ۴۸ گھنٹہ کے بعد آپ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ جنوری ۱۹۳۴ء تک آپ پھر وزیر اعظم رہے اور آپ کے مستعفی ہو جانے کے بعد جو وزارت قائم ہوئی اس میں آپ کو "تعمیرات عامہ" کا وزیر بنایا گیا اور ایم بلم کی وزارت عظمیٰ کے زمانہ میں ۱۹۳۶ء میں وزیر مقبوضات کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جون ۱۹۳۷ء سے مارچ ۱۹۳۸ء تک آپ پھر فرانس کے وزیر اعظم مقرر ہو گئے اور مارچ میں جب ایم ریبو نے وزارت مرتب کی تو آپ کو نائب وزیر اعظم کا عہدہ تفویض کیا گیا۔ آپ فرانس کی "ترقی پسند جماعت" کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو "دائیں" اور "بائیں" بازوؤں میں توازن قائم رکھتا ہے۔

(ص)

صشت - ڈاکٹر ہجلمر ہوریس گریلی صشت (Hjalmar Horace Greely Schacht) جرمن مدبر اور ماہر اقتصادیات ۱۸۷۷ء میں کیل (Kiel) کے مقام پر پیدا ہوئے اور "بنکر" کی حیثیت سے زندگی شروع کی۔ کچھ عرصہ کے بعد بریمن (Bremen) کے ایک بنک میں مینجر کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور رفتہ رفتہ حصہ دار بن گئے۔ جنگ کے بعد آپ "جرمن ڈیمو کریٹک پارٹی" میں شامل ہو گئے۔ اور جرمنی کی مالیات کو درست رکھنے کے لئے متعدد تجاویز وضع کیں۔ ۱۹۲۹ء میں ان کو "جرمن نیشنل بنک" (Reichsbank) کا صدر مقرر کیا گیا۔ آہستہ آہستہ آپ "ڈیمو کریٹک پارٹی" سے علیحدہ ہوتے گئے اور آپ نے جرمنی میں غیر ملکی سرمایہ کے داخلہ کی مخالفت شروع کر دی۔

۱۹۳۱ء میں آپ "نازی پارٹی" میں شامل ہو گئے اور ۱۹۳۳ء میں ہر ہٹلر نے آپ کو

دوبارہ "ریش بنک" کا صدر، اقتصادیات کا وزیر اور عملی طور پر اس شعبہ کا آمر مطلق بنا دیا اور آپ جرمنی کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لئے متعدد تجاویز پر عمل کرتے رہے۔ ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر فنک (Funk) آپ کی جگہ جرمنی کے وزیر اقتصادیات اور "ریش بنک" کے صدر مقرر ہوئے۔ اور آپ ۱۹۳۹ء کے آغاز میں ہندوستان چلے آئے اور جنگ شروع ہونے سے چند ہی روز قبل جرمنی واپس گئے۔ آج کل آپ "اقتصادی جنگ" کے متعلق ہٹلر کے مشیر ہیں۔

(ظ)

ظاہر شاہ۔ پورا نام محمد ظاہر شاہ ہے، آپ افغانستان کے سابق حکمران نادر شاہ مرحوم کے فرزند ہیں۔ ۱۵ اکتوبر ۱۹۱۴ء کو کابل میں پیدا ہوئے اور وہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے والد جب حکومت افغانستان کی جانب سے فرانس میں عہدۂ سفارت پر مامور ہوئے تو ۱۹۲۴ء میں آپ بھی ان کے ہمراہ فرانس تشریف لے گئے۔ اور ۱۹۳۰ء تک وہیں مقیم رہ کر مختلف تعلیم گاہوں میں تعلیم پاتے رہے۔ اس اثناء میں "انقلابِ افغانستان" نے آپ کے والد مرحوم کو اس ملک کا حکمران بنا دیا۔ اور اکتوبر ۱۹۳۰ء میں افغانستان واپس تشریف لانے کے بعد آپ نے وہاں کے "ملٹری کالج" میں داخل ہو کر عسکری تعلیم و تربیت حاصل کی اور تخت نشینی سے قبل عارضی طور پر وزیر حرب اور وزیر تعلیمات کی قائم مقامی کرتے رہے۔ ۹ نومبر ۱۹۳۳ء کو آپ کے والد بزرگوار کی شہادت کے بعد آپ افغانستان کے بادشاہ بنائے گئے۔ اور آپ اپنے والد مرحوم کے سیاسی مسلک پر کاربند رہتے ہوئے افغانستان کی تعمیر و ترقی میں منہمک ہیں۔

(ع)

عبیداللہ ۔ مولانا عبیداللہ سندھی، ضلع سیالکوٹ (پنجاب) کے ایک موضع چنیا نوالی کے رہنے والے ہیں۔ ۱۰ مارچ ۱۸۷۲ء کو ایک ہندو زرگر خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سکھ ہو گئے تھے۔ چار ماہ کی عمر میں باپ کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ اور آپ نے اپنی نہال میں پرورش پائی۔ ۱۸۸۷ء میں جام پور کے ایک اردو مڈل اسکول میں داخل ہوئے کچھ عرصہ کے بعد آپ کے مطالعہ سے بعض ایسی کتابیں گذریں جنہوں نے اسلام کی حقانیت آپ پر منکشف کر دی اور چند سال کے بعد آپ مسلمان ہو گئے۔ قبول اسلام کے بعد آپ سندھ تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ حضرت حافظ محمد صدیق صاحب کی خدمت میں رہنے کے بعد جو خود مولانا کے الفاظ میں اس عہد کے "جنید اور سید العارفین" تھے دیوبند تشریف لائے۔ لیکن بعض ابتدائی کتابیں پڑھنے کے لئے رامپور تشریف لے گئے۔ اور چند ماہ کے بعد حضرت شیخ الہند مرحومؒ کے حلقۂ درس میں شریک ہو گئے۔ اور تکمیل کے بعد سندھ واپس چلے گئے۔ آپ طبعاً انقلاب پسند واقع ہوئے ہیں اور طالب علمی کے زمانہ ہی میں آپ نے ایسی تمام تحریکات کا غائر مطالعہ کیا ہے جو ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کے زوال سے قبل و بعد یہاں کے علماء حق اسے غیروں کے غلبہ اور اقتدار سے محفوظ رکھنے کے لئے کرتے رہے ہیں۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے اپنی توجہ کو مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کرنے اور سلسلہ کے شیخ اکبر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی کے لائحہ عمل کے احیاء پر مرکوز کر دیا اور علم و عمل میں اسی لائحہ عمل کو پیش نظر رکھا۔ حضرت شیخ الہندؒ اس خیال اور عمل میں آپ کے موید تھے۔

آپ نے سندھ کو اپنا مرکز بنایا لیکن کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے آپ کو دیوبند

بلالیا جہاں آپ نے "جمعیۃ الانصار" کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔ چند سال کے بعد آپ دہلی تشریف لائے اور "نظارۃ المعارف" کے نام سے ایک ادارۃ قائم کیا۔ حضرت شیخ الہند کے حکم پر ۱۹۱۵ء میں آپ کابل تشریف لے گئے۔ لیکن دہلی کے سیاسی مرکز کیساتھ آپ کا تعلق بدستور قائم رہا۔ آپ نے کابل میں انڈین نیشنل کانگریس کی ایک شاخ قائم کی اور انقلاب افغانستان تک آپ وہیں مقیم رہے۔

۱۹۲۲ء میں آپ ترکی تشریف لے گئے اور اسی سفر کے دوران میں چند ماہ تک روس میں رہ کر سوشلزم کا مطالعہ کیا۔ ۱۹۲۳ء میں انگورہ پہونچے اور تین سال تک مقیم رہ کر دنیا کی انقلابی تحریکات کا مطالعہ کرتے رہے۔ یہاں سے آپ مکہ معظمہ تشریف لے آئے۔ اور ۱۹۳۸ء تک وہیں مقیم رہے۔ ہندوستان میں جب کانگریسی وزارتیں قائم ہوئیں تو آپ کو واپسی کی اجازت مل گئی۔ اور آپ مراجعت فرمائے وطن ہوئے۔

مولانا عبیداللہ سندھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی کے فلسفہ اور انقلابی لائحہ عمل کے علمبردار ہیں اور انڈین نیشنل کانگریس میں رہ کر اسی فلسفہ کے ماتحت ایک ایسے حریّت خواہ گروہ کی تشکیل کے حامی ہیں جو مذہبی حدود میں رہتے ہوئے ملک کے آئیندہ دستور حکومت کو سرمایہ داری کے اثر و اقتدار سے محفوظ رکھ سکے اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کی بناء پر آپکا خیال ہے کہ ہندوستان کی کوئی تحریک اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جبوقت تک اسے جدید (Modern) اصول سیاست کے مطابق منظم کر کے دنیا کو اس کا موید نہ بنایا جائے اور اسکے لئے آپ مغربی تہذیب کی ترویج و اشاعت کو ضروری قرار دیتے ہیں آپ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں مقیم ہیں اور "یادگار حضرت شیخ الہند" کے نام سے ایک ایسا ادارہ قائم کرنے کیلئے کوشاں ہیں جہاں حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے فلسفہ کی روشنی میں آپ قرآن عزیز کا درس دینگے۔

عرب۔ جزیرہ نمائے عرب کے باشندوں کو کہتے ہیں۔ یہ تعداد میں تقریبًا پانچ کروڑ ہیں۔ جن میں سے جزیرہ نمائے عرب میں تقریبًا ایک کروڑ بیس لاکھ، شام میں چالیس لاکھ، عراق

ہیں زاں اندازتیس لاکھ، فلسطین میں ایک لاکھ مصر میں کم وبیش ایک کروڑ چالیس لاکھ، لیبیا میں سات لاکھ، طرابلس میں تیئس لاکھ، الجزائر میں ساٹھ لاکھ اور مراکش میں ستّر لاکھ عرب آباد ہیں۔ ان میں جزیرہ نمائے عرب کے وہ باشندے جو "بدو" کہلاتے ہیں خالص "عربی خون" کے حامل سمجھے جاتے ہیں اور باقی عرب مخلوط النسل۔

(غ)

غازی الاول۔ عراق کے حکمران تھے۔ آپ مارچ ۱۹۱۲ء میں بمقام مکّہ معظمہ پیدا ہوئے آپ کے والد فیصل اوّل شریف حسین کے فرزند تھے۔ مذہبی تعلیم مکّہ معظمہ ہی میں پائی۔ اور انگریزی پہلے بغداد میں پڑھی اور اس کے بعد انگلستان میں۔ عراق کی عسکری درسگاہ میں مقیم رہ کر "لفٹنٹ" کی سند حاصل کی اور اپنے والد کے حکم سے "شاہی امدادی" محکمہ میں شامل ہو کر عرصہ تک کام کرتے رہے۔ امیر فیصل مرحوم کی عدم موجودگی میں آپ ان کی نیابت بھی کیا کرتے تھے ان کے انتقال کے بعد آپ عراق کے والی مقرر ہوئے تھے لیکن ۴ اپریل ۱۹۳۹ء موٹر کے تصادم سے آپکا انتقال ہوگیا۔ اب آپکے شیرخوار فرزند فیصل دوم عراق کے حکمراں ہیں۔

(ف)

فاروق۔ مصر کے حکمران فاروق اول ۱۱ فروری ۱۹۲۰ء کو مصر میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۲ء میں مصر کے حکمران، شاہ فواد مرحوم نے آپ کو اپنا ولیعہد مقرر کیا، عربی دینیات اور انگریزی کی تعلیم محل سرائے شاہی میں حاصل کی اور عسکری تربیت حاصل کرنے کے لئے اکتوبر ۱۹۳۵ء میں انگلستان تشریف لے گئے۔ لیکن کم سنی کی وجہ سے کسی تربیت گاہ میں داخل نہ ہو سکے۔ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء کو شاہ فواد کے انتقال کے بعد آپ مصر آنے پر مجبور ہوئے جہاں پہونچکر آپ نے مصر کا تاج و تخت سنبھال لیا۔ دستور مصر کے مطابق چونکہ مصر کے حکمران کی عمر

اٹھارہ سال سے کم نہیں ہونی چاہیئے۔ اور اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تین ماہ سے زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے ایک سال نو ماہ کے لئے "کونسل آف ریجنسی" مقرر کی گئی اور اس مدت کے ختم ہو جانے کے بعد آپ آزاد حکمران کی حیثیت سے حکومت کرنے لگے۔

فارلی۔ جیمز۔ اے۔ فارلی (James A. Farley) امریکہ کے مشہور "ڈیموکریٹک" رہنما ولایات متحدہ کے "پوسٹ ماسٹر جنرل" "ڈیموکریٹک پارٹی" کے چیرمین اور ولایات متحدہ کے صدر مسٹر روز ولٹ کے مشیر خصوصی ہیں اور آپ ولایات متحدہ کی سیاست اور "پارٹی" میں ایک باا‌ثر شخص سمجھے جاتے ہیں۔

فرک۔ ڈاکٹر ولہم فرک (Wilhelm Frick) کا شمار جرمن نازی تحریک کے ان "چھ بڑے افراد" میں کیا جاتا ہے جو اس تحریک کے روح رواں تصوّر کئے جاتے ہیں۔ آپ "نازی پارٹی" کے بہت پرانے رکن ہیں ۱۹۳۰ء میں آپ کو جرمن صوبہ تھورنجیا (Thuringia) کا وزیر مقرر کیا گیا اور ۱۹۳۳ء میں وزیر امور داخلہ لیکن آجکل آپ ان معدودے چند افراد میں سے ایک ہیں جنہیں "جرمن جنگی اقتدار اعلےٰ" کہنا چاہیئے۔

فرانکو۔ فرانسسکو فرانکو (Francisco Franco) ہسپانوی خانہ جنگی کے رہنما اور ہسپانیہ کے موجودہ آمر مطلق۔ ۱۸۹۲ء میں بمقام گلیشیا پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم و تربیت سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد ہسپانوی فوج میں شامل ہو کر مراکش چلے گئے کچھ عرصہ کے بعد ۱۹۲۶ء میں کرنل کا عہدہ حاصل کر لیا۔ ۱۹۳۵ء میں انہیں "چیف آف اسٹاف" کے منصب پر فائز کر دیا گیا۔ اور چند روز کے بعد جزائر کناری (Canary Islands) کا گورنر بنا دیا گیا۔
جنرل فرانکو کی شہرت اور موجودہ حیثیت کی بنیاد ہسپانیہ کی اس خانہ جنگی پر ہے جو جولائی ۱۹۳۶ء سے شروع ہو کر ۱۹۳۹ء تک جاری رہی۔ اور جس کی کامیابی نے انہیں

دنیا کے ڈکٹیٹروں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔

جنرل فرانکو نے ہسپانوی فوجوں کی اس بغاوت کو جو بعد میں خانہ جنگی کی صورت اختیار کر گئی مراکش میں بیٹھ کر منظم کیا تھا۔ اگرچہ اس بغاوت کے سرغنہ جنرل سین جارجو (Sanjarjo) تھے لیکن ایک فضائی حادثہ کے پیش آ جانے کی وجہ سے یکم اکتوبر ۱۹۳۶ء کو جب ان کا انتقال ہو گیا تو عنانِ بغاوت جنرل فرانکو نے سنبھال لی اور خود حکومت کے واحد رکن اعلیٰ اور فوج کے سپہ سالار اعظم ہونے کا اعلان کر دیا۔

ہسپانوی خانہ جنگی میں آپ کو اطالیہ اور جرمنی اور آپ کی حریف ہسپانوی حکومت کو روس کی جانب سے جو امداد ملی تھی اس کی وجہ سے اس مہم میں کامیاب ہو جانے کے بعد آپ نے "مخالف اشتراکیت میثاق" پر دستخط کر دیئے۔ لیکن اطالیہ اور جرمنی کے ساتھ ان کی ذاتی حیثیت میں کوئی معاہدہ نہ ہو سکا اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل تذکرہ ہے کہ جنرل فرانکو سے قطع نظر کرتے ہوئے ہسپانوی حکومت کے تمام اراکین اس وقت ان ممالک کے ساتھ تکمیل معاہدات کے حامی نہیں تھے۔

۲۳ اگست کو جب جرمنی اور روس کے درمیان ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ ہو جانے کا اعلان ہوا تو فرانکو کو شدید افسوس ہوا بالخصوص اس لئے کہ ان کے نظریہ کے مطابق اگر روس جمہوریہ ہسپانیہ کی امداد نہ کرتا تو یہ خانہ جنگی اتنی طویل مدت تک جاری نہ رہتی۔ لیکن اسکے باوجود آپ اطالیہ اور جرمنی کے ساتھ وابستہ ہیں، اور اگرچہ موجودہ جنگ میں آپ نے اپنے ملک ہسپانیہ کو شریک جنگ نہیں بنایا لیکن یہ امر واضح ہے کہ آپ کی تمام ہمدردیاں جرمنی اور اطالیہ کے ساتھ ہیں۔ آغاز جنگ کے بعد آپ نے ایک تقریر کے دوران میں "جبرالٹر" کو ہسپانیہ کا قدرتی حق قرار دیا تھا لیکن اس سلسلہ میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ دسمبر ۱۹۴۰ء میں آپ کی حکومت اور برطانیہ کے درمیان ایک مالی معاہدہ ہوا ہے۔

(ق)

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ۔ پورا نام محمد علی جناح ہے لیکن گذشتہ چند سال سے آپ قائداعظم کے نام سے مشہور ہوگئے ہیں۔ آپ ۱۸۷۶ء میں یکشنبہ کے دن جبکہ مسیحی دنیا "کرسمس" کی تقریب منارہی تھی کراچی کے ایک خوجہ خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ایک کامیاب اور متمول تاجر تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کراچی میں حاصل کی اور ۱۸۹۲ء میں جبکہ آپکی عمر سولہ سال کی تھی آپ کو حصول تعلیم کی غرض سے انگلستان بھیجدیا گیا۔ انگلستان کے قیام کے دوران میں آپ کی ملاقات دادا بھائی نوروزجی سے ہوئی اور چونکہ ان کا شمار اس عہد کے قوم پرور ہندوستانیوں میں ہوتا تھا اور وہ انڈین نیشنل کانگریس کے ساتھ وابستہ تھے اس لئے مسٹر جناح بھی ان کے خیالات سے متاثر ہوئے۔ ۱۸۹۶ء میں آپ بیرسٹری کے امتحان میں کامیاب ہوکر ہندوستان واپس آگئے۔

انگلستان کے زمانۂ قیام میں آپ کے والد کو تجارت میں نقصان ہوتا رہا اور جب آپ ہندوستان واپس آئے تو کاروباری حیثیت سے ان کا خاندان شدید مالی دشواریوں میں مبتلا ہوچکا تھا۔

۱۸۹۷ء میں آپ کراچی سے بمبئی چلے آئے رفتہ رفتہ آپ کو اپنے اختیار کردہ پیشۂ وکالت میں کامیابی حاصل ہوتی گئی اور اب آپ کا شمار ہندوستان کے قابل ترین وکلاء میں ہوتا ہے۔

مسٹر جناح ابتدا ہی سے ہندوستان کی "سیاسیات" میں حصہ لیتے اور مسٹر گوپال کرشن گوکھلے آنجہانی کے نقشِ قدم پر چلتے رہے ہیں۔ ۱۹۰۶ء میں جب دادا بھائی نوروزجی نے انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس منعقدہ کلکتہ میں "حکومت خوداختیاری" کا نظریہ پیش (autonomous)

کیا۔ آپ ان کے پرائیویٹ سیکریٹری کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ ۱۹۱۰ء میں جب ہندو مسلم تعلقات کو بہتر بنانے کے لئے الہ آباد میں دونوں قوموں کے رہنماؤں کا ایک اجتماع ہوا تو اس کے شرکاء کی فہرست میں آپ کا نام بھی شامل نظر آتا ہے۔ اسی سال بمبئی پریذیڈنسی کے مسلمانوں نے آپ کو "سپریم لیجسلیٹو کونسل" (Supreme Legislative Council) کا رکن منتخب کیا۔ جہاں آپ ایسے تمام مسائل و معاملات میں غیر مسلم اراکین کے ساتھ اتفاق رائے کا اظہار کرتے رہے جو ہندوستان کے متحدہ مفاد سے متعلق تھے۔ ۱۹۱۳ء میں آپ انگلستان چلے گئے اور وہاں "لنڈن انڈین ایسوسی ایشن" کے نام سے انگلستان میں مقیم ہندوستانیوں کی ایک جماعت قائم کی۔ اس زمانہ میں انگلستان میں مقیم ہندوستانی طلباء کو وہاں کے تعلیمی اداروں کے ارباب حل و عقد کے خلاف بعض اہم شکایات پیدا ہو گئی تھیں۔ اس سلسلہ میں آپ کی کوششوں سے "دفتر ہند" (India Office) نے ایک مجلس تحقیقات مقرر کی اور طلباء کی جائز شکایات کا ازالہ کر دیا گیا۔

۱۹۱۴ء میں آپ انگلستان سے واپس آئے لیکن مئی میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اس وفد کے ساتھ جو انڈیا کونسل میں مجوزہ اصلاحات کے متعلق برطانوی عوام اور پارلیمنٹ کے اراکین کے روبرو کانگریس کا نظریہ بیان کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا آپ کو پھر انگلستان جانا پڑا۔ ہندوستان سے اس مسلسل غیر حاضری کے باعث آپ "وائسرائے کی کونسل" کے رکن نہیں رہے تھے لیکن ۱۹۱۶ء میں آپ دوبارہ منتخب کئے گئے۔ اور اس وقت سے اب تک برابر اس کونسل کی قائمقام مرکزی مجالس کے رکن چلے آرہے ہیں۔

انگلستان سے واپسی پر آپ مسلم لیگ کے باقاعدہ رکن بن گئے لیکن اس کے باوجود آپ کی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز کانگریس ہی رہی اور آپ ہندو مسلم اتحاد قائم کرانے کی مبارک کوششوں کی بدولت اپنے دوستوں میں "ہندو مسلم اتحاد کے پیامبر" کہلانے لگے۔

اور آپ کی کوششوں سے ۱۹۱۵ء میں پہلی مرتبہ "انڈین نیشنل کانگریس" اور "مسلم لیگ" کے اجلاس ساتھ ساتھ بمبئی میں منعقد ہوئے۔ ۱۹۱۷ء میں آپ "بمبئی ہوم رول لیگ" میں شامل ہوئے اور اس کے صدر منتخب کر لئے گئے۔ ہندوستان میں گاندھی جی کی زیر قیادت "عدم تعاون" کی تحریک شروع ہوئی تو ۱۹۲۰ء میں مسٹر جناح اسکی رکنیت سے علیحدہ ہو گئے۔ اور آہستہ آہستہ ان کی توجہات مسلمانانِ ہند کے سیاسی معاملات و مسائل پر منعطف ہوتی چلی گئیں اور اب آپ کانگریس کے شدید ترین مخالف سمجھے جاتے ہیں اور آپ کا خیال ہے کہ کانگریس کے زیر اثر استخلاص وطن کے لئے جو کوششیں کیجاتی ہیں ان کا مقصد ہندوستان میں خالص ہندو حکومت کا قیام ہے اور اسی لئے آپ ہندوستان میں جمہوری نظام حکومت کو ناقابل عمل قرار دیتے ہوئے اس ملک کو "ہندو ہندوستان" اور "مسلم ہندوستان" دو حصوں میں منقسم کر دینے کے حامی ہیں اور آپ کی یہ تجویز "پاکستان اسکیم" کے نام سے مشہور رہے۔

ہندوستان میں سائمن کمیشن کے دورہ کے موقعہ پر آپ اس کے مقاطعہ میں کانگریس کے ہمنوا رہے۔ اور ہندو مسلمانوں کے درمیان مفاہمت کے لئے مسلمانوں کی جانب سے آپ نے "چودہ نکات" کے نام سے چند مطالبات قائم کئے جن میں ذیل کے مطالبات خصوصی طور پر مشہور رہیں۔

۱۔ جن صوبوں میں مسلم اکثریت نہیں وہاں انہیں معقول نمائندگی کا حق دیا جائے لیکن مسلم اکثریت کے صوبوں میں ان کی اکثریت علی حالہ قائم رکھی جائے۔

۲۔ بنگال، پنجاب اور شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی حدود کو از سر نو معین کر کے وہاں کی مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل نہ کیا جائے۔

۳۔ جداگانہ انتخابات کا طریقہ رائج کیا جائے۔

۷۔ مذہبی فرائض کی ادائیگی پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ کی جائے۔
لیکن ۱۹۲۷ء میں جب آپ کی دعوت پر دہلی میں مسلمانوں کا ایک اجتماع ہوا تو مخلوط انتخاب کے لئے " دہلی مسلم پروپوزلز" کے نام سے ان نکات میں سندھ کو جداگانہ صوبہ بنادینے اور شمالی مغربی سرحدی صوبہ میں اصلاحات کے نفاذ کے مطالبات کا اضافہ کردیا گیا۔
نہرو رپورٹ کی اشاعت کے بعد آپ نے اس کی شدید مخالفت کی آپ " راونڈ ٹیبل کانفرنس لندن " میں بھی مسلمانان ہند کے نمائندہ کی حیثیت سے شریک تھے۔

ک

کینڈی۔ جوزف پیٹرک کینڈی (Joseph Patric Kenndy) امریکہ کے وہ مشہور سیاست دان ہیں جنہوں نے حال ہی میں پر زور الفاظ میں دنیا کے روبرو اس حقیقت کو بیان کیا ہے کہ " انگلستان میں جمہوریت فنا ہو چکی ہے " آپ ۶ ستمبر ۱۸۸۸ء کو علاقہ ماس (Mass) کے مشہور شہر بوسٹن (Bostan) میں پیدا ہوئے اور بچپن میں اخبارات اور مٹھائیاں فروخت کر کے زندگی بسر کرتے رہے۔ ۱۹۱۲ء میں آپ نے ہارورڈ (Harverd) کی درسگاہ میں داخل ہو کر بی۔ اے کے امتحان میں کامیابی حاصل کی اور تجارت نیز روپیہ کے لین دین کا کام شروع کر دیا حتیٰ کہ ۱۹۱۴ء میں آپ بوسٹن میں " بنک کمیٹی " کے صدر مقرر ہو گئے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ ایک " جہاز ساز کمپنی " کے " اسسٹنٹ جنرل مینجر" مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں امریکہ کے " فلم بکنگ آفیسر" (Fillm Booking Oppicer) بنائے گئے اور اسی زمانہ میں آپ نے صور متحرکہ (Motion Pictures) کے مشترکہ اداروں کے مالی مسئلہ کا مطالعہ کر کے اس میں مہارت حاصل کی۔ ۱۹۳۴ء میں جب امریکہ کی " شرح تبادلہ اشیاء " کی تحقیقات کے لئے " سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن " مقرر ہوا

تو آپ اس کے صدر مقرر کئے گئے لیکن ۱۹۳۵ء میں آپ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے ۱۹۳۷ء میں مسٹر روزولٹ نے انہیں ایک اور "کمیشن" میں شریک کیا اور ۱۹۳۸ء میں آپ کو لندن میں امریکی سفیر مقرر کیا گیا۔ لیکن آپ ۶ر نومبر ۱۹۴۰ء کو اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔

آپ مسٹر روزولٹ کے مشیر خاص ہیں۔ بین الاقوامی سیاسیات میں آپ کو غیر معمولی شہرت و اہمیت حاصل ہے۔ اور انگلستان کے متعلق ان کے اس بیان سے پیشتر کہ "وہاں جمہوریت فنا ہو چکی ہے" آپ امریکہ اور برطانیہ کے مابین قیام اتحاد کے بڑے حامی سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے اپنے استعفے کے بعد ایک بیان میں فرمایا کہ میں اب اپنا تمام وقت امریکہ میں جمہوری نظام حکومت کی بقا و تحفظ میں صرف کروں گا۔ اور میری یہ کوشش صدر ولایات متحدہ کو جنگ سے علیحدہ رہنے میں امداد دیں گی۔

کنگ۔ مسٹر ڈبلو۔ ایل میکنزی کنگ (W. L. Mackenzie King) کناڈا کے وزیر اعظم ۱۸۷۴ء میں کچنر انٹ (Kitchener ont) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ "ٹورنٹو" "چیکاگو" اور "ہارورڈ" کی درسگاہوں میں تعلیم پائی اور ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۸ء تک "ڈپٹی لیبر منسٹر" کے عہدہ پر فائز رہے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ کو "لبرل پارٹی" کی جانب سے "کناڈین پارلیمنٹ" کا رکن منتخب کیا گیا۔ اور ۱۹۰۹ء سے ۱۹۱۱ء تک بحیثیت "لیبر منسٹر" کام کرتے رہے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ کو سر ولفرڈ لیوریر (Wilfrid Laurier) کی جگہ "لبرل پارٹی" کا رہنما مقرر کیا گیا۔ اور ۱۹۲۱ء سے ۱۹۳۰ء تک آپ کناڈا کے وزیر اعظم رہے، ۱۹۳۵ء میں آپ دوبارہ وزیر اعظم مقرر کئے گئے۔ از اب تک اس منصب پر فائز ہیں۔

کبیلیرو۔ فرانسسکو لارگو کبیلرو (Francisco Largo Caballero) ہسپانیہ کے "لیبر لیڈر" ہیں آپ ۱۸۶۹ء میں پیدا ہوئے پیشہ کے اعتبار سے آپ معمار ہیں۔ سب سے پہلے آپ "ٹریڈ یونین" کی تحریکات میں شامل رہے اور ہسپانوی مزدوروں کی ایک

جماعت کے سیکرٹری بنائے گئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ ہسپانیہ کی "سوشلسٹ پارٹی" کے "چیرمین" منتخب کئے گئے۔ آپ کو سات مرتبہ قید وبند کے مصائب برداشت کرنے پڑے اور ۱۹۱۷ء میں سزائے موت بھی دیگئی لیکن بعد میں آپ رہا کر دئے گئے۔ آپ ہسپانوی "لینن" کے نام سے مشہور ہیں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۳ء تک ڈاکٹر ازانا کی جمہوری حکومت میں آپ وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز رہے لیکن جب ڈاکٹر ازانا کی جگہ لیروکس (Lerroux) جمہوریہ ہسپانیہ کے صدر ہوئے تو آپ ۱۹۳۴ء میں پھر قید کر دئے گئے۔ ۱۹۳۶ء میں جب ہسپانیہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو آپ کو دوبارہ وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ لیکن مئی ۱۹۳۷ء میں آپ کی جگہ ڈاکٹر نیگرن (Negrin) وزیر اعظم مقرر ہوئے اور جمہوریہ ہسپانیہ کی شکست کے بعد آپ فرانس چلے گئے۔

کارڈی ناس ۔ جنرل لزارو کارڈی ناس (Lazaro Cardenas) میکسکو کی جمہوری حکومت کے صدر رہیں آپ۔ ۳۰ نومبر ۱۹۳۴ء کو اس منصب کے لئے منتخب کئے گئے تھے اور یکم دسمبر ۱۹۴۰ء کو آپ کی صدارت ختم ہوگئی۔ آپ ایک فعّال اور مفکر شخص ہیں اور اگرچہ خیالات اور عمل کے لحاظ سے آپ "اشتراکی" واقع ہوئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے خیالات اشتراکیت کی کسی مروّجہ اور مستند تعریف کے ماتحت نہیں آتے۔ آپ نے اراضی کے متعلق بہت سی اصلاحات نافذ کی ہیں۔ اور ریلوں، تیل کے چشموں اور شکر سازی کی صنعت کو مشترکہ قومی ملکیت بنا دیا ہے آپنے ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں "جمہوریہ ہسپانیہ" کی حمایت کی تھی۔ اور آپ ہی کی دعوت پر ایم ٹراٹسکی میکسکو میں مقیم تھے۔

کفلن ۔ فادر چارلس ایڈورڈ کفلن (Charles Edward Coughlin) امریکہ کے کیتھولک مدبر ہیں۔ ۱۸۹۱ء میں ہملٹن (Hamilton) واقعہ کناڈا میں پیدا ہوئے اور

مذہبی تعلیم پانے کے بعد متعدد مقامات پر پادری کی حیثیت سے کام کرتے رہے بین الاقوامی سیاسی حلقوں میں آپ کا تعارف آپ کی ان تقریروں سے ہوا جو آپ ۱۹۳۰ء سے اشتمالیت کی مخالفت میں کرتے رہے ہیں۔ آپ نے چکا گو کے لاٹ پادری کے اختلاف کے باوجود ولایات متحدہ امریکہ میں یہودیوں کی مخالفت میں ایک زبردست تحریک شروع کی تھی۔ آپ کچھ عرصہ تک "کرسچین فرنٹ" کی تحریک کے ساتھ منسلک رہے لیکن اس کے بعد آپ نے "نیشنل یونین فار سوشل جسٹس" (National Union For Social Justice) کے نام سے علیحدہ جماعت قائم کر لی۔

کرپس۔ اسٹیفورڈ کرپس (Stafford Cripps) برطانوی اشتراکی مدبر اور لارڈ پارمور (Parmoor) کے فرزند اصغر ہیں۔ ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور ونچسٹر اور لندن کی درسگاہوں میں تعلیم پا کر ۱۹۱۳ء میں وکالت شروع کی۔ ۱۹۲۷ء میں آپ کو بادشاہ کا مشیر مقرر کیا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ "لیبر پارٹی" کی جانب سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور اس وقت سے مسلسل اسی نشست پر فائز ہیں۔ مسٹر میکڈانلڈ کے عہد وزارت میں آپ کو "سولیسٹر جنرل" مقرر کیا گیا تھا۔ آپ اپنی پارٹی کے "بائیں بازو" میں انتہا پسند سمجھے جاتے ہیں۔ آپ نے ۱۹۳۶ء میں ایک ایسا متحدہ محاذ بنانے کی تحریک شروع کی تھی جس میں کمیونسٹ بھی شامل کئے جا سکیں لیکن یہ تحریک "لیبر پارٹی" کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۱۹۳۷ء میں مسترد کر دی گئی۔ لیکن آپ کو پارٹی کی مجلس عاملہ میں شریک کر لیا گیا۔ اسی سال آپ نے "پاپولر فرنٹ" قائم کرنے کی تحریک شروع کی جس میں آپ لیبر، لبرل، کیمونسٹ اور آزاد خیال قدامت پسندوں کو شریک کرنا چاہتے تھے۔ لیکن آپ کی یہ تحریک بھی مسترد کر دی گئی۔ اور اپریل ۱۹۳۹ء میں آپ نیز آپ کے بعض پرجوش مؤیدین کو "لیبر پارٹی" سے خارج کر دیا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد آپ کی درخواست پر آپ کو دوبارہ پارٹی

میں شمولیت کی اجازت مل گئی۔ آپ گذشتہ سال ہندوستان تشریف لائے تھے اور اب ماسکو میں برطانوی سفیر کی حیثیت سے مقیم ہیں۔

کیرول۔ رومانیہ کے بادشاہ تھے اور کیرول ثانی (Carol II) کے نام سے مشہور ۱۸۹۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۲۵ء تک رومانیہ کے ولیعہد رہے۔ لیکن ایک یہودی خاتون کے ساتھ قیام روابط کی وجہ سے آپ کو منصب ولیعہدی سے دست کش ہوجانا پڑا لیکن اس دست برداری میں سیاسی اثرات کارفرما تھے۔ اس واقعہ کے بعد فرانس جاکر اسی یہودی خاتون کے ساتھ رہنے لگے اور کچھ عرصہ کے بعد آپ کی بیگم شہزادی ہیلن نے آپ سے قطع تعلق کرلیا۔ ۱۹۲۷ء میں رومانیہ کے حکمران فرڈیننڈ (Ferdinand) کا انتقال ہوگیا تو کیرول کے فرزند مائیکل کو رومانیہ کا بادشاہ بنایا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں رومانیہ کے وزیراعظم مانیو (Maniu) نے آپ کو رومانیہ میں واپس آجانے کی دعوت دی تاکہ آپ کو "مدارالمہام" مقرر کیا جائے۔ لیکن "نیشنل اسمبلی" نے آپ کے بادشاہ ہونے کا اعلان کردیا۔ اور مسٹر مانیو اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔ آپ کی حکومت شخصی مطلق العنانی کی مظہر تھی اور آپ نے ۱۹۳۸ء میں جرمنی کی حامی جماعت آئرن گارڈ (Iron Guard) کو بالکل کچل دیا تھا۔ لیکن بعض حالات کی بناپر آپ رومانیہ اور جرمنی کے درمیان اقتصادی اور تجارتی تعلقات قائم رکھنے پر مجبور تھے اور اسی لئے مارچ ۱۹۴۰ء میں آپ کو آئرن گارڈ پر عائد کردہ پابندیوں کو واپس لینا پڑا۔ اور ستمبر ۱۹۴۰ء کے پہلے ہفتہ میں آپ دوبارہ اپنے فرزند مائیکل کے حق میں رومانیہ کے تخت وتاج سے دست بردار ہوکر یوگوسلاویہ چلے گئے۔

کروٹس۔ (Croats) سلاوُنسل کے وہ قبائل جو "جنوبی قبائل" کہلاتے ہیں۔ اور اب "یوگوسلاویہ" کے شمالی مغربی حصوں میں آباد ہیں کروٹس کی تعداد تقریباً چالیس لاکھ ہے اور اگرچہ ان کی زبان بھی وہی ہے جو سلاوُنسل کے سرب (Serb) قبائل بولتے ہیں

لیکن ان کے برعکس ان کا رسم الخط " رومن " ہے۔ اپنے دوسرے ہم نسل قبیلوں کی طرح کروٹس بھی صدیوں تک آسٹریا اور ہنگری کے محکوم رہ چکے ہیں لیکن انہیں کسی حد تک "حکومت خود اختیاری" کی نعمت ضرور حاصل رہی ہے اور اسی لئے یہ قوم اپنی دوسری ہم نسل قوموں کے مقابلہ میں زیادہ مہذب اور دانشمند سمجھی جاتی ہے۔ ۱۹۱۸ء میں جب سلاؤ نسل کے مختلف قبائل کو متحد کرکے یوگوسلاویہ کی ریاست کی گئی اور سربیا والوں نے کروٹس کے علاقوں پر قبضہ کرکے انہیں اپنے اندر مدغم کر لینے کی کوششیں شروع کیں تو اس قوم نے انہیں ناپسند کیا اور ریڈک کی قیادت میں منظم ہو کر یوگوسلاویہ میں شامل رہتے ہوئے "حکومت خود اختیاری" کا مطالبہ شروع کر دیا لیکن ۱۹۲۸ء میں ریڈک (Reditch) کو اس وقت گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا جب وہ " یوگوسلاویہ کی پارلیمنٹ " کے اجلاس میں شریک تھے اور رفتہ رفتہ اس قوم کے وطن کو یوگوسلاویہ کے دوسرے اضلاع میں شامل کرکے اسکی اہمیت کو بالکل ختم کر دیا گیا۔ مگر ریڈک کے جانشین اور "کروٹ پزنٹ پارٹی" (Croat Peasant Party) کے رہنما ڈاکٹر میکاک (Melchek) "کروشیا" کے لئے "حکومت خود اختیاری" حاصل کرنے کی مسلسل مساعی میں مصروف رہے۔ اور ۱۹۳۹ء میں جب آغاز جنگ سے قبل بین الاقوامی حالات نازک تر ہوتے جا رہے تھے۔ تو یوگوسلاویہ کی حکومت نے ان کے مطالبات کو تسلیم کر لیا۔ کروشیا میں "حکومت خود اختیاری" کا نظام قائم ہو گیا۔ اور ڈاکٹر میکاک "یوگوسلاویہ کے نائب وزیر اعظم بنا دئے گئے۔

(گ)

گاندھی۔ پورا نام موہن داس کرم چند گاندھی ہے لیکن آپ "مسٹر گاندھی" یا "مہاتما جی"

کے نام سے مشہور اور" قوم پرور ہندوستان" کے رہنما ہیں۔ آپ ۲ اکتوبر ۱۸۶۹ء کو جنوبی ہندوستان کی ایک چھوٹی سی ریاست پوربندر میں پیدا ہوئے جہاں آپ کے دادا وزیرِ اعظم کے عہدہ پر مامور تھے۔ آپ کے والد کا با گاندھی ریاست راجکوٹ میں دیوان مقرر ہوئے تو ان کے ساتھ سات سال کی عمر میں آپ راجکوٹ چلے گئے۔ اور راجکوٹ ہی میں تعلیم پانے کے بعد انگلستان جا کر بیرسٹری کی سند حاصل کی اور بمبئی نیز جنوبی افریقہ میں وکالت کرتے رہے۔ آپ کی سیاسی زندگی کا آغاز جنوبی افریقہ میں" ہندوستانی مفاد" کے لئے جدوجہد کرنے سے ہوتا ہے۔" بوئر وار" اور نٹال میں زولو قوم کی بغاوت کے دوران میں آپ نے طبّی امدادی دستے منظم کئے اور ان کے ذریعہ سے زخمیوں کی خدمت کرتے رہے۔ جنگِ عظیم کے دوران میں بھی آپ نے اسی طرح خدمت کی اور برطانوی حکومت کی حمایت میں کام کرتے رہے۔

۱۹۱۸ء میں جب آپ ہندوستان کے متعلق برطانوی حکومت کے روّیہ سے دل برداشتہ ہوگئے تو آپ نے" انڈین نیشنل کانگریس" میں شریک ہوکر" عدمِ تعاون"" برطانوی مال کے مقاطعہ" اور" پرامن طریقہ" پر حکومت کے بعض احکام کی خلاف ورزی کی تحریک شروع کی اور ۱۹۲۲ء میں ہندوستان کی حکومت نے آپ کو گرفتار کر کے چھ سال کے لئے اسیرِ زندان کر دیا۔ لیکن ۱۹۲۴ء میں آپ کو رہا کر دیا گیا۔ اسی سال آپ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر منتخب ہوئے۔ اور اسی سال آپ نے ہندو مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرانے کے لئے" تین ہفتہ کا روزہ" رکھا جس کے نتیجہ کے طور پر اس سلسلہ میں کافی سرگرمی کا اظہار کیا گیا۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۹ء تک آپ کانگریس کی سیاسی تحریکات سے عملاً علیحدہ رہے۔ لیکن اس علیحدگی کے باوجود ہندوستان کے قوم پرور سیاسی رہنماؤں میں آپ کو وہی ہر دلعزیزی اور اعتماد حاصل رہا جو پہلے حاصل تھا اور کانگریس ہندوستان کی سیاسی

ترقی کے لئے اسی لائحہ عمل پر گامزن رہی۔ جو آپ نے وضع کیا تھا۔

اپریل ۱۹۳۰ء میں آپ نے "نمک سازی" کے متعلق حکومت کے قانون اور عائد کردہ محصول کے خلاف "پرامن مہم" شروع کی اور خود نمک بنانے کے لئے ڈانڈی تشریف لے گئے جس کی وجہ سے آپ کو نظر بند کر دیا گیا۔ لیکن جنوری ۱۹۳۱ء میں آپ رہا کر دئے گئے۔ اور لارڈ ارون نے جو اس وقت ہندوستان کے والیسرائے تھے۔ آپ کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا جو "گاندھی ارون پیکٹ" کے نام سے مشہور ہے جس کے بعد آپ "دوسری گول میز کانفرنس" میں شرکت کے لئے انگلستان تشریف لے گئے۔ لیکن وہاں ہندوستان کے سیاسی مستقبل کا مسئلہ آپکی حسب منشا، طے نہ ہو سکا۔ اور آپ ۱۹۳۲ء کے آغاز میں ہندوستان واپس چلے آئے۔ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں چونکہ ہندوستان کے مختلف فرقوں اور قوموں کے درمیان کوئی ایسا فیصلہ نہیں ہو سکا تھا جس کے بعد متحدہ ہندوستان کے مطالبات کو تسلیم کرنے میں برطانوی حکومت کو کوئی عذر باقی نہ رہتا اسلئے برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر ریمزے میکڈونلڈ نے "کمیونل ایوارڈ" کے نام سے ایک ایسا فیصلہ صادر کیا جس کی موجودگی میں ہندوستان سیاسی اور متحدہ قومی اعتبار سے کبھی متفق اور متحد نہیں ہو سکتا۔ اس فیصلہ کے ماتحت حکومت کے تمام انتخابی اور نیابتی اداروں میں "ہندوؤں" "مسلمانوں" اور "اچھوتوں" کے لئے جداگانہ انتخاب کے اصول کو مدنظر رکھا گیا۔

"کمیونل ایوارڈ" نے آپ کو بہت زیادہ متاثر کیا اور بالخصوص اس واقعہ نے کہ اس میں "اچھوتوں" کو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں سے علیحدہ قوم تسلیم کر لیا گیا تھا آپکی توجہ کو اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور اچھوتوں کے درمیان پیدا شدہ منافرت کو دور کر کے انہیں عملاً "ایک قوم" بنا دینے کے مسئلہ پر مرکوز کر دیا۔ اسی زمانہ میں فصلوں کی خرابی کی وجہ سے صوبجات متحدہ کے کسانوں کی مالی حالت حد درجہ خراب ہو رہی تھی اور وہ "محاصل"

ادا کرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ لیکن حکومت اس معاملہ میں کسی قسم کی رعایت کرنے کے لئے تیار نہیں تھی۔ اس کشمکش کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ۱۹۳۲ء کے آخر میں " عدم ادائگی محصول" کی تحریک شروع ہوگئی اور جنوری ۱۹۳۲ء میں گاندھی جی کو گرفتار کرلیا گیا آپ نے اسی اسارت کے زمانہ میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور اچھوتوں کے متعلق اپنے نظریہ کی تکمیل کے لئے " مرن برت " رکھا جس کی وجہ سے " پونہ کا میثاق " عالم وجود میں آیا۔ اور اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے " اچھوتوں " کی قوت اور سیاسیات میں ان کی اہمیت کو تسلیم کرکے " انتخابی اداروں " میں ان کے لئے نشستوں کا تعین کردیا۔ اور برطانوی حکومت نے اس میثاق کو تسلیم کرکے " کمیونل ایوارڈ " کے اس حصّہ کو کالعدوم کردیا جو اس مسئلہ سے متعلق تھا۔ " برت " کے اعلان کے بعد مئی ۱۹۳۳ء میں آپ رہا کردیئے گئے اور آپ دوبارہ سیاسیات سے علیحدہ ہوگئے۔ لیکن کانگریس پر آپ کا اثر و اقتدار بدستور قائم رہا۔

۱۹۳۷ء میں آپ کے مشورہ سے ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریسی وزارتیں قائم ہوئیں۔ ۱۹۳۹ء کے آغاز میں آپ نے ریاست راجکوٹ کی رعایا اور حکمران کے درمیان بعض مطالبات پر مفاہمت نہ ہونے کی وجہ سے محض اس لئے کہ آپ کا اس ریاست سے گہرا تعلق ہے دوبارہ " مرن برت " رکھا لیکن وائسرائے کی مداخلت کے بعد آپ نے اپنا " برت " توڑ دیا۔ ۱۹۳۹ء سے آپ پھر کانگریس کی سیاسیات میں حصّہ لے رہے ہیں اور آپ ہی کی رہنمائی میں چوتھی بار ہندوستان کی " پرامن جدوجہد " کا آغاز ہوا ہے۔

آپ کانگریس کے " دائیں بازو " کے رہنما اور برطانوی حکومت سے وابستہ رہنے اور ہندوستان کے سیاسی مستقبل کا تصفیہ ہوجانے کے بعد برطانیہ کو اس جنگ میں امداد

دینے کے حامی ہیں۔ آپ ہاتھ سے کتے اور بنے ہوئے کھدر کے استعمال، گھریلو اور دیہاتی دستکاریوں کی ترقی اور ملکی مصنوعات کی ترویج کو ہندوستان کی آزادی کا واحد ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ آپ ۱۹۴۰ء کے آغاز میں کانگریس کی رہنمائی سے اس لئے دست کش ہو گئے تھے کہ آپ کے خیال کے برعکس وہ "عدم تشدد" کی راہ سے منحرف ہو گئی تھی۔ لیکن چند ماہ کے بعد جب یہ اختلاف ختم ہو گیا تو آپ نے از سر نو قیادت و رہنمائی کی ذمہ داریوں کو قبول کر لیا۔ ہندوستان کے عوام میں آپ جس قدر مقبول ہیں اس کا اندازہ اس واقعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ آپکی حکمت عملی، نصب العین اور طریقۂ کار سے شدید اختلاف رکھنے والے بھی آپ کے خلاف لب کشائی کی جرأت نہیں کرتے اور ہر تحریک میں آپ کی تائید و حمایت پر مجبور ہیں۔ کانگریس میں آپ جس حکمت عملی پر کاربند ہیں اس میں مطلق العنانی اور آمریت کا گہرا رنگ نظر آتا ہے۔

گورنگ۔ ہرمین ولہم گورنگ (Herman Wilhelm Goring) جرمنی کے "فیلڈ مارشل" اور "وزیر جنگ" ہیں اور جرمنی میں ہر ہٹلر کے بعد آپ ہی کو اہم ترین شخص تصور کیا جاتا ہے۔ آپ ۱۲ر جنوری ۱۸۹۳ء میں بویریا کے ایک مقام روزنہیم (Rosenheim) میں پیدا ہوئے اور گذشتہ جنگ میں "جرمن ہوائی فوج" میں شریک رہ کر متعدد خدمات انجام دینے کے علاوہ آپ نے "جرمن ہوائی فوج" کے مشہور دستہ "رشتفین" (Richthofen) کے رہنما کی حیثیت سے بھی شہرت حاصل کی اور "کپتان" کے عہدہ پر مامور کئے گئے۔ جنگ کے بعد کچھ عرصہ تک آپ سویڈن کی "شہری ہوائی فوج" میں ملازم رہے اور سویڈن ہی کی رہنے والی ایک خاتون کے ساتھ شادی کر لی۔ آپ ابتدا ہی سے ہر ہٹلر کے رفیق کار رہے ہیں۔ نومبر ۱۹۲۳ء میں میونخ کے مقام پر جرمنی کی حکومت کے خلاف جو ناکامیاب ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ آپ اس میں شریک تھے۔ لیکن اس کی ناکامیابی

کے بعد آپ اطالیہ چلے گئے۔

۱۹۲۷ء میں آپ نے اطالیہ سے جرمنی واپس آکر جرمنی کی مشہور فوج "نازی اسٹارم ٹرپس" (Storm Troops) کی تنظیم کی ۱۹۲۸ء میں آپ "رائشتاغ" (جرمن پارلیمنٹ) کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۳۲ء سے اس وقت تک مسلسل اس کی صدارت کے منصب پر فائز ہیں ۱۹۳۳ء میں جب ہرہٹلر برسر اقتدار آئے تو آپ کو پروشیا کا وزیراعظم اور وزیر داخلہ مقرر کیا گیا۔ اور اس طرح آپ جرمنی کے ایک اہم اور وسیع صوبہ کے نظم و نسق کے بلا شرکتِ غیرے مالک ہو گئے۔ آپ نے بہت جلد یہاں کے نظام حکومت کو "نازیت" کے رنگ میں رنگ دیا۔ اور بعض سیاسی حلقوں میں اس خیال کا اظہار کیا جاتا ہے کہ ۲۷ فروری ۱۹۳۳ء کو جرمن پارلیمنٹ کے ایوان میں آتشزدگی کا جو واقعہ پیش آیا تھا اس میں بھی آپ ہی کی سازش کارفرما تھی کچھ عرصہ کے بعد آپ کو "جنرل" کا اعزاز دیکر" فضائی محکمہ کا وزیر مقرر کر دیا گیا۔ اور آپ نے اوّل اوّل تو خفیہ طور پر جرمنی کی فضائی طاقت کو ترقی دینے کی کوشش کی لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ علی الاعلان اس کوشش میں مصروف ہو گئے۔

جرمنی کی اقتصادیات کی اصلاح و ترقی کے لئے آپ کو اقتصادیات، اشیاء خام اور چار سالہ اقتصادی تجویز" (Fouryear Plan) کا کمشنر مقرر کیا گیا۔ اور آہستہ آہستہ آپ" جرمن اقتصادیات" کے آمر مطلق سمجھے جانے لگے۔

فروری ۱۹۳۸ء میں آپ کو" فیلڈ مارشل" بنا دیا گیا۔ آپ ہرہٹلر کے دستِ راست تصوّر کئے جاتے ہیں اور ۱۹۳۸ء میں یہودیوں کے خلاف جرمنی میں جو کچھ پیش آیا اسکا ذمہ دار بھی آپ ہی کو قرار دیا جاتا ہے۔ آپ اپنے تمام عہدوں پر بدستور فائز ہیں ان کے علاوہ آپ "جرمن ہوائی فوج" کے "کمانڈر انچیف" اور "محکمہ جنگلات" نیز "شکار" کے

اعلیٰ افسر بھی ہیں۔

گوبلز۔ ڈاکٹر جوزف گوبلز (Joseph Gobbels) جرمنی کے وزیر نشر و اشاعت "نازیت" کے سب سے بڑے مبلغ اور جرمن نازی پارٹی کے تیسرے اہم ترین شخص ہیں۔ آپ رائن لینڈ کے ایک مقام "ریڈٹ" (Rheydt) میں ۲۹ اکتوبر ۱۸۹۷ء کو پیدا ہوئے۔ اور تعلیم پا کر رائن لینڈ میں "مضمون نگار" کی حیثیت سے زندگی شروع کی۔ "نیشنل سوشلسٹ پارٹی" قائم ہوئی تو آپ اس میں شریک ہو گئے۔ اور ۱۹۲۶ء میں برلن کے رہنما سمجھے جانے لگے۔ جرمنی کے شمالی علاقوں میں "پارٹی" کے قیام اور توسیع و تنظیم کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ ۱۹۲۷ء میں آپ نے برلن سے ایک روزنامہ (DER Angriff) "حملہ" کے نام سے جاری کیا جو اب تک جاری ہے اور آپ خود اس کے ایڈیٹر ہیں۔ ۱۹۲۸ء میں آپ "رائشتاغ" کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ کو پارٹی کے مقاصد کی نشر و اشاعت کا اعلیٰ افسر مقرر کیا گیا اور ۱۹۳۳ء میں جرمنی کا "وزیر نشر و اشاعت"۔

"وزیر نشر و اشاعت" مقرر ہو جانے کے بعد آپ نے پریس، لٹریچر، ریڈیو، تھیٹر، سینما، رقص و سرود غرضیکہ ہر اس شعبہ کو نازیت کی اشاعت کا ذریعہ بنا دیا جس کا تعلق عوام کی تمدنی اور معاشی زندگی کے ساتھ ہو سکتا ہے اور اس مقصد کے لئے ایسے ذرائع اختیار کئے جن کی وسعت و ہمہ گیری کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ پروپیگنڈا کے لحاظ سے ہر ہٹلر اور جرمنی کی تمام کامیابیاں آپ ہی کی اشاعتی قابلیت کی مرہونِ منت ہیں۔

گرین وڈ۔ آرتھر گرین وڈ (Arthur Greenwood) انگلستان کی "لیبر پارٹی" اور برطانوی دارالعوام" میں "حزب مخالف" کے "ڈپٹی لیڈر" ہیں۔ آپ ۱۹۳۲ء میں جس حلقہ انتخاب سے برطانوی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے تھے اب تک اسی کی نیابت کر رہے ہیں۔ آپ "لیڈز یونیورسٹی" میں اقتصادیات کے معلم، لیبر پارٹی کے

"شعبۂ تحقیقات علمیہ" کے سیکرٹری اور اقتصادیات و معاشیات کے سلسلہ میں تحقیقات کرنے والی بہت سی جماعتوں میں شریک رہ چکے ہیں۔ مسٹر میکڈانلڈ کی دوسری وزارت میں آپ "وزیر صحت" کے عہدہ پر مامور تھے۔ آپ برطانوی مزدوروں کے ایک فعال اور مقتدر رہنما تصوّر کئے جاتے ہیں۔ نومبر ۱۹۳۹ء میں جب برطانوی پارلیمنٹ کی "حزبِ مخالف" کے رہنما کے انتخاب کا سوال درپیش تھا تو یہ توقع کی جا رہی تھی۔ کہ اس منصب کے لئے آپ بھی امیدوار ہوں گے۔ لیکن آپ نے اپنے دوست مسٹر اٹیلی کا مقابلہ کرنے سے انکار کر دیا۔

(ل)

لینن۔ پورا نام ولادمر ائیوچ لینن (Vladimir Ilyitch Lenin) ہے آپ اشتمالیت (Communisim) کے داعی اور انقلاب روس کے بانی اور رہنما کی حیثیت سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ سمبرسک (Simbrisk) کے مقام پر ۲۲ اپریل ۱۸۷۰ء کو پیدا ہوئے آپ کے والد ایک کالج میں پروفیسر تھے آپنے قانون کی تعلیم پانے کے بعد وکالت شروع کر دی اور کچھ عرصہ کے بعد روسی مزدوروں کی تحریک میں حصّہ لینے لگے۔ آپ کا پہلا نام الیانوف (Ulyanoz) تھا لیکن آپ نے اس کی جگہ اپنے نام کے لئے لینن کا لفظ پسند کیا۔ آپ کارل مارکس (Carl Marx) کے انتہا پسند مقلد اور روس کی سوشلسٹ پارٹی کے اس گروہ کے رہنما تھے جو بہت کم مواقع پر مفاہمت کے لئے آمادہ ہوتا تھا۔ یہ گروہ بالشویک (Bolsheviks) کے نام سے مشہور رہے۔ ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۷ء تک آپ پیرس وائنا اور زیورچ میں جلاوطن کی حیثیت سے مقیم رہے۔ اور اشتراکیت پسندوں کے سالانہ اجتماعات میں انقلاب برپا کرنے کی تبلیغ کرتے رہے۔

۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو آپ نے اشتراکیت پسندوں کی جانب سے اس میں کسی قسم کی اعانت نہ کرنے کا اعلان کیا۔ مارچ ۱۹۱۷ء کے انقلاب روس کے بعد آپ کی خواہش پر جرمنی کی حکومت نے آپ کو روس پہونچا دیا۔ آپ نے اپریل ۱۹۱۷ء میں پیٹرز برگ پہونچکر "بالشویک پارٹی" کی عنانِ قیادت اپنے ہاتھ میں لی اور ٹراٹسکی کے اشتراک عمل سے جولائی میں انقلاب برپا کرنے کی کوشش کی۔ جس کی ناکامیابی کے بعد ۷ رنومبر کو جو روسی تقویم کے اعتبار سے اکتوبر کی ۲۵ تاریخ تھی آپ نے دوسری مرتبہ ہنگامہ برپا کرا کر اعتدال پسند کرنسکی (Kerensky) کی حکومت کا خاتمہ کرا دیا۔ اور آپ جدید اشتراکی حکومت کے صدر منتخب ہوگئے۔ اس زمانہ میں روسی صنعتی مزدوروں کی تعداد چودہ لاکھ یعنی بلحاظ آبادی تقریباً ایک فیصدی سے زیادہ نہ تھی۔ جس کی وجہ سے ملک میں خانہ جنگی برپا ہوگئی اور آپ نے برسٹ لٹواسک (Brest Litovsk) کے معاہدہ کے نام سے جرمنی اور آسٹریہ کے ساتھ ایک معاہدہ کرکے اپنی تمام طاقتوں کو اس اندرونی فتنہ کی سرکوبی کے لئے محفوظ کر لیا۔

روس کی خانہ جنگی ۱۹۲۱ء میں "بالشویک پارٹی" کی فتح پر منتج ہوئی جس کے بعد آپ نے "تھرڈ انٹرنیشنل" کے نام سے دنیا بھر کے مزدوروں کی ایک ایسی جماعت قائم کی جو اعتدال پسند اشتراکیوں کی مخالف تھی۔ آپ نے جنگ عظیم کی وجہ سے ہنگامی طور پر عائد کردہ اشتراکیت کی بجائے "جدید اقتصادی حکمت عملی" نافذ کی جس کے ماتحت سرمایہ داری کے بعض عناصر کو اس لئے باقی رکھا گیا تھا کہ ان کی ذاتی مساعی کی بدولت گذشتہ انقلابات سے پیدا شدہ نقصانات کی تلافی ہوسکے۔ ۱۹۲۲ء میں "بالشویک پارٹی" کی مخالف جماعت "سوشل ریولیوشنری پارٹی" کی ایک رکن خاتون نے آپ کو گولی مار کر مجروح کر دیا۔ یہ زخم اگرچہ بظاہر مہلک نہیں تھا۔ لیکن اس واقعہ کے بعد آپ کی صحت خراب ہوگئی اور کثرت کار کی وجہ سے آپ کی علالت میں روز افزوں اضافہ ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ ۱۹۲۳ء میں آپ صاحب فراش ہوگئے اور کچھ عرصہ کے

بعد ۲۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے انتقال کے بعد شہر پیٹرزبرگ کا نام بدل کر لینن گراڈ کے نام سے موسوم کر دیا گیا۔

آپ کارل مارکس کی ان تشریحات کو جو انہوں نے سرمایہ داری کے متعلق کی ہیں۔ سرمایہ داری کی ان تمام صورتوں پر بھی منطبق کرتے تھے جو کارل مارکس کے انتقال کے بعد عالم وجود میں آئی ہیں۔ آپ کا عقیدہ تھا کہ سرمایہ داری کے ابتدائی دور میں سرمایہ دار بن جانے کے جو محدود ذرائع موجود تھے آج بڑے بڑے منظم صنعتی اور تجارتی اداروں نے ان کی جگہ لے لی ہے۔ ملک کا سرمایہ دار طبقہ حکومت پر قابض ہوتا ہے۔ اور وہ اپنے ذاتی مفاد کے ماتحت اسے شہنشاہیت پسندانہ حکمت عملی پر کاربند ہونے کے لئے مجبور کرتا ہے تاکہ دوسرے ملکوں اور علاقوں کی تسخیر کے بعد وہ اسے خام اشیاء حاصل کرنے کے علاوہ اپنی مصنوعات کی فروخت کے لئے نئے بازار بھی حاصل کر سکے اور اس لئے اگر یہ کہا جائے، تو نامناسب نہ ہوگا کہ موجودہ نظام حکومت میں ریاست اور سرمایہ داری کچھ اس طرح مخلوط ہو گئی ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے جدا کرنا ناممکن ہے۔

آپ کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ جب مختلف ممالک کی سرمایہ دار طاقتیں اپنی اپنی حکومتوں کو توسیع مملکت پر مجبور کرتی ہیں تو مختلف حکومتوں کے مفادات ایک دوسرے کے ساتھ متصادم ہوتے ہیں اسی طرح عالمگیر جنگ برپا ہو جاتی ہے۔ آپ "شہنشاہیت" کو "سرمایہ داری" کی آخری منزل تصور کرتے تھے۔ اور آپ کا خیال تھا کہ اس منزل پر پہونچنے کے بعد "سرمایہ داری" کے نقائص و معائب طشت از بام ہو جاتے ہیں۔ شہنشاہیت کا لازمی نتیجہ جنگ ہے اور جنگ میں "مزدور طبقہ" اس نظام حکومت کو ختم کر کے ایک ایسا نظام حکومت قائم کر لیتا ہے جس میں سرمایہ داری کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی۔

اعتدال پسند اور ترقی خواہ اشتراکی جماعتوں کے اختلافات کے سلسلہ میں آپ کی

رائے تھی کہ بڑے بڑے کارخانہ دار نو آبادیات سے حاصل کئے ہوئے منافع میں سے ماہر صنعتی مزدوروں کو معقول اجرتیں دیکر مزدوروں میں ایک امتیازی گروہ پیدا کر دیتے ہیں اور یہ گروہ "اشتراکیت پسند" جماعتوں پر اپنا اثر و اقتدار قائم کرکے انہیں "اصلاح پسندی" پر مائل کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن غریب مزدور انقلابی اشتراکیت کے حامی رہتے ہیں یہ اعتدال پسند اور ترقی خواہ اشتراکیوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو جانے کی یہی حقیقی وجہ ہے۔

کارل مارکس کی طرح آپکا بھی یہی عقیدہ تھا کہ ریاست دراصل حکمران طبقوں کا آلۂ کار ہے اور مزدوروں کا فرض ہے کہ وہ اسے تباہ کرکے اپنا نظام حکومت قائم کریں۔ پارلیمنٹری (نیابتی) حکومت کو آپ سرمایہ دار طبقہ کی "مہذب اور مستور آمریت" کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ اور ان کی جگہ "پنچائتی حکومت" کے قیام پر زور دیتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ ایک بار جب جماعتی امتیاز ختم ہو کر معاشی فلاح و ترقی کی راہیں کشادہ ہو جائیں گی تو "مزدور آمریت پر مبنی حکومت" خود بخود ایک ایسی صورت میں تبدیل ہو جائے گی جسے حکومت کی بجائے "اشتراکی سوسائٹی" کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔

لیوس۔ جان لیولن لیوس (John Llewellyn Lewis) امریکہ کے مزدور رہنما ۱۲ فروری ۱۸۸۰ء کو لوکس (Lucas) کے مقام پر پیدا ہوئے اور عرصہ دراز تک "یونائیٹڈ مائن ورکرز یونین" (United Mine Worker's Union) کے صدر رہے۔ آپ امریکہ کے مزدوروں کی جماعت "کمیٹی فار انڈسٹریل آرگنائزیشن" کے بانی اور رہنما ہیں جس کا مقصد چھوٹی چھوٹی مزدور جماعتوں کی بجائے ایک زبردست "مزدور جماعت" قائم کرنا ہے۔

لاول۔ ایم لاول (Laval) فرانس کے موجودہ نائب وزیر اعظم ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ آپ ہر ہٹلر کے زبردست موید بھی ہیں۔

لی۔ ڈاکٹر رابرٹ لی (Robert Ley) جرمن نازی رہنما اور "جرمن لیبر فرنٹ" (German Lebour Front) کے قائد ہیں۔

لائڈ جارج۔ ڈیوڈ لائڈ جارج (David Lloyd George) برطانوی مدبر ہیں۔ آپ ۱۷ر جنوری ۱۸۶۳ء کو مانچسٹر میں پیدا ہوئے اور تعلیم پانے کے بعد ۱۸۸۴ء میں "سولیسٹر" کی حیثیت سے کام شروع کیا۔ ۱۸۹۰ء میں "لبرل پارٹی" کی جانب سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے اور اب تک بدستور اسی حلقۂ انتخاب کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۸ء تک "بورڈ آف ٹریڈ" کے صدر رہے۔ ۱۹۱۱ء میں جب "لبرل پارٹی" کی جانب سے انگلستان کے "دارالامرا" کے "اختیارات امتیازی" کو ختم کرنے کی تحریک شروع ہوئی تو آپ اس میں پیش پیش رہے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ کو خزانہ کا صدر مقرر کیا گیا اور ۱۹۱۵ء تک آپ اسی عہدہ پر مامور رہے۔ ۱۹۱۵ء میں آپ کو سامان حرب کا وزیر بنایا گیا اور آپ نے اس سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ "وزیر جنگ" کے عہدہ پر مامور ہوئے اور ۱۹۱۶ء میں برطانیہ کے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور جنگ عظیم کے دوران میں آپ نے جس محنت وقابلیت کا ثبوت دیا اس کے پیش نظر اس جنگ کی کامیابی کا ذمہ دار آپ ہی کو قرار دیا جاتا ہے۔

آپ ۱۹۲۲ء تک وزارت عظمیٰ کے منصب پر مامور رہے اور آئرلینڈ کا مسئلہ بھی آپ ہی کے زمانہ میں طے ہوا۔ ۱۹۲۲ء میں "قومی حکومت" کے زوال اور "لبرل پارٹی" کی غیر ہر دل عزیزی کی وجہ سے آپ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ نے "لبرل پارٹی" سے علیحدہ ہو کر "انڈی پنڈنٹ لبرل پارٹی" قائم کی لیکن ۱۹۳۵ء میں آپ دوبارہ "لبرل پارٹی" میں شامل ہو گئے۔ آپ مسٹر چیمبرلین آنجہانی کی اختیار کردہ حکمت عملی کے شدید مخالف تھے۔ جنگ شروع ہو جانے کے بعد آپ نے انگلستان میں زراعت کی توسیع پر زور دینا شروع کیا۔ جسے آپ حصول فتح کے لئے ضروری تصور کرتے ہیں۔

لیوپولڈ سوئم (Leopold III) بلجیم کے سابق بادشاہ ۱۹۰۱ء میں پیدا ہوئے اور

شاہ البرٹ اوّل (Albert I) کے انتقال کے بعد ۲۳ر فروری ۱۹۳۴ء کو بلجیم کے تخت پر متمکن ہوئے۔ مئی ۱۹۴۰ء کے آخر میں جب جرمنی نے بلجیم پر فتح حاصل کر لی تو آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور اب آپ ایک نظر بند کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔

م

مسولینی۔ بینٹو مسولینی (Benito Mussolini) فسطائیت کے بانی اور اطالیہ کے آمر مطلق ہیں۔ آپ اطالوی صوبہ فورلی (Forli) کے ایک شہر پریڈیپو (Predappio) میں ۲۹ر جولائی ۱۸۸۳ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آہن گر تھے۔ آپ نے سیاسی اعتبار سے اشتراکیت کو پسند کیا اور ۱۹۰۲ء میں آپ کو سوئٹزرلینڈ میں جلاوطن کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب آپ اطالیہ واپس آئے تو آپ نے اطالوی "سوشلسٹ پارٹی" کے "ترقی پسند اور مخالفِ اصلاحات" بازو کی نمائندگی شروع کر دی اور آپ کو پارٹی کے ترجمان اخبار "اوانتی" (Avanti) کا نگران مقرر کر دیا گیا۔ لیکن جنگ عظیم کے آغاز میں آپ "نیشلسٹ پارٹی" میں شامل ہو کر اطالیہ کی شرکتِ جنگ کی حمایت کرنے لگے اور آپ کو "سوشلسٹ پارٹی" سے خارج کر دیا گیا۔

نومبر ۱۹۱۴ء میں آپ نے اپنا اخبار پاپولو ڈِ اطالیہ (Popolo d' Italia) جاری کیا اور اس جماعت کے رہنما سمجھے جانے لگے جو اطالیہ کی شرکت جنگ کا حامی تھا۔ مئی ۱۹۱۵ء میں جب اطالیہ نے جنگ میں شریک ہو جانے کا اعلان کر دیا تو آپ غیر سرکاری حیثیت سے فوج میں بھرتی ہو گئے۔ فروری ۱۹۱۷ء میں آپ شدید مجروح ہوئے اور صحت پانے کے بعد آپ نے پھر اخبار نویسی شروع کر دی۔

اختتام جنگ پر جب اطالیہ کو متوقع فوائد حاصل نہ ہو سکے اور اطالیہ میں عام مایوسی کا

احساس پیدا ہونے کی وجہ سے انتہا پسندوں کے "بائیں بازو" کا اثر و اقتدار قائم ہونے لگا تو آپ نے میلان (Milan) میں ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو محض چالیس افراد پر مشتمل پہلی فسطائی مجلس قائم کی جس کا مقصد قومی جذبات کی بیداری اور اشتمالیت کی مخالفت قرار دیا گیا۔ ۱۹۱۹ء کے انتخابات عمومی میں اس جماعت کو صرف چار ہزار آراء حاصل ہوئیں لیکن رفتہ رفتہ یہ تحریک ترقی کرتی گئی۔ اور ۱۹۱۹ء میں آپ نے اطالیہ کی ایک جماعت "جیالیٹی لبرل" (Giolitti's Liberals) کے ساتھ مفاہمت کرکے "چیمبر" (اطالوی پارلیمنٹ) میں ۳۰ نشستیں حاصل کرلیں لیکن حکومت کی تشکیل میں حصہ لینے سے انکار کردیا ۱۹۲۲ء میں جب اطالیہ کے سیاسی حالات ابتر ہو رہے تھے "ترقی پسند اشتراکیوں" نے اقتدار حاصل کرکے کارخانوں پر قبضہ کرلیا اور حکومت اپنے ضعف کی بدولت خاموش رہی۔ اسی زمانہ میں نیپلز (Naples) کے مقام پر فسطائی پارٹی کا ایک زبردست اجتماع ہوا۔ اور ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو چالیس ہزار فسطائیت پسندوں نے آپ کی زیر قیادت دارالسلطنت روم (Rome) میں داخل ہوکر حکومت سے عنان حکومت سپرد کردینے کا مطالبہ کیا۔ اطالیہ کی کمزور حکومت مرعوب ہوگئی اور بادشاہ نے وزارتِ عظمیٰ کا قلمدان آپ کے سپرد کردیا۔

آپ کی پہلی وزارت میں فسطائیوں کے علاوہ معدودے چند "اعتدال پسند" اور "کیتھولک کلیریکل" (Catholic Clerical) پارٹی کے افراد بھی شامل تھے۔ اس موقعہ پر اشتراکیت پسندوں نے مقابلہ کی کوشش کی لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ ۱۹۲۳ء میں آپ نے ایک حکم نافذ کرکے "قواعد انتخاب" میں ایسی ترمیمات کردیں جن کے ماتحت کم از کم ایک چوتھائی رائیں حاصل کرکے آپ کی جماعت ۶۶ فیصدی نشستوں پر قابض ہوسکتی تھی جس کے نتیجہ کے طور پر اپریل ۱۹۲۴ء کے انتخابات عمومی میں آپ کی جماعت نمایاں اکثریت حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ ۱۰ جون ۱۹۲۴ء کو اطالیہ کے اشتراکی رہنما میٹیوٹی (Matteotti)

کو انتہا پسند فسطائیوں نے قتل کردیا۔ اس حادثہ سے ایک تعطل پیدا ہوگیا اور "حزب اختلاف" سے وابستہ تمام جماعتوں نے حکومت کا مقاطعہ کردیا یہ مقاطعہ آپ کے لئے مفید ثابت ہوا اور آپ نے اپنی جماعت کی قوت سے کام لیکر "آمرانہ" اختیارات حاصل کرلئے۔ ۱۹۲۶ء میں آپ نے مخالف جماعتوں کو کچلنا شروع کردیا۔ پارلیمنٹ میں نافذ تمام مراعات مترد کردیں۔ مخالف رہنماؤں کو گرفتار کرلیا اور فسطائیت کے بہت سے مخالفین اطالیہ سے فرار ہوگئے۔

۱۹۲۶ء سے آپ فسطائی اصول کے ماتحت عوام کی تعلیم، بحری اور بری افواج کی تنظیم اور اقتصادی تعمیر ایسے اہم مسائل کی جانب متوجہ ہیں اور اگرچہ فسطائیت عوام کو شہری آزادی کی نعمت سے محروم رکھتی ہے۔ لیکن اس میں شبہ نہیں کہ آپ کی قیادت میں اطالیہ ترقی ضرور کررہا ہے آپ نے عرصہ دراز تک اطالیہ کی قدیم خارجی حکمت عملی کو برقرار رکھا اور ۱۹۳۴ء کے آخر میں مغربی حکومتوں کے ساتھ ملکر "وادی ڈینیوب" میں جرمنی کے اثر و اقتدار کو مسدود کرنے کے لئے "اسٹریسا فرنٹ" کے نام سے متعدد حکومتوں کو متفق الرائے بنایا اور جب جولائی ۱۹۳۴ء میں جرمنی نے آسٹریہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ہر ہٹلر کا مقابلہ کرنے کیلئے اطالوی افواج کو آسٹریہ کی سرحد پر بھیجدیا۔

۱۹۳۵ء میں آپ نے ابی سینیا پر حملہ کیا اور جب مجلس اقوام کی سفارشات کے باوجود مغربی حکومتیں آپ کو ابی سینیا کی تسخیر کے ارادہ سے باز نہ رکھ سکیں تو آپ مغربی حکومتوں سے قطع تعلق کرکے ہر ہٹلر کے حلیف اور مؤید بن گئے۔ اور اس طرح "محوری طاقتیں" عالم وجود میں آئیں۔ ابی سینیا کی تسخیر کے بعد ہر ہٹلر اور آپ کے مابین قائم شدہ تعلقات اور بھی استوار ہوگئے۔ اور آپ ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں جنرل فرانکو کو امداد دیتے رہے۔

آپ ابتداء میں ہر ہٹلر کی "مخالف یہود" سرگرمیوں کے شدید مخالف تھے۔ لیکن بعد میں اس تحریک کے حامی ہوگئے۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں آپ نے البانیہ پر قبضہ کرلیا اور

اس کے بعد فرانسیسی مقبوضات ادرجبوتی (Djibouti) اورطرابلس پر اطالوی اقتدار کو تسلیم اور نہر سویز کے انتظام میں اطالوی نمائندوں کو شریک کئے جانے کا مطالبہ شروع کر دیا۔ مئی ۱۹۳۹ء میں آپ نے جرمنی کے ساتھ عسکری معاہدہ کیا اور ایک سال تک غیر جانبدار رہنے کے بعد جون ۱۹۴۰ء میں آپ نے جرمنی کے حلیف کی حیثیت سے اتحادیوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اکتوبر ۱۹۴۰ء میں آپ نے اطالوی افواج کو یونان پر حملہ آور ہونے کی اجازت دی اور یہ لڑائی ابھی تک جاری ہے۔

آپ اطالیہ کے آمر مطلق ہونے کے علاوہ آئینی طور پر اطالیہ کے وزیر اعظم، وزیر داخلہ، وزیر جنگ، وزیر افواج بحری اور فضائی اور اطالوی مشرقی افریقہ کی وزارت پر بھی فائز ہیں۔

مفتی اعظم۔ آپ کا پورا نام امین آفندی الحسینی ہے۔ اور آپ ایک متبحر عالم اور عرب قومی عرب کے رہنما ہیں آپ انیسویں صدی عیسوی کے آخیر میں پیدا ہوئے۔ جامعہ ازہر مصر، فلسطین اور قسطنطنیہ میں تعلیم پائی اور ۱۹۲۱ء میں اپنے برادر اکبر کی جگہ مفتی اعظم کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں آپ کو فلسطین کی اسلامی مجلس اعلیٰ کا صدر منتخب کیا گیا۔ اور ۱۹۳۱ء میں آپ نے فلسطین میں منعقدہ "موتمر اسلامی" کی صدارت فرمائی۔ جنگ عظیم میں آپ برطانیہ کے حامی تھے لیکن فلسطین کو "یہود نو آبادی" قرار دیدینے کے مسئلہ پر آپ برطانیہ کے مخالف ہو گئے۔ آپ گذشتہ بیس سال سے "نو آباد کار یہودیوں" اور اس معاملہ میں برطانیہ کی شدید مخالفت کرتے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں اعراب فلسطین نے جو جدوجہد کی اس کا فخر آپ ہی کو حاصل ہے۔ آپ کی اس جدوجہد کے پیش نظر آپ کو دس سال کی سزائے قید دی گئی تھی لیکن بعد میں آپ کو رہا کر دیا گیا۔ آپ کی جماعت "مجلس اعراب فلسطین" کے نام سے موسوم اور فلسطین میں زبردست ترین جماعت ہے۔ ۱۹۳۷ء میں فلسطین میں آپ کا داخلہ ممنوع قرار دیدیا گیا۔ اور آپ نے

شام میں سکونت اختیار فرمالی جہاں سے آپ مسلسل اعراب فلسطین کی رہنمائی فرماتے رہتے ہیں۔ چند سال قبل آپ اعراب فلسطین کے مفاد کی اشاعت کے لئے ہندوستان بھی تشریف لائے تھے۔

مسرٹ۔ اینٹن ایڈریان مسرٹ (Anton Adrinna Mussert) ہالینڈ کے "نیشنل سوشلسٹ" رہنما ہیں آپ ۱۸۹۴ء میں بمقام ورکینڈم (Werkendam) پیدا ہوئے اور ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۴ء تک محکمہ "آب رسانی" میں انجنیئر کی حیثیت سے کام کرتے رہے ۱۹۲۵ء میں آپ نے بلجیم اور ہالینڈ کے معاہدہ کی مخالفت کے لئے ایک جماعت قائم کی اور ۱۹۳۱ء میں "قومی اشتراکیت" کی اشاعت کے لئے ایک دوسری جماعت کی بنیا ڈالی۔ یہ جماعت جرمنی کی ہمدرد ہے اور اس کی تحریک "نازیت" کے اصول پر مبنی ہے۔ اس جماعت کے افراد وردی پہنتے اور اس پر بطور علامت "سواستکا" لگاتے ہیں یہ لوگ ہالینڈ کو وسعت دینے کے حامی ہیں۔

موزلے۔ اوسوالڈ ای۔ موزلے۔ (Oswald E. Mosley) "برٹش یونین" کے رہنما ہیں۔ آپ ۱۶ ر نومبر کو پیدا ہوئے۔ سندہرسٹ اور ونچسٹر کی درسگاہوں میں تعلیم پائی اور جنگ عظیم کے دوران میں محاذ جنگ پر متعدد خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۱۸ء میں آپ "کنزرویٹو" اور ۱۹۲۲ء میں "انڈی پنڈنٹ" کی حیثیت سے برطانوی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۴ء میں آپ "لیبر پارٹی" میں شامل ہوگئے۔ اور تیسری مرتبہ آپ اسی جماعت کی جانب سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے۔ مسٹر میکڈانلڈ جب دوسری مرتبہ وزارت عظمیٰ کے منصب پر مامور ہوئے تو آپ کو "ڈچی آف لنکاسٹر" (Duchy of Lancacter) کا صدر بنایا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ "لیبر پارٹی" سے مستعفی ہوگئے اور آپ نے "برٹش یونین" کے نام سے ایک ایسی تحریک شروع کی جو بہت سی باتوں میں

"فسطائیت" سے مشابہ ہے۔ موجودہ جنگ کے آغاز میں برطانوی حکومت نے آپ کو گرفتار کرکے نظر بند کر دیا ہے۔

مولوٹوف۔ ویاسی سلاو مکھالوچ مولوٹوف - (Vyatcheslav Mihailoviteh Molotoff) اشتراکی روس کے مدبر، وزیراعظم اور وزیر خارجہ ہیں۔ آپ ۱۸۹۰ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم پانے کے بعد سیاسی مصنف کی حیثیت سے متعارف ہوئے ۱۹۰۷ء میں آپ "بالشویک پارٹی" کے رکن بن گئے آپ کا پہلا نام سرابن (Skryabin) تھا لیکن ۱۹۰۹ء میں آپ نے اس کی جگہ "مولوٹوف" اختیار کر لیا ۱۹۲۴ء میں آپ "کمیونسٹ پارٹی" کے "پولٹیکل بیورو" کے ایک رکن کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ۱۹۳۰ء میں وزارتِ عظمیٰ کے عہدہ پر مامور کئے گئے ۱۹۳۹ء میں جب اشتراکی روس کے سابق وزیر خارجہ ایم لٹونوف کو ان کے عہدہ سے برطرف کیا گیا تو اس منصب کی ذمہ داری بھی آپ ہی کے سپرد کی گئی۔

میکزم لٹونوف (Maxim Litvinoff) اشتراکی روس کے مشہور سیاستدان اور سابق وزیر خارجہ ۱۹۰۵ء سے روس کی تمام انقلابی تحریکات میں حصہ شریک رہے ہیں ۱۹۳۰ء میں آپ کو "وزارت خارجہ" کے عہدہ پر مامور کیا گیا۔ اور آپ ۱۹۳۹ء تک نہایت بیباکی کے ساتھ "مجلس اقوام" اور دوسرے "بین الاقوامی اجتماعات" میں اشتراکی روس کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے رہے۔ آپ اشتراکی روس اور مغربی جمہوریتوں کے مابین اتحاد کے حامی ہیں اور بعض حلقوں میں اس خیال کا اظہار کیا جاتا ہے کہ آپ کے انہیں رجحانات کے پیش نظر جرمنی اور روس کے درمیان گفتگوئے مصالحت کے آغاز سے قبل ہی آپ کو آپ کے عہدہ سے سبکدوش کر دیا گیا تھا۔

ملان۔ ڈاکٹر ڈی۔ ایف ملان (D.F. Malan) جنوبی افریقہ کی "نیشنلسٹ پارٹی" کے

رہنما ہیں آپ ۱۸۷۴ء میں بمقام رائی بیک ویسٹ (Riebeek West) پیدا ہوئے اور تعلیم پانے کے بعد جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے ۱۹۲۴ء سے ۱۹۳۳ء تک آپ وزارت داخلہ، صحت عامہ اور تعلیمات کے مناصب پر فائز رہے جس کے بعد آپ نے "نیشلسٹ پارٹی" کے نام سے ایک جماعت قائم کی جس کا مقصد جنوبی افریقہ کو برطانوی دولت مشترکہ سے منقطع کرکے وہاں ایک آزاد جمہوریہ کا قیام ہے یہ جماعت یہودیت کی مخالف اور نازیت کی ہمدرد ہے۔ آپ جنوبی افریقہ کی حکومت کے اعلان جنگ کے مخالف ہیں اور اسی لئے آپ جنوری ۱۹۴۰ء میں جنرل ہرزاگ (Hertzoq) سے متحد ہوگئے تھے یہ پارٹی جنوبی افریقہ کی پارلیمنٹ کی ڈیڑھ سو نشستوں میں سے ۲۵ نشستوں پر قابض ہے

منڈل - جارجیو منڈل (Georges Mandel) فرانسیسی مدبر، فرانسیسی چیمبر کے رکن اور "انڈی پنڈنٹ ری پبلکن پارٹی" کے رہنما ہیں۔ آپ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم سے فراغت پانے کے بعد دوسرے مشاغل کے ساتھ سیاسیات میں بھی حصہ لیتے رہے۔ "فرانسیسی چیمبر" میں اگرچہ آپ کی پارٹی کے اراکین کی تعداد کچھ زیادہ نہیں لیکن آپ فرانس میں ایک اہم شخصیت سمجھے جاتے ہیں۔ آپ جنگ عظیم کے دوران میں اور اس کے بعد موسیو کلیمنشو کے سیکرٹری کی حیثیت سے کام کرتے رہے اور ۱۹۳۸ء سے "وزیر نو آبادیات" کے عہدہ پر مامور ہیں۔

مانیو - ڈاکٹر جولیو مانیو (Juliu Maniu) رومانیہ کے مدبر اور ٹرانسلوانیا کے باشندے ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد جب ٹرانسلوانیا کو رومانیہ کے ساتھ شامل کردیا گیا۔ تو آپ نے "نیشنل پیزینٹس پارٹی" کے نام سے ایک "ترقی پسند اور جمہوریت خواہ" جماعت قائم کی

۱۹۲۸ء کے انتخابات میں آپ کی جماعت کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ آپ کئی بار رومانیہ کے وزیراعظم مقرر ہوئے لیکن جمہوری نظام حکومت کو کامیاب نہ بنا سکنے کی وجہ سے ہر مرتبہ آپ کو مستعفی ہو جانا پڑا۔

۱۹۳۰ء میں جلاوطن شاہ کیرول آپ ہی کی بدولت رومانیہ میں واپس آئے۔ "شاہی آمریت" کے قیام کے بعد ملک کی دوسری سیاسی جماعتوں کے ساتھ آپ کی جماعت بھی خلاف قانون قرار دیدی گئی۔ لیکن اس کے باوجود رومانیہ کی سیاست میں آپ بدستور ایک اہم شخصیت تصور کئے جاتے ہیں۔

منرہم۔ بیرن کارل گستاف امل منرہم (Baron Carl Gustat Emil Mannerheim) فن لینڈ کے فیلڈ مارشل ۴ جون ۱۸۶۷ء کو ولینز (Willnas) میں پیدا ہوئے آپ کے والدین سویڈن کے رہنے والے تھے۔ ۱۸۸۹ء میں آپ روسی فوج میں ایک چھوٹے سے عہدہ پر مامور کئے گئے۔ اور ۱۹۰۴-۵ء کے معرکہ روس وجاپان میں شریک رہے جنگ عظیم میں بھی آپ نے متعدد خدمات انجام دیں اور ۱۹۱۷ء میں آپ کو "روسی سوار فوج" کا اعلیٰ افسر بنا دیا گیا۔ ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس کے بعد آپ نے "فنش وائٹ آرمی" (Finnish White Army) کی کمان اپنے ہاتھ میں لی اور جرمن فوج کی امداد سے "فنش ریڈ آرمی" اور "اشتراکی روس کی فوجوں کو ٹیمرفورس (Tammerfors) اور ویبورگ (Viborg) کی لڑائیوں میں شکست دیکر دسمبر ۱۹۱۸ء میں فن لینڈ کے "مدارالمہام" بن گئے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ استہلبرگ (Steahlberg) کے مقابلہ میں صدارت کے لئے بطور امیدوار کھڑے ہوئے لیکن ناکام ہونے کے بعد آپ نے ہلسنکی میں سکونت اختیار کرلی۔ "منرہم لائن" آپ ہی کی تجویز پر تعمیر کی گئی تھی۔ اور آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔

مزارک۔ تھامس جارجیو مزارک (Thomas Garrigue Masaryk) چیکوسلاواکیہ کے مدبر، جمہوریہ چیکوسلاواکیہ کے بانی، پہلے صدر جمہوریہ اور فلاسفر، جنوبی مراویہ کے ایک شہر گوڈنگ (Goeding) میں ۷ مارچ ۱۸۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سائیس تھے۔ آپ نے ۱۸۷۶ء میں "وائنا یونیورسٹی" سے بی اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی اسناد حاصل کیں اور ۱۸۷۸ء میں معلم کی حیثیت سے ملازم ہوگئے۔ آپ کی اہلیہ ایک امریکی خاتون تھیں۔ آپ ۱۸۸۲ء میں "پراگ چیک یونیورسٹی" میں فلسفہ کے پروفیسر مقرر ہوئے ۱۸۸۹ء میں ایک "ترقی پسند چیک جماعت" قائم کی اور ۱۸۹۲ء میں "وائنا پارلیمنٹ" کے رکن منتخب ہوگئے۔ اس وقت چیکوسلاواکیہ آسٹریا کا ایک صوبہ تھا آپ نے آسٹریا کی حکومت کو "وفاقی حکومت" بنا دینے کی تحریک شروع کی اور آسٹریہ کی حکومت کی "جرمن نواز" اور "سلاو قوم کی مخالف" حکمت عملی کی مخالفت کرتے رہے۔

جنگ عظیم کے آغاز کے بعد آپ نے آسٹروی سلطنت کو کلیتہً معدوم کردینے کا لائحہ عمل مرتب کیا اور "چیک قوم" کو اس کے مقابلہ کے لئے منظم کرنے کے سلسلہ میں آسٹریہ سے باہر چلے گئے۔ اسی سفر کے دوران میں آپ انگلستان بھی آئے اور کنگز کالج لندن میں "قلیل التعداد اقوام" کے مسئلہ پر تقاریر کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۹۱۶ء میں آپ آسٹروی سلطنت کے تجزیہ کے متعلق فرانسیسی حکومت کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے فرانس تشریف لے گئے انقلاب روس کے بعد ۱۹۱۷ء میں آپ چیک فوج کی تنظیم کیلئے روس گئے اور مارچ ۱۹۱۸ء میں ولایات متحدہ امریکہ تشریف لیگئے تاکہ وہاں کے صدر مسٹر ولسن کو جو ایکمرتبہ آسٹروی سلطنت کو وفاقی بنا دینے کی صورت میں اس کی بقا کی حمایت کرچکے تھے اپنا ہمنوا بنائیں۔ اس جدوجہد کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ۱۹۱۸ء میں اتحادیوں نے "چیک نیشنل کونسل" کو جو آپ کی زیر صدارت پیرس میں قائم تھی چیکوسلاواکیہ کی حکومت کی حیثیت سے تسلیم کرلیا اور آپ نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو واشنگٹن میں

چیکوسلاواکیہ کی کامل خود مختاری کا اعلان کیا۔ اور "جمہوریہ چیکوسلاواکیہ" کے پہلے صدر کی حیثیت سے وطن میں واپس آئے۔

آپ سنہ ۱۹۲۰ء، سنہ ۱۹۲۷ء اور سنہ ۱۹۳۰ء میں مسلسل اس منصب کے لئے منتخب ہوتے رہے لیکن خرابیٔ صحت کی بنا پر ۱۴ ردسمبر سنہ ۱۹۳۵ء کو آپ اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے اور ۱۴ ر ستمبر سنہ ۱۹۳۷ء کو ۸۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

مینزز۔ رابرٹ گارڈن مینزز (Robert Gordon Menzis) آسٹریلیا کے وزیر اعظم سنہ ۱۸۹۴ء میں پیدا ہوئے۔ میلبورن (Malbourne) میں تعلیم پائی۔ اور سنہ ۱۹۲۸ء میں "یونائیٹڈ آسٹریلین پارٹی" کی جانب سے "پارلیمنٹ" کے رکن منتخب کئے گئے۔ مسٹر لائنز (Lyons) کی وزارت عظمیٰ کے زمانہ میں سنہ ۱۹۲۸ء سے سنہ ۱۹۲۹ء تک آپ "وزیر صنعت و حرفت" رہے اس کے بعد آسٹریلیا کے علاقہ وکٹوریہ کی حکومت میں متعدد ذمہ دار عہدوں پر کام کیا اور سنہ ۱۹۳۹ء میں آپ آسٹریلیا کے وزیر اعظم کے منصب پر مامور ہوئے۔ آپ نے دستوری مسائل پر کئی بلند پایہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔

مٹاکسز۔ جنرل جونس مٹاکسز (Joannis Melaxas) یونان کے وزیر اعظم ہیں آپ سنہ ۱۸۷۱ء میں بمقام جزیرہ "کیپ ہلونیا" (Kephelonia) پیدا ہوئے۔ "برلن ملٹری کالج" میں تعلیم اور عسکری تربیت حاصل کی اور جرمن تمدن اور تہذیب کے حامی بن گئے آپ جنگ عظیم میں یونان کے اتحادیوں کی جانب سے شریک جنگ ہونے کے مخالف تھے جس کی وجہ سے آپ کو جلا وطن کر دیا گیا تھا۔ آپ سنہ ۱۹۲۰ء میں یونان واپس آئے اور ایک "ملوکیت پسند" کی حیثیت سے یونان کی سیاسیات میں حصہ لینے لگے۔ سنہ ۱۹۳۵ء میں یونان کے موجودہ حکمران جارج ثانی کو واپس بلانے اور تخت نشین کرنے کا سہرا بھی آپ ہی کے سر پر ہے۔ آپ سنہ ۱۹۳۶ء میں عملاً یونان کے "آمر مطلق" بن گئے اور اب تک برسرِ اقتدار ہیں۔

مائیکل (Michail ــــــ) رومانیہ کے سابق حکمران شاہ کیرول کے فرزند اور رومانیہ کے موجودہ بادشاہ ہیں۔ آپ ۱۹۲۷ء میں جب آپ کے والد فرانس میں مقیم تھے رومانیہ کے بادشاہ بنائے گئے لیکن ۱۹۳۰ء میں شاہ کیرول کی واپسی پر آپ کو برطرف کردیا گیا۔ ستمبر ۱۹۴۰ء کے پہلے ہفتہ میں جب رومانیہ کی نازی جماعت "آئرن گارڈ" کی ہنگامہ آرائی کے بعد شاہ کیرول تخت وتاج سے دست بردار ہوگئے تو آپ ۶ر ستمبر کو دوبارہ تخت نشین ہوئے۔ مگر نومبر کے آخر میں جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے مترشح ہوتا تھا کہ شاید آپ کو بھی رومانیہ کے تخت سے دست بردار ہونا پڑے۔

مٹسوکا۔ (Matsuoka) جاپان کے وزیر خارجہ ہیں۔ جاپان، اطالیہ اور جرمنی کے درمیان "تھری پاور پکٹ" (Three Power Pact) کے نام سے اکتوبر ۱۹۴۰ء میں جو معاہدہ ہوا اس پر آپ جاپان کی جانب سے آپ ہی کے دستخط ثبت ہیں۔

(ن)

نگرن۔ ڈاکٹر جان نگرن (Juan Negrin) ہسپانیہ کے مشہور اشتراکی رہنما اور ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے زمانہ میں "جمہوریہ ہسپانیہ" کے آخری وزیر اعظم ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور ہسپانوی اشتراکی جماعت میں شریک ہوکر رفتہ رفتہ اس کے اعتدال پسند بازو کے رہنما بن گئے۔ ہسپانوی خانہ جنگی کے دوران میں آپ ۱۹۳۷ء میں مسٹر کبیلرو کی جگہ وزیر اعظم مقرر ہوئے اور آپ نے جمہوریت پسندوں کے مختلف الخیال گروہوں کو متحد الخیال بنا کر اس خانہ جنگی میں کامیابی حاصل کرنے کی انتہائی جدوجہد کی لیکن آپ کامیاب نہ ہوسکے اور "جمہوریہ ہسپانیہ" کے زوال کے بعد ولایات متحدہ امریکہ چلے گئے۔

نہرو ــــ پنڈت جواہر لال نہرو ۔ نوجوان ہندوستان کے ترجمان اور ہندوستان کے رہنما ۱۸۸۹ء میں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام پنڈت موتی لال نہرو تھا۔ آپ نے کیمبرج میں تعلیم پائی اور کچھ عرصہ تک الہ آباد میں وکالت کرتے رہے ۱۹۱۸ء میں آپ " انڈین ہوم رول لیگ " کے سیکرٹری مقرر ہوئے اور اسی زمانہ سے مسلسل " آل انڈیا کانگریس کمیٹی " کے رکن چلے آرہے ہیں۔ آپ کی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے حکومت نے آپ کو ۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۲ء میں محبوس رکھا لیکن قید خانہ سے نجات پانے کے بعد آپ پھر ہندوستان کو آزاد کرانے کی جدو جہد میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جنرل سیکرٹری مقرر ہوئے اور ۱۹۳۰ء میں اپنے والد پنڈت موتی لال نہرو کی جگہ انڈین نیشنل کانگریس کے اجلاس منعقدہ لاہور کے صدر۔ ہندوستان کے لئے " آزادی کامل " حاصل کرنے کی تجویز آپ ہی کی زیر صدارت منظور کی گئی تھی۔

۱۹۳۱ء میں جب گاندھی جی نے نمک کے قانون کی خلاف ورزی شروع کی تو اس تحریک کے سلسلہ میں آپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور آپ ایک سال تک اسیر زندان رہے ۱۹۳۲ء میں رہائی کے چند روز بعد آپ " عدم ادائگی محاصل " کی تحریک کے سلسلہ میں دوبارہ مقید کر دئے گئے۔ ۱۹۳۴ء میں آپ کو پھر سزائے قید دی گئی اور ۱۹۳۵ء میں آپ کو اس قید سے نجات حاصل ہوئی ۱۹۳۶ء میں آپ انڈین نیشنل کانگریس کے صدر منتخب ہوئے اور ۱۹۳۷ء میں اس منصب کے لئے دوبارہ آپ ہی کا انتخاب عمل میں آیا۔

آپ ہندوستان کے انتہا پسند رہنما سمجھے جاتے ہیں اور گاندھی جی کی بہت سی باتوں سے آپ کو شدید اختلاف ہے لیکن اس اختلاف کے باوجود آپ ان کی رہنمائی پر اعتماد رکھتے اور حتی الوسع ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ آپ نے روس کی سیاحت بھی کی ہے۔ اور ہندوستان میں " شہری آزادی " کا سوال اور " اشتراکیت " سے دلچسپی آپ ہی کی سرگرمیوں

کے نتائج ہیں۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے زمانہ میں آپنے ہسپانوی محاذ جنگ کا معائنہ بھی کیا تھا آپ ہی کی مساعی کی بدولت انڈین نیشنل کانگریس "چینی حریت پسندوں" اور "جمہوریہ ہسپانیہ" کی امداد کرتی رہی ہے۔ موجودہ جنگ میں آپ گاندھی جی کے نقطۂ نظر سے متفق الرائے نہ ہونے کے باوجود ان کے لائحہ عمل پر گامزن رہے اور نومبر ۱۹۴۰ء میں حکومت نے آپ کو جنگ کے خلاف تقریریں کرنے کے الزام میں چار سال کے لئے اسیر زندان کر دیا۔

نحاس پاشا۔ مصطفےٰ نحاس پاشا۔ جون ۱۸۷۶ء میں سمنود کے مقام پر پیدا ہوئے آپ کے والد لکڑی کے مشہور تاجر تھے۔ آپ کو بچپن میں مذہبی تعلیم دلائی گئی اور گیارہ سال کی عمر میں آپ کے والد نے آپ کو "ٹیلی گرافی" سیکھنے کے لئے اپنے ایک دوست کے سپرد کر دیا۔ ایک ہفتہ کے بعد صالح ثابت پاشا ناظم اعلیٰ شعبہ برقیات معائنہ کے لئے تشریف لائے اور آپ کی غیر معمولی قابلیت سے متاثر ہو کر آپ کے استاد اور نگراں کو مشورہ دیا کہ آپ کو حصول تعلیم کے لئے قاہرہ بھیجدیا جائے۔ چنانچہ آپ کو قاہرہ بھیجدیا گیا۔ اور آپ بہت جلد ایک ممتاز طالب علم سمجھے جانے لگے۔

اس زمانہ میں لارڈ کچنر مصر میں گورنر جنرل تھے۔ انہوں نے آپ کو عسکری تربیت دلانے کے لئے منتخب کیا لیکن آپ نے سلسلہ تعلیم منقطع کر دینے سے انکار کر دیا اور تعلیم ختم کرنے کے بعد ۱۹۰۲ء تک وکالت کرتے رہے جس کے بعد آپ کو جج مقرر کیا گیا اور آپ کم و بیش پندرہ سال تک اسی عہدہ پر مامور رہے۔

مصر کے حریت خواہ رہنما سعد پاشا زاغلول مرحوم نے جب آزادی مصر کی تحریک شروع کی تو آپ ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد حکومت نے سعد پاشا زاغلول کے ساتھ آپ کو بھی جلاوطن کر دیا۔ اور مصر کی آزادی کے اعلان کے بعد دوسرے رفقاء کار کے ساتھ آپ کو بھی رہا کر دیا گیا۔

۱۹۲۴ء میں جب سعد پاشا زاغلول نے پہلی "قومی وزارت" مرتب کی تو آپ بھی اس کے ایک رکن تھے جس کے بعد آپ کو "مصری پارلیمنٹ" کا صدر مقرر کیا گیا۔ سعد پاشا زاغلول کے انتقال کے بعد آپ ان کے جانشین اور "وفد پارٹی" کے رہنما منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۸ء، ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۶ء میں تین بار وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز رہے۔ آپ مصر کے "ترقی پسند" عناصر کے رہنما ہیں۔

(و)

ویگان۔ جنرل ویگان (Weygand) بلجیم کے پایۂ تخت بروسلز میں پیدا ہوئے۔ اور تعلیم و تربیت سے فارغ ہونے کے بعد فوج میں ملازم ہو گئے۔ جنگ عظیم کے دوران میں آپ مارشل فوش (Foch) کے نائب کی حیثیت سے اتحادی افواج کے اعلیٰ افسر اور اتحادی عسکری نمائندوں میں شریک رہے۔ فروری ۱۹۳۱ء میں آپ کو "فرانسیسی مجلس حربیہ" کا صدر منتخب کیا گیا اور اس طرح آپ "جمہوریہ فرانس" کے صدر بھی بن گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو فرانسیسی فوج کا انسپکٹر جنرل مقرر کیا گیا اور پھر سپہ سالار اعظم کے عہدہ پر مامور کر دیئے گئے آپ فرانس کی بحری، بری اور فضائی افواج کے نگران بھی رہ چکے ہیں آپ "جرمنی اور فرانس" کے درمیان اتحاد کے مخالف تھے لیکن جنوری ۱۹۳۹ء میں آپ کو آپ کی ذمہ داریوں سے سبکدوش کر دیا گیا تھا اور آپ کی جگہ جنرل گیملان، فرانسیسی افواج کے سپہ سالار اعظم مقرر کر دیئے گئے تھے۔ آپ فرانس کے بہترین سپاہی سمجھے جاتے ہیں اور مارشل پیتاں کی حکومت کے ایک رکن ہیں۔

وزمان۔ ڈاکٹر کیم وزمان (Chaim Weizmahn) مشہور ڈاکٹر اور تحریک صیہونیت (Zionism) کے رہنما ۱۸۷۴ء میں روس میں پیدا ہوئے آپ نے انگلستان میں

اقامت اختیار کرلی اور" لیڈیز یونیورسٹی" میں پروفیسر مقرر ہو گئے۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں لارڈ بالفور کو "تحریک صیہونیت" کا ہمنوا بنا لیا اور ۱۹۱۷ء میں جنگی ضروریات میں استعمال ہونے والی بعض ادویہ ایجاد کر کے برطانوی حکومت کو اس اعلان پر آمادہ کر لیا جو" اعلانِ بالفور " (Balfour Declaration) کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ۱۹۲۱ء سے " زیونسٹ ورلڈ آرگنائزیشن" (Zionist World Organisation) اور "جویش ایجنسی" (Jewish Agency) کے صدر رہیں۔ آپ نے ۱۹۳۷ء میں فلسطین کو تقسیم کر دینے کی اس تجویز کو قبول کر لیا تھا جو بعد میں مسترد کر دی گئی۔ لیکن آپ ۱۹۳۹ء کی اس تجویز کے شدید مخالف تھے جس کی رو سے فلسطین میں عرب اور یہود کی ایسی مشترکہ حکومت کا قیام مقصود تھا جس میں یہود کی تعداد ۳۳ فیصدی سے زیادہ نہ ہو۔

ویلز۔ سمر ویلز (Summer Wells) ولایات متحدہ امریکہ کے "نائب وزیر خارجہ" ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۲ء کو نیویارک میں پیدا ہوئے۔ "ہارورڈ یونیورسٹی" میں تعلیم پائی اور ۱۹۱۵ء میں سیاسی شعبہ سے وابستہ ہو کر ٹوکیو اور بیونس آئرس کے امریکی سفارت خانوں میں متعدد خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۰ء میں آپ کو حکومت کے " امریکی لاطینی شعبہ " کا نائب صدر مقرر کیا گیا اور ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۲ء تک آپ اس شعبہ کے صدر کے عہدہ پر ممتاز رہے۔ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۹ء تک آپ وسطی امریکہ اور ولایات متحدہ کے سیاسی روابط و تعلقات کے سلسلہ میں مقرر کردہ مجالس و وفود میں شریک رہے۔ اور ۱۹۳۳ء میں آپ کو "معاون نائب وزیر خارجہ" مقرر کیا گیا۔ لیکن اسی سال آپ سفیر کی حیثیت سے کیوبا بھیجدئے گئے۔ جہاں سے واپس آنے کے بعد آپ پھر اپنے سابق عہدہ پر مامور ہوئے اور مئی ۱۹۳۷ء میں آپ کو "نائب وزیر خارجہ" (انڈر سیکرٹری فار اسٹیٹ) مقرر کر دیا گیا۔

آپ طبعاً جمہوریت پسند واقع ہوئے ہیں اور صدر روزویلٹ اور مسٹر کارڈل ہل کے

بعد ولایات متحدہ امریکہ کی خارجی حکمت عملی کی تشکیل میں آپ ہی کو سب سے زیادہ دخل حاصل ہے مارچ ۱۹۴۰ء میں صدر روزولٹ کی خواہش پر آپ جنگ کی صحیح حالت اور امکانات صلح کا مطالعہ کرنے کے لئے روم، برلن، پیرس اور لندن تشریف لے گئے تھے۔

واروشلوف - کلیمنٹ یفریموویچ واروشلوف —— (Kliment Yefremovitch Voroshiloof) اشتراکی روس کے وزیر جنگ اور "مارشل" ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے اور متعدد کارخانوں میں مزدور کی حیثیت سے کام کرتے رہے کچھ عرصہ کے بعد آپ روس کی انقلابی تحریک میں شریک ہوگئے اور اپنی سرگرمیوں کی وجہ سے بار بار سائبیریا میں جلا وطن کئے گئے۔ ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۰ء تک روس میں جو خانہ جنگی برپا رہی۔ آپ ایک فوجی رہنما کی حیثیت سے اس میں شریک رہے ۱۹۲۱ء میں آپکو "کمیونسٹ پارٹی" کی "مرکزی مجلس" کا رکن مقرر کیا گیا اور ۱۹۲۵ء سے آپ "وزیر جنگ" کے عہدہ پر مامور ہیں۔ سرخ فوج کی تنظیم اور ترقی کے ذمہ دار بھی آپ ہی ہیں اور اشتراکی روس کے ایک بہادر سپاہی اور ہوشمند مدبر سمجھے جاتے ہیں۔

وینیزولو - الیتھریو وینیزولو (Eleutherios Venizelos) ۱۸۶۳ء میں جزیرہ کریٹ (Crete) میں پیدا ہوئے اور ترکوں کے ساتھ جنگ آزما ہونے کی وجہ سے ابتدائی شہرت حاصل کی۔ رفتہ رفتہ آپ یونان کی "قومی تحریک" اور "لبرل پارٹی" کے رہنما سمجھے جانے لگے اور ۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۳ء میں "جنگ بلقان" کے نام سے ترکوں کے خلاف جو ہنگامے برپا ہوئے۔ اپنے مغربی حلیفوں کے اشارہ پر آپ ہی ان کی رہنمائی اور تنظیم کے فرائض انجام دیتے رہے اور اس طرح آپ نے یونان کی حدود کو وسیع تر بنا لیا۔ ۱۹۱۶ء میں آپ نے اتحادیوں کی حمایت میں اس کے حریفوں کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ اور ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۲ء میں جب یونان اور ترکان احرار کے درمیان برپا جنگ میں یونان کو شکست ہوئی تو ملک میں آپ بھی غیر مقبول ہو گئے۔ ۱۹۲۳ء میں آپنے یونان میں قیام جمہوریت کی کوششیں شروع کیں اور اپنے مقصد میں کامیاب

ہو جانیکے بعد آپ ۱۹۲۰ء میں جمہوریہ یونان کے وزیراعظم مقرر ہوئے۔ آپ اپنی زندگی میں دس مرتبہ وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئے اور آخری بار "ملوکیت پسندوں کے مقابلہ میں ناکام ہو کر آپ ۱۹۳۵ء میں پیرس چلے گئے۔ اور ۱۹۳۶ء میں وہیں انتقال فرمایا۔

وانگ چیانگ وی (Wang Ching Wei) جاپان کے زیر اثر قائم شدہ "جمہوریہ چین" کے صدر ہیں آپ نے مارچ ۱۹۴۰ء میں مارشل چیانگ کائی شیک سے علیحدہ ہو کر جاپان کے ساتھ صلح کر لی تھی آپ کی حکومت نانکنگ میں قائم ہے۔

ورگا۔ ڈاکٹر گٹولیو ورگا (Getulio Vergas) جمہوریہ برازیل (امریکہ) کے صدر ہیں آپ " ری او گرانڈی ڈو سول (Rio Grande do Sul) میں پیدا ہوئے تھے ۱۹۳۰ء میں صدارت کے امیدوار کی حیثیت سے انتخاب میں ناکام ہو جانے کے بعد آپ نے انقلاب برپا کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا اور ۱۸۹۱ء کے "جمہوری دستور" کو منسوخ کر کے آمریت کا نفاذ کر دیا۔ ۱۹۳۲ء میں جب سیوپالو (Sao Paulo) کے مقام پر "جمہوری دستور" کی حمایت میں منظم بغاوت رونما ہوئی تو آپ نے اسے کچل ڈالا۔ ۱۹۳۳ء میں آپ نے ذاتی انتخاب سے ایک "نمائندہ اسمبلی" طلب کی جس نے جولائی ۱۹۳۴ء میں ایک نیا "جمہوری آئین" مرتب کر کے آپ کو "جمہوریہ برازیل" کا صدر منتخب کیا اور یہ نمائندہ اسمبلی" فیڈرل کانگریس (Federal Congress) کے نام سے موسوم کی جانے لگی۔ یہ "برازیلی آئین جمہوریت"، فسطائیت، اشتراکیت، اور حکومت پر مذہبی گروہ کا اقتدار پسند کرنے والے غرضیکہ مختلف ومتضاد عناصر کے خیالات کا آئینہ دار تھا اور اس کے ماتحت ایک صدر چار سال تک اپنے عہدہ پر فائز رہ سکتا تھا۔

۱۹۳۵ء میں آپ نے "اشتمالی خطرہ" برپا ہونے کے اندیشہ کو اہمیت دیکر برازیل کی حکومت کو "دور جنگ" کی حکومت قرار دے دیا اور اپنے مخالفین کو مقید کر کے ملک کی فسطائی جماعتوں کو اپنے مقاصد کی نشر و اشاعت کے لئے بالکل آزاد چھوڑ دیا۔ قاعدہ کے

مطابق جنوری ۱۹۳۸ء میں "جمہوریہ برازیل" کے صدر کا انتخاب ہونا چاہیئے تھا اور چونکہ آپ ایک مرتبہ اس عہدہ پر فائز رہنے کے بعد دوسری مرتبہ اس کے لئے امیدوار نہیں ہو سکتے تھے اس لئے آپ نے نومبر ۱۹۳۷ء میں اس "دستور حکومت" کو معطل کر کے ایک اور آئین نافذ کردیا جس کے ماتحت آپ آئندہ چھ سال تک اس منصب پر فائز رہ سکیں گے اور اس میعاد کے گذرنے پر اپنا جانشین نامزد کریں گے۔ اس دستور کے ماتحت جسے "برازیلی جمہوریت" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ آپ کو ملک کی "عدالت عالیہ" کو معطل کرنے، "ہنگامی قوانین" کے نفاذ، اقتصادیات پر کامل اقتدار، گرفتاریوں، تحریر و تقریر پر احتساب غرضیکہ وہ تمام حقوق و اختیارات حاصل ہیں جو ایک مطلق العنان فرمانروا کو حاصل ہو سکتے ہیں۔

۱۹۳۸ء میں آپ نے اپنے طرزِ عمل میں نمایاں تبدیلی پیدا کی۔ ولایات متحدہ امریکہ کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کر لئے۔ نازی اور فسطائی تحریکات کو مسدود کردیا۔ غیر ملکی بالخصوص جرمن مدارس بند کر دئے اور پرتگالی زبان کو "لازمی تعلیمی زبان" قرار دے دیا ان تغیرات کی بناء پر جنوبی امریکہ میں "محوری طاقتوں" کے روز افزوں اقتدار کو سخت نقصان پہنچا اور اب وہاں ولایات متحدہ امریکہ کا اثر ترقی کرتا جا رہا ہے۔

ولہلمینا۔ ملکہ ولہلمینا (Queen Wilhelmina) ہالینڈ کی سابق حکمران ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئی تھیں اور ۱۸۹۰ء میں ہالینڈ کے تخت پر متمکن ہوئیں۔ مئی ۱۹۴۰ء میں جب جرمنی کے مقابلہ میں ہالینڈ کو شکست ہوئی تو آپ اپنے دوسرے افراد خاندان کے ساتھ انگلستان چلی آئیں اور اب ولایات متحدہ امریکہ میں مقیم ہیں

(ہ)

ہشا۔ امل ہشا (Emil Hacha) جمہوریہ چیکوسلاواکیہ کے آخری صدر

۱۸۷۲ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم پاکر کچھ عرصہ وکالت کرنے کے بعد ۱۹۲۵ء میں چیکوسلاواکیہ کی "اعلیٰ انتظامی جماعت" کے صدر مقرر ہو گئے۔ اکتوبر ۱۹۳۸ء میں جب میونخ کے معاہدہ کے بعد ڈاکٹر بنیش" جمہوریہ چیکوسلاواکیہ کی صدارت سے مستعفی ہوئے تو اس عہدہ پر آپ کو مامور کیا گیا۔ آپ نے اپنے ملک کے باقی علاقہ کی آزادی کو برقرار رکھنے کی کوشش کی لیکن آپ کامیاب نہ ہو سکے اور ۱۴ مارچ ۱۹۳۹ء کو جب جرمن فوجیں چیکوسلاواکیہ میں داخل ہو ہی تھیں۔ ہر ہٹلر نے آپ کو برلن بلا کر ایک ایسے اعلان پر دستخط کرائے جس کی رو سے چیکوسلاواکیہ کو جرمنی کی حفاظت میں ایک ریاست قرار دے دیا گیا تھا۔ آپ اب جرمنی کے ماتحت قائم شدہ "ریاست بوہیمیا اور مراویہ" کے صدر ہیں۔

ہیلی فیکس۔ ایڈورڈ فریڈرک لنڈلی وڈ ہیلی فیکس (Edward Frederick Lindlly Wood Halyfax) سابق لارڈ ارون اور برطانیہ کے موجودہ "وزیر خارجہ" ۱۶ اپریل ۱۸۸۱ء کو پیدا ہوئے آکسفورڈ میں تعلیم پائی اور ۱۹۱۰ء میں پارلیمنٹ کے رکن منتخب ہوئے جنگ عظیم کے دوران میں ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۷ء تک آپ برطانوی فوج کے ایک ڈویژن "یارک شائر ڈریگنز" (Yorkshire Dragoon's) کے میجر کی حیثیت سے محاذ جنگ پر اہم خدمات انجام دیتے رہے۔ پھر آپ کو "منسٹر آف نیشنل سروسز" کا "اسسٹنٹ سیکریٹری" مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۴ء تک آپ "بورڈ آف ایجوکیشن" کے صدر رہے اور اسکے بعد مسٹر بالڈون کی وزارت عظمیٰ کے دوران میں "وزیر زراعت" ۔

اکتوبر ۱۹۲۵ء میں آپ کو ہندوستان کا وائسرائے مقرر کر کے "لارڈ ارون" کا خطاب دیا گیا اور آپ اپنی دارالعوام کی نشست سے مستعفی ہو گئے اور ۱۹۳۱ء تک ہندوستان میں مقیم رہے۔ آپ کے زمانہ میں دو مرتبہ ہندوستان میں "خلاف ورزی قانون" کی تحریک شروع ہوئی اور "سائمن کمیشن" بھی آپ ہی کے زمانہ میں آیا۔ ہندوستان سے

واپس جانے کے بعد آپ پھر علی الترتیب" بورڈ آف ایجوکیشن" کے صدر، "وزیر جنگ" "لارڈ پریوی سیل" اور" لارڈ پریسیڈنٹ آف دی کونسل" ایسے مناصب پر فائز رہے۔ آپ نے جرمنی اور برطانیہ کے درمیان مستقل مفاہمت کرانے کی نیت سے نومبر ۱۹۳۷ء میں ہرہٹلر سے ملاقات بھی کی تھی۔ فروری ۱۹۳۸ء میں آپ" وزیر خارجہ" مقرر کئے گئے۔

ہنلین۔ کنراڈ ہنلین (Konrad Henlein) سڈیٹن جرمن مدبر ۱۸۹۸ء میں پیدا ہوئے اور تعلیم پانے کے بعد ایک بنک میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ ورزش کے استاد کی حیثیت سے کام کرنے لگے اور رفتہ رفتہ ۱۹۲۳ء میں چیکوسلاواکیہ کی" جرمن ورزشی تحریک" کے رہنما بن گئے۔ آپ نے ۱۹۳۳ء میں" سڈیٹن جرمن پارٹی" قائم کی اور ان تمام ہنگاموں کی رہنمائی کرتے رہے جن کی وجہ سے چیکوسلاواکیہ کی آزادی صلب ہوئی۔ سب سے پہلے آپ چیکوسلاواکیہ کے ایک وفادار باشندہ ہونے کے مدعی تھے اس کے بعد آپ نے" سڈیٹن جرمنوں" کے لئے حکومت خود اختیاری کا مطالبہ شروع کیا اور آخر میں" سڈیٹن لینڈ" کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر دینے کے حامی ہو گئے۔

ستمبر ۱۹۳۸ء میں جب آپکی تحریک کی بدولت چیکوسلاواکیہ میں سیاسی پیچیدگیاں رونما ہوئیں تو آپ جرمنی چلے آئے اور جرمنی کے ساتھ" سڈیٹن لینڈ" کے الحاق کے بعد آپ کو وہاں کا رہنما مقرر کیا گیا۔ اور آپ کی جماعت کو" جرمن نازی پارٹی" کا ایک جزو تسلیم کر لیا گیا مارچ ۱۹۳۹ء میں جب" بوہیمیا اور مرادیہ" پر بھی جرمنی کا قبضہ ہو گیا تو آپ کو وہاں کے" شہری انتظامات کا اعلیٰ افسر" مقرر کر دیا گیا۔

ہیریو۔ ایڈورڈ ہیریو (Edouard Herriot) فرانسیسی مدبر ہیں آپ ۵ رجولائی ۱۸۷۲ء کو ٹرائے (Troyes) کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ابتدا میں مدرس کی حیثیت سے کام کیا پھر لائنز (Lyons) کے" میئر" (Mayor) مقرر ہوئے اور ۱۹۱۲ء میں" ریڈیکل سوشلسٹ

پارٹی" کی جانب سے "سینٹ" کے رکن منتخب کئے گئے۔ ۱۹۱۶ء میں فرانس کے وزیر اعظم موسیو بریان (Briand) نے آپ کو "تعمیرات عامہ" کا وزیر مقرر کیا۔ ۱۹۱۹ء میں آپ فرانس کی "مجلس اعلیٰ" کے رکن ہو گئے۔ اور اس وقت فرانس کی حکومت پر قابو یافتہ "دائیں بازو" (Bloc National) کی سختی کے ساتھ مخالفت کرتے رہے۔ ۱۹۲۱ء میں آپ روس تشریف لے گئے۔ ۱۹۲۴ء کے انتخابات میں "بائیں بازو" کی رہنمائی کر کے "دائیں بازو" کو شکست فاش دی اور موسیو پوائنکارے کی بجائے آپ فرانس کے "وزیر اعظم" اور "وزیر خارجہ" مقرر ہوئے۔

آپ نے جمہوریہ فرانس کے صدر موسیو ملارے (Millerand) کو مستعفی ہو جانے پر مجبور کیا۔ روس کی اشتراکی حکومت کو تسلیم کیا۔ مسٹر میکڈانلڈ کے زمانہ وزارت میں فرانس اور برطانیہ کے تعلقات کو استوار کیا اور جرمنی کے ساتھ مفاہمت کی حکمت عملی پر عمل پیرا رہے۔ لوکارنو کا میثاق آپ ہی کے عہد وزارت میں ہوا تھا۔ فرانس کی سیاسی پیچیدگیوں' بالخصوص مالی مسائل کو حل نہ کر سکنے کی وجہ سے فرانس کے اشتراکیت پسند آپ سے علیحدہ ہو گئے اور آپ نے ۱۰ ارا پریل ۱۹۲۵ء کو اپنے عہدہ سے استعفےٰ دیدیا۔ جس کے بعد آپ "چیمبر" کے صدر مقرر ہوئے۔ اور جولائی ۱۹۲۶ء میں جب موسیو بریان وزارت عظمیٰ کے عہدہ سے مستعفی ہوئے تو آپ نے پھر تشکیل وزارت کا کام انجام دیا لیکن دو روز کے بعد آپ کو بھی مستعفی ہو جانا پڑا۔ اور موسیو پوائنکارے نے جو آپکے بعد وزیر اعظم مقرر ہوئے تھے "وزارت تعلیم" کے عہدہ پر آپکو مامور کیا۔ آپ "ریڈیکل پارٹی" کے بائیں بازو" سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہرزاگ۔ جنرل جیمز بیری میونک ہرزاگ (James Barry Monik Hertzog)

جنوبی افریقہ کے سابق وزیر اعظم ایک بوئر خاندان میں کریپ کالونی کے ایک شہر ولنگٹن میں ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ "اسٹیلین بوش" کے "وکٹوریہ کالج" اور "ایمسٹرڈم یونیورسٹی" میں تعلیم پائی اور ۱۸۹۵ء میں اورنج فری اسٹیٹ میں جج مقرر ہو گئے۔ "بوئیر وار" میں

برطانیہ کے خلاف لڑے۔ فریقین جنگ کے درمیان مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی تو آپ نے تجویز صلح کی سخت مخالفت کی اور اس کے بعد بھی ہمیشہ برطانیہ کی مخالفت کرتے رہے۔ ۱۹۱۰ء میں آپ صوبائی وزیر تعلیم مقرر ہوئے۔ جب ۱۹۱۲ء میں مسٹر بوتھا نے برطانوی دولت مشترکہ کے ساتھ وابستہ "متحدہ جنوبی افریقہ" کی پہلی وزارت قائم کی تو آپ کو "وزیر عدل" بنایا گیا لیکن آپ مسٹر بوتھا کی "برطانیہ نواز" حکمت عملی کے مخالف رہے اور ۱۹۱۲ء میں حکومت سے منقطع ہوکر "حزب مخالف" کے نام سے ایک ایسی جماعت قائم کی جس کا مقصد جنوبی افریقہ میں آزاد جمہوری حکومت قائم کرنا ہے۔ ابتداً پارلیمنٹ میں آپ کی جماعت کو پانچ نشستیں حاصل ہوئی تھیں لیکن ۱۹۲۴ء میں آپ کی جماعت ۶۳ نشستوں پر قابض ہوگئی اور آپ نے "لیبر پارٹی" کے اشتراک عمل سے جنرل اسمٹس کو مستعفی ہونے پر مجبور کردیا۔

جنرل اسمٹس کے بعد آپ جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور اگرچہ آپ نے فی الحال جمہوری نظام حکومت کو نافذ نہیں کیا لیکن آپ ملک کے اندرونی استحکام و تنظیم پر متوجہ رہے۔ ۱۹۳۴ء میں جنرل اسمٹس کی اعتدال پسند جماعت "افریکن پارٹی" (African Party) اور اپنی جماعت "نیشنل پارٹی" کو متحد کرکے "یونائٹڈ ساوتھ افریکن پارٹی" کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔

موجودہ جنگ میں آپ جنوبی افریقہ کی عدم شرکت جنگ کے حامی تھے لیکن جنرل اسمٹس کے مقابلہ پر آپ کو تیرہ ۱۳ آرا سے شکست ہوگئی اور آپ ۵ ستمبر ۱۹۳۹ء کو پندرہ سال کے بعد اپنے عہدہ سے مستعفی ہوگئے۔

ہیس۔ روڈالف ہیس (Rodolf Hess) جرمن نازی پارٹی کے نائب رہنما، ہر ہٹلر کے نائب اور جرمن وزارت کے ایک رکن ہیں آپ اسکندریہ (مصر) میں پیدا ہوئے تھے موجودہ جنگ کے آغاز میں مارشل گورنگ کے بعد ہر ہٹلر نے آپ کو اپنا جانشین منتخب کیا۔

ہملر۔ ہنرچ ہملر (Heinrich Himmler) جرمن نازی پارٹی کے ایک اہم دستۂ فوج "شوٹ اسٹافیل" (Schuts Staffel) نازی بلیک گارڈ اور جرمن خفیہ پولیس (Gestapo) کے اعلیٰ افسر ہیں۔ اور جرمنی کے اندر برپا شدہ سازشوں سے نازی آمریت کے تحفظ کا کام آپکے سپرد ہے۔ نازیت کے مخالفین کو خاموش کر دینے کے لئے ہر مفتوحہ ملک میں آپ ہر ہٹلر کے ساتھ جاتے ہیں۔ اور "جرمن وار کونسل" کے ان چھ افراد میں سے ایک ہیں جو موجودہ جنگ کو جاری رکھنے کے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں۔

ہنڈن برگ۔ فیلڈ مارشل پال وان ہنڈنبرگ (Paul Von Hindenburg) ۱۸۴۷ء میں پیدا ہوئے تھے اور جنگ عظیم کے دوران میں آپ نے مشرقی محاذ جنگ پر جرمن افواج کے سپہ سالار اعظم کی حیثیت سے روسی فوجوں کو شکست دی جس کے بعد آپ کو "چیف آف جنرل اسٹاف" بنایا گیا لیکن جرمنی کی شکست کے بعد آپ اپنے منصب سے سبکدوش ہوکر "ہنوور" (Hanover) میں مقیم ہوگئے۔ مگر اس عزلت نشینی کے باوجود جرمن قوم آپ کو وقعت و عزت کی نظروں سے دیکھتی رہی۔ ۱۹۲۵ء میں "دائیں بازو" کے نمائندہ کی حیثیت سے آپ "جرمن رائش" کے صدر مقرر کئے گئے اور آپ کے سیاسی رجحانات کے پیش نظر عوام کو یہ توقع پیدا ہوگئی کہ آپ "تجدید ملوکیت" کے لئے رائے عامہ کو ہموار کریں گے۔ لیکن آپ اس زمانہ کی جرمن اشتراکی حکومت کے ساتھ کامل دستوری طریقہ پر کام کرتے رہے ۱۹۳۰ء میں جب "اقتصادی تعطل" پیدا ہونے کی وجہ سے آمریت کو عروج حاصل ہوا تو آپ کے لئے قدیم طرز حکومت قائم رکھنا ناممکن ہوگیا اور اپنی ضعیف العمری اور تجربہ کاری کے باوجود آپ نے رجعت پسند جاگیرداروں اور فوجی افسروں کے زیر اثر ہوکر کم و بیش آمرانہ طرز حکومت اختیار کرلیا اور "جرمن دستور حکومت" کی دفعہ ۴۸ کے ماتحت "شخصی ہنگامی قوانین" کے ذریعہ سے ملک پر حکومت شروع کردی حتیٰ کہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۲ء کو

جرمنی کے صوبہ پروشیا میں قائم شدہ آخری جمہوری حکومت کو بھی ختم کردیا۔

جنوری ۱۹۳۳ء میں آپ نے ہٹلر کو "جرمن رائش" کا "چانسلر" مقرر کیا اور ۱۹۳۴ء میں خرابی صحت کی بناء پر آپ اپنے عہدہ سے مستعفی ہوکر اپنی جاگیر واقع "مشرقی پروشیا" میں چلے گئے جہاں جولائی ۱۹۳۴ء میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ اور آپ کو آپ کی فتح کے مقام ٹنین برگ واقع "مشرقی پروشیا" میں دفن کیا گیا۔

ہائڈ۔ڈگلس ہائڈ (Doaglas Hyde) ارِی (Eire) کے صدر حکومت ہیں۔ آپ ۱۸۶۰ء میں پیدا ہوئے اور "ڈبلن یونیورسٹی" میں تعلیم پاکر کناڈا میں "معلم السنہ" مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۳ء میں آپ نے آئرلینڈ واپس آکر "آئرستانی زبان" کے احیاء کا کام شروع کیا اور اس سلسلہ میں "گیلک لیگ" (Gaelic League) کے نام سے ایک علمی ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۳۸ء میں جب آئرلینڈ کی صدارت کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت محسوس ہوئی جو کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہ رکھتا ہو تو اس منصب کے لئے باتفاق رائے آپکو منتخب کیا گیا۔

ہل۔کارڈل ہل (Cordell Hull) ولایات متحدہ امریکہ کے وزیر خارجہ ہیں آپ ۱۸۷۱ء میں پیدا ہوئے تعلیم پاکر وکالت شروع کی اور کچھ عرصہ کے بعد جج مقرر ہوئے۔ ۱۸۹۸ء میں جب ریاست کیوبا (Cuba) میں جنگ برپا ہوئی تو کپتان کی حیثیت سے آپ اس میں شریک ہوئے۔ ۱۹۰۷ء میں "ڈیموکریٹک پارٹی" کے نمائندہ کی حیثیت سے "کانگریس" کے رکن منتخب ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں دوبارہ آپ کو "کانگریس" کا رکن منتخب کیا گیا اور ۱۹۳۱ء میں ریاست ٹینسی (Tennessee) کی جانب سے "سینٹ" کے رکن منتخب کئے گئے اور جب صدر روز ولٹ نے آپ کو وزیر خارجہ مقرر کیا تو آپ ۱۹۳۳ء میں "سینٹ" کی رکنیت سے مستعفی ہوگئے۔ آپ صدر روز ولٹ کی حکمت عملی کے پرجوش مؤید اور

بین الاقوامی مسائل سے امریکہ کی بے تعلقی کے شدید مخالف ہیں۔

ہور بلیشا۔ لیزلی ہور بلیشا (Leslie Hore Belisha) برطانوی مدبر، لندن کے ایک دلاّل کے یہاں ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے اور اکسفورڈ نیز براعظم یورپ کی ایک مشہور درسگاہ "کلفٹن کالج" (Clifton College) میں تعلیم پائی۔ آپ جنگ عظیم میں شریک رہے جہاں آپ کی خدمات کی بدولت آپ کو "میجر" کے عہدہ پر مامور کیا گیا۔ ۱۹۲۳ء میں آپ "لبرل پارٹی" کی جانب سے پارلیمنٹ کے رکن منتخب کئے گئے اور اب تک اسی حلقۂ انتخاب کی نمائندگی کر رہے ہیں ۱۹۳۱ء میں آپ "نیشنل لبرلز" میں شامل ہوگئے۔ اسی سال آپ کو "بورڈ آف ٹریڈ" کا "پارلیمنٹری سیکریٹری" بنایا گیا۔ ۱۹۳۲ء میں خزانہ کے مالی سیکریٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۷ء تک "وزیر نقل وحمل" کے عہدہ پر ممتاز رہے۔ ۱۹۳۵ء میں آپ کو "پریوی کونسل" کا رکن بنایا گیا اور مئی ۱۹۳۷ء میں "وزیر جنگ" کے عہدہ پر مامور ہوئے۔ آپ نے "وزیر جنگ" کی حیثیت سے اس محکمہ میں بہت سی اصلاحات کیں اور وہ "برطانوی مشینی فوج" منظم کی جو موجودہ جنگ میں فرانس، بلجیم اور ناروے کے جنگی محاذوں پر بھیجی جاتی رہی ہے۔ آپ نے "عسکری اقتدار اعلیٰ" میں اہم تبدیلیاں کیں اور "لازمی فوجی خدمت" کے اصول کو مقبول بنانے کی سعی کرتے رہے۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۰ء کو وزیراعظم نے آپ کو مستعفی ہوکر "بورڈ آف ٹریڈ" کی صدارت قبول کر لینے کیلئے کہا۔ چنانچہ آپ مستعفی ہوگئے۔ لیکن کوئی عہدہ قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

ہور۔ سر سیموئل ہور (Samuel Hore) برطانوی مدبر ۲۴ فروری ۱۸۸۰ء میں پیدا ہوئے اکسفورڈ میں تعلیم پائی اور "دفتر نوآبادیات" کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ جنگ عظیم میں آپ محاذ جنگ پر گئے۔ آپ کی خدمات کے باعث آپ کو "لفٹنٹ کرنل" بنایا گیا اور آپ نے خدمات جنگ کے پیش نظر بہت سے اتحادی اور برطانوی تمغات حاصل کئے۔ آپ ۱۹۲۲ء سے ۱۹۲۹ء تک "وزیر فضائیات" اور ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۵ء تک "وزیر ہند"

کے عہدوں پر مامور رہے۔ ہندوستان کے سلسلہ میں "گول میز کانفرنس" کا انعقاد اور "دستور ہند ۱۹۳۵ء" کی تشکیل آپ ہی کے "عہد وزارت ہند" کی یادگاریں ہیں۔

۱۹۳۵ء میں آپ "وزیر خارجہ" مقرر کئے گئے۔ لیکن اطالیہ اور ابی سینیا کے تنازعہ میں ایم لاول اور آپ کی اس مشترکہ تجویز کی وجہ سے جس کے ماتحت آپ ابی سینیا کا بیشتر علاقہ اطالیہ کو دلا دینا اور باقی علاقہ پر اطالیہ کے اقتدار کو تسلیم کر لینا چاہتے تھے، انگلستان کی رائے عامہ آپ کے خلاف ہو گئی اور آپ نومبر ۱۹۳۵ء ہی میں اس عہدہ سے مستعفی ہو گئے۔ آپ کا خیال تھا کہ مذکورہ بالا تجویز کو منظور کر لینے کی صورت میں اول تو ابی سینیا کی آزادی کسی نہ کسی حد تک برقرار رہتی اور دوسرے اطالیہ مغربی حکومتوں سے منقطع ہو کر ہرٹلر کے ساتھ تعلقات استوار نہ کرتا۔ اس عہدہ سے مستعفی ہو جانے کے بعد آپ کو محکمہ بحر کا صدر مقرر کیا گیا اور ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۹ء تک "ہوم سکریٹری" کے عہدہ پر ممتاز رہے۔ موجودہ جنگ میں آپ کو "لارڈ پریوی کونسل" کے عہدہ پر ممتاز کر کے "وزارت جنگ" میں شامل کر لیا گیا۔

ہوزا۔ میلان ہوزا (Milan Hodza) چیکوسلاواکیہ کے مشہور مدبر ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے اور چونکہ سلاؤ قوم کے فرد ہیں اس لئے "ہنگری کی پارلیمنٹ" میں اسی قوم کی نمائندگی کرتے رہے۔ ۱۹۱۹ء میں آپ کو "جمہوریہ چیکوسلاواکیہ" کا "وزیر مواصلات" مقرر کیا گیا۔ جس کے بعد آپ پہلے وزیر تعلیم پھر وزیر زراعت اور سب کے بعد ۱۹۳۵ء میں وزیر اعظم بنائے گئے۔ آپ "ڈاکٹر بنیش" کے موئیدین میں شمار ہوتے ہیں۔ ستمبر ۱۹۳۸ء میں آپ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو کر سوئٹزرلینڈ چلے گئے تھے لیکن موجودہ جنگ کے آغاز میں آپ چیکوسلاواکیہ کی آزادی کی تجاویز کو کامیاب بنانے کے لئے پیرس آ گئے۔ اور اب انگلستان میں مقیم ہیں۔

ہُوور۔ ہربرٹ کلارک ہوور (Herbert Clark Hoover) امریکہ کے سیاستدان اور سابق صدر ہیں۔ آپ ۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد آہن گر تھے۔ بچپن میں یتیم

ہو گئے اور بعض رشتہ داروں نے آپ کی پرورش کی۔ تعلیم پانے کے بعد آپ معدنیات کے انجنیئر ہو گئے اور اس سلسلہ میں تمام دنیا کا سفر کیا۔ جنگ عظیم کے آغاز میں آپ براعظم یورپ میں موجود تھے۔ چنانچہ آپ کو لندن میں قائم شدہ "امریکی امدادی مجلس" کا صدر مقرر کیا گیا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد اس جماعت کا رہنما بنا دیا گیا جو امریکہ کی جانب سے بلجیم کے مصیبت زدہ عوام کی امداد کے لئے وہاں بھیجی گئی تھی۔

۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۹ء تک آپ امریکن وار کونسل کے رکن اور سامانِ خورونوش کی فراہمی اور تقسیم کے ذمہ دار کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ جنگ کے خاتمہ پر جب ولایات متحدہ امریکہ کی جانب سے وسطی یورپ کے ملکوں کی امداد کے لئے ایک جماعت بنائی گئی تو آپ کو اس کا صدر مقرر کیا گیا۔ اور ان تمام ممالک کو جو دورانِ جنگ میں محصور رہنے کی وجہ سے عام ضرورت کی چیزیں حاصل کرنے سے بھی محروم ہو گئے تھے۔ ضرورت کی اشیاء سب سے پہلے آپ ہی نے مہیا کیں۔ آپ ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۸ء تک ولایات متحدہ امریکہ کے "وزیر تجارت" رہے۔ اور جنگ عظیم کے بعد ۱۹۲۵ء سے ۱۹۲۹ء تک امریکہ میں تجارتی اور صنعتی ترقی کا جو دور قائم رہا وہ آپ ہی کی مساعی کا نتیجہ تھا۔ ۱۹۲۹ء میں آپ "ری پبلکن پارٹی" (Republican Party) کی جانب سے ولایات متحدہ کے صدر منتخب کئے گئے لیکن آپ ہی کے زمانہ میں دنیا کو عام تجارتی اور اقتصادی تعطل کے دور سے گذرنا پڑا اور ۱۹۳۳ء میں آپ کی جگہ مسٹر روزولٹ کا انتخاب عمل میں آیا۔ ۱۹۳۷ء میں آپ نے یورپ کا دورہ کیا اور امریکہ واپس آنے کے بعد اگرچہ آپ یورپ کے معاملات سے امریکہ کی علیحدگی پر زور دیتے رہے۔ لیکن موجودہ جنگ کے اعلان کے بعد آپ نے متعدد بار "نازیت" کی شدید مذمت بھی کی۔

ہورتھی۔ نکولس ہورتھی دنجی بینی (Nicholas Horthy De Nagybanya) ہنگری کے امیر البحر اور مدار المہام ہیں۔ آپ ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۳ء میں شہنشاہ آسٹریلیا

کے "ایڈی کانگ" مقرر ہو گئے۔ جنگ عظیم میں آسٹریا کی تحت البحر کشتیوں (Cruisers) کے ایک دستہ کے کمانڈر کی حیثیت سے کام کیا۔ آپ نے اوٹرینٹو (Otranlo) میں برطانی فوجوں کے ساتھ جنگ آزما ہوئے اور ۱۹۱۸ء میں آپ کو آسٹریا کے بحری بیڑہ کا نائب امیر البحر بنا دیا گیا۔

۱۹۱۹ء میں جب ہنگری میں ایک "اشتراکی حکومت" قائم ہوئی تو آپنے "وائٹ آرمی" (White Army) کے نام سے ایک فوج منظم کر کے اسے شکست دیکر ۱۹۲۰ء میں "ناظم مملکت" (Administarator of The Realm) کا لقب اختیار کر لیا۔ آپ کے زمانہ اقتدار میں آسٹریا کے سابق شہنشاہ چارلس نے دو مرتبہ "احیاء ملوکیت" کا مطالبہ کیا لیکن آپ نے اسے مسترد کردیا۔ خارجی حکمت عملی کے اعتبار سے آپ جنگ عظیم کے فیصلوں پر نظر ثانی اور جرمنی اور اطالیہ کے ساتھ قیام روابط کے حامی ہیں۔ لیکن موجودہ جنگ میں آپ غیر جانبدار رہیں۔

ہٹلر۔ ہر اڈولف ہٹلر ——— (Herr Adolf Hitler) جرمنی کے "آمر مطلق" آسٹریا کے ایک مقام براُنو (Braunau) میں ۲۰ اپریل ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد چنگی کے محکمہ میں ملازم تھے۔ آپنے "آسٹریا" ہی کے ایک مقام لنز (Linz) میں ابتدائی تعلیم حاصل کی، اس زمانہ میں لنز آسٹریا اور جرمنی کے مابین قیام اتحاد کی تمام تحریکات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ آپ ان تحریکات سے نہ صرف متاثر ہی ہوئے بلکہ یہ تاثرات آپ کے سیاسی مستقبل کا نصب العین بن گئے۔ لنز سے آپ مصوری کی ایک مشہور درس گاہ میں داخل ہونے کے لئے وآنا گئے لیکن داخلہ کے امتحان میں کامیاب نہ ہونے کی وجہ سے آپ خشت ساز مزدوروں کے ساتھ کام کرنے لگے۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ ایک مسافر خانہ میں مقیم ہو گئے اور کارڈوں پر نقش و نگار بنا کر ان کی فروخت سے زندگی بسر کرنے لگے۔

آپ ابتدا ہی سے سیاسیات پر گفتگو کرنے کے عادی تھے اور ہمیشہ آسٹریا کے حکمران خاندان "ہیبسبرگ" (Habsburg) کی مخالفت اور جرمنی کے ساتھ آسٹریا کے اتحاد کی

حمایت کیا کرتے تھے۔ ۱۹۱۱ء میں آپ میونخ چلے گئے اور مصوّری کو ذریعہ معاش بنایا۔ اعلان جنگ عظیم کے بعد آپ آسٹریہ کے ان برسراقتدار عناصر سے متنفر ہونے کے باعث جو جرمنی کے ساتھ اس کے اتحاد کے مخالف تھے آسٹریہ کی فوج میں بھرتی ہونیکی بجائے بحیثیت رضاکار جرمن فوج میں شریک ہو گئے اور دوران جنگ میں مغربی محاذ پر پہلے ایک اردلی اور اس کے بعد "لینس کارپول" کی حیثیت سے کام کرتے رہے لیکن جنگ کے آخری ایام میں زہریلی گیس کی بدولت آپ نابینا ہو گئے۔ مگر چند روز کے بعد آپ کی بینائی عود کر آئی اور آپ میونخ واپس آ گئے۔ جہاں آپ کو جرمنی کی "بعداز جنگ" نامی فوج میں خفیہ طور پر سیاسی جلسوں کی نگہداشت کے لئے ملازم رکھ لیا گیا۔ اسی زمانہ میں آپ کو چھ افراد پر مشتمل ایک ایسی جماعت سے تعلقات قائم کرنے کا موقعہ ملا جس کا نام "جرمن لیبر پارٹی" بیان کیا جاتا تھا اور جس کے اراکین میونخ کی ایک سرائے کے ایک دور افتادہ کرہ میں اپنے جلسے منعقد کیا کرتے تھے۔ اس جماعت کے بانی کا نام ڈریکسلر (Drexler) تھا آپ نے رکن ہفتم کی حیثیت سے اس میں شریک ہو کر اسے وسعت دی۔ ڈریکسلر کی جگہ آپ اس کے رہنما بن گئے اور اسی جماعت کا نام بدل کر "نیشنل سوشلسٹ جرمن لیبر پارٹی" رکھ دیا گیا۔

۱۹۲۳ء میں اس جماعت نے حصول طاقت کے لئے میونخ میں ایک ہنگامہ برپا کیا لیکن ناکام ہوگئی اور بویریا کے گورنر ہروان کہار (Khar) نیز وہ تمام فوجی افسر جو "میونخ" میں مقیم تھے اور جن کی امداد اب تک آپ کے شامل حال رہی تھی آپ کے مخالف ہو گئے اور آپ کو پانچ سال کے لئے بویریا کے ایک قلعہ لینسبرگ (Landsburg) میں مقید کر دیا گیا۔ اسی اسارت کے دوران میں آپ نے اپنی مشہور کتاب "میری جد و جہد" (Mein Kampf "My Strugisue") کا پہلا حصّہ مرتب کیا جس میں آپ نے اپنے سیاسی نصب العین اور لائحہ عمل کی وضاحت کی ہے۔ قوم پرور حکام کی کوششوں کی بدولت آپ آٹھ ہی

ماہ کے بعد اس قید سے رہا کردیئے گئے۔ اور آپ نے اپنی پارٹی کی از سرِ نو تنظیم کے علاوہ ۱۹۲۵ء اور ۱۹۲۷ء کے دوران میں مذکورہ بالا کتاب کا دوسرا حصہ بھی مکمل کرلیا۔

۱۹۲۸ء کے انتخاباتِ عمومی میں آپ کی جماعت کو آٹھ لاکھ آرا ملیں اور اس کے نمایندے "رائشتاغ" کی بارہ نشستوں پر قابض ہوگئے۔ ۱۹۳۰ء کے انتخابات میں جب اقتصادی پیچیدگیوں نے جرمنی میں عام انتشار پیدا کردیا تھا۔ آپ جرمن صنعتی سرمایہ داروں کو اشتراکیت کے انقلاب آفریں اثرات سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کرکے "رائشتاغ" کی ایک سو نشستیں حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ آپ کی یہ کامیابی ورسلائے کے معاہدہ، جمہوری نظامِ حکومت، اشتراکیت اور یہودیوں کے خلاف آپ کے بے پناہ پروپیگنڈا کی مرہونِ منت تھی۔

نازیت پسندوں اور اشتراکیت خواہوں کی مشترکہ اکثریت لیکن باہمی اختلافات کی بدولت "رائشتاغ" کے صدر وان ہنڈنبرگ کے لیے دستوری حکومت کو چلانا ناممکن ہوگیا اور آپ نے نیم آمرانہ طرزِ حکومت اختیار کرلیا جس میں فوج کے افسروں اور جاگیرداروں کو امتیازی حیثیت حاصل تھی جرمنی کی اقتصادی حالت روز بروز خراب تر ہوتی جارہی تھی جرمن عوام کسی سکون بخش تغیر پر مائل تھے جس کی وجہ سے آپ کو انتخابات میں حصہ لینے کے مواقع ملتے رہے۔ ۱۰ راپریل ۱۹۳۲ء کو جب آپ وان ہنڈن برگ کے مقابلہ میں صدارت کے امیدوار ہوئے تو آپ کو ایک کروڑ چونتیس لاکھ آراء حاصل ہوئیں اور ۳۱ رجولائی کو "رائشتاغ" کی رکنیت کے امیدوار کی حیثیت سے ایک لاکھ سینتیس ہزار۔ لیکن آپ کی اس نمایاں کامیابی کے باوجود وان ہنڈن برگ نے آپ کو "چانسلر" مقرر کرنے سے انکار کردیا۔ ۶ رنومبر ۱۹۳۲ء کے انتخابات کے بعد جنرل وان شلیشر (Schleicher) کو جو آپ کی تحریک کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کررہے تھے "رائشتاغ" کا

چانسلر مقرر کیا گیا اور نئے چانسلر نے آپ کی تحریک نیز اس گروہ کو تباکر دینے کی جدوجہد شروع کی جو صدر وان ہنڈن برگ پر مسلط تھا۔ آپ کے رفقاء کار کو اس سازش کا علم ہوگیا۔ اور ان لوگوں نے مالی اعتبار سے تباہ شدہ ان جرمن کارخانہ داروں کے اشتراک عمل سے جو آپ کے برسر اقتدار آجانے کے بعد آپ کی حکومت سے مالی امداد حاصل کرنیکے متوقع تھے یہ فیصلہ کیا کہ جنرل وان شیلیشر کی جگہ آپ کو "چانسلر" مقرر کرا دیا جائے۔ ہر وان پاپن سابق چانسلر اس سازش کے رہنما مقرر ہوئے اور اس جماعت نے صدر ہنڈن برگ کو ہموار کرکے ان سے ۳۰ر جنوری ۱۹۳۳ء کو جنرل وان شیلیشر کو ان کے عہدہ سے برخواست اور آپ کو ان کی جگہ مامور کرا دیا۔ اور آپ نے "نازی" اور "نیشنلسٹ" اراکین پر مشتمل وزارت بنائی۔

آپ کے چانسلر مقرر ہوجانے کے بعد جرمن پارلیمنٹ کے ایوان میں آتشزدگی کا واقعہ رونما ہوا جس کے لئے جرمن اشتراکیوں کو ذمہ دار قرار دے کر آپ نے نازیت کے مخالفین کو مقید اور ان کی سرگرمیوں کو مسدود کر دیا اور یہ نعرہ بلند کرکے کہ آپکی رہنمائی میں جرمنی فوری اشتراکی انقلاب کے خطرہ سے محفوظ ہوگیا ہے آپ نے مارچ ۱۹۳۳ء کے انتخابات میں چوالیس فیصدی آرا حاصل کرلیں اور "نیشنلسٹ پارٹی" کے اشتراک عمل سے جو آٹھ فیصدی نشستیں حاصل کرسکی تھی آپ نے اپنی وزارت قائم کی۔ اور چند ہی روز کے بعد "اشتراکی" اور "حزب مخالف" کے دوسرے نمائندوں کو "ایشتاغ" سے خارج کرکے اپنے لئے "اختیارات خصوصی" کا ایک قانون منظور کرالیا اور اب آپ جرمنی کے آمر مطلق بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے جرمنی سے شخصی اور شہری آزادی کو ختم کر دیا ہے۔ "ٹریڈ یونین" کی تحریک کو کچل ڈالا ہے۔ اور "جرمن خفیہ پولیس" نیز "نازی پارٹی" کے غیر سرکاری فوجی دستوں کی امداد سے آپ نے اپنے تمام مخالفین کو یا تو قتل کرا دیا ہے یا انہیں محبوس اور جلاوطن کر دیا ہے۔

۳۰ر جون ۱۹۳۴ء کو آپ نے اپنی جماعت کے اکثر افراد اور رہنماؤں نیز بہت سے

پادریوں اور نازیت کے ساتھ متفق الرائے نہ ہونے والے افراد کو گرفتار کر کے تہ تیغ کر دیا۔ ان مقتولین میں آپکے بہت سے شرکاء کار قدیم احباب اور وہ لوگ شامل تھے جن کی بدولت آپکو عروج حاصل ہوا ۲۵ جولائی ۱۹۳۴ء کو آپکے ایما پر آسٹریا میں وہ خونریز ہنگامہ برپا ہوا جس میں دوسرے بے شمار افراد کے علاوہ آسٹریہ کے چانسلر ڈاکٹر ڈولفس بھی مقتول ہوئے لیکن آسٹریا کی حکومت نے اس ہنگامہ کو فرو کر دیا۔ ۲ اگست ۱۹۳۴ء کو وان ہنڈن برگ کے انتقال کے بعد آپ نے صدارت اور وزارت عظمیٰ کے عہدوں کو مشترک بنا کر انہیں اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ آپ نے جرمنی میں تجدید اسلحہ بندی کی تحریک شروع کی اور مارچ ۱۹۳۵ء میں ورسلائے کے صلحنامہ کے خلاف جرمنی میں فوجی خدمت کو لازمی قرار دیا۔ نازی حکومت کے آغاز ہی سے جرمنی کے یہودی مقاطعہ، ملکیت سے محرومی اور بعض پیشوں اور ملازمتوں سے اخراج ایسے مظالم کے شکار بنے ہوئے تھے۔ لیکن ستمبر ۱۹۳۵ء میں آپ نے نورن برگ کے مقام پر یہودیوں کی مخالفت کو قانونی شکل دیدی۔ اور لوکارنو کے میثاق کے خلاف، مارچ ۱۹۳۶ء کو رائن لینڈ پر قبضہ کر لیا۔ اسلحہ سازی پر بے شمار روپیہ صرف کر کے ملک کو بیکاری سے بچایا۔ فروری ۱۹۳۸ء میں ایسے تمام فوجی افسروں کو جو جنگی تیاریوں کو ناپسند کرتے تھے علیحدہ کر دیا۔ فروری میں آسٹریا کے چانسلر ڈاکٹر شُشنگ سے ایک ایسے معاہدہ پر دستخط کرائے جس کے ماتحت آسٹریا میں نازیت کی ترقی کی راہیں کشادہ ہوگئیں اور ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء کو آسٹریا کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا۔ "میونخ کے میثاق" کی رو سے آپ نے چیکوسلاواکیہ کے علاقہ سڈیٹن لینڈ کو جرمنی میں شامل کیا اور مارچ ۱۹۳۹ء میں چیکوسلاواکیہ کے باقی حصہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ۱۹۳۴ء کے آغاز میں آپ نے پولینڈ کے ساتھ دس سال تک اس ملک پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ کیا تھا لیکن چیکوسلاواکیہ کی مہم سے فراغت پانے کے بعد آپ نے پولینڈ سے ڈنزگ (Denzig) اور کوریڈار (Corridur) کی واپسی کا مطالبہ شروع کر دیا اور ۲۳ اگست ۱۹۳۹ء کو اشتراکی روس کے

ساتھ ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ ہو جانے اور آپ کے مطالبات کو تسلیم کرنے سے پولینڈ کے انکار کر دینے کے بعد یکم ستمبر ۱۹۴۰ء کو آپ نے ڈینزک کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر کے پولینڈ پر حملہ کر دیا اور اس طرح اس عالمگیر جنگ کا آغاز ہوا جو تباہ کن اور ہولناک ہونے کے علاوہ انقلاب آفرین بھی ہے۔

آپ ریاست اور حکومت میں نسل اور خون کی برتری" کے قائل ہیں آپ کا عقیدہ ہے کہ دنیا میں " نسل اور خون "کے اعتبار سے محض آریہ قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جو برتری اور فوقیت کا دعویٰ کر سکتی ہے۔ دنیا میں تہذیب و تمدن کی جو ترقیاں آج نظر آ رہی ہیں وہ سب اسی نسل کے افراد کی دماغی اور جسمانی کاوشوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے اور اسی لئے اس نسل کے افراد کو جائز طور پر یہ حق پہونچتا ہے کہ وہ کرۂ ارض کی وسعتوں پر مسلط ہوں اور دنیا کی ہر قوم پر حکومت کریں آپنے اس خیال کا اظہار بھی کیا ہے کہ دنیا میں ممتاز ترین خون کے ان حاملین (آریہ نسل کے افراد) نے ایک معصیت کا ارتکاب کر کے خود کو مادی اور روحانی طور پر شدید نقصان پہونچایا ہے اور وہ معصیت ہے ان کے وہ تعلقات جو افزائش نسل کے لئے انہوں نے دوسری کمتر نسلوں کے ساتھ قائم کئے۔ آپ یہودیوں کو آریہ نسل کا بدترین دشمن تصور کرتے، انہیں "تباہ کن قوت" قرار دیتے اور ان سے نفرت کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ یہ لوگ آریہ نسل کی خصوصیات اور برتری کو زائل کر کے اسے زیر کر لینے لئے دنیا بھر میں سازشیں کرتے رہتے ہیں۔

فرانس کے متعلق آپ کی رائے ہے کہ یہ ملک یہودی سرمایہ داروں کے زیر اثر آریہ نسل کے خلاف دنیا بھر میں مستحکم ترین حصار کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں کے باشندے غیر آریہ نسل کے افراد کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کر کے مخلوط نسل کی پیدائش وافزائش کا باعث بنتے ہیں۔ اور یہاں کے برسراقتدار یہودیوں کی یہ خواہش ہے کہ وہ ایک ایسی "ملاٹو اسٹیٹ"

(Mulatto State) قائم کرکے جو وسطی افریقہ کے "دریائے کانگو" (Congo) سے لیکر جرمنی میں "دریائے رائن" (Rhine) تک وسیع ہو باقی یورپ کی نسلی برتری کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیں اورچونکہ جرمنی آریہ نسل کا مرکز ہے اس لئے یہودیوں نے اس کی تخریب کی کوششوں کو اپنا شیوہ خصوصی بنالیا ہے۔ آپ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جرمن قوم کی نسلی خصوصیات کو برباد کرنے کے لئے یہودیوں ہی نے جنگ عظیم برپا کرائی تھی۔ انہوں نے فرانس کو اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ وہ صلح کے نتیجہ میں جرمنی کو ہر ممکن طریقہ پر ذلیل کرے اور یہ یہودی ہی تھے جنہوں نے "اشتراکیت" کا لباس پہن کر جرمنی کو تباہ کرنے کی سازش کی تھی۔ آپ "اشتراکیت" کو دنیا پر یہودیوں کو غالب کرانے کی ایک تجویز سے زیادہ وقعت نہیں دیتے اور دنیا بھر کے انتمالی، اشتراکی، جمہوری اور فری میسن اداروں کو جرمنی کا دشمن اور یہودی اقتدار کے قیام کے ذرائع تصور کرتے ہیں۔

ہر کوازلنگ۔ ناروے کے نازی رہنما ہیں، ناروے پر جرمنی کے حملہ اور ناروے کی شکست کو آپ کی سازش کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے آپ کو "غدار کوازلنگ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور اب بین الاقوامی اصطلاح میں ملک وملت کے ہر غدار کو "کوازلنگ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

مقامات و ممالک

(الف)

آلینڈ۔ سویڈن اور فن لینڈ کے درمیان شمالی بحر بالٹک میں کئی سو چھوٹے بڑے جزیروں کے ایک مجموعہ کو جزائر آلینڈ کہتے ہیں۔ ان جزائر کا رقبہ ۵۷۶ میل ہے اور آبادی ۲۷ ہزار افراد پر مشتمل، جزائر کے اس مجموعہ میں شہر میریہم سب سے بڑا اور اہم سمجھا جاتا ہے۔ اگر ان جزائر میں قلعے تعمیر کر کے انہیں عسکری مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے تو یہاں سے نہایت آسانی کے ساتھ روس، فن لینڈ اور سویڈن پر حملہ کیا جاسکتا ہے نہ صرف اسی قدر بلکہ ان جزائر پر متصرف حکومت، سویڈن سے جرمنی لوہا لے جانے والے جہازوں کی آمد و رفت کو بھی مسدود کر سکتی ہے۔ اسی لئے بحر بالٹک سے متصل بڑی بڑی حکومتیں ہمیشہ سے اس بات کی کوششیں کرتی رہی ہیں کہ جس طرح بھی ہو سکے اِن جزائر کو فوجی نقطۂ نگاہ سے مستحکم نہ ہونے دیا جائے۔ ان جزائر میں اگرچہ سویڈن کے رہنے والے ہی آباد ہیں لیکن ان پر صدیوں سے فن لینڈ کا قبضہ چلا آتا ہے۔

۱۸۰۹ء میں جب زاریت پسند روس نے فن لینڈ پر قبضہ کیا تو یہ جزائر بھی روسی مملکت میں شامل کر لئے گئے۔ جنگ کریمیا کے ختم ہونے پر ۱۸۵۶ء میں سویڈن کی حکومت کی درخواست پر روس نے اِن جزائر کو قلعبند کرنے کی ممانعت کر دی۔ اور ان ہر دو ممالک کے درمیان آئندہ جو تعلقات قائم رہے۔ انہیں روسی حکومت کے اس حکم کو خاص دخل حاصل رہا ہے انقلاب روس کے بعد ۱۹۱۷ء میں ان جزائر کی رائے عامہ نے انہیں سویڈن کے ساتھ

ملحق کر دینے کا مطالبہ کیا اور فروری ۱۹۱۸ء میں سویڈن کی فوجیں ان جزائر میں آ بھی گئیں لیکن اس کے بعد ہی جب جرمنی نے ان پر قبضہ کر لیا تو سویڈن کی فوجیں واپس چلی گئیں۔ نومبر میں جب جرمن فوجوں نے ان جزائر کو خالی کر دیا۔ تو ان پر قبضہ کے متعلق سویڈن اور فن لینڈ کے درمیان پھر تنازع شروع ہو گیا۔

۱۹۲۱ء میں مجلس اقوام کی کونسل نے فیصلہ کیا کہ یہ جزائر فن لینڈ ہی کے قبضہ میں رہنے چاہئیں لیکن اول تو انہیں عسکری استحکامات سے پاک رکھا جائے دوسرے یہاں کے باشندوں کو اندرونی خودمختاری دیدی جائے۔ چنانچہ اسی زمانہ سے یہ جزائر فن لینڈ کی حکومت کا ایک آزاد حصہ ہیں اور اگرچہ یہاں کی سرکاری زبان سویڈن کی زبان ہے لیکن یہاں کے باشندوں کو فن لینڈ کے ساتھ وابستہ رہنے میں کوئی اعتراض نہیں۔

یورپ اور اس کے ساتھ بحر بالٹک کے تشویشناک حالات کے پیش نظر ۱۹۳۸ء میں فن لینڈ اور سویڈن کی حکومتیں ان جزائر کو قلعہ بند کرنے میں متحد الخیال ہو گئی تھیں لیکن، استعمار پسندان عالم کی مخالف روس سرگرمیوں کے پیش نظر روس نے ان حکومتوں کو تعمیر قلعہ جات کی اجازت نہیں دی۔

ابے سینیا ۔ مشرقی افریقہ کا وہ ملک جہاں مہاجرین اسلام کا اولین قافلہ پناہ گزین ہوا تھا۔ اس ملک کا موجودہ سرکاری نام اتھوپیا ہے اور رقبہ تین لاکھ پچاس ہزار مربع میل، یہاں کی آبادی ۷۵ لاکھ افراد پر مشتمل ہے اور عدیس ابابا دارالسلطنت۔ ابے سینیا ایک آزاد ملک تھا۔ لیکن ۱۹۳۶ء میں ابی سینیا اور اطالیہ کی لڑائی کے بعد اب اطالوی مملکت میں شامل ہے اطالیہ عرصہ دراز سے اس ملک پر قبضہ کرنے کا خواہشمند تھا چنانچہ انیسویں صدی میں بحر احمر کے افریقائی ساحل پر اریٹیریا اور سمالی لینڈ کو اطالوی نوآبادیاں بنا لینے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ابی سینیا کو فتح کرنے کی راہ پیدا کی جائے۔ اطالیہ

نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ۱۸۹۶ء میں ابی سینیا پر پہلی مرتبہ لشکر کشی کی لیکن اسے آڈوا (Adua) کے مقام پر شکست فاش ہوئی اور ابی سینیا بدستور آزاد رہا۔ لیکن خود مختار رہنے کے باوجود وہ عہد حاضر کی عسکری ترقیوں اور آلات حرب وضرب سے بے تعلق اور محروم رہنے کی وجہ سے گذشتہ جنگ میں اطالوی فوجوں کا مقابلہ نہ کر سکا۔

یورپ کی جمہوریت پسند حکومتوں پر اعتماد کر کے دنیا کی موجودہ عسکری ترقیوں سے بے نیاز رہنے کے علاوہ ابی سینیا کی پسماندگی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس صدی کے ابتدائی بیس سال تخت وتاج کے دو دعویداروں کی باہمی کشمکش میں گذر گئے۔ اور اس طرح یہ ملک بیرونی حملہ آوروں کے مقابلہ میں کمزور ہوگیا۔ بہرحال حصول سلطنت کی اس طویل کشمکش میں شہزادہ طفاری یعنی ابی سینیا کے سابق حکمراں ہیل ثلاثی کامیاب ہو گئے ہیل ثلاثی ترقی پسند ذہنیت کے حامل ہیں۔ آپ نے ۱۹۲۴ء میں براعظم یورپ کی سیاحت بھی کی تھی اور اس سیاحت کے دوران میں اطالیہ بھی گئے تھے لیکن اطالیہ میں آپ کی یہ آمد بھی مسولینی کو ان کے ارادوں سے باز نہ رکھ سکی۔

اطالیہ اور ابی سینیا کے ایک سرحدی صحرائی مقام آل ال میں پانی کے ایک ذخیرہ کے متعلق دسمبر ۱۹۳۴ء میں ہر دو حکومتوں کے درمیان ایک معمولی سا مناقشہ پیش آگیا اور یہی معمولی سا مناقشہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو اطالیہ اور ابی سینیا کے درمیان لڑائی کا موجب بن گیا۔ ابی سینیا نے مجلس اقوام کے ایک رکن کی حیثیت سے اسے اطالیہ کے اس غاصبانہ حملہ پر توجہ دلائی اور مجلس اقوام نے اطالیہ کو بلا سبب حملہ آور قرار دیکر اس کے خلاف کارروائی عمل میں لانے کے لئے چند سفارشات بھی کیں۔ لیکن اس وقت فرانس کی وزارت خارجہ کے عہدہ پر ایم لاول متمکن تھے۔ انہوں نے اطالیہ کے اس اقدام کو سراہا اور برطانیہ اپنی گوناگوں مصلحتوں کی بنا پر خاموش ہوگیا۔ اور اس طرح مجلس اقوام کی سفارشات بے معنی بن کر رہ گئیں۔

ابی سینیا کی فوجیں نہ پورے طور پر مسلح تھیں اور نہ تربیت یافتہ، ان کا بیشتر حصہ غیر منظم ناتربیت یافتہ اور موجودہ زمانہ کے طرز جنگ سے ناواقف قبائل پر مشتمل تھا۔ لیکن پھر بھی یہ چھ ماہ تک نہایت بہادری کے ساتھ تربیت یافتہ، اچھی طرح سے مسلح اور ٹینکوں اور ہوائی جہازوں سے کام لینے والی اطالوی فوجوں کا مقابلہ کرتی رہیں۔ اس عرصہ میں اطالیہ کی پانچ لاکھ فوج ابی سینیا میں پہونچ چکی تھی۔ جس کے بے پناہ ہوائی حملوں اور تباہ کن گیس کے استعمال نے مدافعت کنندگان کو پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔ اور ۹ رمئی ۱۹۳۶ء کو مسولینی نے اس ملک کو اطالیہ کے ساتھ ملحق کر لینے کا اعلان کر دیا۔ اب یہ ملک اطالوی سمالی لینڈ اور ایری ٹیریا کی طرح مشرقی افریقہ کی طالوی نو آبادیات میں شمار ہوتا ہے۔ مغربی حکومتوں نے ایک سال کے بعد اس الحاق کو تسلیم کر لیا۔ اطالوی حکومت نے اس ملک میں راستوں کی تعمیر کا کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن اس تمام جد وجہد کے بعد بھی ہنوز اسے ابی سینیا کے اندرونی علاقوں پر کامل تسلط حاصل نہیں ہو سکا۔

ابی سینیا پر اطالوی قبضہ کے بعد ہیل سلاسی انگلستان چلے گئے تھے لیکن موجودہ جنگ میں اطالیہ کی شرکت کے بعد وہ پھر اپنے وطن میں واپس پہونچ گئے ہیں اور وقتاً فوقتاً موصول ہو جانے والی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اطالوی قبضہ کے خلاف وہاں جو جد وجہد جاری تھی اب اس میں اضافہ ہو گیا ہے۔

افغانستان - ہندوستان کی شمالی سرحد سے ملحق وسطی ایشیا کا ایک ملک ہے۔ افغانستان کا رقبہ دو لاکھ پچاس ہزار مربع میل ہے اور آبادی ایک کروڑ نفوس۔ یہاں کے دارالسلطنت کا نام کابل ہے۔ اور حکمران کا نام ظاہر شاہ، ظاہر شاہ ۱۹۱۴ء میں پیدا ہوئے تھے اور اپنے والد نادر شاہ کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہوئے۔

افغانستان ایک کوہستانی، پسماندہ، غیر متمدن اور غیر ترقی یافتہ ملک ہے یہ ملک

ہمیشہ سے خود مختار چلا آرہا ہے جس کے بظاہر تین سبب معلوم ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ کوہستانی ملک ہونے کی وجہ سے یہاں کے رستے نہایت دشوار گذار واقع ہوئے ہیں۔ اور کسی حملہ آور کے لئے انہیں کامیابی اور سلامتی کے ساتھ عبور کرنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ترین ضرور ہے، دوسرے ملک کے عام جغرافیائی حالات کی وجہ سے یہاں کے باشندے سخت مشقت پسند اور جنگ جُو ہوتے ہیں اور اس کوہستانی ملک میں انہیں مغلوب کر لینا آسان نہیں، تیسرے یہ ملک ہمیشہ سے روس اور ہندوستان کے درمیان ایک فاصل ریاست (Buffer State) کا کام دیتا رہا ہے۔ اور روس اور برطانیہ کے درمیان ہر زمانہ میں جو کشمکش جاری رہی ہے اسے دیکھتے ہوئے ان دونوں حکومتوں کے درمیان ایک فاصل ریاست کا موجود رہنا ضروری ہے۔ اس ملک میں فارسی، پشتو اور ترکی زبانیں بولی جاتی ہے۔

۱۹۱۹ء میں امیر حبیب اللہ خاں کی شہادت کے بعد اس ملک کی عنانِ حکومت امان اللہ خاں کے ہاتھ میں آئی اور انہوں نے پہلی مرتبہ اس ملک کو غیر ملکی اثرات سے پاک کر کے اسے کامل خود مختاری کی نعمت سے متمتع ہونے کا موقعہ بہم پہنچایا۔ لیکن ۱۹۲۹ء میں ان کی ترقی پسندی کے خلاف بغاوت برپا ہوگئی اور انہوں نے تخت افغانستان کے ساتھ افغانستان کو بھی چھوڑ دیا۔ ان کے بعد کچھ روز تک "بچہ سقہ" نامی ایک معمولی شخص نے اس ملک پر حکومت کی لیکن جنرل نادر خاں نے جو شاہ امان اللہ خاں کے عہد حکومت میں افغانستان کے سفیر کی حیثیت سے پیرس میں مقیم تھے اور اس انقلاب کے دوران میں واپس آگئے تھے، برطانوی سرحدی علاقہ کے وزیری قبائل کی امداد سے "بچہ سقہ" کو شکست دیکر افغانستان کے تخت حکومت پر قبضہ کرلیا۔

جنرل نادر خاں نے جواب نادر شاہ کے لقب سے افغانستان کے حکمران تھے ۱۹۲۹ء

میں "بچہ سقہ" کو پھانسی دلادی، برطانوی حکومت سے دو لاکھ پونڈ قرض لئے اور افغانستان سے اشتراکی روس کے اثرات کو ختم کر کے اسے برطانیہ نوازی کے پرانے راستہ پر لے آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے بھی امان اللہ خاں کے نقش قدم پر چلنا شروع کیا۔ لیکن نہایت آہستگی اور احتیاط کے ساتھ مگر ۸ اپریل ۱۹۳۳ء کو جبکہ وہ ایک "فٹ بال میچ" کے بعد انعامات تقسیم کر رہے تھے ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ اور وہ اس حملہ سے جانبر نہ ہو سکے۔

نادر شاہ کے انتقال کے بعد افغانستان کا تاج ان کے لڑکے ظاہر شاہ کے سر پر رکھا گیا۔ اور اس وقت سے افغانستان کی تاریخ میں کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا۔ جو قابل ذکر سمجھا جا سکے۔

البانیہ ۔ جزیرہ نمائے بلقان کا ایک دس ہزار چھ سو مربع میل رقبہ میں محدود ملک ہے اس کی آبادی دس لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور اس کا پایۂ تخت شہر تیرانا۔ ۱۹۱۳ء سے پہلے یہ ترکی حکومت میں شامل تھا۔ لیکن یورپ میں عثمانی حکومت کے روبہ انحطاط ہوتے رہنے کی وجہ سے اس سال اسے خود مختار تسلیم کر لیا گیا۔ جنگ عظیم کے دوران میں یہ ملک جنگ کا میدان بنا رہا۔ اور اس جنگ کے ختم ہو جانے کے بعد اسے پھر آزاد ریاست کی حیثیت حاصل ہو گئی ۱۹۲۵ء میں احمد زوغو نے بحیثیت صدر اس ملک کی از سر نو تنظیم کا کام شروع کیا اور ۱۹۲۸ء میں اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

البانیہ ایک پسماندہ اور ترقی ناآشنا ملک ہے۔ احمد زوغو نے اطالیہ کے ساتھ اشتراک عمل کر کے اس ملک کی تعمیر جدید کا کام شروع کیا تھا۔ لیکن اپریل ۱۹۳۹ء میں اطالیہ نے دفعتاً اس ملک پر حملہ کر کے احمد زوغو کو وہاں سے نکال دیا۔ اور اس ملک کو اطالیہ کے ساتھ ملحق کر لیا۔

البانیہ اگرچہ ایک پسماندہ ملک ہے۔ لیکن جزیرہ نمائے بلقان کے اُلجھے ہوئے مسائل کے

پیش نظر اسے بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اور بحر ایڈریاٹک سے متصل مشرق کی جانب واقع ہونے کی وجہ سے اگر اسے اس سمندر پر اقتدار قائم رکھنے کے لئے بہترین جگہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ موجودہ جنگ کے آغاز ہی سے یہ خیال کیا جا رہا تھا کہ ابی سینیا کی طرح اس ملک میں بھی اطالیہ کے خلاف بعض اہم واقعات رونما ہوں گے۔ لیکن اتحادیوں کی جانب سے "جزیرہ نمائے بلقان" کے حالات کو علی حالہٖ باقی رکھنے کی کوششوں کے ماتحت گذشتہ ایک سال کی مدت میں اس ملک کے متعلق کوئی قابل بیان اطلاع نہیں موصول ہوئی۔ لیکن یونان اور اطالیہ کے درمیان لڑائی شروع ہو جانے کے بعد کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ البانیہ میں بھی اطالیہ کے خلاف بغاوت شروع ہوگئی ہے البانیہ میں ۷۰ فیصدی سے زیادہ مسلمان آباد ہیں تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ البانیہ میں یونانی فوجیں داخل ہوگئی ہیں۔

اگادیر — شمالی مغربی افریقہ کے ملک مراقش (مراکو) کا ایک مشہور بندرگاہ ہے۔ اس صدی کے آغاز میں جب یورپ کی استعمار پسند حکومتیں بالائی افریقہ کی تقسیم کے مسئلہ پر باہمی کشمکش میں مصروف تھیں تو برطانیہ اور فرانس کے مقابلہ پر جرمنی نے اپنا ایک چھوٹا جنگی جہاز "پنتھر" اس بندرگاہ میں بھیج دیا تھا۔ لیکن فرانس اور جرمنی کے درمیان افہام و تفہیم کے بعد تنازعہ معاملہ کا فیصلہ ہوگیا اور یہ جہاز واپس چلا گیا۔ اس بندرگاہ کی شہرت اسی واقعہ پر مبنی ہے۔

الکزنڈریٹا — شام (سیریا) کی شمالی مغربی سرحد پر ایک علاقہ ہے ۱۹۱۸ء تک اس پر ترکی کا قبضہ رہا لیکن جنگ عظیم کے بعد اسے شام کے ساتھ ملحق کر دیا گیا۔ یہاں کی آبادی دولاکھ بیس ہزار ہے جس کا چالیس فیصدی حصّہ ترکوں پر مشتمل ہے۔ اور باقی عربوں اور دوسری قوموں پر۔ اس لئے اس علاقہ کا شام کے ساتھ ملحق کر دیا جانا جو فرانس کے زیر اثر تھا۔ ترکی مفاد کے خلاف تھا۔ چنانچہ فرانس نے جو ترکوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات

قائم رکھنے کا خواہشمند تھا۔ نومبر ۱۹۳۷ء میں یہاں اندرونی طور پر خودمختار حکومت قائم کردی لیکن ترکی حکومت، فرانس کے اس اقدام پر بھی مطمئن نہ ہوئی اور یکم جولائی ۱۹۳۸ء کو ہردو حکومتوں کے درمیان انگورہ میں ایک ایسا معاہدہ ہوگیا جس کی رو سے اس علاقہ کے انتظام میں ترکی اور فرانس کی حکومتیں برابر کی شریک تسلیم کرلی گئیں۔

۱۲ اگست ۱۹۳۹ء کو یہاں کے عام انتخابات کے موقعہ پر چالیس نشستوں میں سے ترک ۲۲ نشستیں حاصل کرلینے میں کامیاب ہوگئے۔ اور ۲۳ جون ۱۹۳۹ء کو جمہوریہ ترکیہ اور فرانس کے درمیان معاہدہ اعانت قرار پاجانے کے بعد فرانس اس علاقہ کو ترکی کے حوالہ کردینے پر رضامند ہوگیا۔ اور ۲۹ جون کو فرانس کی فوجیں اس علاقہ سے واپس چلی آئیں۔

الجیریا۔ (الجزائر) شمالی افریقہ میں فرانس کا مقبوضہ ملک ہے اس کا رقبہ ۸ لاکھ ۵۴ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۷۲ لاکھ پچاس ہزار افراد پر مشتمل ہے، جن میں سے دس لاکھ فرانسیسی ہیں اور باقی عرب۔ الجیریا انتظامی حیثیت سے دو یعنی شمالی اور جنوبی حصوں میں منقسم ہے۔ شمالی حصہ کا رقبہ ۲ لاکھ بائیس ہزار مربع میل ہے اور جنوبی حصہ کا رقبہ چھ لاکھ ۳۲ ہزار مربع میل۔

شمالی علاقہ تین اضلاع یعنی اوران، الجیریا اور قسطنطین پر مشتمل ہے اوران ہر اضلاع سے "چیمبر" کے لئے دس نمائندے منتخب ہوتے ہیں۔ اس ملک کے نظم ونسق کے سلسلہ میں یہاں کے فرانسیسی گورنر کو کلی اختیارات حاصل ہیں۔ اور وہ محض فرانس کے وزیر امور داخلہ کے سامنے جواب دہ ہے۔ لیکن انتظامی معاملات میں عوام کی رائے معلوم کرنے کے لئے یہاں سرکاری طور پر متعدد مشاورتی ادارے قائم ہیں۔

الجیریا کو صحیح معنی میں نہ تو فرانسیسی نوآبادی کہا جاسکتا ہے اور نہ اس کا معمولی

مقبوضہ ملک اس لئے یہ کہنا زیادہ قرین حقیقت ہوگا کہ اس کا درجہ مذکور بالا ہر دو درجات کا مجموعہ ہے

شمالی الجیریا میں فرانسیسی نوآبادکار بکثرت آباد ہیں اور ساحلی علاقہ میں ہر قسم کے پھلوں خصوصاً انگور کے علاوہ مختلف اجناس وغیرہ کی کاشت کرتے ہیں۔ یہاں خام لوہا اور مختلف اقسام کے نمک بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن بکثرت نہیں۔ جنوبی الجیریا ابھی پسماندہ علاقہ متصور ہوتا ہے۔ اور اس پر فوجی حکومت قائم ہے۔

یہاں کے باشندے بالعموم قوم پرور واقع ہوئے ہیں۔ اور عالمگیر اتحاد اسلامی کے علاوہ اتحاد عرب کے بھی حامی ہیں۔ ۱۹۱۹ء سے فرانسیسی حکومت نے یہاں کے بعض مقامی قبائل کو فرانسیسی شہریت کے حقوق بھی دیدئے ہیں۔

السا س لورین۔ فرانس کا مشرقی سرحدی صوبہ ہے۔ اس کا رقبہ ۵۶۰۵ مربع میل ہے اور آبادی ۱۹ لاکھ ۱۵ ہزار۔ اس صوبہ کی مشرقی اور مغربی سرحدوں پر دریائے رائن اور دوسنر بہتے ہیں۔ اور بڑے بڑے شہر اسٹراسبرگ، ملہوزر، کامر اور میزس ہیں اور مقدم الذکر کی آبادی دو لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔

زمانۂ وسطیٰ میں یہ صوبہ بہت سی چھوٹی چھوٹی آزاد ریاستوں اور خود مختار شہروں میں منقسم تھا اور جرمن سلطنت کا جز شمار ہوتا تھا۔ لیکن ۱۵۵۲ء میں فرانس نے شہر میز کو فتح کرکے پہلی مرتبہ اس صوبہ کے ایک حصّہ کو فرانس کے ساتھ ملحق کیا۔ فرانس کی بادشاہ لوئس چہاردہم کے عہد حکومت میں جب جرمنی اور فرانس کے درمیان تیس سالہ لڑائی ہوئی تو السا س کا بیشتر حصہ فرانس کے قبضہ میں آگیا اور ۱۶۴۸ء میں "ویسٹ فیلن" کے صلح نامہ کی رو سے جرمنی نے رسمی طور پر اس مفتوحہ علاقہ پر فرانس کے قبضہ کو تسلیم کرلیا۔ ۱۶۸۱ء میں فرانس نے اسٹراسبرگ کو بھی فتح کرلیا۔ اور ۱۶۹۷ء میں اس شہر پر بھی اسکے

قبضہ کو تسلیم کر لیا گیا۔

لورین جس پر خاندان ہیبسبرگ کے بادشاہ متصرف رہے تھے ۱۷۳۵ء میں لوئس پانزدہم کے خسر کے قبضہ میں آگیا تھا۔ اور اسے ۱۷۶۶ء میں فرانس کے ساتھ ملحق کر لیا گیا فرانس کے تمام حکمراں یہاں کے باشندوں کے مقامی حقوق و مفادات کا ہمیشہ احترام کرتے رہے اور انہیں آہستہ آہستہ فرانسیسی قوم میں جذب کرنے کی کوششوں کے باوجود انہوں نے عام طور پر اس علاقہ کی جرمن خصوصیات کو باقی رکھا۔ لیکن انقلاب فرانس نے جہاں ملک کے ہر گوشہ اور حکومت کے ہر شعبہ میں بہت سے تغیرات پیدا کئے وہیں یہ علاقہ بھی انتظامی اور تمدنی تبدیلیوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ اور یہاں کے مقامی حقوق اور خصوصیات کو مسترد کر کے اسے فرانس کے دوسرے علاقوں کے مساوی قرار دیدیا گیا لیکن ان تغیرات کی بدولت یہاں کے باشندوں کو قدیم جاگیردارانہ نظام کی سخت گیری سے نجات حاصل ہو گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے ان پر اعتراض یا احتجاج کرنے کی بجائے انہیں خوشی کے ساتھ قبول کر لیا۔

انقلاب کے بعد فرانس کو متعدد مرتبہ شہنشاہیت اور جمہوریت کے عارضی ادوار سے گذرنا پڑا اور ہر زمانہ میں الساس لورین کے متعلق قدیم حکمت عملی قائم رکھی گئی دوسری طرف ایک محدود تعلیم یافتہ طبقہ کے علاوہ جس نے آہستہ آہستہ فرانسیسی زبان کو اپنا لیا تھا یہاں کے باشندوں نے نہایت شدت اور استقلال کے ساتھ جرمن زبان کو باقی رکھا۔ لیکن جرمن زبان کے ساتھ اس شغف کے باوجود یہاں کے باشندے ہمیشہ فرانسیسی حکومت کے وفادار رہے۔ اور حکومت بھی انہیں بڑے بڑے انتظامی عہدوں پر مامور کر کے ہمیشہ ان کی وفاداری کا اعتراف کرتی رہی۔

۱۸۷۰ء - ۱۸۷۱ء کے درمیان فرانسیسی جرمن لڑائی کے بعد الساس اور لورین دونوں پر

جرمنی کا قبضہ ہوگیا۔ اور اس نے الساس لورین کو ایک صوبہ بنا کر اسے جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا۔ اس صوبہ کے متعلق ولیم اول اور بسمارک نے جو کچھ کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظروں میں فوجی نقطۂ نگاہ سے اس صوبہ کو بہت اہمیت حاصل تھی اور اسی لئے اس مرتبہ اسے "نسلی بنیاد" پر جرمنی کے ساتھ ملحق کر دیا گیا تھا۔ لیکن الساس لورین کی مجالس بلدۃ اور دیگر جماعتوں نے ۱۸۷۱ء میں "تحریک احتجاج" کے نام سے اس الحاق اور مدارس میں جرمن زبان کی ترویج کے خلاف نہ صرف تجاویز ہی منظور کیں۔ بلکہ شدید احتجاج بھی کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جرمنی نے اس صوبہ کو اندرونی خود مختاری سے محروم کر کے اسے "شاہی علاقہ" قرار دے دیا اور یہاں ایک سخت قسم کی فوجی آمریت (ڈکٹیٹر شپ) قائم کر دی گئی لیکن انیسویں صدی عیسوی میں جب تحریک احتجاج کمزور ہو چکی تھی۔ الساس کے باشندے مختلف سیاسی جرمن جماعتوں بالخصوص "کیتھولک کلیریکل" جماعت میں شامل ہو گئے۔ اور اگرچہ زمانہ کی رفتار کے ساتھ ساتھ "آمریت" کی گرفت میں پہلی جیسی سختی باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ۱۹۱۱ء سے قبل اس صوبہ کو اندرونی خود مختاری نہیں دی گئی۔

۱۹۱۱ء میں اس صوبہ کو پھر خود مختار بنا دیا گیا۔ لیکن محدود اختیارات کے ساتھ۔ جرمنی کی جانب سے اس صوبہ کو حکومت اختیاری دیئے جانے کے اعلان کے بعد اس کے باشندوں کی اکثریت جرمنی کے ساتھ اشتراک عمل پر رضا مند تھی لیکن ایک طبقہ ایسا بھی تھا جو فرانس کے ساتھ منسلک ہو جانے کو ترجیح دیتا تھا۔ اور اس طبقہ کی زمام قیادت ایم وٹرلی کے ہاتھ میں تھی۔ ان متضاد رجحانات کی وجہ سے ۱۹۱۳ء میں جرمن فوج اور الساس کے باشندوں کے درمیان جھگڑا بھی ہو گیا۔ اور انہیں اسباب کی بنا پر جرمنی کے ساتھ اشتراک عمل کی اس تحریک کی کامیابی کی بجائے یہاں کی حکومت

اور جرمن پارلیمنٹ کے درمیان ایک مستقل اختلاف پیدا ہوگیا۔

۱۹۱۴ء میں جب دنیا کی پہلی جنگ عظیم شروع ہوئی تو فوجی ضرورتوں کے پیش نظر اس صوبہ کے انتظامات میں بھی سختی کو دخل حاصل ہوگیا۔ اور اسی کی بنا پر یہاں فرانس کی حمایت کے جذبات بھی زیادہ نمایاں ہوتے گئے۔ اس زمانہ میں اس صوبہ کے بیس ہزار سے زیادہ باشندوں کو مختلف سیاسی اسباب کے ماتحت جلاوطن کر دیا گیا۔ اور اگرچہ یہاں کے ہزارہا باشندے اس لڑائی میں جرمنی کی حمایت کرتے ہوئے میدان جنگ میں مارے گئے۔ لیکن ان کے مقابلہ میں ان لوگوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں تھی جو بھاگ کر فرانس میں چلے آئے تھے۔

عارضی صلح کے بعد جب نومبر ۱۹۱۸ء میں فرانس کی فوجیں اس صوبہ میں داخل ہوئیں تو ہر جانب سے ان کا پرتپاک خیر مقدم کیا گیا۔ ورسلائے کے اجتماع صلح، (پیس کانفرنس) میں اس صوبہ کے متعلق جرمنی کی جانب سے "رائے عامہ" معلوم کر لینے کی تجویز پیش کی گئی تھی جسے مسترد کر دیا گیا اور اس علاقہ کو ازسرنو فرانس میں شامل کر کے اسے بالائی رائن نشیبی رائن اور موزیل کے نام سے تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور حسب سابق یہاں کے باشندوں کو آہستہ آہستہ فرانسیسی قوم میں جذب کر لینے کی حکمت عملی پر عمل درآمد شروع ہوگیا۔ اس "دور جدید" کے آغاز کے بعد یہاں کے مدارس میں "فرانسیسی زبان" کو ازسرنو متعارف کرایا گیا۔ لیکن ایک عرصہ تک جرمنی کے ساتھ ملحق رہنے کی وجہ سے سیاسی طور پر تو نہیں لیکن نسلی اعتبار سے یہاں کے باشندوں کو جرمن زبان کیساتھ گہرا تعلق اور شغف پیدا ہوگیا تھا۔ اس لئے یہ تحریک کامیاب نہ ہو سکی۔

کچھ عرصہ کے بعد یہاں حکومت خود اختیاری کی تحریک شروع ہوئی اور ۱۹۲۵ء میں جب فرانس کی حکومت نے رومن کیتھولک چرچ کے ضابطہ کے مطابق مروج

جرمن قوانین کی بجائے اس صوبہ میں فرانسیسی قانون نافذ کرنے کی کوشش کی تو اس وجہ سے کہ یہاں کے باشندوں پر رومن کیتھولک چرچ کا گہرا اثر ہے حکومت خود اختیاری کی تحریک کو بہت زیادہ تقویت حاصل ہوگئی اور فرانس کی حکومت کو اپنی کوششوں سے دست بردار ہو جانا پڑا۔

۱۹۲۶ء میں اس صوبہ کے لئے "حصول حکومت خود اختیاری" کی بنیاد پر ایک مجلس قائم کی گئی۔ اور اس نے فرانس کے ماتحت رہتے ہوئے اس صوبہ کے لئے آزاد پارلیمنٹ کی تاسیس جرمن مدارس کے قیام، مقامی اقتصادی مفاد کے تحفظ اور اس صوبہ کے باشندوں کو بحیثیت ایک "قومی اقلیت" تسلیم کر لینے کے مطالبات شروع کر دئے۔ اس سلسلہ میں فرانس کی حکومت نے ۱۹۲۸ء میں اس تحریک کے رہنماؤں روس اور رکلن نیز انکے ہمنواؤں کی ایک جماعت کے خلاف مقدمات چلا کر انہیں قید کی سزائیں بھی دیں لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہیں معاف کر دیا گیا۔

یہ جماعت جہاں حکومتِ خود اختیاری کی حامی تھی وہیں جرمنی کے ساتھ از سر نو الحاق کی بھی شدید مخالف تھی۔ ۱۹۲۹ء تک کے انتخابات عمومی میں، فادر ہیجی کی زیر قیادت کیتھولک عناصر اور ایم ڈالٹ کی سرکردگی میں جمہوریت پسندوں کے اشتراک عمل سے اس جماعت کو غیر معمولی کامیابی حاصل ہوگئی اور اس طرح حکومت کے ہر شعبہ میں انہیں اپنے اثر و رسوخ کی توسیع اور اپنے مقاصد و لائحہ عمل کی تبلیغ و تعارف کا موقعہ مل گیا۔

موجودہ جنگ کے آغاز سے قبل کے زمانہ میں اگرچہ فرانسیسی پارلیمنٹ میں اس جماعت کا کوئی نمائندہ موجود نہیں تھا لیکن "وفادار وطن" کے نام سے پارلیمنٹ میں جو گروہ موجود تھا اس کا مقصد بھی اس صوبہ کے لئے حکومت خود اختیاری حاصل کرنا تھا

گذشتہ چند سال سے اس علاقہ میں نازیت کی اشاعت ہوتی رہی ہے۔ اور اسی تبلیغ نازیت کے نتیجہ کے طور پر یہاں متعدد نازیت پسند جماعتیں بھی قائم ہو گئی تھیں لیکن ۱۹۳۹ء میں فرانس کی حکومت نے انہیں کچل ڈالا۔ ان جماعتوں میں سے ایک جماعت براہ راست الساس لورین کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر دینے کی حامی تھی اور اسی سلسلہ میں ڈاکٹر ارنس کی کی زیر ادارت ایک ماہنامہ بھی شائع ہوتا تھا۔ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں فرانس کی حکومت نے اس علاقہ کے لئے حکومت خود اختیاری کا مطالبہ کرنے والوں کے خلاف دوبارہ مقدمات چلائے۔ اور چارلس فلپ روس کے خلاف جرمن حکومت کی جانب سے بعض شکایات موصول ہونے پر اسے سزائے موت بھی دیدی۔

الساس کے تقریباً تمام باشندے جرمن زبان بولتے ہیں۔ اور لورین کے اس حصہ کے علاوہ جو ہمیشہ فرانس ہی کے قبضہ میں رہا ہے عام باشندوں میں سے ۳۰ فیصدی کی زبان فرانسیسی ہے۔ اور ۷۰ فیصدی کی جرمن۔ لورین کے جنوبی حصہ کے لوگوں کی زبان کلیتہً فرانسیسی ہے۔ بحیثیت مجموعی الساس لورین میں جرمن زبان بولنے والوں کی تعداد کسی طرح بھی پندرہ لاکھ سے کم نہیں لیکن جہاں ایسے لوگ کافی تعداد میں موجود ہیں جو فرانسیسی زبان کا ایک جملہ بھی نہیں بول سکتے وہیں ایسے افراد بھی بکثرت پائے جاتے ہیں جو دونوں زبانوں پر قدرت رکھتے ہیں۔ مقامی اخبارات کی زبان بھی جرمن ہی ہے۔ اور اگرچہ عدالتوں میں جرمن زبان کو سرکاری طور پر رائج نہیں کیا گیا لیکن عملاً وہاں بھی یہی زبان استعمال ہوتی ہے۔ مدارس میں جرمن زبان کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ اور سرکاری اطلاعات بھی فرانسیسی اور جرمن دونوں زبانوں میں شائع کی جاتی ہیں۔

سرحدی علاقہ ہونے کے علاوہ یہاں پٹاس اور خام لوہا بھی بکثرت ملتا ہے۔ اور

فرانس کی مشہور قلعبندی یعنی "میگنٹ لائن" بھی اسی علاقہ میں تعمیر کی گئی تھی۔ اکتوبر ۱۹۴۰ء کے آخری عشرہ میں فرانس اور جرمنی کے درمیان مستقل اشتراک عمل کی جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں اس کی بنیادی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ فرانس نے الساس لورین کا علاقہ جرمنی کے حوالہ کر دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔

ارجنٹائنا۔ جنوبی امریکہ میں وسعت ورقبہ کے لحاظ سے دوسرے درجہ کا ملک ہے اس ملک کا رقبہ دس لاکھ ستانوے ہزار مربع میل ہے اور آبادی ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ اس ملک کا نظام حکومت جمہوری ہے اور موجودہ صدر جمہوریہ کا نام ڈاکٹر رابرٹو۔ ایم اورٹز۔ ارجنٹائنا کی جمہوریت کا صدر چھ سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ پچھلا انتخاب ستمبر ۱۹۳۷ء میں ہوا تھا۔ حکومت کا صدر مقام "بینوس ایرس" ہے۔ اس ملک کا موجودہ دستور حکومت ۱۸۵۳ء میں مرتب کیا گیا تھا لیکن گذشتہ چند سال سے اس میں بعض اہم تغیرات کرنے کا مسئلہ زیر بحث چلا آرہا ہے۔

ارجنٹائنا میں متعدد سیاسی گروہ ہیں اور ہر گروہ کے کچھ نہ کچھ نمائندے سینٹ (پارلیمنٹ) میں موجود ہیں۔ ایک گروہ جو "نیشنل ڈیموکریٹس" کے نام سے مشہور ہے قانون سازی اور عدالتی اختیارات کے اضافہ، محاصل تجارت کے تحفظ۔ باہمی تجارتی معاہدات کے قیام اور مزدوروں کے تنازعات میں ثالثی فیصلوں کے رواج کی حمایت کرتا ہے۔ دوسرا گروہ جو "انٹی پرسنلسٹس" کے نام سے موسوم ہے، سینٹ اور صدر کے انتخاب کے موجودہ طریقہ کا مخالف ہے اور اس سلسلہ میں محض صوبائی مجالس قانون ساز کے اراکین کی بجائے عوام کو حق رائے دہندگی دیئے جانے پر زور دیتا ہے خواتین کے لئے حق رائے دہندگی طلب کرتا ہے اور نوآبادیات کے قیام نیز "تقسیم اراضی" کا حامی ہے۔ "ایڈیکلس" بہت سے مسائل میں "انٹی پرسنلسٹس" کے ہمنوا ہونے

کے علاوہ تیل اور معدنیات کو براست حکومت کے زیرانتظام لے آنے۔ چھوٹے زمینداروں کو مالگذاری کی ادائیگی سے مستثنٰی کردئے جانے اور گندم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے کرایہ کی شرح میں بہت زیادہ تخفیف کا مطالبہ کرتے ہیں اور "سوشلسٹ پارٹی" جس کے ارکین اعتدال پسند واقع ہوئے ہیں۔ بڑی بڑی ریاستوں کی تقسیم تیل کو مشترکہ قومی ملکیت قرار دیدینے، مزدوروں کی اجرتوں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ، محاصل میں تخفیف اور اَور بعض دستوری اصلاحات کے خواہشمند ہیں۔

دستوری پیچیدگیوں کے علاوہ اس ملک میں مزدوروں کے تنازعات ایسی بڑی بڑی ریاستوں کی موجودگی جن کے مالک موجود نہیں اور محاصل ایسے سیاسی مسائل بھی پوری قوت کے ساتھ برپا ہیں۔ اس ملک کی فارغ البالی کا انحصار گندم، مکی، السی، خشک گوشت، مکھن اور اون کی برآمد پر ہے۔ اور یہ اشیاء برطانیہ، جرمنی اور ولایات متحدہ میں جاتی ہیں۔ خارجی معاملات میں ارجنٹائنا نے ہمیشہ مجلس اقوام کا اتباع اور اس کے فیصلوں کی حمایت کی ہے۔ یہ ریاست جنوبی امریکہ کی ریاستوں اور ولایات متحدہ امریکہ کے درمیان "توازن" قائم رکھنے کے لئے مشہور ہے۔ اس ملک کے باشندے ہسپانوی زبان بولتے ہیں۔ اور برطانیہ کیساتھ اِس ملک کے دوستانہ تعلقات ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔

آسٹریہ۔ وسطی یورپ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اس ملک میں پہلے آزاد حکومت قائم تھی۔ لیکن اب اسے جرمنی کے ساتھ ملحق کرلیا گیا ہے۔ آسٹریہ ہنگری کی سابق حکومت میں السپائن کے جن صوبوں کے باشندے جرمن زبان بولتے تھے آسٹریہ کی ریاست انہیں صوبوں پر مشتمل تھی۔ آسٹریہ کا رقبہ ۳۲۰۰۰ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ۶۸ لاکھ۔

جنگ عظیم کے اختتام پر اس ملک کی حکومت جرمنی کے ساتھ الحاق کا اعلان

کر دیا تھا۔ لیکن اتحادیوں نے اس الحاق کی مخالفت کی اور یہ ملک ۱۹۳۳ء تک آزاد رہا ۱۹۳۴ء میں جب ڈاکٹر ڈولفس یہاں کی حکومت کے چانسلر منتخب ہوئے تو اس ملک کے نظم ونسق میں ایک حد تک آمریت کی جھلک نظر آنے لگی ہے اور انہوں نے مزدوروں کی ان تمام تحریکات کو کچل ڈالا جو جمہوری دستور کی بقا و تحفظ کے لئے شروع کی گئی تھیں۔ آسٹریہ میں "نازیت خواہ" مجالس بھی قائم تھیں انہوں نے ڈاکٹر ڈولفس کے خلاف سخت ہنگامے برپا کئے اور انجام کار انہیں قتل کر دیا گیا۔

ڈاکٹر ڈولفس کے جانشین ڈاکٹر شُشنگ اپنے زمانہ صدارت میں آسٹریا میں از سرنو شہنشاہیت کو بحال کرنے کی جدوجہد کرتے رہے لیکن انہیں کامیابی حاصل نہ ہوئی اور ۱۲ مارچ ۱۹۳۸ء کو جرمن افواج نے آسٹریہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا ڈاکٹر شُشنگ گرفتار کر لئے گئے اور انہیں قید کر دیا گیا۔

آسٹریا پر جرمنی کے قبضے سے پیشتر وہاں کے عوام تو وفاقی بنیاد پر جرمنی کے ساتھ الحاق کے حامی تھے اور سوشلسٹ، کیتھولک، اور شہنشاہیت پسند طبقات اس الحاق کے شدید مخالف لیکن جب جرمن فوجیں آسٹریا میں داخل ہوئیں تو کسی طبقہ نے بھی ان کا مقابلہ نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اتحادی بھی جو آسٹریہ کی آزادی کو قائم رکھنے کے ذمہ دار تھے اس موقعہ پر بالکل خاموش رہے۔

موجودہ جنگ شروع ہو جانے کے بعد پیرس اور لندن میں "آسٹریہ آفیسرز" کے نام ایک جماعت قائم کی گئی تھی جس کا مقصد آسٹریہ کو از سرنو آزاد کرانا ہے۔ لیکن فرانس کے زوال کے بعد اب یہ جماعت محض انگلستان ہی میں باقی رہ گئی ہے۔

آسٹریلیا (Australia) ربع مسکون کا سب سے چھوٹا براعظم اور برطانوی دولت مشترکہ کا ایک جزہے۔ اس براعظم کا رقبہ ۲۹۷۵۰۰۰ ہزار مربع میل، آبادی ۶۸۰۰۰۰۰ افراد پر مشتمل

اس کا پایۂ تخت کینبرا (Canberra) ہے۔ اس براعظم کو یکم جنوری ۱۹۰۱ء کو "کامن ویلتھ آف آسٹریلیا ایکٹ" کی رو سے درجہ نو آبادیات دے کر "دولتِ مشترکہ" میں شامل کیا گیا تھا۔ آسٹریلیا کی حکومت وفاقی ہے اور اس میں نیو ساوتھ ویلز، وکٹوریہ، کوئنز لینڈ، ساوتھ آسٹریلیا، ویسٹ آسٹریلیا اور تسمانیہ کی حکومتیں نیز شمال کا وسیع علاقہ شامل ہے۔ آسٹریلیا میں گورنر جنرل تاج کی نمائندگی کرتا ہے۔

پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ ایوان ادنیٰ "ایوان نمائندگان" کہلاتا ہے اور ایوانِ اعلیٰ "سینٹ"۔ "ایوان نمائندگان" کا انتخاب تین سال کے بعد ہوتا ہے اور "سینٹ" کا چھ سال کے بعد۔ یہ براعظم ابتداء میں زرعی تھا اور دوسرے ممالک کے لئے بمقدار کثیر گندم اور اون مہیا کرتا تھا۔ لیکن اب صنعتی بنتا جا رہا ہے اور برطانیہ، ولایات متحدہ امریکہ اور جاپان اس ملک کی تجارت میں حصہ دار ہیں۔ آسٹریلیا کی آبادی کم ہے لیکن یہاں نو آباد کاروں کو اس لئے آنے کی اجازت نہیں دی جاتی کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے اول تو یہاں کے باشندوں کی آمدنی کم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور دوسرے غیر برطانوی لوگوں کی آباد کاری کا جسے یہاں کے باشندے ناپسند کرتے ہیں۔

خارجی حکمت عملی کے لحاظ سے آسٹریلیا کی حکومت، برطانوی حکومت کی ہمنوا ہے اور اگرچہ اس براعظم کو جاپان کی مستعمرانہ حکمتِ عملی سے ہمیشہ خطرہ لاحق رہتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان ہر دو ممالک کے درمیان خوشگوار تعلقات قائم ہیں اور یہاں کی حکومت جاپان کے معاملات میں برطانوی حکمتِ عملی کو جاپان کے موافق بنانے کے لئے کوشاں رہتی ہے۔

اسٹونیا۔ (Estonia) بحر بالٹک کی ایک چھوٹی سی ریاست تھی جو اب اشتراکی روس میں مدغم ہو گئی ہے اس کا رقبہ اٹھارہ ہزار میل تھا اور آبادی بارہ لاکھ افراد پر مشتمل۔ یہاں کا پایۂ تخت تلانہ (Talliana) تھا اور یہ علاقہ ۱۹۱۸ء سے پیشتر روسی حکومت کا ایک صوبہ۔

۱۹۱۸ء میں یہ صوبہ آزاد ہوگیا، روس کی اشتراکی فوجوں کو شکست دی اور اگرچہ یہاں کی حکومت اشتراکیت کی مخالفت رہی لیکن اس نے غیر جانبداری کے رشتہ کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اس ریاست میں جرمن قوم کے باشندوں کو ایک حد تک حکومت خود اختیاری حاصل تھی یہاں کے باشندے زراعت نیز مویشی اور دودھ مکھن وغیرہ کی تجارت سے زندگی بسر کرتے تھے۔ اور اس ملک کی تجارت برطانیہ اور جرمنی کے ساتھ تھی۔ ۱۹۳۵ء میں یہاں آمرانہ حکومت قائم ہوگئی تھی لیکن ۱۹۳۶ء میں رائے عامہ کے فیصلہ کے مطابق بدل دی گئی اس کے بعد جو دستور حکومت مرتب ہوا وہ بھی کم وبیش مطلق العنانی اور آمریت پر مبنی تھا۔ اس دستور کی رو سے تمام سیاسی جماعتوں کو منتشر کر دیا گیا حتیٰ کہ حکومت کی منظوری حاصل کئے بغیر کسی شخص کو انتخابات میں بطور امیدوار کھڑے ہونے کا حق بھی حاصل نہیں رہا۔

بالٹک کی دوسری ریاستوں کی طرح اسٹونیا بھی جرمنی اور روس کے درمیان بفر اسٹیٹ (فاصل ریاست) کی حیثیت رکھتی تھی۔ موجودہ جنگ کے ابتدائی ایام یعنی اکتوبر ۱۹۳۹ء میں اشتراکی روس اور اسٹونیا کی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ کی رو سے یہ بات قرار پا گئی کہ اشتراکی روس اس ملک پر کسی حملہ کے موقع پر اس کی حفاظت کریگا اور اسے یہاں بحری اور فضائی مستقر قائم کرنے کی اجازت ہوگی۔ چنانچہ اس قرارداد کے مطابق روسی فوجیں "ڈیگو" (Dago) ازل (Oesel) پٹیر نگز (Pitrags) اور بالٹسکی (Baltiski) ایسے اہم مقامات میں متعین کردی گئیں اور اس ملک کی جرمن آبادی کو جرمنی بھیجدیا گیا لیکن ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء کو اس ملک کی حکومت نے متفقہ طور پر اسٹونیا کو اشتراکی روس کے ساتھ ملحق کردینے کا فیصلہ کرلیا اور اسے اشتراکی روس میں شامل کردیا۔

اری (Eire) آئرلینڈ کے اس حصہ کا نیا نام ہے۔ جو پہلے "آئرش فری اسٹیٹ" (Irish Free State) کے نام سے مشہور تھا۔ اری کا رقبہ ۲۶۶۰۰ مربع میل اور آبادی تیس لاکھ ہے

یہاں کا دستورِ حکومت، نوآبادیاتی نہج پر مبنی تھا اور یہاں کے مرکزی شہر "ڈبلن" میں ایک برطانوی گورنر جنرل رہتا تھا لیکن ۱۹۳۲ء میں مسٹر ڈی ویلیرا کی جماعت فیانا فائل (Fianna Fail) نے حکومت پر قابض ہو کر آپ کی رہنمائی میں آہستہ آہستہ برطانیہ سے اس ملک کے تعلقات کو منقطع کرنا شروع کر دیا۔ اس ملک کی حکومت نے دستور ۱۹۲۱ء میں بہت سی تبدیلیاں کردیں۔ شاہ انگلستان کے ساتھ حلف وفاداری کی رسم کو ترک کر دیا۔ گورنر جنرل کے حقوق و فرائض میں تخفیف کر دی گئی اور ۱۹۲۲ء کے اس معاہدہ کے برعکس جو برطانیہ اور اس ملک کی حکومتوں کے درمیان ہوا تھا اور جسکی رو سے یہاں کی حکومت سالانہ کچھ رقم انگلستان کو دینے کی پابند تھی اس رقم کی ادائیگی بند کر دی۔ برطانوی حکومت نے یہ رقم وصول کرنے کیلئے تمام اشیائے تجارت پر جو اس ملک سے انگلستان جاتی تھیں بیس فیصدی محصول کا اضافہ کر دیا جسکے مقابلہ میں اس ملک کی حکومت نے بھی برطانوی اشیاء پر "مخصوص شرح محاصل" نافذ کر دی۔

۱۹۳۷ء میں مسٹر ڈی ویلیرا نے نیا دستور حکومت "جو مکمل آزادی" کے اصول پر مبنی تھا قوم کے روبرو پیش کیا اور یکم جولائی ۱۹۳۷ء کو رائے عامہ معلوم کر کے ۲۹ دسمبر کو اسے نافذ کر دیا۔ اس دستور کی رو سے "آئرش فری اسٹیٹ" کی بجائے اس ملک کا نام "اری" رکھ دیا گیا۔ آئرستانی اور انگریزی زبانیں "سرکاری زبانیں" قرار پائیں۔ اور تمام آئرلینڈ کو "قومی حدود" قرار دیدیا گیا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ جبتک شمالی آئرلینڈ کے چھ اضلاع آئرلینڈ سے علیحدہ رہیں گے اس ملک کی پارلیمنٹ کے تمام آئین و احکام ان پر نافذ نہ کئے جائیں گے۔ اس دستور کی رو سے آئرلینڈ کو اپنا طرز حکومت منتخب کرنے اور دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کا حق بھی حاصل ہے آئرلینڈ نے اپنے "پرچم" پر سے "یونین جیک" کے نشان کو بھی علیحدہ کر دیا اور جدید دستور حکومت میں "تاج برطانیہ" کا

کوئی ذکر نہیں کیا۔ اب آئرلینڈ میں برطانوی گورنر جنرل موجود نہیں بلکہ اس کی جگہ "منتخبہ صدر حکومت" نے لے لی ہے۔ جسے سات سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ صدر کو پارلیمنٹ کے انعقا، شکست، قوانین کی توثیق واجرا اور معافی کے اختیارات حاصل ہیں اور وہی اس ملک کی مسلح فوج کا سپہ سالار اعظم ہوتا ہے۔

اس ملک کی پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ ایوان ادنیٰ "ڈیل ایرین" (Dail Eireann) اور ایوان اعلیٰ سینڈ (Seand) جسے انگریزی میں سینٹ (Senate) کہتے ہیں۔ ایوان ادنیٰ کی سفارش پر صدر حکومت وزیر اعظم اور دیگر اراکین وزارت کا تقرر کرتا ہے اور یہ وزیر اعظم ایوان ادنیٰ کے روبرو جواب دہ ہوتا ہے۔ موجودہ جنگ میں آئرلینڈ بالکل غیر جانبدار ہے۔

ایران۔ اس ملک کا رقبہ ۶۲۸۰۰۰ مربع میل اور آبادی ایک کروڑ پچاس لاکھ ہے۔ یہاں کے حکمران رضا شاہ پہلوی ہیں اور پایۂ تخت طہران، ایران کے پہلے انقلاب کے بعد وہاں ۱۹۰۶ء میں دستوری حکومت قائم ہوئی لیکن ۱۹۰۷ء میں روس اور انگلستان کی حکومتوں نے ایک معاہدہ کرکے علی الترتیب شمالی اور جنوبی ایران کو اپنے اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ جنگ عظیم میں ایران غیر جانبدار تھا لیکن اس کے بیشتر علاقوں میں روسی، برطانوی، جرمن اور ترک فوجیں مقیم رہیں۔ ۱۹۱۷ء میں روس کے اشتراکی انقلاب کے بعد جب وہاں کی حکومت نے ۱۹۰۷ء کے معاہدہ کو کالعدم کرکے ایران میں اپنے تمام حقوق سے دست برداری کا اعلان کیا تو ۱۹۱۸ء میں برطانوی افواج ایران سے واپس آگئیں۔ اسی زمانہ سے رضا شاہ پہلوی کو عروج حاصل ہوا اور آپنے اپنے ملک کی تعمیر جدید شروع کرکے اسے ترقی یافتہ اور آزاد ممالک کی صف میں کھڑا کر دیا۔

ایران میں ۱۹۰۶ء میں جو دستور حکومت نافذ کیا گیا تھا وہی رائج ہے۔ ایران

میں مجلس (پارلیمنٹ) قائم ہے اور محدود حق رائے دہندگی کی بنیاد پر ہر دو سال کے بعد اس کے اراکین کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔ لیکن عملاً تمام طاقت یہاں کے حکمران رضا شاہ پہلوی کے قبضہ میں ہے۔ ۱۹۲۱ء میں یہاں چھ سو مدارس اور پچپن ہزار طلبا، تھے لیکن اب مدارس اور طلبا، کی تعداد علی الترتیب پانچہزار اور تین لاکھ ہوگئی ہے۔ ایران میں فوجی خدمت لازمی ہے۔ یہ ملک دنیا بھر میں اپنے تیل کے چشموں کی وجہ سے مشہور ہے اور ۱۹۳۵ء کے اعداد و شمار کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سال یہاں سے ایک کروڑ تین لاکھ ٹن مٹی کا تیل غیر ممالک کو بھیجا گیا۔

ایران کی تجارت میں چالیس فیصدی کا حصہ دار اشتراکی روس ہے۔ اور ساٹھ فیصدی میں جرمنی برطانیہ ولایات متحدہ امریکہ اور ہندوستان علی قدر مراتب شریک ہیں۔

اطالیہ۔ اطالیہ کا رقبہ ایک لاکھ اُنیس ہزار سات سو مربع میل اور آبادی چار کروڑ چالیس لاکھ ہے۔ اور اگرچہ یہاں برائے نام بادشاہ وکٹر امینول سوئم (Victor Emmanuel III) کی حکومت قائم ہے لیکن حقیقتاً یہاں موسولینی اور ان کی جماعت آمرانہ طریقہ پر حکمران ہیں۔ یہاں کی مجلس نمایندگان — (Chamber of Deputes) کو ۱۹۲۶ء میں کلیتہً فسطائی بنا دیا گیا تھا۔ ۱۹۳۴ء میں اس مجلس نے اپنے آپ کو معطل قرار دے دیا۔ اسکی بجائے فسطائی جماعت "نیشنل کونسل آف دی فیسسٹ پارٹی" (National Council of The Fasist Party) اور "نیشنل کونسل آف کارپوریشنز" کے نمائندوں کی ایک مشترکہ مجلس "چیمبر آف فیسی اینڈ کارپوریشنز" (Chamber of Fasci and Corporations) کے نام سے قائم کردی گئی جس کے اراکین کی تعداد آٹھ سو ہے حکومت کو ہنگامی قوانین کے اجرا، کا حق حاصل ہے لیکن وہ انہیں اس مجلس کے روبرو پیش کرتی ہے۔ اس مجلس کو دستوری مسائل عام قوانین، میزانیہ، اور اس کے آمد و خرچ کے اندازہ پر بحث کا اختیار حاصل ہے اور مذکورہ

مسائل و معاملات کے علاوہ دوسرے مسائل اور قوانین پر بحث کرنے کے لئے مجلس کو "ہیڈ آف دی گورنمنٹ" یعنی مسولینی سے اجازت حاصل کرنی ضروری ہے

اطالیہ کی حقیقی حکمران جماعت "گرانڈ کونسل آف فیسسٹ" ہے جسے تمام دستوری مسائل، حکمران کی تغیر و تبدل اور جانشینی، کلیسا اور حکومت کے درمیان تعلقات اور حدود سلطنت سے متعلق مسائل پر اظہار خیال کا حق حاصل ہے اور مجلس اعلیٰ اس کے فیصلوں پر عمل کرنے کی پابند۔ اطالیہ میں ہر پیشہ و طبقہ کی ایک مجلس ہوتی ہے۔ اور یہ مجالس اپنے نمائندے "نیشنل کونسل آف کارپوریشنز" میں بھیجتی ہیں جسے محض اقتصادی مسائل سے تعلق رکھنے والے قوانین کی ترتیب کا حق حاصل ہے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ اس "نیشنل کونسل۔ ۔ ۔" میں کارخانہ داروں اور ملازمین، غرضیکہ دونوں طبقات کی نمائندگی ہو سکے اور ان میں تناسب بھی قائم رہے۔ "کونسل" "فسطائی مجلس اعلیٰ" کی ہدایات کے ماتحت کام کرنے پر مجبور ہے اور اس میں ایسی پیشہ ور جماعتوں کے نمائندے شامل نہیں کئے جاتے جو "فسطائی" نہ ہوں۔

اطالیہ میں ۳۵۰ ارکین پر مشتمل ایک ایوان اعلیٰ بھی ہے جسے "سینٹ" کہتے ہیں اس کے اراکین کو "ہیڈ آف دی گورنمنٹ" کے مشورہ سے بادشاہ مقرر کرتا ہے اور یہ تمام عمر اس ایوان کے رکن رہتے ہیں۔ اس ایوان میں بھی فسطائیوں کو اکثریت حاصل ہے لیکن پرانے اراکین نے جو اقلیت میں ہیں حزب مخالف بھی بنا رکھی ہے۔

اطالیہ کے بیرونی مقبوضات میں اطالوی مشرقی افریقہ کے نام سے ابی سینیا، ایری ٹیریا اور اطالوی سمالی لینڈ کے علاقے پہلے ہی سے شامل تھے لیکن موجودہ جنگ کے شروع ہو جانے کے بعد ان میں برطانوی سمالی لینڈ اور فرانس کے علاقہ جبوٹی کا اضافہ ہوگیا ہے۔ ۱۹۳۹ء میں اطالیہ نے البانیہ پر قبضہ کرکے اسے بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا تھا لیکن یونان اور اطالیہ کی جنگ کے دوران میں البانیہ میں بغاوت برپا ہو جانے، اس ملک کے کچھ حصہ پر

یونان کے قبضہ اور وہاں سے اطالوی افواج کی واپسی کی خبریں موصول ہوتی رہی ہیں۔ لیکن ابھی تک یقین کے ساتھ یہ بات نہیں کہی جاسکتی کہ آئندہ اطالیہ کا یہ یورپی مقبوضہ اطالیہ ہی کے قبضہ میں رہیگا یا نہیں۔

اطالیہ کی فوج پچاس لاکھ تربیت یافتہ اور جدید اسلحہ سے مسلح افراد پر مشتمل ہے اور عسکری ماہرین کے تازہ ترین اندازہ کے مطابق اطالیہ کے پاس اعلیٰ درجہ کے دو ہزار طیارے موجود ہیں۔ اطالیہ کے اعلان جنگ سے قبل اس کے بحری بیڑہ میں چار بڑے جنگی جہاز بائیس ہلکے جنگی جہاز، چھپن تباہ کن جہاز، بہتر تارپیڈو مارنے والی کشتیاں، اور ایک سو پچاس تحت البحر کشتیاں شامل تھیں اور اس بیڑہ کا بیشتر حصہ حال ہی میں تیار کیا گیا تھا۔ بحر روم اور بحر احمر میں برطانوی بحری راستہ کے پیش نظر اطالیہ غیر معمولی عسکری اہمیت رکھتا ہے۔

اطالیہ میں کوئلہ اور لوہے کی معدنیات موجود نہیں بلکہ اس سلسلہ میں اس کی تمام ضروریات "درآمد" پر منحصر ہیں۔ اطالیہ کی تجارت میں جرمنی کے بعد جو سب سے بڑا حصہ دار ہے، ولایاتِ متحدہ امریکہ، برطانیہ اور سوئٹزرلینڈ شامل ہیں۔

اسپین (Spain) ہسپانیہ کا رقبہ ایک لاکھ پچانوے ہزار مربع میل ہے۔ افریقائی مقبوضات کے علاوہ اس ملک کی آبادی دو کروڑ پچاس لاکھ اور بشمول افریقائی مقبوضات تقریباً تین کروڑ ہے۔ ۱۹۳۱ء تک اس ملک میں ملوکیت قائم رہی لیکن عملاً تمام اختیارات وزیراعظم جنرل پریمو ڈ ریورا —(Primo de Revera) کے ہاتھ میں رہے۔ ۱۹۳۱ء میں ایک آئینی انقلاب کے بعد اس طرز حکومت کو ختم کر دیا گیا۔ شاہ الفانسو یازدہم ہسپانیہ سے چلے گئے اور یہاں جمہوری حکومت قائم ہوگئی جس کے بعد صدر الکالا زمورا (Alcala-zamora) کی زیر قیادت قدامت پسندوں اور ڈاکٹر ازانا کی رہنمائی میں انتہا پسندوں کے مابین کشمکش کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جو فروری ۱۹۳۶ء کے انتخابات میں "بائیں بازو"

کی کامیابی پر منتج ہوا۔ ڈاکٹر ازانا، جمہوریہ ہسپانیہ کے صدر منتخب ہوئے اور آپ نے اشتمالیت اور اشتراکیت پسند افراد کو شامل کئے بغیر وزارت قائم کر کے بعض معاشی اصلاحات کے علاوہ قانون اراضی میں بھی اہم ترمیمات کیں جن کی وجہ سے بڑے بڑے زمیندار اور سرمایہ دار حکومت کے مخالف ہوگئے۔ اور ہسپانیہ کے ان طبقات نے جنرل فرانکو کی زیر قیادت علم بغاوت بلند کردیا۔ ہسپانیہ کی یہ خانہ جنگی ۱۹۳۹ء کے آغاز میں جنرل فرانکو کی کامیابی پر ختم ہوئی اور اس ملک میں آمرانہ نظام حکومت قائم ہوگیا۔

ریوڈِ اورو (Riode Oro) اور ہسپانوی مراکش کے علاوہ موجودہ جنگ کے دوران میں ہسپانیہ نے تنجیر کے چھوٹے سے علاقہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ موجودہ جنگ میں ہسپانیہ غیر جانبدار ہے۔ لیکن "غیر جانبدار" کی بجائے اگر اسے "غیر متحارب" کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا۔

اورنسئے۔ کوائے دِ اورزئے (Quay d' Orsay) فرانس میں "دریائے سین" (Seine) کے ایک پشتہ کا نام ہے اور چونکہ اس جنگ میں فرانس کی شکست سے پہلے یہاں فرانس کا دفتر خارجہ واقع تھا اسلئے یہ مقام بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے۔

انڈوچائنا (Indo China) مشرق بعید میں فرانسیسی مقبوضہ ہے۔ اس کا رقبہ دو لاکھ اکاسی ہزار مربع میل ہے اور آبادی دو کروڑ چالیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ فرانسیسی انڈوچائنا میں کوچین چین کی نوآبادی، فرانس کی زیر حفاظت آنام کا علاقہ، کمبوڈیا، ٹانکنگ اور لاؤس کے علاقے شامل ہیں۔ آنام اور کمبوڈیا میں برائے نام بادشاہتیں قائم ہیں۔ لیکن درحقیقت تمام اختیارات ان ہر دو مقامات کے فرانسیسی مدارالمہام کے قبضہ میں ہیں۔ انڈوچائنا میں فرانسیسی گورنر جنرل رہتا ہے اور تمام اہم مقامات میں مقامی اور فرانسیسی افواج متعین ہیں۔ یہ علاقہ زراعت، خصوصاً چاول اور ربر کی پیداوار نیز جست اور ٹین کی معدنیات کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اور فرانس کی بیش قیمت نوآبادیوں میں شامل کیا جاتا ہے

کچھ عرصے سے یہاں کے تعلیم یافتہ طبقہ میں سیاسی اور معاشی بیداری کے آثار نمایاں ہو رہے ہیں اور یہ لوگ متعدد وطنی تحریکات کے اجرا سے اس بیداری کا ثبوت دیتے رہتے ہیں۔

جاپان کی مستعمرانہ حکمت عملی کے پیش نظر فرانس کو ہمیشہ اس علاقہ پر جاپان کے قبضہ کر لینے کا خطرہ لاحق رہا ہے اور موجودہ جنگ میں فرانس کی شکست کے بعد بین الاقوامی سیاسی حلقوں میں مذکورہ بالا خطرہ یقین کی صورت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ لیکن چونکہ اپنی زرعی اور معدنی اہمیت اور جائے وقوع کے پیش نظر یہ علاقہ ولایات متحدہ امریکہ کے لئے بھی اہمیت کا حامل ہے اور فی الحال جاپان دنیا کی کسی طاقت ور حکومت کے ساتھ متصادم ہونے کے لئے تیار نہیں اس لئے حالات کے سازگار ہونے کے باوجود جاپان نے اس پر قبضہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ البتہ چین کے خلاف اپنی عسکری قوتوں کو حسب دلخواہ استعمال کرنے کے لئے حال ہی میں اس نے انڈو چائنا کے بعض اہم مقامات کو حاصل کر لیا ہے۔ یہاں کی حکومت "وشی گورنمنٹ" کے ساتھ وابستہ ہے۔

آئرلینڈ (Ireland) بحر اٹلانٹک کا ایک جزیرہ ہے اور انگلستان کے مغرب میں واقع ہے اس کا رقبہ اکتیس ہزار آٹھ سو مربع میل ہے اور آبادی ۴۲ لاکھ افراد پر مشتمل۔ آئرلینڈ بارہویں صدی عیسوی کے وسط تک گال قوم کے متعدد چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کے زیر نگیں رہا جو بحیثیت مجموعی اسی قوم کے ایک شہنشاہ کے ماتحت سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ۱۱۵۲ء میں ایک بادشاہ نے شہنشاہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور "اینگلو نارمن قوم" (انگلستان کے باشندے) کی امداد سے اسے شکست دیکر پہلی مرتبہ انگریزوں کو آئرلینڈ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا موقعہ دیا۔ جس کے بعد آئرلینڈ کو برطانوی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔ اور ہنری ہشتم کے عہد حکومت تک انگلستان کے بادشاہ خود کو آئرلینڈ کے بادشاہ بھی قرار دیتے رہے لیکن آئرلینڈ کے باشندے انگریزوں کی حکومت سے کسی زمانہ میں بھی مطمئن نہیں ہوئے۔ اور

ہمیشہ ہر ممکن طریقہ پر اس کی مخالفت کرتے رہے۔ آئرلینڈ کے باشندے مذہبًا رومن کیتھولک واقع ہوئے ہیں۔ انگلستان میں جب "پروٹسٹنٹ" عقائد کی اشاعت شروع ہوئی اور "کلیسا کی اصلاح" کے نام سے "پروٹسٹنٹ فرقہ" کو مذہبی امور پر کامل اقتدار حاصل ہوا تو آئرلینڈ اور انگلستان کے باشندوں کے درمیان نسلی منافرت کے علاوہ مذہبی اختلافات بھی پیدا ہو گئے۔

انگلستان کے بادشاہ کرامول نے جب آئرلینڈ کے اس شمالی علاقہ کو جو ابالسٹر (Ulster) کے نام سے مشہور ہے خالی کرا کر وہاں "پروٹسٹنٹ فرقہ" کے انگریزوں اور اسکاٹ لینڈ کے باشندوں کو آباد کرنا چاہا تو ان دونوں ملکوں کے باشندوں کے مابین عرصہ تک شدید اور خونریز لڑائیاں جاری رہیں حتیٰ کہ ۱۶۸۹ء میں فرانسیسی فوجوں کی امداد سے انگلستان کا بادشاہ جیمز دوم آئرلینڈ پر حملہ آور ہوا لیکن ۱۶۹۰ء میں ولیم سوم نے اسے شکست فاش دی۔ اٹھارویں صدی عیسوی کے دوران میں یہاں ایک پارلیمنٹ قائم کر دی گئی جو ۱۸۰۰ء تک انگلستان کے ماتحت رہ کر اس ملک کے نظم و نسق پر قادر رہی۔ جس کے بعد "گریٹ برٹین اور آئرلینڈ" کی متحدہ حکومت قائم کر دی گئی اور انگلستان کے اس اتحاد کے بعد گال قوم کی خصوصیات روز بروز زائل ہوتی چلی گئیں۔ یہاں کی زبان مردہ ہو گئی لیکن ان تغیرات نے آئرستانی باشندوں کے جذبۂ قوم پروری کو زندہ کر دیا اور انگلستان کے باشندوں کی معاشی اور اقتصادی حکمت عملی جو آئرلینڈ کے لئے تباہ کن ثابت ہو رہی تھی یہاں کے باشندوں کو انگریزوں سے متنفر کرتی گئی۔

صدیوں تک استعمار پسند انگریز جاگیرداروں اور زمینداروں کے ماتحت رہنے کے باعث آئرلینڈ کے باشندے اراضی سے محروم ہو کر محض معمولی کاشتکار کے درجہ پر پہنچ گئے۔ جنہیں فصلوں کی خرابی کے باعث لگان کی رقم ادا نہ کرنے کی وجہ سے حق کاشتکاری

سے بھی محروم کر دیا جاتا تھا۔ اس ملک کی پیداوار کا تقریباً نصف حصّہ انگلستان کے ایسے جاگیرداروں کی ملکیت تھا جو اپنی تمام عمر میں ایک مرتبہ بھی یہاں نہیں آئے تھے۔ انہیں اسباب کی بنا پر یہاں کے باشندوں کی ایک کثیر تعداد دوسرے ممالک بالخصوص ولایات متحدہ امریکہ میں جاکر آباد ہوگئی اور اسی لئے اس ملک کے باشندے "انگریزوں سے علیحدگی" کا مطالبہ کرتے رہے۔

آئرلینڈ کے باشندوں کے مطالبات کے پیش نظر برطانوی پارلیمنٹ میں سب سے پہلے ۱۸۶۶ء اور اس کے بعد ۱۸۹۳ء میں دو مرتبہ آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری دینے کے لئے "مسوّدات قانون" پیش ہوئے لیکن دونوں مرتبہ انہیں مسترد کر دیا گیا۔ البتہ جہاں تک اراضی کے سوال کا تعلق تھا اسے کسی حد تک ضرور حل کیا گیا۔ ۱۹۱۲ء میں برطانیہ کے لبرل وزیر اعظم مسٹر اسکوئتھ نے پھر "آئرلینڈ کی خود مختاری کا مسودہ" پیش کیا۔ اسی زمانہ میں شمالی آئرلینڈ یعنی السٹر اور جنوبی آئرلینڈ میں دو ایسی رضاکار جماعتیں منظم ہوگئیں جو علی الترتیب اس مسودہ قانون کی مخالف اور موافق تھیں جن کی وجہ سے آئرلینڈ میں خانہ جنگی برپا ہونے کا خطرہ پیدا ہوگیا۔ اور دارالامراء نے دو مرتبہ اس مسودۂ قانون کو مسترد کر دیا۔ لیکن ۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو یہ مسودہ قانون منظور کر لیا گیا۔ مگر اس کے نفاذ کو جنگ عظیم کے خاتمہ پر منحصر رکھا گیا۔

اس فیصلہ پر آئرلینڈ کے باشندوں کی اکثریت متفق الرائے ہوگئی لیکن "شن فین" تحریک کے حامی اس کے مخالف رہے اور انہوں نے جرمنی کے ساتھ اشتراک عمل کر کے علم بغاوت بلند کر دیا۔ آئرلینڈ میں جمہوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا گیا لیکن ایک خونریز لڑائی کے بعد یہ بغاوت فرو کر دی گئی اور بہت سے آئرستانی رہنماؤں کو بشمول سر راجر کسمنٹ، جو جرمنی سے ایک آبدوز کے ذریعہ یہاں آئے تھے، پھانسی دیدی گئی۔ جنگ عظیم کے اختتام پر آئرلینڈ کو حکومت خود اختیاری دئے جانے کا دوسرا مسودۂ قانون منظور کیا گیا جس میں آئرلینڈ کو

شمالی اور جنوبی دو حصوں میں منقسم کر کے بلفاسٹ اور ڈبلن کے مقامات پر ہر دو علاقوں کی علیحدہ علیحدہ پارلیمنٹ بنادی گئی۔ لیکن یہ قانون آئرلینڈ کے ترقی پسند قوم پروروں کو مطمئن نہ کرسکا اور انہوں نے خانہ جنگی کی راہ اختیار کرلی۔ پولیس کے سپاہی قتل کئے جانے لگے اور آئرلینڈ کے طول و عرض میں دہشت زدگی کا بازار گرم ہوگیا۔ "شن فین" تحریک کے حامی انگریزی پولیس اور فوج کے علاوہ آئرلینڈ کے ان باشندوں کو بھی قتل کردینے سے گریز نہ کرتے تھے جو ان سے متفق الرائے نہیں تھے چنانچہ ان سرگرمیوں کو معدوم کرنے کے لئے برطانوی حکومت نے "بلیک اینڈ ٹانس" کے نام سے "خاص پولیس" بتعداد کثیر آئرلینڈ میں بھیجدی اور کچھ عرصہ کے بعد ایسی تمام آبادیوں میں آگ لگادی جنہیں باغیوں کا ملجا و ماویٰ سمجھا جاتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد برطانوی پارلیمنٹ کے ایسے ۷۳ ارکین نے جو "شن فین" تحریک کے حامی تھے۔ پارلیمنٹ کی رکنیت سے مستعفی ہوکر ڈبلن میں مجتمع ہوکر "ڈیل ارین" یعنی "نیشنل اسمبلی" قائم کرلی۔

برطانوی حکومت اور آئرلینڈ کے درمیان یہ نئی کشمکش ۱۹۲۱ء تک قائم رہی جس کے بعد برطانوی حکومت نے اپنے پہلے قانون کو مسترد کرکے "ڈیل ارین" کے ساتھ ایک معاہدہ کرکے آئرلینڈ کو ۱۹۲۲ء کے قانون کی رو سے درجہ نو آبادیات دیدیا۔ موجودہ جنگ میں آئرلینڈ بالکل غیر جانبدار رہے۔

(ب)

بحرین۔ جزائر بحرین خلیج فارس میں مشرقی ساحل عرب سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہیں ان جزائر کی آبادی تقریباً ڈیڑھ لاکھ ہے جن میں ۲۵ - ۳۰ یوروپین ہیں اور چند ہندو باقی مسلمان ہیں جو عموماً بہت غریب ہیں۔ بحرین کے کل رقبہ کا صرف بیسواں حصہ کاشت کے

قابل ہے۔ اس وجہ سے باشندوں کی اکثریت موتیوں کی غواصی کا پیشہ کرتی ہے یہ غواص بعض دولتمند عرب شیوخ کے ملازم ہیں جو موتیوں کی تجارت کرتے ہیں۔ اس تجارت کے سلسلہ میں حکومت نے کئی قوانین بنادئے ہیں جن کی پابندی ضروری ہے۔ غواصی صرف گرمیوں کے چار مہینوں میں ہوتی ہے سال کے باقی ایام میں بحرین کے غریب مسلمان بحری مسافروں کی فیاضیوں کے مرہون منت رہتے ہیں یعنی جو مسافر اس علاقہ سے گذرتے ہیں وہ تفریحاً سمندر میں سکے پھینکتے ہیں اور بحرین کے یہ باشندے جو سمندر میں غوطہ لگا کر اس کی تہ سے ہر چیز نکال لانے کے ماہر ہیں بہت ہوشیاری سے پانی کے اندر ہی اندر ان سکوں کو پکڑ لیتے ہیں اور پھر وہ ان کے ہو جاتے ہیں۔ غواصی کے علاوہ کچھ لوگ کشتیاں بنانے کا پیشہ کرتے ہیں۔ اور کچھ چٹائیاں بنانے کا۔ بعض آدمی سفید بندروں کی تجارت کرتے ہیں۔ ایک امریکن کمپنی کو ان جزائر میں تیل کے کچھ کنوئیں بھی دریافت ہوئے ہیں اور ان کی نگرانی کا کام کمپنی کے سپرد ہے۔

مؤرخین اسلام کے مطابق بحرین میں پیغمبرؐ اسلام ہی کے زمانہ میں اسلام پھیل گیا تھا کہا جاتا ہے کہ رسول اللہؐ نے بحرین کے حاکم وقت کے پاس اسلام کا پیغام بھیجا اور وہ مع اپنی رعایا کے مسلمان ہو گیا۔ اس وقت سے ان جزائر پر مسلمانوں کی حکومت ہے ایکمرتبہ کچھ زمانہ کے لئے پرتگال والے البتہ ان پر قابض ہو گئے تھے۔ بحرین کے موجودہ فرمانروا کا نام حماد بن عیسیٰ ہے۔ بحرین اور حکومت ہند کے مابین صلحنامہ ہو گیا ہے۔

بلیریز (Baleares) جنوبی بحر روم میں جزائر ملورکا (Mallorca) منورکا (Minorca) اور ابیزا (Ibiza) کے مجموعہ کا نام ہے۔ جزائر کا یہ مجموعہ فوجی اعتبار سے نہایت اہم ہے اور اس مقام سے فرانس اپنے شمالی افریقہ کے مقبوضات کو جانے والے راستوں کی حفاظت کرتا ہے۔ ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے دوران میں اطالیہ نے ان جزائر پر قبضہ کرنے کی کوشش

کی تھی لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔

بلقان (Balkan) براعظم یورپ کا وہ جنوبی خطہ جس میں یونان البانیہ، بلغاریہ، یوگوسلاویہ اور رومانیہ کی ریاستیں واقع ہیں، جزیرہ نمائے بلقان کہلاتا ہے۔ اور اگرچہ یہ خطہ براعظم کے ایک طرف واقع ہے لیکن اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے اسے اس براعظم کے سیاسی انقلابات اور تبدیلیوں میں غیر معمولی دخل حاصل ہے۔

یورپ میں موجودہ جنگ شروع ہونے کے بعد ہی سے اس جزیرہ نما کی ایک ریاست رومانیہ میں سیاسی اعتبار سے جو پیچیدگیاں پیدا ہونی شروع ہوگئی تھیں وہ اگرچہ بظاہر رومانیہ کے حکمران شاہ کیرول کی حکومت سے دست بردار ہوکر ملک سے باہر چلے جانے اور رومانیہ پر جرمنی کے سیاسی اور اقتصادی اقتدار کے قائم ہوجانے کے بعد ختم ہوچکی ہیں لیکن ان تبدیلیوں سے جزیرہ نمائے بلقان کا معاملہ سلجھا نہیں بلکہ اور الجھ گیا ہے۔ اور دنیا کے سیاسی حالات، تبدیلیوں اور الجھنوں کو دیکھتے ہوئے یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ بلقان کی ریاست کا الجھاؤ کب اور کس طرح ختم ہوسکے گا۔ اس وقت بلقان کے مسئلہ کی پیچیدگی اگرچہ موجودہ جنگ کی وجہ سے ہے لیکن جزیرہ نمائے بلقان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ اگر اس خطہ کی کسی سیاسی الجھن پر کوئی لڑائی چھڑ جائے تو وہ خود ایک عالمگیر لڑائی بن سکتی ہے۔

یورپ کے سیاسی نقشہ کو سامنے رکھکر اگر جزیرہ نمائے بلقان اور اس سے متصل دنیا کے بحری اور برّی خطوں کو دیکھا جائے تو نہایت آسانی کے ساتھ یورپ کے اس جزیرہ نما کی اہمیت معلوم ہوجاتی ہے۔ اس کے شمال میں، پولینڈ، چیکوسلاواکیہ، آسٹریا اور ہنگری واقع ہیں۔ اور ان میں سے پہلے تین ممالک جرمنی کے قبضہ میں جا چکے ہیں۔ اور چوتھا ملک یعنی ہنگری بھی عملی طور پر جرمنی ہی کے زیر اثر ہے۔ ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے

یہ کہنا حقیقت کے خلاف نہیں سمجھا جا سکتا کہ جزیرہ نمائے بلقان کی شمالی سرحد کا بیشتر حصہ جرمنی کی سرحد سے ملتا ہے۔ مشرق میں بحر اسود اور روس کا علاقہ یوکرین اور بحر ایجین واقع ہیں اور جنوب و مغرب میں بحر روم اور بحر ایڈریاٹک اس کی حد بندی کرتے ہیں۔

جزیرہ نمائے بلقان کی حدود اربعہ یعنی اسے چاروں طرف سے گھیرے ملکوں اور سمندروں سے واقف ہو جانے کے بعد ہر شخص یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ یورپ سے دنیا کے دوسرے حصوں کو جانے والے بڑے بڑے سمندری راستوں کو چھوڑ دینے کے بعد بھی اگر کوئی شخص چاہے تو وہ بحر اسود، بحر ایجین، بحر روم اور بحر ایڈریاٹک سے گذر کر نہایت آسانی کے ساتھ ایشیا اور افریقہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ انہیں سمندروں کے راستہ سے تینوں براعظموں کے درمیان مستقل تجارتی تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں اور بعض صورتوں میں آبنائے جبرالٹر نہر سوئز اور درہ دانیال کو بند کر کے یورپ کی ایسی طاقتور حکومتوں کو کمزور اور پریشان کر دیا جا سکتا ہے جن کی زندگی کا دارومدار ہی ان کے مشرقی مقبوضات پر ہے۔

ان سمندری راستوں کے علاوہ جزیرہ نمائے بلقان ہی وہ مقام ہے جہاں یورپ اور ایشیا خشکی کے راستہ سے ملے ہوئے ہیں اور یہ راستہ موصل کے تیل کے چشموں اور اس کے بعد ہندوستان تک پہونچتا ہے اس طرح اس خطہ کو جو اہمیت حاصل ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ پھر دریائے ڈینیوب نے جو فرانس کی سرحد کے قریب جرمنی کے ایک جنگل "بلیک فارسٹ" سے نکل کر جرمنی کے قدیم بوسیدہ قلعوں کو چھوتا ہوا ہنگری، سلاواکیہ، یوگوسلاویہ، بلغاریہ اور رومانیہ کو سیراب کرنے کے بعد بحر اسود میں شامل ہو جاتا ہے۔ یورپ کے اس خطہ کی اہمیت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ یہ دریا اگرچہ سردی کے زمانہ میں جم جاتا ہے۔ لیکن سردی کے موسم کے علاوہ ریاست ہائے بلقان کی باہمی اور بیرونی تجارت کا بڑا ذریعہ ہے۔

جزیرہ نمائے بلقان کی مذکورہ بالا خصوصیات کے علاوہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے۔ کہ

اس کے بعض حصّوں میں جنگ اور امن کے زمانوں میں انسان کے کام آنے والی سب سے ضروری چیز یعنی "مٹی کے تیل" کے چشمے پائے جاتے ہیں اور اس خطہ کی یہ خصوصیت ایسی ہے جس نے اس سرزمین کو یورپ میں لڑنے والی موجودہ قوموں کی خصوصی توجہ کا مرکز بنا دیا ہے۔

گذشتہ چوتھائی صدی سے اگرچہ یورپ میں برطانیہ اور جرمنی ایک دوسرے کے مخالف بنے ہوئے ہیں۔ لیکن اگر اس زمانہ سے قبل کی یورپی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات آسانی کے ساتھ معلوم ہو سکے گی۔ کہ اس براعظم کی مختلف طاقتوں کے درمیان کسی نہ کسی مسئلہ پر ہمیشہ اختلافات موجود رہے ہیں۔ اور ان اختلافات کی وجہ سے ہر فریق ہمیشہ اس خطہ پر اپنا اثر و اقتدار قائم رکھنے کی جدوجہد کرتا رہا ہے۔ اور جزیرہ نمائے بلقان کی گذشتہ اور موجودہ تاریخ میں انقلابات و تغیرات کے جس قدر واقعات نظر آتے ہیں ان سب کا بنیادی سبب اسی حقیقت میں مضمر ہے۔

جزیرہ نمائے بلقان کی اہمیت کے پیش نظر ضرورت تو اس امر کی تھی کہ اس خطہ میں کوئی ایسی قومی مشترکہ اور مضبوط حکومت موجود ہوتی جو اسے غیروں کے اثر اور دست برد سے بچا کر اسکی خصوصیتوں سے اسی کے باشندوں کو فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیتی لیکن ایشیا سے ملے ہوئے ہونے کی وجہ سے گذشتہ زمانہ میں بے شمار قومیں یہاں آکر آباد ہوتی رہی ہیں اور یورپ کی قوموں کے ساتھ مل جل کر ان میں کچھ ایسی خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں کہ براعظم یورپ کا یہ خطہ بہت سی تہذیبوں، زبانوں اور تمدنوں کا گھر بن گیا ہے اور ان اختلافات کی وجہ سے ایک طرف تو سیاسی اعتبار سے یہ علاقہ کئی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بٹا ہوا ہے اور دوسری طرف بلقان سے باہر کی طاقتوں کو ہمیشہ اس بات کا موقعہ ملتا رہا ہے کہ وہ کسی ایک ریاست کے خلاف اس کی ہمسایہ ریاست کو بھڑکا کر اپنا مقصد حاصل کریں۔

جنگ عظیم سے پہلے جزیرہ نمائے بلقان، روس اور آسٹریا کی اقتدار پسندانہ کشمکش کا میدان بنا رہتا تھا۔ روس کی خواہش تھی کہ اسے بحر اسود سے بحر روم تک جانے کا راستہ مل سکے لیکن اس

جزیرہ نما یا کم از کم اس کے مشرقی حصہ پر اقتدار حاصل کئے بغیر یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں آسٹریا کے توسل سے برطانیہ، فرانس، جرمنی اور اطالیہ اس امر کی جد و جہد میں مصروف رہتے تھے کہ اس راستہ کو روسی تسلط میں جانے سے جس طرح بھی ہو سکے روکا جائے لیکن اس کے ساتھ برطانیہ فرانس اور اطالیہ یہ کوشش بھی کرتے رہتے تھے کہ ان متحدہ کوششوں سے کہیں بلقان پر آسٹریہ کا اثر و اقتدار قائم نہ ہو جائے۔

جنگ عظیم کے دوران میں اور اس کے بعد بلقان میں جو تغیرات واقع ہوئے یورپ کی بڑی بڑی اور جزیرہ نمائے بلقان کے معاملات سے تعلق رکھنے والی حکومتوں کو جنگ عظیم کے ردِ فعل سے گذرتے رہنے کی وجہ سے ان پر تمام تر توجہ کا موقعہ نہیں ملا اور اس عرصہ میں اس جنگ کے فاتحین کی رہنما انگریز قوم کو قدرتی طور پر اس بات کا موقعہ مل گیا کہ وہ یورپ کے اس خطہ پر اپنا اثر و رسوخ قائم کر سکے۔ جنگ عظیم کے بعد یورپ کی حکومتوں کی نئی حدبندی کے ماتحت جزیرہ نمائے بلقان میں جو نئی اور پرانی ریاستیں باقی رہیں یا قائم ہوئیں وہ البانیہ، یوگوسلاویہ رومانیہ بلغاریہ، یونان اور یورپین ٹرکی تھیں۔ لیکن ان ریاستوں کی حدبندی یا قیام میں کچھ ایسے اسباب کام کر رہے تھے جن کی وجہ سے ان کے پرانے اختلافات نہ صرف باقی ہی رہے بلکہ ان میں اضافہ ہو گیا اور غیر بلقانی طاقتوں کو اس بات کا موقعہ مل سکا کہ وہ اپنی پرانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے ان اختلافات کے پردہ میں جزیرہ نمائے بلقان کی آزاد ریاستوں کو حقیقی یا اصطلاحی اعتبار سے اپنا محکوم بنالیں۔

جنگ عظیم کے بعد جب جزیرہ نمائے بلقان کی نئی تقسیم ہوئی تو لڑائی میں جرمنی کا ساتھ دینے کی وجہ سے بلغاریہ کو اپنا کچھ علاقہ یونان اور یوگوسلاویہ کے حوالہ کر دینا پڑا تھا۔ اور اس طرح اس کے جنگ عظیم سے پہلے کے رقبہ میں کمی واقع ہو گئی تھی۔ رومانیہ اس جزیرہ نما کی سب سے بڑی ریاست بنا دی گئی تھی۔ اور رومانیہ کی پہلی حدود کے علاوہ اس میں ہنگری، بلغاریہ، آسٹریا

اور روس کے علاقوں، ٹرانسلوانیا، ڈبروجہ، بکوانیا اور بساربیا کو بھی شامل کر دیا گیا تھا یوگوسلاویہ کے نام سے جو نئی ریاست قائم کی گئی تھی اس میں جنگ عظیم سے پہلے کی بلقانی ریاستوں، مانٹی نیگرو اور سربیا کے علاوہ آسٹریا۔ ہنگری کے چار صوبے کروشیا، بوسینا، دلماتیا اور ووادیا کو بھی شامل کر دیا گیا تھا۔ البانیہ کو اس کی پہلی حالت پر قائم رکھا گیا تھا۔ یونان کی پرانی حدود میں تھوڑے سے بلغاریہ کے علاقہ کا اضافہ کر دیا گیا تھا اور ترکی حکومت کو بلغاریہ کے جنوب و مشرق کے ایک چھوٹے سے گوشہ میں محدود کر کے اسے یورپین ٹرکی کے نام سے جزیرہ نمائے بلقان کی ایک چھوٹی سی ریاست قرار دیدیا گیا تھا۔ جزیرہ نمائے بلقان کی ریاستوں کی مذکورہ بالا ترتیب اور تنظیم سے یہ بات سمجھ لینی دشوار نہیں کہ اگر ایک طرف ان ریاستوں میں مستقل اتحاد کا قیام دشوار ہو گیا تھا تو دوسری طرف ان میں سے ہر ریاست کو کسی نہ کسی بڑی طاقت کی سرپرستی کی ضرورت تھی۔

جنگ عظیم میں جرمنی کو شکست نصیب ہوئی تھی اور اس شکست کے بعد اسے اپنا وجود باقی رکھنے کے لئے صلح کی جو شرطیں قبول کرنی پڑی تھیں وہ جلد از جلد انہیں توڑ کر اپنے دشمن سے بدلہ لینا چاہتا تھا۔ اطالیہ اگرچہ جنگ عظیم میں جرمنی کا مخالف تھا لیکن اسے اس جنگ کے ختم ہونے پر اس کی خواہش کے مطابق حصہ نہیں ملا تھا۔ اور روس جہاں ایک تاریخی انقلاب کے بعد حکومت و ریاست کا ایک نیا نظام قائم ہو چکا تھا۔ شہنشاہیت اور سرمایہ داری کا شدید مخالف ہونے کی وجہ سے دنیا کی شہنشاہیت پسند اور سرمایہ پرست قوموں کی آنکھوں میں کانٹا بنا ہوا تھا۔ جنگ عظیم سے پہلے ان طاقتوں میں روس ایک طرف تھا اور یورپ کی باقی حکومتیں دوسری طرف، لیکن اب ایک طرف روس ہے جو اگرچہ اشتراکی فلسفہ اور عقیدہ کے ماتحت دوسری قوموں اور ملکوں کو غلام بنا کر نہیں رکھنا چاہتا لیکن اس کی یہ خواہش ضرور ہے کہ دنیا بھر کے مزدوروں کے مرکز یعنی روس کو دشمنوں کے حملے سے بچانے کے لئے اس کے آس پاس ایسی حکومتیں ہوں جو اس کی مخالف، اس کے دشمنوں کی دوست اور روس کیخلاف

ان کی سازشوں میں شریک ہونے والی نہ ہوں۔ دوسری طرف جرمنی ہے جو اگرچہ اس وقت روس کا کھلا ہوا دشمن تو نہیں لیکن اصولی طور پر اس کا شدید مخالف ہے اور یہ چاہتا ہے کہ دلی مخالفت کو چھپاتے ہوئے جس طرح بھی ہو سکے بلقانی ریاستوں میں روسی اثر کو قائم نہ ہونے دے۔ اطالیہ، ہسپانیہ اور اب فرانس بھی اس خواہش میں جرمنی کے ساتھ ہیں، پھر موجودہ جنگ میں برطانیہ کو ناکام بنانے کے لئے بھی اطالیہ اور جرمنی جزیرہ نمائے بلقان پر اپنا پورا تسلط قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اور تیسری جانب برطانیہ ہے، جو اپنی زندگی اور سلطنت کی بقا و حفاظت کے لئے بلقانی ملکوں سے الگ ہونے کے لئے تیار نہیں۔ سیاسی طاقتوں کی مذکورہ بالا جماعت بندی نے بلقان کو ان جماعتوں کی سیاسی اور فوجی سرگرمیوں اور کشمکش کا اکھاڑہ بنا دیا ہے۔ اور البانیہ، رومانیہ، اور یونان میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے۔ وہ سب غیر بلقانی طاقتوں کی اسی کشمکش کا نتیجہ ہے۔

بالٹک اسٹیٹس (Baltic Stets) لتھوانیا، لٹویا، اسٹونیا اور فن لینڈ کا مجموعی نام ہے یہ تمام علاقے جنگ عظیم سے قبل روسی سلطنت کے صوبے تھے لیکن جنگ عظیم کے بعد انہیں آزاد ریاستیں بنا دیا گیا اور یہ اشتراکی روس اور باقی یورپ کے درمیان "ریاست ہائے فاصل" قرار دی گئیں۔ موجودہ جنگ کے دوران میں ۲۰ جولائی ۱۹۴۰ء کو مقدم الذکر تین ریاستیں برضا و رغبت روس کے ساتھ ملحق ہو گئیں اور ان ریاستوں کے جرمن باشندوں کو جرمنی بھیج دیا گیا۔ فن لینڈ نے بعض اہم مقامات روس کے حوالے کر دیئے اور اس طرح مشرقی یورپ میں جرمنی کی توسیع حدود کا خطرہ مسدود ہو گیا۔

بلجیم۔ (Belgium) مغربی یورپ کا ایک گیارہ ہزار سات سو پچھتر مربع میل وسیع ملک ہے۔ بلجیم کی آبادی ۸۳ لاکھ افراد پر مشتمل ہے اور یورپ میں اسے سب سے زیادہ گنجان آباد ملک سمجھا جاتا ہے۔ بلجیم جنگ عظیم کے بعد سے ۱۹۳۶ء تک فرانس کی حکمت عملی کا موید اور

اس کا حلیف رہا لیکن ۱۹۳۶ء میں اس نے اپنی قدیم غیر جانبداری کی حکمت عملی اختیار کرنے کا فیصلہ کرلیا اور موجودہ جنگ کے اعلان کے بعد وہ مسلسل اپنی اس حکمت عملی کا اعلان کرتا رہا۔
بلجیم چونکہ فرانس کے شمال میں واقع ہے اور شمالی سمت سے فرانس پر حملہ کرنے کے لئے حملہ آور کو یا تو بلجیم کو اپنا حلیف بنانے کی ضرورت ہے یا پہلے اس ملک پر حملہ کرکے اسے شکست دینے کی۔ اسی لئے ۱۹۱۴ء میں جرمنی نے بلجیم پر حملہ کیا تھا۔ اور اسی ضرورت کے پیش نظر موجودہ جنگ کے دوران میں مئی ۱۹۴۰ء میں جرمنی نے اس ملک پر حملہ کرکے اسے شکست دی۔ یہ ملک چونکہ رودبار انگلستان کے جنوبی مشرقی کنارہ پر واقع ہے اور اس کے ساحلی مقامات اور انگلستان کے درمیان کسی مقام پر بھی ایک سو میل سے زیادہ فاصلہ نہیں۔ اس لئے برطانیہ کے لئے بھی یہ ملک بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں کے وہ باشندے جو حقیقتاً فن لینڈ سے آکر یہاں آباد ہوگئے ہیں عرصہ دراز سے بلجیم کے ماتحت حکومت خود اختیاری کے حصول کی جدوجہد کرتے رہے ہیں لیکن ابھی تک اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکے۔

زمانہ امن میں بلجیم کی فوج ۸۶۰۰۰ ہزار افراد پر مشتمل تھی اور زمانہ جنگ میں اسے چھ لاکھ تک بڑھایا جا سکتا تھا۔ اس ملک میں نہایت مستحکم قلعجات بھی ہیں۔ بلجیم اگرچہ براعظم یورپ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے لیکن براعظم افریقہ کا ایک وسیع خطہ بلجیم کانگو اس کی نوآبادیات میں شامل ہے اس خطہ کا رقبہ ۹ لاکھ ستائیس ہزار مربع میل اور آبادی ایک کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ یہ نہایت زرخیز علاقہ ہے اور یہاں تانبا، سونا، ہیرے اور ریڈیم ایسی قیمتی اشیاء بکثرت دستیاب ہوتی ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد جب جرمن افریقائی نوآبادیات کی تقسیم عمل میں آئی تو مجلس اقوام نے جرمن مشرقی افریقہ کے علاقہ روینڈا یورنڈی (Rvanda Urundi) کو بلجیم کے زیر انتظام قرار دیدیا تھا جو اب تک بلجیم ہی کے زیر تصرف ہے۔

مئی ۱۹۴۰ء میں اس پر جرمنی کا قبضہ ہوگیا۔ یہاں کے بادشاہ لیوپولڈ سوئم نظر بند ہیں

اور اس ملک کی ایک عارضی حکومت انگلستان میں قائم ہے۔

بسارابیا (Bessarbia) رومانیہ کے شمال و مشرق میں ایک وسیع صوبہ کا نام ہے اس کا رقبہ سترہ ہزار ایک سو پچاس مربع میل ہے۔ اور آبادی اٹھائیس لاکھ سرسٹھ ہزار افراد پر مشتمل جن میں سے رومانیہ کے باشندوں کی تعداد سولہ لاکھ نو ہزار، اور روسیوں کی تین لاکھ ترپن ہزار ہے۔ باقی آبادی میں یوکرینیا، بلغاریہ، تاتار کے باشندے یہود اور دوسری اقلیتیں شامل ہیں۔ یہ علاقہ دراصل رومانیہ کے قدیم صوبہ مولڈاویہ (Moldavia) کا ایک حصہ تھا جس پر ۱۸۱۲ء میں روس کا تسلط ہوگیا تھا۔ ۱۸۵۶ء میں اس صوبہ کا جنوبی حصہ دوبارہ رومانیہ کو دیدیا گیا لیکن ۱۸۷۸ء میں جب رومانیہ نے ترکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے روس سے امداد لی تو یہ صوبہ پھر روس کے حوالہ کر دیا گیا۔ جنگ عظیم کے بعد ۱۹۱۹ء میں یہ علاقہ رومانیہ میں شامل کر دیا گیا تھا۔ لیکن اشتراکی روس نے اس تمام عرصہ میں اس الحاق کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ موجودہ جنگ کے دوران میں جب یورپی حکومتوں کی حدود میں تغیرات رونما ہونے شروع ہوئے تو روس نے از سرنو بسارابیا کی واپسی کا مطالبہ کیا اور جون ۱۹۴۰ء کے آخر میں رومانیہ کی حکومت نے اسے روس کے حوالہ کر دیا۔

بوہیمیا (Bohemia) چیکوسلاواکیہ کا ایک صوبہ ہے اور اس کا مرکزی شہر پراگ (Prague) بوہیمیا یورپ کے وسط میں واقع ہونے کے باعث ہمیشہ اس براعظم کی "سیاسیات" کا مرکز بنا رہا ہے اس سلسلہ میں جرمنی کے بادشاہ بسمارک کا یہ مقولہ مشہور رہے کہ "بوہیمیا کا حکمران براعظم یورپ کا بادشاہ بن سکتا ہے"۔ میونخ کے میثاق کی رو سے اس صوبہ کے وہ اضلاع بھی جو جرمنی کی سرحد پر واقع اور "سڈیٹن لینڈ" کے نام سے مشہور ہیں، جرمنی میں شامل کر دئے گئے تھے۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں جب جرمنی نے چیکوسلاواکیہ پر قبضہ کر لیا تو صوبہ مراویا (Moravia) نیز بوہیمیا کے اس علاقہ کو ملا کر جس میں چیک قوم آباد تھی "پروٹکٹریٹ آف بوہیمیا اینڈ مراویا"

کے نام سے جرمنی کے ماتحت ایک حکومت قائم کردی۔

بولیویا (Bolivia) جنوبی امریکہ کی ایک ریاست کا نام ہے۔ اس کا رقبہ چار لاکھ بیس ہزار مربع میل ہے اور آبادی بتیس لاکھ، جن میں ۵۰ فیصدی انڈین (امریکہ کے قدیم باشندے) اٹھائیس فیصدی مخلوط النسل اور باقی غیر مخلوط سفید فام افراد ہیں۔ یہ ملک قدرتی ذخائر کے اعتبار سے بہت زیادہ دولت مند سمجھا جاتا ہے لیکن اس تموّل سے استفادہ کے ذرائع مسدود ہیں اور اسی لئے ابھی تک پسماندہ ممالک میں شمار کیا جاتا ہے۔ یہاں کے باشندے بالعموم کان کنی سے کسب معاش کرتے ہیں اور فی الحال یہاں سے ٹین، سرمہ اور چاندی کی ایک کثیر مقدار دوسرے ممالک کو مہیا کیجاتی ہے۔ یہاں کے سیاسی مسائل میں " قدیم باشندوں کے مسئلہ" اور "بندرگاہوں کے فقدان" کے مسئلہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس ملک کے مغرب میں ایک چھوٹے سے قطعہ زمین کے بعد بحر پیسیفک پر بندرگاہ اریکا (Arica) واقع ہے جسے حاصل کرنے کے لئے اس ملک کی حکومت عرصہ دراز تک جد وجہد کرتی رہی لیکن کامیاب نہ ہونے کے بعد اس نے مشرق میں دریائے پیراگوپر قبضہ کرنے کی کوشش شروع کی، جو اگرچہ دوسری ریاستوں سے ہوکر گذرتا ہے لیکن جہازرانی کے قابل ہے اور اس کے راستہ سے بحر اٹلانٹک تک پہونچا جا سکتا ہے۔

بولیویا میں ایک لاکھ مربع میل کا ایک ایسا علاقہ بھی واقع ہے جس کی آب وہوا صحت کے لئے مہلک سمجھی جاتی ہے لیکن ماہرین طبقات الارض کا خیال ہے کہ اس علاقہ میں "تیل" بکثرت موجود ہے۔ ۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۵ء کے درمیان ریاست پیراگوے اور بولیویا کے مابین جو خونریز جنگ جاری رہی وہ اسی علاقہ پر تصرف کے سلسلہ میں تھی۔ یہ لڑائی فریقین جنگ کی جانب سے ولایات متحدہ اور امریکہ کی دیگر پانچ جمہوریتوں کے ثالثی فیصلہ کو منظور کر لینے کے بعد ختم ہوئی۔ جس کے ماتحت بولیویا کو اس علاقہ کا تیس ہزار مربع میل رقبہ دیدینے کے علاوہ

دریائے پیراگوئے کے راستہ سے اس کی درآمد و برآمد کو محصول سے مستثنیٰ بھی کردیا گیا۔ باقی ستر ہزار مربع میل کا رقبہ پیراگوئے کی ریاست کے قبضہ میں چلا گیا۔ لیکن اب اس ریاست اور دریائے پیراگوے کے درمیان دو سو ستر میل کا فاصلہ باقی ہے۔

۱۳ رجولائی ۱۹۳۶ء کو لفٹننٹ کرنل جرمن بش نے بزور شمشیر حکومت پر قبضہ کرکے کرنل ٹورو (Toro) کو "عارضی صدر جمہوریہ" مقرر کیا تھا۔ لیکن چند ماہ کے بعد اسی طرح ان کو علیحدہ کردیا گیا اور ایک نمائندہ مجلس (Constituent Assembly) نے کرنل بش کو صدر منتخب کرلیا۔ مارچ ۱۹۳۸ء میں یہاں پارلیمنٹ کے انتخابات عمل میں آئے جن میں "یونائٹڈ سوشلسٹ فرنٹ" کے نمائندوں کو نمایاں اکثریت حاصل تھی۔ اس پارلیمنٹ نے مئی ۱۹۳۸ء میں "بولیویا کے دستور جدید" کی تشکیل کے بعد سے اس وقت تک اپنا کوئی اجلاس منعقد نہیں کیا۔ یہاں کی وزارت پر اشتراکی قابض ہیں لیکن ابھی تک اراضی اور آمدنی کے وسائل کو قومی مشترکہ ملکیت بنادینے کی جانب کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ حقیقتاً اس ملک میں "عسکری آمریت" قائم ہے۔ ۲۲ر اگست ۱۹۳۹ء کو یہاں کے صدر کرنل بش پوشیدہ طور پر قتل کردئے گئے تھے جن کے بعد کرنل کیوانٹانیلا کو صدر مقرر کیا گیا۔ اور اب جنرل پینارنڈا اس منصب پر فائز ہیں۔

باسفورس (Bosphorus) دردانیال کا دوسرا نام ہے۔

برازیل۔ یونائٹڈ اسٹیٹس آف برازیل (United States of Brazil) جنوبی امریکہ کی سب سے بڑی جمہوری ریاست ہے اس کا رقبہ بتیس لاکھ پچاسی ہزار مربع میل ہے اور آبادی چار کروڑ پچاس لاکھ۔ اس ریاست کا دارالحکومت "ریوڈی جنیرو" (Rio de Janeiro) ہے اور زبان پرتگالی۔ اس ملک میں ۱۸۸۹ء سے، ولایات متحدہ کے انداز کی وفاقی حکومت قائم تھی۔ لیکن مسٹر ورگاس نے جون ۱۹۳۰ء میں یہاں کے صدر بن گئے تھے

۱۹۳۴ء میں ایک نیا دستور حکومت نافذ کیا جس کی رو سے یہاں کا ایوان اعلیٰ چالیس اراکین پر اور ایوان ادنیٰ دوسو تیرہ نمائندوں پر مشتمل تھا جن میں سے ۱/۵ اراکین لازمی طور پر پیشہ ور اور تجارتی طبقات سے منتخب کئے جاتے تھے۔ ۱۹۳۷ء میں موصوف نے پھر ایک آمرانہ نظام حکومت قائم کردیا جس کے ماتحت تمام اختیارات صدر کو تفویض کر دیئے گئے۔

برازیل دنیا کے متمول ترین ممالک میں شمار کیا جاتا ہے لیکن ہنوز ان ذخائر سے پوری طرح فائدہ نہیں حاصل کیا جا سکا۔ یہاں کافی (Coffee) بکثرت پیدا ہوتی ہے اور دوسرے سیاسی مسائل کے علاوہ کافی کی قیمت کا مسئلہ بھی یہاں کی حکومت کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس مسئلہ پر یہاں متعدد بار ہنگامے اور انقلابات برپا ہو چکے ہیں اور گذشتہ سال سے کافی کی قیمت کو گراں رکھنے کے لئے اس ملک کی حکومت کافی کی ایک کثیر مقدار کو نذر آتش کر دیتی ہے اس ملک کی تجارت میں نصف سے زائد کی حصہ دار ولایات متحدہ کی حکومت ہے اور باقی نصف میں برطانیہ اور جرمنی شریک ہیں۔

بلغاریہ - (Bulgaria) جزیرہ نمائے بلقان کی ایک ریاست ہے۔ اس کا رقبہ ۳۹ ہزار مربع میل اور آبادی ساٹھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ بلغاریہ کا دارالحکومت صوفیا (Sofia) ہے اور موجودہ حکمران کا نام بورس سوئم۔ بلقان کی پہلی جنگ میں جو ترکوں کے خلاف برپا کی گئی تھی، یہ ملک ترکوں کے حریف، یونان اور سربیا (موجودہ یوگوسلاویہ) کا معاون رہا تھا۔ لیکن اس جنگ کی کامیابی کے بعد اسے جو علاقے ملے تھے ۱۹۱۳ء میں جب بلقان کی دوسری لڑائی شروع ہوئی تو بلغاریہ کی مذکورہ بالا سابق حلیف حکومتوں نے اس پر اور اس کے ساتھ رومانیہ پر حملہ کر کے اسے ان علاقوں سے محروم کر دیا۔ جنگ عظیم میں یہ ملک جرمنی کا حلیف رہا اور ۱۹۱۵ء میں ابتدائی طور پر کامیاب ہونے کے بعد ۱۹۱۸ء میں اسے شکست ہوگئی۔ ۱۹۱۹ء میں نیولی (Neuilly) کے مقام پر ان ریاستوں کے

درمیان جو صلحنامہ ہوا اس کے ماتحت بلغاریہ کو اپنے صوبہ میسڈونیا (Macedonia) کا کچھ علاقہ یونان اور یوگوسلاویہ کے حوالہ کردینے کے علاوہ تاوان کی ادائیگی اور افواج کو غیر مسلح کردینے کی شرائط کو بھی تسلیم کرنا پڑا۔ ان تغیرات کے باعث یہاں کے ترقی پسند کسانوں کے رہنما اسٹمبیولسکی (Stambuliski) برسرِ اقتدار آگئے۔ بلغاریہ کے حکمران فرڈننڈ اول تخت سے دست بردار ہوگئے اور بورس سوم ان کی جگہ بلغاریہ کے تخت پر متمکن ہوئے اسٹمبیولسکی کا عہدِ اقتدار "سبز آمریت کا دور" کہلاتا اور بعض خصوصیات کے باعث ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ اگرچہ آپ نے اپنے مسلک سے اختلاف رکھنے والی تمام سیاسی جماعتوں کو معتوب قرار دیدیا تھا لیکن آپ کو ملک کے اشتراکیت پسند عناصر کی ہمدردی حاصل تھی۔ آپ نے یورپ میں پہلی مرتبہ مزدوروں کی مستقل ملازمت کا طریقہ رائج کیا۔ یوگوسلاویہ کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کئے اور سلاؤ قوم کے ان افراد کو جو جنوب میں آباد ہیں اپنی کسان جماعت کے ماتحت منظم کرنے کی سعی شروع کی۔ لیکن ۹ رجون ۱۹۲۳ء کو فوج اور چند ایسی جماعتوں کے اشتراکِ عمل سے جو کسانوں کی ترقی کو برداشت نہیں کرسکتی تھیں، بلغاریہ میں ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ اسٹمبیولسکی کو قتل کردیا گیا اور کئی سال تک بلغاریہ طوائف الملوکی قتل و خونریزی اور دہشت انگیزی کے دور سے گذرتا رہا حتیٰ کہ ۱۹۲۶ء میں ایک جمہوریت پسند مسٹر ہاپ شیف نے امن قائم کرکے اعتدال کے ساتھ ازسرِنو حکومت شروع کی اور مجلس اقوام سے ایک معقول رقم بطور قرض لیکر بلغاریہ کی قومی تعمیر کا کام شروع کردیا۔

۱۹۳۱ء کے بعد بلغاریہ میں پھر سیاسی بے چینی شروع ہوگئی۔ بلغاریہ کی سیاسیات میں میسڈونیا کے باشندوں کو ہمیشہ تفوّق حاصل رہا ہے اور ان لوگوں کی اکثریت اشتراکیت پسند واقع ہوئی ہے۔ ۱۹۳۲ء میں اس علاقہ کے اشتمالیت پسندوں نے صوفیا کی "مجلس بلدہ" کی پینتیس نشستوں میں سے اُنیس پر قبضہ کرلیا دوسری طرف اشتراکیت پسند عناصر

کو کچل ڈالنے کی کوششیں شروع کی گئیں لیکن کامیاب نہ ہوسکیں جس کی وجہ سے برسر اقتدار "اعتدال پسند قوم پرور پارٹی کے مخالفین کو اسکے خلاف سازش کرنے کا موقع مل گیا۔ اور "کیپٹنز لیگ" (Captains' League) اور "زونیو" (Zevino) ایسی رجعت پسند اور فسطائی جماعتوں کے اشتراک عمل سے مئی ۱۹۳۴ء میں بزور شمشیر اس حکومت کو معزول کر کے ملکی دستور کو معطل، پارلیمنٹ کو معزول اور تمام سیاسی جماعتوں کو برطرف کر دیا گیا۔ اور کرنل ولشیف نے جو اس ہنگامہ کے رہنما تھے۔ ملک کے انتظامات کو درست کیا۔ کسانوں کے قرضوں میں کمی کر دی اور غیر ملکی قرضوں کی ادائیگی کے لئے مزید مہلت کا اعلان کر دیا لیکن اس تمام کارروائی سے بلغاریہ کے بادشاہ بورس کو بالکل الگ رکھا گیا۔

اکتوبر ۱۹۳۵ء میں شاہ بورس نے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لیکر برسر اقتدار جماعت کو منتشر کر دیا اور کرنل ولشیف — (Velcheff) کو حبس دوام کی سزا دی۔ شاہ بورس سوئم کا طرز حکومت اگرچہ شخصی مطلق العنانی کا مظہر ہے لیکن انہوں نے ایک مختصر حزب مخالف کے قیام اور انتخابات میں مقابلہ کی اجازت بھی دے رکھی ہے۔ مارچ ۱۹۳۸ء کے انتخابات عمومی میں جو محدود حق رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوئے تھے حکومت اور حزب مخالف کو علی الترتیب ایک سو چار اور چھپن اور ۱۹۳۹ء میں ایک سو ... نشستیں حاصل ہوئی تھیں مگر اکتوبر میں "سوبرین" (Sobranye) یعنی بلغاریہ کی پارلیمنٹ کو منتشر کر دیا گیا۔ اور دستوری حکومت کے جو رجحانات گذشتہ چند سال سے رونما ہو رہے ہیں انہیں پھر معدوم کر دیا گیا۔

خارجی حکمت عملی میں بلغاریہ، ہمیشہ بلقانی ریاستوں سے علیحدہ اور جرمنی کا مقلد و مؤید رہا ہے۔ اور اپنی ہمسایہ ریاستوں سے اپنے دست از رفتہ علاقوں کی واپسی کا مطالبہ کرتا رہا ہے۔ یونان اور یوگوسلاویہ کو مسڈونیا کا جو حصہ نیولی کے صلحنامہ کی رو سے دیا گیا تھا وہ بلغاریہ کے لئے ہمیشہ وجہ شکایت بنا رہا ہے اور وہ سالونیکا کے اس علاقہ کو جو محض یونان کے

زیر تصرف ہے اس سے واپس لینے کی جدوجہد کرتا رہا ہے۔ ڈبروجہ جو رومانیہ میں شامل تھا۔ یورپ کے تازہ ترین تغیرات کے بعد اسے واپس دیدیا گیا ہے۔ ریاست ہائے بلقان نے جب "بلقان انٹینٹ" (Balkan Entante) کے نام سے ایک معاہدہ کیا تو بلغاریہ اس میں شریک نہیں ہوا لیکن گذشتہ چند سال سے اس نے اپنے رویہ میں تغیر پیدا کر کے اپنی ہمسایہ ریاستوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات قائم کر لئے ہیں۔ یورپ کی موجودہ جنگ میں بلغاریہ اب تک غیر جانبدار ہے اور یونان و اطالیہ کی لڑائی میں بھی اس نے کسی فریق کے ساتھ شمولیت کا اعلان نہیں کیا۔ لیکن حال ہی میں اس نے "محوری طاقتوں" میں شمولیت اختیار کر لی ہے اور شرکت کا اعلان کر دیا ہے۔

برما۔ (Burma) ہندوستان اور چین کے مابین وہ وسیع علاقہ جو پہلے ہندوستان کا ایک صوبہ تھا برما کہلاتا ہے۔ اس علاقہ کا رقبہ دو لاکھ باسٹھ ہزار مربع میل ہے۔ اور آبادی ڈیڑھ کروڑ۔ یہاں کے باشندوں کی خواہش اور بعض سیاسی مصالح کی بنا پر ۱۹۳۵ء میں برما کو ہندوستان سے علیحدہ کر کے اسے برطانوی سلطنت کا ایک جداگانہ رکن قرار دیدیا گیا ہے۔ ہندوستان کے بعض صوبوں کی طرح برما میں بھی، مجلس قانون ساز دو ایوانوں پر منقسم ہے۔ ایوان اعلیٰ کے اٹھارہ اراکین گورنر کے نامزد کردہ ہوتے ہیں۔ اور اٹھارہ ایوان ادنیٰ یا ایوان نمائندگان کے انتخاب کردہ۔ ایوان زیریں کے تمام اراکین عوام کے منتخبہ ہوتے ہیں اور ان کی تعداد ایک سو بتیس ہے۔ لیکن گورنر جنرل کے اختیارات ان ہر دو ایوانات سے بالا تر ہیں برما قدرتی ذخائر کے اعتبار سے متمول خطہ تصور کیا جاتا ہے اور یہاں مٹی کے تیل نیز وسیع اور گنجان جنگلات کے علاوہ، ٹین، مختلف اقسام کی معدنیات اور قیمتی جواہرات بھی دستیاب ہوتے ہیں۔ برما کا سرمائی دارالحکومت رنگون ہے لیکن گرمی کے موسم میں سرکاری دفاتر میمیو (Maymyo) میں منتقل کر دئے جاتے ہیں۔ یہ ملک برما خاص، ریاست ہائے شان

(Shan) اور آٹھ ہزار مربع میل کے ایک ایسے رقبہ کا مجموعہ ہے، جو ابھی تک برطانوی نظام حکومت میں شامل نہیں کیا گیا۔ ریاست ہائے شان تعداد میں چونتیس ہیں اور یہاں کے مقامی سردار "برٹش پولیٹیکل آفیسر" کی ہدایات کے مطابق ان ریاستوں کا انتظام خود کرتے ہیں۔

برما چائنا روڈ (Burma China Road) چین کے قوم پرور جنرل، چیانگ کائی شیک کے مرکزِ حکومت چونگنگ اور برما کے شمالی شہر لاشو کے مابین اس سات سو بہتر میل طویل شاہراہ کا نام ہے جو جنوبی مشرقی چین کے اقتصادی ذرائع کی توسیع اور چین کی نیشنلسٹ گورنمنٹ" کو سامان حرب بہم پہونچانے کے لئے تعمیر کی گئی ہے۔ لاشو سے برما کی شمالی سرحد تک اس راستہ کا ایک سو چوبیس میل طویل حصّہ برما کی حکومت نے تعمیر کیا تھا اور چین کے شہر کنگ (Conming) سے مغرب کی جانب کا دو سو نواسی میل لمبا حصّہ چین کی "نیشنلسٹ گورنمنٹ" نے۔ اس راستہ کا باقی تین سو ستر میل کا طویل حصّہ تین ہزار سے آٹھ ہزار فٹ تک بلند پہاڑوں سے ہو کر گذرتا ہے اور دو زبردست دریا 'سالوین (Salween) اور میکنگ (Meking) نے حائل ہو کر اس راستہ کو اور بھی دشوار گذار بنا دیا ہے۔ اس کوہستانی علاقہ میں جولائی اور اکتوبر کے درمیانی زمانہ میں شدید بارش ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے وزنی چٹانیں اور چکنی مٹی اس راستہ کو ناقابل عبور بنا دیتی ہیں۔ اس حصّہ کی تعمیر ۱۹۳۷ء میں شروع ہوئی تھی اور چودہ ماہ کے بعد اسے آمد و رفت کے قابل بنا دیا گیا تھا۔ اس راستہ کا جو حصّہ چین کے صوبہ نیان سے گذرتا ہے اس کے بیشتر حصّہ فرنچ انڈوچائنا کی سرحد سے تین سو میل سے زیادہ فاصلہ نہیں۔ جاپان نے فرنچ انڈوچائنا میں جو فضائی مستقر قائم کئے ہیں ان کے قیام کا مقصد اس راستہ کو مسدود کر دینا ہے۔ جولائی ۱۹۴۰ء میں جاپان سے مرعوب ہو کر برطانوی حکومت نے اس راستہ کو تین ماہ کے لئے بند کر دیا تھا۔ لیکن اکتوبر میں جب اسے کھولدینے کا اعلان کیا گیا تو جاپان کے طیاروں نے اس کے چینی حصّہ پر بمباری کر کے اسے ناقابلِ عبور بنا دیا۔

(پ)

پولینڈ۔ (Poland) شمالی یورپ کا وہ میدانی علاقہ ہے جو موجودہ جنگ کا منبع ثابت ہوا ہے۔ یہ علاقہ کسی زمانہ میں موجودہ بحر بالٹک کا ایک حصّہ تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ خشک ہوجانے کے بعد ایک وسیع میدان کی صورت میں تبدیل ہوگیا۔ پولینڈ کا رقبہ ڈیڑھ لاکھ مربع میل ہے اور موجودہ جنگ کے آغاز سے قبل آبادی تین کروڑ چالیس لاکھ افراد پر مشتمل تھی۔ اس ملک کی تاریخ ۹۹۶ء سے شروع ہوتی ہے جب اس کا اولین حکمران خود کو رومی سلطنت کا حلقہ بگوش اور باجگذار تصوّر کرتا تھا۔ لیکن اس کے جانشین بولس لاس نے خود کو نہ صرف اس تعلق سے آزاد ہی کرلیا بلکہ اپنی ہمسایہ، چیک اور روسی اقوام سے متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد جنوب اور مشرق میں پولینڈ کی حدود سلطنت کو وسیع تر بھی بنالیا جس کے بعد کم وبیش آٹھ سو سال تک اس ملک کو انقلاب وارتقا کی متعدد منازل سے گذرنا پڑا۔ روس، پروشیا اور آسٹریا کے حکمران وقتاً فوقتاً پولینڈ پر حملہ آور ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ ۱۷۷۲ء، ۱۷۹۳ء اور ۱۷۹۵ء میں یہ سرزمین تین باران ہر سہ ممالک کے درمیان تقسیم ہی نہیں کرلی گئی بلکہ جنگ عظیم سے تقریباً سوا سو سال قبل پولینڈ کے باشندوں کو آسٹریا کے محکوم کی حیثیت سے جو زندگی اختیار کرنی پڑی تھی وہ جنگ عظیم کے خاتمہ سے پہلے ختم نہیں ہوسکی۔

جنگ عظیم کے ابتدائی دور میں اس ملک کے باشندے جرمنی کی معیت میں روس کا مقابلہ کرتے رہے اور آخری زمانہ میں انہوں نے اتحادیوں کی معیت میں وسطی یورپ کی حکومتوں کا مقابلہ کرکے خود کو آسٹریا کی غلامی سے آزاد کرالیا۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر جب "جمہوریہ پولینڈ" کا قیام عمل میں آیا تو اس میں روس، آسٹریہ اور جرمنی کے ان علاقوں کے علاوہ جہاں کے باشندے پولستانی زبان بولتے تھے بہت سے ایسے مقامات بھی شامل کردئے

گئے۔ جہاں دوسری قلیل التعداد اقوام آباد تھیں، کوریڈار، پوزین، اور مشرقی بالائی سلیشیا ایسے مقامات مؤخر الذکر مقامات میں شامل کئے جاتے ہیں۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں فرانس کے مشہور جنرل ویگان کی امداد سے اس زمانہ کے پولستانی مارشل پلوڈسکی نے وارسا کی لڑائی میں روسی فوجوں کو شکست دیکر جنوبی یوکرین پر قبضہ کرلیا اور چند روز کے بعد لتھوانیا سے ولنا کا ضلع واپس لیکر اسے بھی پولینڈ میں شامل کرلیا گیا۔ حتیٰ کہ ڈینزگ کو بھی پولستانی حکومت کے ماتحت ایک آزاد شہر قرار دے کر عملی طور پر اسے بھی پولینڈ ہی کا ایک حصہ بنا دیا گیا۔ پولینڈ کے حکمران طبقہ کی اس مستمرانہ حکمتِ عملی کے باعث اس کے ہمسایہ ممالک ہمیشہ اس کے مخالف رہے لیکن یہ طبقہ چونکہ فرانس کا حلیف بنا رہا اس لئے عرصہ دراز تک یہ مخالفت اس پر اثر انداز نہ ہوسکی۔

پولینڈ میں آباد قلیل التعداد اقوام کے ساتھ پولینڈ کے حکمران طبقہ کی بدسلوکی اور بعض اقتصادی اور معاشی دشواریوں نے یہاں بدامنی کی فضا پیدا کردی اور سنہ ۱۹۲۶ء میں مارشل پلوڈسکی نے بجبر تمام اختیارات پر قبضہ کرکے یہاں عملاً "عسکری آمریت" قائم کردی اور اگرچہ یہاں کی "پارلیمنٹ" کو قائم رکھا گیا لیکن اس کا وجود برائے نام تھا۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں پولینڈ کی خارجی حکمت عملی میں تغیر رونما ہوا، فرانس کے ساتھ قائم شدہ تعلقات میں کمی واقع ہونی شروع ہوئی اور اس ملک کی حکومت نے جرمنی کے ساتھ دس سال تک ایک دوسرے پر حملہ نہ کرنے کا معاہدہ کرلیا۔ سنہ ۱۹۳۵ء میں مارشل پلوڈسکی کے بعد جب مارشل اسمیگلی رز کو عروج حاصل ہوا تو انہوں نے نیا دستور حکومت نافذ کیا جس کے ماتحت "پارلیمنٹ" کو برطرف کردیا گیا۔ اور انتخابات کی امیدواری کو انہیں افراد کے لئے مخصوص رکھا گیا جو ہر طرح حکومت کے مؤید و معاون ثابت ہوسکیں۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں کرنل کک (Koc) کی زیر قیادت "نیشنل یونیٹی مومنٹ" (National Unity Movement) کے نام سے تمام جماعتوں کی ایک مشترکہ تحریک کا آغاز ہوا اور نومبر سنہ ۱۹۳۸ء میں اس حزبِ مخالف نے انتخاباتِ عمومی کا مقاطعہ کردیا۔

اگست ۱۹۳۹ء میں ہر ہٹلر نے اس ملک کی حکومت سے کوریڈار اور ڈینزگ کی واپسی کا مطالبہ کیا لیکن اتحادیوں کی امداد کے بھروسہ پر یہ مطالبہ مسترد کردیا گیا۔ اور اگست ہی کے آخیر میں جرمن افواج نے اس ملک پر حملہ کرکے دو ہفتہ کی قلیل مدت میں اسے فتح کرلیا۔ اس لڑائی کے دوران میں ۱۷ ستمبر کو روس کی افواج بھی متحرک ہوئیں اور "یوکرین" اور "وائٹ رشا" پر قابض ہوگئیں اور چند روز کے بعد اس ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرکے جرمنی اور روس کے ساتھ شامل کردیا گیا۔ اس شکست کے بعد یہاں کی حکومت رومانیہ چلی گئی۔ صدر حکومت ایم مزاسکی (Moscicki) ایم رکزوک (Racziewicz) کو اپنا جانشین نامزد کرنے کے بعد مستعفی ہوگئے اور نئے صدر حکومت نے جلاوطن پولستانی مدبروں پر مشتمل فرانس میں ایک عارضی پولستانی حکومت قائم کرکے فرانس اور دوسرے ملکوں میں رہنے والے پولستانی باشندوں کی ایک فوج منظم کی جو اب اتحادیوں کے ساتھ جرمنی کا مقابلہ کررہی ہے۔ اب پولینڈ کے لئے جمہوری نظام حکومت مرتب کیا گیا ہے اور فرانس کی شکست کے بعد یہ عارضی حکومت انگلستان منتقل ہوگئی ہے

پرتگال (Portugal) جنوبی مغربی یورپ کا ایک ۳۴ ہزار مربع میل وسیع ملک ہے اور اس کی آبادی ۷۵ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ ۱۹۱۰ء تک یہاں "ملوکیت" قائم رہی۔ لیکن ۱۹۱۰ء میں یہاں کے باشندوں نے جمہوری نظام حکومت قائم کرلیا۔ قیام جمہوریت کے بعد اس ملک کو چوبیس مرتبہ انقلابات کا سامنا کرنا پڑا لیکن ان انقلابات میں جانی اور مالی اعتبار سے کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں اس ملک کے عسکری عناصر نے جو انقلاب برپا کیا اسے فی الحال آخری انقلاب سمجھا جاتا ہے۔ ۱۹۳۲ء میں ڈاکٹر سلازار وزارت عظمیٰ کے منصب پر فائز ہوئے اور اب تک وزیر اعظم اور حقیقی معنی میں اس ملک کے آمر مطلق ہیں۔ ۱۹۳۳ء میں آپ نے پرتگال میں جو نیا دستور حکومت نافذ کیا اس کی رو سے یہاں کی پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل قرار دی گئی

انتخاب میں صرف حکومت کے مؤیدین ہی حصّہ لے سکتے ہیں اور حق رائے دہندگی محض خاندان کے ایک سرپرست کو حاصل ہے۔ ایوان ادنیٰ کے اراکین کی تعداد نوّے ہے اور ایوان اعلیٰ کی اناسی۔ ایوان ادنیٰ کو مالی اور انتظامی قوانین بنانے کے اختیارات حاصل ہیں اور ایوان اعلیٰ اقتصادی اور معاشی مسائل و معاملات پر غور و بحث کے علاوہ مقدم الذکر ایوان کے منظور کردہ قوانین کو مسترد یا ان میں ترمیم بھی کر سکتا ہے۔ یہاں کا صدر جمہوریہ "سات سال کیلئے منتخب کیا جاتا ہے۔ یہاں کی موجودہ حکومت اگرچہ قوم پرور ہے لیکن اس کے طرزِ حکومت میں فسطائیت کی ہلکی سی جھلک نظر آتی ہے۔

یورپ کے دوسرے ملکوں کی طرح پرتگال بھی نوآبادیات کا مالک ہے۔ چنانچہ افریقہ میں گائنا، موزمبق اور انگولا ایسے وسیع علاقے جن کا مجموعی رقبہ نو لاکھ ستائیس ہزار مربع میل ہے اور ہندوستان نیز چین میں بعض چھوٹے چھوٹے مقامات اس کے مقبوضات اور نوآبادیات کی فہرست میں داخل ہیں، یہ ملک چار سو سال سے برطانیہ کا دوست ہے۔ پرتگال اور انگلستان ایک معاہدہ امداد و اعانت کے ماتحت کسی بیرونی حملہ کے موقعہ پر ایک دوسرے کی امداد کرنے کے پابند ہیں لیکن موجودہ جنگ اس سے مستثنیٰ ہے اور پرتگال اس لڑائی میں غیر جانبداری کی حکمت عملی پر کاربند ہے۔

ٹ

تنجیر (Tangir) مراقش کے شمالی مغربی حصّہ کو کہتے ہیں۔ یہ دو سو چھپن مربع میل کا علاقہ چونکہ آبنائے جبرالٹر کے سامنے واقع ہے اس لئے ۱۹۲۳ء کے آخیر میں اس کے انتظامات میں برطانوی حکومت بھی شریک ہوگئی تھی۔ ۱۹۲۸ء میں اطالیہ کے مطالبہ پر اسے بھی انتظامیہ جماعت میں شریک کر لیا گیا۔ مشترکہ انتظام کا یہ معاہدہ ۱۹۳۶ء میں ختم ہوا تو اس میں بارہ سال کی مزید توسیع

کردیگئی۔ فرانس پر جرمنی کے حملہ کے بعد یہ علاقہ ہسپانیہ کے زیر انتظام دیدیا گیا تھا تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ ہسپانوی حکومت نے یہاں کے بین الاقوامی انتظام کو دفعتاً ختم کردیا ہے اور اب یہاں قلعہ جاتی تعمیر کررہی ہے۔

ٹانگانیکا - (Tanganyika) افریقہ میں ایک علاقہ کا نام ہے۔ جنگ عظیم سے قبل یہ علاقہ جرمن مشرقی افریقہ کے نام سے جرمن نوآبادی تھا لیکن بعد میں مجلس اقوام کے فیصلہ کے مطابق یہاں کا انتظام برطانوی حکومت کے ہاتھ میں آگیا۔ ٹانگانیکا کا رقبہ تین لاکھ چھیاسٹھ ہزار مربع میل اور آبادی ۵۱ لاکھ ہے۔ یہاں کافی، تمباکو اور روئی کی کاشت کیجاتی ہے اور قلیل مقدار میں سونا اور ہیرے بھی برآمد ہوتے ہیں۔

تھائی لینڈ (Thailand) سیام کا سرکاری نام ہے۔ یہ دو لاکھ مربع میل کا علاقہ برما اور فرانسیسی انڈوچائنا کے درمیان واقع ہے۔ اس کی آبادی ڈیڑھ کروڑ ہے اور دارالسلطنت شہر بنکاک (Bangkok) ہے۔ ۱۹۳۲ء میں سیام تک شخصی حکومت قائم تھی۔ لیکن ۱۹۳۲ء میں جب ترقی پسند عناصر نے بادشاہ کو اس طرز حکومت کو ختم کردینے کے لئے مجبور کردیا تو یہاں "ایوان نمائندگان" اور "کونسل آف اسٹیٹ" پر مشتمل ایک اسمبلی قائم کی گئی۔ فی الحال اراکین کی نصف تعداد منتخب کیجاتی ہے اور نصف کو یہاں کا حکمران نامزد کرتا ہے لیکن ۱۹۴۲ء میں نامزدگی کا طریقہ خود بخود ختم ہوجائے گا۔ اور یہ اسمبلی صرف منتخبہ نمائندگان ہی پر مشتمل رہ جائے گی۔ بحیثیت مجموعی یہاں "عسکری آمریت" قائم ہے اور سیاسی جماعتوں کا قیام ممنوع۔ حتیٰ کہ انتخابات میں بھی حکومت کا ہاتھ کام کرتا رہتا ہے۔

یہ ملک پسماندہ ممالک میں شمار ہوتا ہے لیکن آہستہ آہستہ ترقی کررہا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں تھائی لینڈ کی حکومت نے، دوسرے ملکوں کے ساتھ طے شدہ تمام معاہدات کو منسوخ کردیا تھا تاکہ انہیں مساوی بنیادوں پر از سر نو طے کیا جائے۔ چنانچہ برطانیہ اور اس ملک کے درمیان تجارتی اور سیاسی تعلقات قائم رکھنے کے سلسلہ میں دو معاہدے ہوچکے ہیں۔ تھائی لینڈ کی تجارت کا

انحصار ملایا، ہانگ کانگ، برطانیہ اور جاپان پر ہے۔ گذشتہ چند ماہ سے تھائی لینڈ اور فرانسیسی انڈوچائنا کے مابین لڑائی ہو رہی ہے۔ جس کا ہنوز کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔

تبت (Thibet) شمالی مشرقی ہندوستان کے شمال میں چار لاکھ تریسٹھ ہزار مربع میل کا ایک کوہستانی ملک ہے جس کی آبادی چھ لاکھ سے ساٹھ لاکھ تک بیان کیجاتی ہے یہاں کا مرکزی شہر لہاسا (Lhasa) ہے اور حکمران کا لقب دلائی لاما۔ یہ ملک اب تک مہذب دنیا کے لئے پراسرار اور ناقابل تصور تمدنی، معاشی اور مذہبی اطوار وعقائد کا مجموعہ بنا ہوا ہے۔ دلائی لاما کے انتقال کے بعد اس نوزائیدہ بچہ کو اس کا جانشین مقرر کیا جاتا ہے جو اس کے انتقال کے وقت پیدا ہوا ہو اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ آنجہانی دلائی لاما کی روح اس بچہ میں حلول کر آئی ہے۔ تبت ۱۹۱۲ء تک چین کے ماتحت سمجھا جاتا تھا۔ لیکن ۱۹۱۲ء میں چینی فوجوں کو تبت سے نکال دیا گیا۔ اور اب یہ ملک آزاد ہے۔ اس ملک میں اجنبی لوگوں کو داخلہ کی اجازت شاذ و نادر ہی دیجاتی ہے۔ تبت ہندوستان کے لئے ایک بفر اسٹیٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اسی لئے برطانوی حکومت اس ملک کے مسائل اور تغیرات میں عمیق دلچسپی کا اظہار کرتی رہتی ہے۔

ٹوگو (Togo) جنوبی افریقہ کا تینتیس ہزار سات سو مربع میل وسیع علاقہ ہے۔ ٹوگو جنگ عظیم سے قبل جرمنی نوآبادیات میں شامل تھا۔ لیکن جنگ کے بعد مجلس اقوام نے اسے فرانس اور برطانیہ کے درمیان تقسیم کر دیا۔ یہاں، کوکو، کیلا، شہتیر، اور ناریل کا تیل بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یہ علاقہ اپنی جائے وقوع کے پیش نظر عسکری اعتبار سے بھی بہت زیادہ اہم ہے۔

ٹرانسلوانیا۔ (Transylvania) رومانیہ کا مغربی صوبہ تھا۔ جو گذشتہ جنگ کے بعد اس نے آسٹریا سے حاصل کیا تھا۔ اس کا رقبہ ۲۳ ہزار مربع میل ہے اور آبادی بتیس لاکھ ستر ہزار افراد پر مشتمل۔ آسٹریہ ہمیشہ اس صوبہ کی واپسی کا مطالبہ کرتا رہا تھا۔ اگست ۱۹۴۰ء کے

آخیر میں "وآنا ایوارڈ" کی روسے آسٹریہ کے حوالہ کردیا گیا ہے۔

ترکی -(Turkey) ترکی کا رقبہ تین لاکھ مربع میل، آبادی ایک کروڑ ۶۵ لاکھ اور دارالسلطنت انگورہ ہے۔ جنگ عظیم کے بعد جب قدیم عثمانی سلطنت پر زوال مسلط ہوگیا اور وہ تمام علاقے جن میں دوسری اقوام آباد تھیں عثمانی سلطنت سے علیحدہ ہوگئے تو ۱۹۲۲ء میں مرحوم کمال اتا ترک نے ترکی جمہوریہ کی بنیاد قائم کی اور اس نئی حکومت کو انہیں حدود تک محدود کردیا جن میں ترک قوم آباد تھی۔ آپ نے یونان اور جزیرہ نمائے بلقان کے دوسرے ملکوں سے تمام ترکوں کو واپس بلا کر ایشیا، کوچک یعنی جمہوریہ ترکی سے تمام دوسری قوموں کو ان کے ملکوں میں واپس بھیجدیا۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے "پنج سالہ اقتصادی لائحہ عمل" کے ماتحت ترکی میں بڑے بڑے صنعتی ادارے قائم کئے۔ ترکی میں اقتصادیات اور صنعتی اداروں کا نظم ونسق اگرچہ حکومت کے ہاتھ میں ہے لیکن ایسے ذاتی کارخانوں کے قیام کی اجازت بھی ہے جن کے مالک حکومت کی نگرانی کو منظور کرنے اور اس کے ساتھ اشتراک عمل کے لئے تیار ہوں۔

جدید ترکی کا نظام حکومت جمہوری ہے لیکن عملاً اسے "ترقی پسند آمریت" کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ کیونکہ ترکی میں "پیپلز پارٹی" ہی کو واحد سیاسی جماعت تصور کیا جاتا ہے اور یہی پارٹی برسرِ حکومت ہے۔ یہاں کی اسمبلی ۳۹۹ نمائندگان پر مشتمل ہے جن میں دس نمائندگان کے علاوہ جو "انڈی پنڈنٹ" کہلاتے ہیں، باقی تمام "پیپلز پارٹی" کے نمائندے ہیں۔ جمہوریہ ترکی کے موجودہ صدر عصمت انونو، وزیر اعظم رفیق سدام اور وزیر خارجہ شکرو سراج اوغلو ہیں اور ترکی کی موجودہ فوج دس لاکھ تربیت یافتہ اور اسلحہ جدیدہ سے مسلح سپاہیوں پر مشتمل ہے۔

جمہوریہ ترکیہ کی خارجی حکمت عملی ۱۹۲۰ء سے اشتراکی روس کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی بقا پر منحصر ہے۔ ترکی چونکہ درِ دانیال کے محافظ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے اشتراکی روس کے لئے بھی ان تعلقات کی بقا غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ ۱۹۳۰ء سے جمہوریہ ترکیہ اور یونان

کے تعلقات بھی خوشگوار چلے آتے ہیں۔ اور ۱۹۳۴ء میں بلقان اینیٹنٹ (Balkan Entent) کے نام سے بلغاریہ کے علاوہ ترکی اور دوسری بلقانی ریاستوں کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس کے ماتحت ان تمام ممالک کے مابین خوشگوار سیاسی تعلقات قائم ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں ترکی نے "میثاق سعدآباد" کے نام سے عراق، ایران اور افغانستان کے ساتھ معاہدہ کر کے ایشیا میں اپنی قوت کو مستحکم کر لیا ہے۔ ۱۹۳۸ء میں فرانس نے سابق ترکی علاقہ الکزنڈریٹا جمہوریہ ترکیہ کو واپس دیدیا۔ ۱۹۳۹ء میں فرانس اور برطانیہ نے جمہوریہ ترکیہ کی آزادی کو باقی رکھنے کی ذمہ داری قبول کی اور اکتوبر ۱۹۳۹ء میں ان ہر سہ ممالک نے بیرونی حملہ کی صورت میں ایک دوسرے کی فوجی امداد کرنے کا معاہدہ کیا لیکن اشتراکی روس کی فوجی نقل و حرکت کو اس معاہدہ سے مستثنیٰ رکھا گیا۔

جمہوریہ ترکیہ موجودہ جنگ میں اور یونان و اطالیہ کی لڑائی میں بالکل غیر جانبدار رہے۔

ٹیونس (Tunis) شمالی افریقہ میں فرانس کے زیر اقتدار اڑتالیس ہزار مربع میل وسیع خطہ ہے۔ یہاں کی آبادی چھبیس لاکھ ہے جس میں سے ایک لاکھ آٹھ ہزار فرانسیسی چورانوے ہزار اطالوی اور سات ہزار مالٹا کے باشندے ہیں لیکن اطالیہ کا دعویٰ ہے کہ ٹیونس میں ایک لاکھ پندرہ ہزار اطالوی اور محض نوّے ہزار فرانسیسی آباد ہیں۔ یہاں کے عرب رئیس کا نام سیدی احمدؐ ہے اور لقب "بے" مگر عنانِ اختیار "فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل" کے ہاتھ میں ہے یہاں مستقل طور پر فرانسیسی فوج مقیم رہتی ہے۔ گیارہ اراکین حکومت میں سے آٹھ فرانسیسی ہیں اور "ریذیڈنٹ جنرل" براہ راست فرانس کے وزیر خارجہ کے روبرو جوابدہ ہوتا ہے یہ ملک بہت زیادہ زرخیز ہے۔ بالخصوص یہاں نمک کی زبردست کانیں موجود ہیں۔

مسولینی اس علاقہ میں اطالوی آبادی کی اکثریت کے پیش نظر اسے اطالوی نوآبادی بنادینے کا مطالبہ کرتے رہے ہیں۔ لیکن چونکہ یہاں کی اطالوی آبادی کی اکثریت یہودیوں کی

مشتمل ہے اور اطالیہ نے جرمنی کی تتبع میں ۱۹۳۸ء سے "مخالفِ یہود" حکمت عملی اختیار کر رکھی ہے
اس لئے یہاں کے یہودی اب اس مطالبہ کے موید نہیں رہے

(ج)

جرمنی (Germany) وسطی یورپ کا ملک ہے۔ گذشتہ دو سال میں جرمنی نے براعظم یورپ کے بیشتر حصّہ پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے اس کا صحیح رقبہ اور آبادی کے اعداد و شمار پیش کرنے دشوار ہیں۔ جنگ عظیم میں جرمن سلطنت کی شکست کے بعد اس ملک میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی تھی۔ ۱۹۲۴ء تک یہ ملک بعد از جنگ کے قدرتی ردِّ فعل کے دور سے گذرتا رہا جس کے بعد یہاں کے وزیر خارجہ ڈاکٹر اسٹریسمین کی کوششوں کی بدولت غیر ملکی قرضوں اور بین الاقوامی امداد و اعانت سے اسے تعمیر جدید اور اصلاح حالات کا موقعہ ملا۔ ۱۹۳۰ء میں جرمنی شدید اقتصادی مشکلات میں مبتلا ہو گیا اور یہی مشکلات ہر ہٹلر کے برسر اقتدار آنے کی موجب ثابت ہوئیں۔ ۱۹۳۳ء سے اس وقت تک جرمنی کی تاریخ چونکہ ہر ہٹلر کی ذات سے وابستہ رہی ہے اس لئے ۱۹۳۳ء کے بعد کے واقعات ہر ہٹلر ہی کے تذکرہ میں بیان کر دئے گئے ہیں۔

جرمنی کا سابق جمہوری نظام حکومت ابھی تک اپنی جگہ پر موجود ہے۔ لیکن اسے معطل سمجھ لیا گیا ہے۔ موجودہ دستور حکومت ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا بلکہ عملاً اسے نافذ کر دیا گیا ہے اس دستور حکومت کی بنیاد "قائد" کی اطاعت پر ہے اور "قائد" کے احکام کو ہر مسئلہ میں قوم کے لئے واجب التعمیل قرار دیا گیا ہے۔ ہر ہٹلر چونکہ جرمن قوم کے موجودہ قائد ہیں۔ اس لئے انہیں تمام وزراء حکومت اور اپنے نائب قائدین کی نامزدگی کا اختیار حاصل ہے اور یہ نائب قائدین، اقتصادی، معاشی اور تمدنی اداروں اور شعبوں پر اقتدار قائم رکھنے کے لئے اپنے نائبوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ رائشتاغ ۸۵۵ نمائندوں پر مشتمل ہے اور

یہ تمام اراکین "نیشنل سوشلسٹ" ہیں۔ اور جب ہرہٹلر کوئی اہم تقریر کرتے ہیں تو اس "قانون ساز مجلس" کا انعقاد عمل میں آتا ہے۔

ہر قسم کے قوانین کی ترتیب وزرا کے ذمہ ہے اور وہ محض "قائد" کے روبرو جواب دینے کے ذمہ دار ہیں۔ نازیت اصولاً شہری آزادی کو تسلیم نہیں کرتی اس لئے "نیشنلسٹ سوشلسٹ پارٹی" کے علاوہ نہ تو جرمنی میں کوئی سیاسی جماعت ہے اور نہ حکومت کا میزانیہ مرتب اور شائع جاتا ہے۔ گذشتہ جنگ عظیم سے براعظم افریقہ کے متعدد وسیع خطّے جرمنی کی نوآبادیات میں شامل تھے جو جنگ عظیم کے بعد اتحادیوں کے حوالہ کردئے گئے اور موجودہ جنگ کے بنیادی اسباب میں ان کی واپسی کا مطالبہ بھی شامل ہے۔

جرمنی کی ملکی حدود کی توسیع ۱۹۳۸ء میں آسٹریہ کے الحاق سے شروع ہوئی۔ ۱۹۳۹ء کے آغاز میں سڈیٹن لینڈ پھر چیکوسلاواکیہ اور میمل کو جرمنی میں شامل کرلیا گیا۔ اپریل ۱۹۴۰ء میں جرمنی نے ناروے پر حملہ کیا اور اسے شکست دیکر اس ملک پر بھی متصرف ہوگیا۔ مئی میں نشیبی ممالک پر فوج کشی کی اور انہیں مطیع و مفتوح بناکر مغربی یورپ کے بیشتر حصہ پر متصرف ہوگیا۔ جون میں فرانس پر حملہ کرکے، شمالی، مشرقی اور ساحلی مقامات پر قبضہ کرلیا اور اب یہ ملک بھی عملاً جرمنی ہی کے زیر اثر ہے اس میں شبہ نہیں کہ مغرب کی دوسری استعمار پسند حکومتوں کیطرح جرمنی بھی توسیع حدود سلطنت کا متمنی ہے لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے کے وسائل و ذرائع مہیا کرنے کی ذمہ داری اس صلحنامہ پر عائد ہوتی ہے جس کو "ورسلائی کا صلحنامہ" کہا جاتا ہے اور جس کے متعلق اس صلحنامہ پر دستخط کرنے والے جرمن وفد کے صدر ہر بروک وارف رنزو نے مندرجہ ذیل الفاظ میں جرمن قوم کے تاثرات کا اظہار کیا تھا۔

"اس ضخیم مجلد (صلحنامہ) کی اشاعت کی کیا ضرورت تھی؟ یہ مفہوم تو محض اس ایک جملہ میں ادا کیا جاسکتا تھا۔ کہ جرمنی اپنی حیات ملی اور تعمیر وطنی سے دست بردار

ہوتا ہے"

جاپان (Japan) براعظم ایشیا کے مشرق میں ایک لاکھ ۴۸ ہزار مربع میل جزیرہ ہے جاپان کی آبادی سات کروڑ تیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے لیکن اگر ان تمام جزائر اور مقبوضہ علاقوں کو شامل کرلیا جائے جو عرصہ دراز سے جاپان کے ساتھ وابستہ ہونے کی وجہ سے اس کا حصّہ بن گئے ہیں تو اس کا مجموعی رقبہ دو لاکھ باسٹھ ہزار چھ سو مربع میل ہے اور آبادی دس کروڑ تیس لاکھ۔ جاپان میں اگرچہ دستوری اعتبار سے" پارلیمنٹری حکومت" قائم ہے لیکن وزرا، "پارلیمنٹ" کی بجائے بادشاہ کے سامنے جوابدہ سمجھے جاتے ہیں۔ جاپانی طبعاً "شہنشاہ پرست" واقع ہوئے ہیں اور شاہی خاندان کو جو ہزارہا سال سے جاپان پر حکومت کرتا چلا آیا ہے "دیوتاؤں کا خاندان" تصوّر کرتے ہیں۔ اس لئے شہنشاہ جاپان کی ذات کو ہر قسم کے قوانین سے بالاتر اور اس کے احکام کو ہر بات پر فائق سمجھا جاتا ہے۔ جاپان کے موجودہ حکمران بیرونی دنیا میں" مکاڈو" (Mikado) کے نام سے مشہور ہیں۔ لیکن ان کا حقیقی لقب" ٹینو" (Tenno) ہے۔

انیسویں صدی کے نصف سے جاپان نے توسیع سلطنت اور ایشیا میں حصول قیادت کی حکمت عملی اختیار کی جس کے ماتحت اس نے ۱۸۹۴ء میں چین کے ساتھ جنگ کا آغاز کیا، ۱۹۰۵ء میں روس کے ساتھ متصادم ہوا، ۱۹۱۴ء میں اتحادیوں کے معاون کی حیثیت سے جنگ عظیم میں شرکت کی، ۱۹۱۸ء میں اشتراکی روس کے معاملات میں دخل اندازی کی ۱۹۳۱ء میں چین کے علاقہ منچوریا پر قبضہ کرلیا اور ۱۹۳۷ء میں دوبارہ چین پر حملہ کرکے اب تک جنگ آزما ہے ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۲ء تک برطانوی حکومت سے متحد رہ کر اس کے اشاروں پر اشتراکی روس کی مخالفت کرتا رہا لیکن چونکہ امریکہ مشرق میں جاپان کو" طاقتور" دیکھنا نہیں چاہتا تھا اس لئے ۱۹۲۲ء میں برطانوی حکومت نے اپنی" جاپان نواز حکمت عملی" کو تبدیل کردیا۔ جاپان کی روزافزوں آبادی اور صنعتی اداروں کے لئے خام اشیاء کی ضرورت نے اس ملک کو چین کی تسخیر

پر آمادہ کیا ہے چنانچہ اس کے ارباب بست و کشاد نے ۱۹۱۰ء میں جزیرہ نمائے کوریا کو جاپان کے ساتھ ملحق کیا۔ ۱۹۱۵ء میں چین کی حکومت سے بہت سی مراعات حاصل کیں اور ۱۹۳۱ء میں منچوریا پر قبضہ کر کے وہاں "مانچوکو گورنمنٹ" کے نام سے ایک ایسی چینی حکومت قائم کردی جو ہر طرح جاپان کے زیر اثر ہے۔

جاپان کی پارلیمنٹ جس کا جاپانی نام ٹکوکو جکائی (Teikoku Gikai) ہے دو ایوانات شیوجین (Shuughn.) یعنی "ایوانِ زیریں" اور کزوکون (Kizokuin) یعنی "ایوانِ اعلیٰ" پر مشتمل ہے۔ مقدم الذکر کے اراکین کی تعداد چارسو تریسٹھ ہوتی ہے اور موخر الذکر کے اراکین کی تعداد چارسو گیارہ۔ جن میں سے ایک سو بانوے کو رکنیت دوام کی عزت حاصل ہے اور باقی اراکین کو مخصوص طبقات بالخصوص بڑے بڑے مالگذار سات سال کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ یہ ایوانات قوانین منظور کرتے ہیں لیکن انہیں ان کے اجراء اور نفاذ نیز حکومت کی اختیار کردہ حکمت عملی سے کوئی سروکار نہیں۔ جاپان کی فوج پچاس لاکھ مسلح اور تربیت یافتہ سپاہیوں پر مشتمل ہے اور یہ فوج دنیا کی بہترین افواج میں شمار کی جاتی ہے۔ تقریباً بیس لاکھ سپاہی اسوقت چین میں جنگ آزما ہیں۔ جاپان کی بحری طاقت، نو جنگی جہازوں، چودہ وزنی اور چوبیس ہلکے کروزار، ایک سو بارہ تباہ کن جہازوں، سات تحت البحر کشتیوں اور چھ طیارہ بردار جہازوں پر مشتمل ہے اور دنیا کی بحری طاقتوں کی صف میں اسے تیسرا درجہ حاصل ہے۔

جاپان اپنی سیاسی بیداری کے روز اوّل ہی سے "ایشیا ایشیائیوں کے لئے" ہونے کا نعرہ بلند کرتا رہا ہے اور اسی نظریہ کے ماتحت وہ اس براعظم میں اپنے اثر و اقتدار کے قیام کا خواہشمند ہے۔ لیکن چونکہ اس براعظم کا بیشتر حصّہ مغربی استعمار پسندوں کے تصرّف میں ہے۔ اسی لئے جنگ عظیم میں اتحادیوں کا ساتھ دینے کے باوجود جاپان ایشیا میں اپنی مستعمرانہ خواہشات کی تکمیل سے قاصر رہا۔ دوسری طرف انقلاب روس کے بعد بنیادی طور پر اشتراکی روس نے اس حکمت عملی کو ترک کردیا جو شہنشاہیت پسندوں کا طرہ امتیاز بنی ہوئی تھی اس

لئے بظاہر مغربی حکومتوں کو اس کی مدافعت کے لئے جاپان کی ہمت افزائی کی ضرورت بھی باقی نہیں رہی۔ ان حالات میں قدرتی طور پر جاپان، یورپ کی ان طاقتوں کے ساتھ متحد ہوگیا، جن کا مفاد اس کے پیش نظر مقاصد سے متصادم نہیں ہوتا تھا چنانچہ سب سے پہلے اشتراکیت کے اثر سے محفوظ رہنے کے لئے "محوری طاقتوں" کے ساتھ معاہدہ کیا، اور جب موجودہ جنگ کی وجہ سے مغربی حکومتیں کمزور ہوئیں تو "اتحاد ثلاثہ" کے نام سے جرمنی اور اطالیہ کے ساتھ ایک دوسرا معاہدہ کرکے یورپ کو ان کے زیر اثر تسلیم کرکے ان سے ایشیا پر تسلط کو اپنا جائز حق تسلیم کرالیا۔ جاپان کی موجودہ حکومت "فسطائی" ہے اور ملک کی عنانِ اختیار فوجی افسروں کے ہاتھ میں ہے۔

(چ)

چین (Chaina) ہندوستان کے شمال و مشرق میں پندرہ لاکھ ۳۳ ہزار مربع میل وسیع ملک ہے اور ان تمام علاقوں، یعنی منگولیا، سنکیانگ، تبت اور منچوریا کو جو کچھ عرصہ پیشتر تک چین شامل تھے، شامل کرکے اس کا رقبہ ۴۲ لاکھ ۸۰ ہزار مربع میل ہے۔ خاص چین کی آبادی چالیس کروڑ افراد پر مشتمل ہے اور بحیثیت مجموعی یہاں ۴۵ کروڑ اسی لاکھ انسان آباد ہیں۔ ۱۹۱۱ء تک چین میں "منچو خاندان" کے بادشاہ حکمران تھے لیکن "انقلاب چین" کے بعد یہاں جمہوری حکومت قائم ہوگئی لیکن قیام جمہوریت کے بعد جمہوریہ چین کے قدامت پسند صدر مارشل یان شی کی اور جنوبی چین کے جمہوریت پسند رہنما ڈاکٹر سن یاٹ سین کے درمیان شدید اختلافات رونما ہوگئے۔ ۱۹۱۵ء میں مارشل یان شی کی نے "شہنشاہ چین" کا لقب اختیار کرلیا اور ڈاکٹر سن یاٹ سین جنوبی چین کے ایک شہر نانکنگ میں "متوازی چینی جمہوریت" قائم کرلی لیکن باہمی اختلافات بدستور جاری رہے اور نہ صرف شمالی اور جنوبی چین کی حکومتیں ہی ایک دوسرے کے ساتھ آویزش میں مصروف رہیں بلکہ بہت سے فوجی سردار بھی حصول اقتدار کے لئے

باہمی کشمکش اور خونریزی میں مبتلا ہو گئے۔ اور چین بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گیا۔

۱۹۲۳ء میں ڈاکٹر سن یات سین نے اشتراکی روس کی امداد سے اپنی انقلابی جماعت کومن ٹانگ (Kuo Minlang) کو از سر نو منظم کیا اور یہ جماعت چین کو "غیر ملکی شہنشاہیت" کے اثرات سے نجات دلانے کے لئے مصروف عمل ہو گئی۔ ۱۹۲۴ء میں جنرل چیانگ کائی شیک منظر عام پر آئے اور آپ نے جنوبی چین کے متعدد فوجی سرداروں کو شکست دے کر ۱۹۲۸ء میں شمالی چین کی حکومت کو زیر کیا اور چین کو ایک حکومت بنا دیا۔

۱۹۲۷ء میں آپ اشتراکیوں سے علیحدہ ہو گئے تھے اور ان صوبوں پر فوج کشی شروع کر دی تھی جو اشتراکی روس کے زیر اثر تھے اس لئے چین میں ایک حکومت قائم ہو جانے کے باوجود خانہ جنگی جاری رہی اور ۱۹۳۱ء میں جاپان نے منچوریا پر قبضہ کر کے وہاں اپنے زیر اثر ایک چینی حکومت قائم کر دی اس موقعہ پر جنرل چیانگ کائی شیک نے جاپان کے ساتھ صلح کر لی تاکہ انہیں ملک کو متحد اور حکومت کو مستحکم کرنے کا موقعہ مل جائے۔ لیکن ۷ جولائی ۱۹۳۷ء کو پیکن کے قریب مارکو پولو نامی پل پر چینی اور جاپانی فوجی سپاہیوں کے ساتھ جھگڑا ہو گیا اور اسے بہانہ بنا کر جاپان نے چین کے ساتھ جنگ کا آغاز کر دیا۔ اس لڑائی کے شروع ہو جانے کے بعد جنرل چیانگ کائی شیک چین کے اشتراکی عناصر کے ساتھ متحد ہو گئے۔ چین میں برطانیہ کا پینتالیس کروڑ پونڈ اور ولایات متحدہ امریکہ کا چالیس کروڑ ڈالر کا سرمایہ لگا ہوا ہے اور ان دونوں ممالک کے مفادات چین سے وابستہ ہیں۔

چین میں اس وقت دو حکومتیں قائم ہیں۔ ایک جاپان کے زیر اثر "چینی جمہوریہ" جس کے صدر، وان چنگ وی ہیں اور دوسری "آزاد چینی جمہوریت" جس کے صدر کا نام لن سین (Lin Sen) ہے۔ چین کے مسلمان "آزاد چینی جمہوریت" کے حامی ہیں اور ان کی بڑی تعداد جنرل چیانگ کائی شیک کی افواج میں شامل ہے۔ چین کیلئے جو جمہوری دستور حکومت

تجویز کیا گیا تھا۔ جنگ برپا ہو جانے کی وجہ سے اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا اس وقت کومن ٹانگ کی طلبیدہ "چینی کانگریس" "آزاد چین کی واحد حکمران طاقت ہے کانگریس" مرکزی مجلس انتظامیہ" کو منتخب کرتی ہے اور یہ مجلس" اراکین حکومت" کو۔ حکومت، قانون سازی، اجراء و نفاذ، عدل، نگرانی اور محاسبہ ایسے پانچ شعبوں پر منقسم ہے۔ شعبۂ نفاذ کا صدر وزیر اعظم کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ان تمام شعبوں پر" اسٹیٹ کونسل" کا اقتدار قائم ہے اور اس کونسل کا صدر" قومی حکومت" کا صدر سمجھا جاتا ہے۔

چیکوسلاواکیہ (Czechoslovakia) وسطی یورپ کی ایک جمہوری حکومت کا نام تھا۔ "جمہوریہ چیکوسلاواکیہ" جنگ عظیم کے خاتمہ پر آسٹریا، کے صوبہ جات بوہیمیا، مراویہ اور سلیشیا نیز ہنگری کے صوبہ سالوویکیا اور کوہستان کارپیتیا کے تھوڑے سے علاقہ کو ملا کر قائم کی گئی تھی اس کا رقبہ ۵۲ ہزار مربع میل تھا اور آبادی ڈیڑھ کروڑ افراد پر مشتمل۔ چیکوسلاواکیہ کا نظام حکومت اگرچہ جمہوری تھا لیکن قلیل التعداد اقوام کا مسئلہ یہاں کی حکومت کے لئے ہمیشہ پریشانی کا موجب بنا رہا۔ چیک قوم، سلاوک قوم کو جس کی آبادی کم و بیش تیس لاکھ تھی اپنے ساتھ شامل کر کے اس ملک میں متحدہ قومیت کی تاسیس کی خواہشمند تھی۔ اس کے برعکس سلاوک قوم اپنی علیحدہ ہستی کو قائم رکھنے اور وفاقی حکومت کے قیام پر مصر ہے صوبجات مرادیہ اور بوہیمیا کے ان اضلاع کے جرمن باشندے، جو جرمنی کی سرحد سے متصل تھے اپنے جداگانہ حقوق کے طالب تھے۔ ان کے علاوہ ہنگری، روتھنیا اور کارپیتھیا کے علاقوں کے باشندوں کی ایک بڑی تعداد بھی چیکوسلاواکیہ میں آباد تھی اور ان کا مسئلہ بھی یہاں کی حکومت کے لئے الجھنوں کا باعث بنا رہتا تھا۔

قانونی اعتبار سے یہاں کی اقلیتوں اور اکثریت میں کوئی امتیاز قائم نہیں تھا۔ لیکن بعض حلقوں میں کبھی کبھی ایسے واقعات رونما ہو جاتے تھے جن سے معلوم ہوتا تھا کہ ہنوز کثرت و

قلت تعداد کا احساس قطعاً فنا نہیں ہوا۔ حکومت نے متعدد مرتبہ قلیل التعداد اقوام کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی اور ۱۹۲۶ء میں جرمن اقلیت کو حکومت کی معاونت پر آمادہ کرنے میں کامیاب بھی ہو گئی۔ لیکن اس تعاون سے حالات میں قابل اطمینان تغیر پیدا نہ ہو سکا۔ اور سڈیٹن لینڈ کے جرمن باشندوں نے معمولی معمولی باتوں پر حکومت کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ جرمنی میں ہر ہٹلر کے برسر اقتدار آنے کے بعد اس علاقہ میں "سڈیٹن جرمن نیشنل موومنٹ" کے نام سے ایک تحریک شروع ہوئی اور اس تحریک کے قائد ہر ہنلن نے پہلے چیکوسلاواکیہ کے ماتحت حکومت خود اختیاری کا مطالبہ کیا اور جب کچھ تامل کے بعد حکومت نے اس مطالبہ کو منظور کر لیا تو دفعتاً اس علاقہ کے باشندوں نے ستمبر ۱۹۳۸ء میں جرمنی کے ساتھ الحاق کا نعرہ بلند کیا۔ حکومت اور سڈیٹن جرمنوں کے ساتھ متعدد خونریز ہنگامے برپا ہوئے لیکن برطانیہ اور فرانس نے ہر ہٹلر کو جنگ سے باز رکھنے کے لئے میونخ کے مقام پر ان اضلاع کو جرمنی کے ساتھ شامل کر دئے جانے کا فیصلہ کر دیا اور جرمنی میں ان اضلاع کی شمولیت کے بعد پولینڈ اور ہنگری کے مطالبات پر چیکوسلاواکیہ کی حکومت نے مقدم الذکر کو شہر السو، تشین نیزان کے گرد و نواح میں قائم شدہ فولاد کے بہت سے کارخانے اور کوئلہ کی کانیں اور موخر الذکر کو جنوبی سالوویکیا اور کوہستان کارپتھیا کے وسیع قطعات حوالے کر دئے" جمہوریہ چیکوسلاواکیہ" کے صدر ڈاکٹر بینش مستعفیٰ ہو کر باہر چلے گئے۔ اگریرین پارٹی کے دائیں بازو نے برسر اقتدار آکر روتھنیا، چیک اور سلاوک قوم کے باشندوں کی علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کر کے اس ملک کے لئے وفاقی طرز حکومت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو سلاوک قوم نے حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور ہر ہٹلر نے اسے جرمنی کے لئے خطرہ قرار دیکر ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو باقی علاقہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ چیکوسلاواکیہ کے نئے صدر ہشا نے بغیر مقابلہ کئے اس ملک پر جرمنی کے قبضہ کو تسلیم کر لیا۔ جرمنی کی

"زیر حفاظت" پروٹکٹریٹ آف بوہیمیا اینڈ مراویہ" کے نام سے یہاں ایک نئی حکومت قائم کردی گئی۔ اور سلاواکیہ کو علیحدہ آزاد ریاست بنا دیا گیا۔ موجودہ جنگ شروع ہو جانے کے بعد چیکوسلاواکیہ کو از سر نو آزاد کرانے کے لئے فرانس میں "چیکوسلاواکین نیشنل کمیٹی" کے نام سے ایک جماعت قائم کی گئی تھی جو فرانس کے زوال کے بعد انگلستان میں منتقل ہو گئی ہے اور چیک فوجوں کو منظم کرکے انگریزوں کی امداد کر رہی ہے۔

(ڈ)

ڈینوبین بیسن - (Danubian Basin) ان تمام علاقوں کا مجموعی نام ہے جن سے گذر کر دریائے ڈینیوب بحر اسود میں شامل ہوتا ہے اور یہ علاقہ آسٹریہ اور چیکوسلاواکیہ کی سابقہ ریاستیں نیز ہنگری، یوگوسلاویہ، بلغاریہ اور رومانیہ پر مشتمل ہے۔ جنگ عظیم سے پیشتر دریائے ڈینیوب کی اس گذرگاہ کا بیشتر حصہ آسٹریہ ہنگری کی سلطنت میں شامل تھا۔ لیکن ۱۹۱۸ء میں اس سلطنت کے زوال کے بعد یہ وسیع علاقہ ایسی متعدد چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہو گیا جو ہمیشہ اندرونی اور بیرونی طور پر اقلیتوں اور تجدید و تحدید سرحدات ایسے مسائل میں الجھی رہیں۔ انہیں پیچیدگیوں کے باعث جرمنی کو آسٹریہ اور چیکوسلاواکیہ کا الحاق کا موقعہ ملا۔ اور انہیں کی وجہ سے ہرہٹلر اس وسیع علاقے میں ایک ایسی سلطنت کے قیام کے خواہشمند ہیں جو جرمنی کے زیر اقتدار رہ سکے۔

اس امر سے قطع نظر کہ دریائے ڈینیوب تجارت کے لئے مفید ہے اس علاقہ سے جرمنی کی دلچسپی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ یہاں غلہ، شہتیر اور تیل بکثرت پیدا اور دستیاب ہوتا ہے موجودہ جنگ سے پہلے برطانیہ عظمٰی کے اس حصہ پر اتحادیوں کا اقتدار قائم تھا۔ لیکن اب جرمنی اور اشتراکی روس نے اتحادیوں کی جگہ لے لی ہے۔ اور حال ہی میں "ڈینوبین کانفرنس"

کے نام سے جو اجتماع منعقد ہوا تھا اس میں برطانوی نمائندوں کو شریک نہیں کیا گیا۔

ڈنزگ۔ (Danzig) بحر بالٹک میں دریائے وسچولا (Visbula) کے دہانہ پر ایک بندرگاہ ہے اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ اسی نام سے مشہور ہے پورے ضلع کی آبادی چار لاکھ ہے اور شہر ڈنزگ کی دو لاکھ ساٹھ ہزار۔ یہ شہر ابتدا میں سلاؤ قوم نے آباد کیا تھا لیکن چودھویں صدی کے آغاز میں ٹیوٹانی نوابوں کے حکم سے اسے فتح کر کے سلاؤ قوم کے قتل عام کے بعد یہاں جرمن قوم کو آباد کر دیا۔ اسی لئے یہاں کے ۹۰ فیصدی باشندے جرمن زبان بولتے ہیں اور اسے جرمن شہر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ پولینڈ کے لئے ڈنزگ کے علاوہ سمندر تک پہونچنے کا کوئی راستہ نہیں تھا اس لئے وہ ہمیشہ اس پر اپنے تسلط کے قیام کا مطالبہ کرتا رہا۔ ۱۴۵۰ء سے ۱۷۹۳ء تک یہ مقام پولینڈ کے ماتحت ایک شہر رہا اور اہل شہر نیز پولینڈ کی حکومت، دونوں کو اس انتظام سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ ۱۷۹۳ء میں اس پر پروشیا نے قبضہ کر لیا۔ لیکن ۱۸۰۷ء میں نپولین نے اسے پھر پولینڈ کے حوالہ کر دیا۔ ۱۸۱۵ء میں ڈنزگ کو از سر نو پروشیا میں شامل کیا گیا۔ عرصہ دراز تک یہاں کے باشندے اس الحاق پر نارضامندی کا اظہار کرتے رہے۔ مگر آہستہ آہستہ ان کا "جذبۂ قومیت" بیدار ہو گیا۔ اور جب "ورسلائی کے صلحنامہ" کی رو سے اس شہر کو جرمنی سے علیحدہ کیا گیا تو انہوں نے شدید احتجاج کیا۔

پولینڈ، ڈنزگ کے الحاق پر مصر تھا لیکن، اس کے مطالبہ کی صحت کو تسلیم کرنے کے باوجود محض ڈنزگ کے جرمن باشندوں کے جذبات کے پیش نظر اسے پولینڈ کے ماتحت "کامل خود مختار شہر" بنا دیا گیا۔ اس کی فوجی حیثیت ختم کر دی گئی، تحصیل محاصل، ریلوں نیز خارجی تعلقات کے مسائل کو پولینڈ سے متعلق کر دیا گیا۔ اور بندرگاہ کے نظم و نسق کو مشترکہ طور پر اہل شہر اور پولینڈ کے سپرد کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد پولینڈ اور ڈنزگ کو وابستہ رکھنے کیلئے بحر بالٹک کے ساحل کا ایک تنگ مگر طویل ٹکڑا پولینڈ کو دیکر اسے کوریڈار (Corridor) کے

نام سے موسوم کر دیا گیا۔ اور اسی علاقہ میں پولینڈ نے گڈانیا (Gdynia) کے نام سے ایک اور بندرگاہ تعمیر کر لیا۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں ہٹلر نے پولینڈ کی حکومت سے ڈینزگ اور اس کے چند ہی روز بعد ڈنزگ اور کوریڈار دونوں کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ پولینڈ کی حکومت کسی قابل اطمینان سمجھوتہ پر رضامند تھی لیکن ایک جانب تو برطانیہ نے پولینڈ کی حکومت کو اپنی امداد کا یقین دلایا۔ اور دوسری طرف اگست ۱۹۳۹ء کے آخیر میں جرمن فوجوں نے ڈنزگ پر قبضہ کر لیا۔ اور یہاں کے نازی رہنما فاریسٹر نے یکم ستمبر کو جرمنی کے ساتھ اس شہر کے الحاق کا اعلان کر دیا اور ہٹلر نے اس کی تصدیق کر دی۔ موجودہ عالمگیر جنگ بظاہر اسی واقعہ کا نتیجہ ہے۔

ڈارڈنیلز (Dardanelles) دردانیال یا باسفورس براعظم یورپ کے جنوب میں واقع اس تنگ آبنائے کا نام ہے جو ایک جانب تو براعظم ایشیا کو یورپ سے جدا کرتی ہے اور دوسری جانب بحر روم اور بحر اسود کو ایک دوسرے سے ملاتی ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں اتحادیوں نے اس مقام پر قبضہ کرنے کی جد و جہد کی تھی لیکن کامیاب نہ ہوسکے یہ مقام اور بحر مارمورا عرصہ دراز سے ترکی کے قبضہ میں چلے آرہے ہیں اور دنیا کے اہم ترین عسکری مقامات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی کے دوران میں روس مسلسل ان مقامات سے گذر کر بحر روم میں داخلہ کی کوشش کرتا رہا لیکن، ترکی، برطانیہ اور فرانس اس کی کامیابی کی راہ میں حائل رہے۔ حتیٰ کہ اسی سلسلہ میں "جنگ کریمیا" برپا ہوئی لیکن روس اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا۔ ۱۸۴۱ء میں اسے ترکی حکومت کی نگرانی میں "غیر جانبدار علاقہ" بنا دیا گیا اور یہ دور ۱۹۱۴ء تک قائم رہا۔ جنگ عظیم کے بعد اس پر اتحادی قابض ہوگئے۔ جزیرہ نمائے گیلی پولی جو دردانیال کا یورپی حصہ ہے، یونان کے حوالہ کر دیا گیا۔ یہاں کے فوجی استحکامات ختم کر دئے گئے۔ آبنائے میں ہر قسم کی جہازرانی کی اجازت دیدی گئی۔ اور یہاں کا انتظام ایک بین الاقوامی مجلس انتظامیہ کے سپرد ہوا۔

"ترکانِ احرار" کے عروج اور یونان کی شکست کے بعد گیلی پولی ترکوں کو واپس دیدیا گیا۔ ۲۴ اگست ۱۹۲۳ء کو "لوزان کانفرنس" میں جو معاہدہ ہوا اس کی رو سے ایک حد تک یہاں کا بین الاقوامی انتظام ختم کرکے اس پر ترکی اقتدار کو تسلیم کرلیا گیا۔ ۲۰ جولائی ۱۹۳۶ء کو مانٹریو (Montreaux) کے معاہدہ کے مطابق دردانیال پر ترکی کا کامل اقتدار بحال ہوگیا، بین الاقوامی مجلس انتظامیہ معزول کردی گئی۔ غیر ملکی حقوق و مراعات ختم ہوگئیں اور ان شرائط کے ماتحت ترکی کو یہاں تعمیر قلعہ جات کی اجازت دیدی گئی کہ زمانہ امن میں تمام تجارتی جہاز اس آبنائے سے گذر سکیں گے۔ دس ہزار ٹن سے زیادہ وزنی جنگی جہاز، تحت البحر کشتیاں، اور طیارہ بردار جہازوں کے علاوہ دوسرے بحری فوجی جہازات صرف دن کے وقت آبنائے کو عبور کرسکیں گے۔ اور زمانہ جنگ میں اگر ترکی حکومت غیر جانبدار رہے تو متحاربین کے جنگی جہاز اس راہ سے نہیں گذر سکیں گے۔ لیکن اگر یہ جہازات مجلس اقوام کے حکم کے ماتحت یا کسی ایسے معاہدہ اعانت کی تکمیل کے لئے جس میں ترکی حکومت بھی ایک فریق کی حیثیت رکھتی ہو اور یہ معاہدہ مجلس اقوام کی توثیق حاصل کرچکا ہو، گذرنا چاہیں تو ان پر کوئی پابندی عائد نہ ہوگی۔ نیز اگر کسی لڑائی میں ترکی خود فریق متحارب کی حیثیت رکھتا ہو تو دشمن کے تجارتی جہازات اور غیر جانبدار ممالک کے ایسے جہازوں کو آبنائے سے گذرنے کی اجازت نہ ہوگی جن پر دشمن کی امداد کے لئے سامانِ جنگ یا آدمی لے جانے کا شبہ ہو۔ جنگی جہازوں کا مسئلہ ترکی حکومت کے فیصلہ پر چھوڑ دیا گیا تھا۔

ڈنمارک (Denmark) جرمنی کے شمال میں سولہ ہزار پانچسو مربع میل وسیع ملک ہے ڈنمارک کی آبادی اڑتیس لاکھ ہے اور دارالسلطنت کوپن ہیگن۔ یہاں کے موجودہ حکمران کا نام کرسچین دہم ہے آپ ۱۸۷۰ء میں پیدا ہوئے تھے اور ۱۹۱۲ء میں تخت نشین برّاعظم یورپ کے معاملات میں یہ ملک ہمیشہ غیر جانبدار اور سیاسی حکمت عملی کے اعتبار سے

ناروے اور سویڈن کے ساتھ وابستہ رہا۔ جرمنی اور ڈنمارک کے درمیان صوبہ شلیسوگ (Schleswig) کے سلسلہ میں عرصہ دراز سے کشیدگی چلی آرہی ہے۔ ۱۹۲۴ء میں یہ ملک غیر مسلح کر دیا گیا تھا لیکن یورپ کی سیاسی پیچیدگیوں کے پیش نظر گذشتہ چند سال سے یہاں از سر نو فوجی تنظیم شروع کی گئی تھی۔ یہاں کی حکومت پر "دوسری بین الاقوامی مزدور جماعت" کے اعتدال پسند مقلدین کا قبضہ تھا۔

۸ / اپریل ۱۹۴۰ء کو جرمن افواج نے ڈنمارک پر حملہ کیا اور دوسرے دن یہاں کی حکومت نے شدید احتجاج کے بعد اطاعت قبول کرلی۔ جرمنی کی توسیع حدود کے علاوہ ہرہٹلر اس ملک کو ناروے پر حملہ کرنے کے لئے ایک مستقر کی حیثیت سے استعمال کرنا چاہتے تھے۔ یہ ملک زرعی ہے اور اس سلسلہ میں انتہائی حد تک ترقی یافتہ۔ آغاز جنگ سے پیشتر ڈنمارک کی تجارت برطانیہ اور جرمنی کے ساتھ ہوتی تھی لیکن اس ملک پر جرمن قبضہ کے بعد برطانیہ کے ساتھ تجارتی سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ بحر منجمد شمالی کا ایک جزیرہ آئس لینڈ (Iceland) جس کی آبادی ایک لاکھ افراد پر مشتمل ہے برائے نام ڈنمارک سے وابستہ ہے اور ڈنمارک کے بادشاہ کو اس جزیرہ کا بادشاہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔

ڈاوننگ اسٹریٹ (Downing Street) لندن کے ایک راستہ کا نام ہے۔ لیکن چونکہ اس راستہ کے مکانات نمبر ۱۰ اور نمبر ۱۱ علی الترتیب برطانیہ کے "وزیر اعظم" اور "صدر خزانہ" کی رہائش کے لئے مخصوص ہیں اس لئے اسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہوگئی ہے۔

جبوتی (Djbouti) بحر احمر کے مغربی ساحل پر "فرانسیسی سمالی لینڈ" کا مرکزی شہر ہے فرانس کی یہ آٹھ ہزار چار سو مربع میل نو آبادی، شمال، جنوب اور مشرق میں علی الترتیب ایری ٹیریا (اطالوی)، برٹش سمالی لینڈ (اطالیہ کا تازہ مقبوضہ) اور ابی سینیا (اطالوی) کے

درمیان واقع ہے۔" جبوٹی، عدیس ابابا ریلوے" جو ان ہر دو مقامات کو ملاتی ہے ابی سینیا سے ساحلِ بحر تک پہونچنے کا واحد ذریعہ ہے اور اسی لئے اطالیہ اس علاقہ کو حاصل کرنے کا خواہشمند تھا۔ فرانس کی شکست کے بعد اب عملاً اس علاقہ پر اطالیہ کا قبضہ ہے۔

ڈبروجہ (Dobrudja) رومانیہ کے جنوب ومشرق میں واقعہ ایک علاقہ کا نام ہے۔ دوسری جنگ بلقان "کے بعد ۱۹۱۳ء میں رومانیہ نے اس علاقہ میں بلغاریہ کا کچھ حصہ شامل کرکے اسے ایک صوبہ بنادیا تھا لیکن بلغاریہ ہمیشہ اس کی واپسی پر مصر رہا۔ ۱۹۱۸ء میں "بخارسٹ کے معاہدہ" کے ماتحت یہ صوبہ بلغاریہ کے حوالہ کردیا گیا تھا لیکن ۱۹۱۹ء میں "نیولی کے صلحنامہ" کی روسے اسے پھر رومانیہ کو واپس دیدیا گیا۔ جون ۱۹۴۰ء میں فرانس کے زوال کے بعد جب روس نے رومانیہ سے اپنا دست از رفتہ علاقہ بسارابیا واپس لیا تو بلغاریہ نے بھی ڈبروجہ کی واپسی کا مطالبہ کیا اور اگست ۱۹۴۰ء کے تیسرے ہفتہ میں اس صوبہ کے جنوبی اضلاع بلغاریہ کو واپس دیدئے گئے۔ یہ علاقہ بہت زیادہ زرخیز اور فوجی اعتبار سے نہایت اہم ہے۔ لیکن آبادی کے لحاظ سے متنوّع واقع ہوا ہے۔ رومانیہ کا دعویٰ ہے کہ اس صوبہ میں بحیثیت مجموعی رومانوی باشندوں کی اکثریت ہے۔ بلغاریہ جنوبی حصّہ میں بلغاروی اکثریت کا مدعی ہے لیکن رومانیہ وہاں ۴۰ فیصدی بلغاروی آبادی تسلیم کرتا ہے۔ بہرحال اس صوبہ میں تین لاکھ ساٹھ ہزار رومانوی، ایک لاکھ پچاسی ہزار بلغاروی، ایک لاکھ پچاس ہزار ترک اور بحیثیت مجموعی آٹھ لاکھ تیرہ ہزار کی تعداد میں تاتاری، جرمن، یونانی اور روسی آباد ہیں۔

(ر)

رومانیہ (Rumania) جولائی ۱۹۴۰ء سے قبل جزیرہ نمائے بلقان کی سب سے بڑی ریاست تھی لیکن بسارابیا، شمالی بکوانیا، ٹرانسلوانیا، اور ڈبروجہ ایسے وسیع اور زرخیز علاقوں کے

اشتراکی روس، ہنگری اور بلغاریہ کے قبضہ میں چلے جانے کے بعد اب اس کا رقبہ بہت کم ہوگیا ہے اور اکتوبر ۱۹۴۰ء میں جرمنی کے اقتدار کے قیام نے اس ملک کی حکومت کے اختیارات کو بھی محدود کردیا ہے۔ رومانیہ کے دارالسلطنت کا نام بخارسٹ ہے اور موجودہ حکمران کا نام مائیکل ۔ رومانیہ کی ریاست، سابقہ رومانوی سلطنت کے چند علاقوں، نیز ہنگری، آسٹریہ اور روس کے صوبوں ٹرانسلوانیا، بکوانیا اور بسارابیا اور بلغاریہ کے چھوٹے سے حصّہ ڈبروجہ پر مشتمل تھی ۱۹۲۷ء میں رومانیہ کے بادشاہ فرڈیننڈ دوم کے انتقال کے بعد اون بریٹانو (Ion Bratianu) کی زیر قیادت رومانیہ کی "لبرل پارٹی" نے شاہ کیرول کی جگہ ان کے فرزند کو رومانیہ کا بادشاہ بنایا لیکن اسی سال اون بریٹانو کا بھی انتقال ہوگیا اور اس جماعت کی بجائے "نیشنل زرانسٹ" (National Zaranist) یعنی جمہوریت خواہ کسانوں کی جماعت برسر اقتدار آگئی اور اس کے رہنما مانیو نے جمہوری حکومت کے قیام کی کوشش کی۔ لیکن ناکام ہوکر آپ نے معزول بادشاہ کیرول کو بحیثیت مدارالمہام رومانیہ میں واپس بلالیا۔ مگر جب کیرول نے بادشاہیت کا اعلان کیا تو آپ وزارت عظمیٰ کے منصب سے مستعفی ہوگئے۔

عرصہ دراز تک رومانیہ میں متعدد سیاسی جماعتوں کے درمیان حصولِ اقتدار کی کشمکش جاری رہی اور ملک میں فسطائی اثرات تقویت حاصل کرتے رہے۔ فروری ۱۹۳۸ء میں شاہ کیرول نے وزیراعظم گوگا (Goga) کو جو "فسطائیت پسند" واقع ہوئے تھے اور منصب وزارتِ عظمیٰ پر فائز ہونے کے بعد "پارلیمنٹ" کو معزول کرکے آمرانہ طریقہ پر حکومت کررہے تھے، معزول کرکے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ تمام سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ اور پٹری آرک میرن کریسٹا (Pariarch Miron Christea) کو وزیراعظم مقرر کرکے "مشترکہ قومی وزارت" قائم کردی۔ گوگا کی وزارت نے جو "مخالفِ یہود قانون" منظور کئے تھے۔ ان میں سے بیشتر کے نفاذ کو ملتوی کردیا گیا۔ لیکن ان اقدامات سے

نہ تو رومانیہ کے یہودیوں کی حالت بہتر ہو سکی اور نہ ملک میں فسطائیت کے روزافزوں اثرات کو مسدود کیا جا سکا۔ ۱۹۳۸ء میں نیا دستور حکومت منظور کیا گیا جس کی رو سے یہاں کی پارلیمنٹ کو ایوانِ زیریں اور ایوانِ اعلیٰ یعنی "سینیٹ" پر مشتمل قرار دیا گیا۔ ایوانِ زیریں کے اراکین کی نامزدگی کا حق بادشاہ کیلئے مخصوص ہے اس دستور کی رو سے تمام قوانین کے اجراء کا اختیار محض بادشاہ کو ہے اور بادشاہ ہی پارلیمنٹ کے منظور کردہ قوانین کو مسترد یا نافذ کر سکتا ہے۔ آئینی حیثیت سے تمام قوموں کے درمیان مساوات کو تسلیم کیا گیا تھا لیکن عملاً حکومت کے تمام شعبوں میں رومانوی قوم کو ترجیح حاصل تھی۔ اس نئے دستور کے مطابق حکومت کی کسی دوسری شکل کی تشکیل اور مطالبہ کو بھی ممنوع قرار دیا گیا تھا ۱۹۳۸ء کے آغاز میں جب رومانیہ کی نازی جماعت آئرن گارڈ نے از سرنو اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا تو بادشاہ نے اس کے متعدد رہنماؤں کو گرفتار کرا کر کچھ عرصہ کے بعد انہیں قتل کرا دیا۔ جنوری ۱۹۴۰ء میں بادشاہ نے "پارلیمنٹ" کی بجائے ایک "مجلس عظمیٰ" (Grand Council) کے قیام کا اعلان کیا اور مارچ میں وزیراعظم کرسٹی کے انتقال کے بعد ایم کالی نیسکو (Calinescu) وزیراعظم مقرر کئے گئے جنہیں آئرن گارڈ نے قتل کر دیا۔ آپ کے بعد اس منصب پر آرجی ٹوینو (Argetoianu) فائز ہوئے لیکن ایک ہی ماہ بعد انہیں فرانس کی موافقت کرنے کے الزام میں یہ عہدہ ٹارٹرسکو (Tartaresco) کے لئے چھوڑ دینا پڑا۔ ستمبر ۱۹۴۰ء کے آغاز میں رومانیہ میں حکومت کے خلاف شدید ہنگامے برپا ہوئے جن کے نتیجہ میں کیرول کو حکومت سے دست بردار ہو کر رومانیہ سے باہر چلا جانا پڑا۔ اور ان کے فرزند مائیکل بادشاہ مقرر ہوئے۔ ۸ ر اکتوبر کو اس ملک میں جرمن افواج داخل ہو گئیں۔ اور اب اس ملک کا نظم و نسق عملاً جرمنی کے ہاتھ میں ہے۔

رومانیہ میں تیل کے چشموں کے علاوہ گندم اور مکئی بھی بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ اس کی برآمد کا بیشتر حصہ جرمنی جاتا تھا۔ لیکن ⅓ حصہ میں اطالیہ، فرانس اور برطانیہ شریک تھے۔ رومانیہ کے تیل کے چشموں سے اس قدر تیل برآمد ہوتا ہے کہ قبل از جنگ جرمنی کی زمانۂ امن کی ضروریات

کے لئے کافی تھا۔ زمانۂ امن میں رومانیہ کی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی لیکن زمانۂ جنگ میں اسے ڈیڑھ کروڑ تک بڑھایا جاسکتا تھا۔ رومانیہ کی موجودہ حکومت فسطائیت کی ہمنوا اور "محوری طاقتوں" کی حلیف ہے۔

روتھنیا (Ruthenia) چیکوسلاواکیہ کے ایک صوبہ کا نام ہے۔ اسے "سب کارپیتھین رشا" (Subcarpathin Russia) بھی کہتے ہیں۔ یہ صوبہ اب ہنگری کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔

(س)

سعودی عرب (Saudi Arabia) عرب و حجاز کے ان مجموعی حصّوں کا نام ہے۔ جن پر امیر ابن سعود متصرف ہیں۔ سعودی عرب کا رقبہ چار لاکھ پچاس ہزار مربع میل ہے اور آبادی پینتالیس لاکھ افراد پر مشتمل۔ سعودی عرب میں جزیرہ نمائے عرب کا ایک وسیع حصّہ اور بحر احمر کے ساحلی علاقہ حجاز، شامل ہیں اور اس کا دارالسلطنت نجد کا مرکزی شہر "الریاض" ہے۔ مکّہ معظمہ اور مدینہ طیبہ بھی سعودی عرب میں واقع ہیں۔ مکّہ مکرّمہ "دارالسلطنت ثانی" کی حیثیت رکھتا ہے۔ جدّہ سعودی عرب کا خاص بندرگاہ ہے۔ یہ وسیع علاقے ہر حیثیت سے غیر ترقی یافتہ ہیں البتہ چند سال سے موٹروں کے ذریعہ آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور سلطان ابن سعود نے ایک مختصر فوج بھی جدید طریقہ پر منظّم کر کے اسے جدید اسلحہ سے مسلح کیا ہے۔ حکومت کے پاس معدودے چند ٹینک اور طیارے بھی ہیں۔ "حجاز ریلوے" جو ترکوں نے تعمیر کی تھی۔ مدینہ طیبہ اور دمشق کو ایک دوسرے سے ملاتی ہے۔ لیکن اس لائن کا وہ حصّہ جو حجاز میں واقع ہے فی الحال بند کر دیا گیا ہے۔ سعودی عرب کے مشرقی حصّہ میں تیل کے چشمے بھی دریافت ہوئے ہیں۔ جن کا ٹھیکہ کیلیفورنیا (امریکہ کی ایک ریاست) کی "اسٹینڈرڈ آئل کمپنی" کو دیدیا گیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۳۹ء میں اس کمپنی نے تھوڑا سا تیل برآمد بھی کیا تھا۔ برطانیہ، مصر اور عراق کے ساتھ سعودی عرب کے معاہدات مودّت بھی ہیں۔

سیگ فریڈلائن (Siegfried Line) فرانس کے مدافعتی قلعوں کے طویل سلسلہ میگنٹ لائن کے مقابلہ میں ۱۹۳۸ء کے وسط میں جرمنی نے اپنی مغربی سرحد پر قلعہ جات کا جو سلسلہ تعمیر کیا تھا۔ اسے سیگ فریڈ لائن کہتے ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں ان قلعہ جات اور ان کے استحکامات میں مزید اضافہ کیا گیا۔

سنگاپور (Singapore) مشرق بعید میں آبنائے ملاکا (Malacca) میں برطانیہ کا اہم بندرگاہ، نیز بحری اور فضائی مستقر ہے اور اس مقام سے بحر چین اور بحر ہند کے درمیان بحری راستہ کی حفاظت کیجاتی ہے۔ ۱۹۳۸ء میں سنگاپور کے جس مستقر کی تعمیر ختم ہوئی ہے۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا اور سامان جدید سے آراستہ مستقر سمجھا جاتا ہے۔ یہاں نہایت مستحکم قلعہ جات بھی تعمیر کئے گئے ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں جب یورپ میں جرمنی کی کامیاب پیشقدمی نے بین الاقوامی حالات کو نازک ترین بنا دیا تھا۔ سنگاپور کو ولایات متحدہ امریکہ کے سپرد کردئے جانے کی تجویز کی گئی تھی۔ یہاں کی آبادی ۷ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ جن میں سے پانچ لاکھ پچاس ہزار چینی ہیں۔

سنکیانگ (Sinkiang) ترکستان کا چینی نام ہے۔ یہ صوبہ چین کے شمال و مغرب میں واقع ہے۔ سنکیانگ کا رقبہ ساڑھے پانچ لاکھ مربع میل ہے اور آبادی بارہ لاکھ۔ یہاں کی آبادی چینی، ترکمان اور منگولیا کے باشندوں پر مشتمل ہے اور دارالسلطنت، شہر یورمچی (Urumchi) فوجی اعتبار سے یہ صوبہ بہت اہم سمجھا جاتا ہے اور یہاں اشتراکی جمہوریہ قائم ہے۔

سیریا (Syria) شام، بحر روم کے مشرقی ساحل پر فلسطین کے شمال میں پچاسی ہزار مربع میل وسیع ملک ہے۔ یہاں ۴۳ لاکھ افراد آباد ہیں۔ اور ان کی زبان عربی ہے۔ یہ ملک جنگ عظیم سے پیشتر عثمانی سلطنت میں شامل تھا۔ لیکن ۱۹۱۸ء میں اسے فرانس کے زیر انتظام قرار دید یا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں "شامی کانگریس" نے امیر فیصل کو یہاں کا بادشاہ منتخب کیا۔ لیکن اتحادیوں کے عدم اتفاق کی وجہ سے امیر فیصل اس ملک سے چلے گئے اور انہیں عراق کا بادشاہ بنا دیا گیا۔ مجلس اقوام

نے اس علاقہ کو فرانسیسی حکمبردار علاقہ بنادیا اور انتظام و تغیر کے متعدد مراحل سے گذرنے کے بعد بالآخر اسے چار حصوں یعنی خاص شام۔ لبنان، لٹاکیا اور جبل دروز میں تقسیم کردیا گیا۔ ان حصوں کا رقبہ علی الترتیب ۴۹ ہزار، تین ہزار آٹھ سو، دو ہزار آٹھ سو اور دو ہزار چار سو مربع میل، اور آبادی بیس لاکھ، سات لاکھ، تین لاکھ پچاس ہزار اور پچاس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ اور مقدم الذکر دو حصوں کے دارالسلطنت کے نام دمشق اور بیروت ہیں۔ ان چار حصوں کے مابین کوئی سیاسی تعلق قائم نہیں۔ حتیٰ کہ ابتدا میں یہاں جو وفاقی حکومت قائم کی گئی تھی ۱۹۲۴ء میں اسے بھی ختم کردیا گیا اور ۱۹۳۸ء میں اس کا ایک حصہ جو الکزنڈریٹا کے نام سے مشہور ہے۔ ترکی کے حوالہ کردیا گیا۔ موجودہ جنگ کے بعد اس ملک کے متعلق فرانسیسی اور ترکی حکومتوں کے درمیان مزید گفت و شنید بھی ہوئی ہے۔

سیریا تحریک اتحاد عرب کا گہوارہ ہے ۱۹۲۰ء سے ۱۹۳۲ء تک فرانسیسی حکومت کو اس ملک کے حریت خواہوں کی تحریکات کا مقابلہ کرنے میں شدید دشواریاں پیش آتی رہیں لیکن نومبر اور دسمبر ۱۹۳۶ء میں فرانس اور خاص شام نیز لبنان کے درمیان جو معاہدات ہوئے ان کی رو سے مقدم الذکر نے تین سال کے بعد ان ہر دو علاقوں کو ان شرائط پر آزاد کرنے کا وعدہ کیا کہ ان علاقوں میں قائم ہونے والی حکومتیں، فرانس کے ساتھ سیاسی نیز تجارتی معاہدات کریں گی اور فرانسیسی فوج کو ان مقامات میں رہنے کی اجازت دیں گی۔ لیکن موجودہ جنگ شروع ہوجانے کے باعث فی الحال ان معاہدات کا نفاذ ملتوی ہے۔

سوئٹزرلینڈ (Switzerland) جنوبی یورپ کا ایک پندرہ ہزار نو سو چوالیس مربع میل وسیع کوہستانی ملک ہے اور یہاں اکتالیس لاکھ پچاس ہزار افراد آباد ہیں۔ سوئٹزرلینڈ کی حکومت "دولت مشترکہ" کہلاتی ہے۔ یہاں کا نظام حکومت دنیا کا بہترین "جمہوری دستور" سمجھا جاتا ہے۔ یہاں مختلف اقوام آباد ہیں۔ اور مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں لیکن ہر قوم کی

جداگانہ اور خود مختار ریاست قائم ہے اور ہر زبان کو سرکاری زبان تسلیم کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ یہاں کی حکومت نے ۱۹۳۷ء میں چوالیس ہزار رومانی باشندوں کی زبان کو بھی سرکاری زبان قرار دیدیا ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں قلت وکثرت تعداد کا سوال نہیں بلکہ ہر قوم کو خواہ اس کی تعداد کتنی ہی کم کیوں نہ ہو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ یہ ملک ۲۰ حلقوں (Centers) اور دو نیم (Half Centers) حلقوں میں منقسم ہے۔ ہر حلقہ کے باشندوں کی جداگانہ پارلیمنٹ اور حکومت موجود ہے جو ہر بڑے اور چھوٹے مسئلہ پر رائے عامہ حاصل کرکے اس کے مطابق عمل پیرا ہوتی ہیں۔

سوئٹزرلینڈ کی "فیڈرل اسمبلی" دو ایوانات یعنی "نیشنل کونسل" اور "کونسل آف اسٹیٹ" پر مشتمل ہے۔ مقدم الذکر کو عوام مشترکہ طور پر باعتبار تناسب نمائندگی منتخب کرتے ہیں اور موخرالذکر کے لئے بلا امتیاز قلت وکثرت تعداد ہر حلقہ سے دو اراکین منتخب کئے جاتے ہیں۔ ان ہر دو ایوانات کے اراکین مشترکہ طور پر "فیڈرل کونسل" یعنی اراکینِ حکومت اور کونسل کے صدر کا انتخاب کرتے ہیں اور یہی صدر وزیراعظم نیز "رئیس جمہوریہ" سمجھا جاتا ہے لیکن "صدر جمہوریہ" کے نام سے یہاں کے دستور حکومت میں کوئی عہدہ موجود نہیں۔ وزیراعظم یا "فیڈرل پریسیڈنٹ" ایک سال تک اپنے عہدہ پر فائز رہ سکتا ہے۔ اور اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے کہ اس منصب پر یکے بعد دیگرے تمام اقوام کے افراد فائز ہوسکیں۔

سوئٹزرلینڈ مجلس اقوام کا مرکز ہے اور ۱۹۱۵ء سے اس ملک کو بین الاقوامی حفاظت کی ضمانت حاصل ہے۔ فوجی نقطۂ نظر سے یہ ملک اس لئے اہم سمجھا جاتا ہے کہ کوہستان الپس سے گذر کر یورپ میں داخل ہونے کے تمام رستے اسی ملک سے ہوکر گذرتے ہیں اور دوسرے یہ فرانس کے مشرق میں ایسی جگہ واقع ہے کہ یہاں سے نہایت آسانی اور کامیابی کے ساتھ اس ملک پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔ سوئٹزرلینڈ چونکہ ایک امن پسند، غیر جانبدار اور اپنی اختیار کردہ حکمت عملی پر استقلال کے ساتھ کاربند رہنے والا ملک تصور کیا جاتا ہے اس لئے یہاں گرانقدر

غیر ملکی اشیا، اور زر نقد بطور امانت رکھا ہوا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے "طلاء محفوظ" کی قیمت دو ارب فرانک ہے۔ اور غیر ممالک میں بھی بہت زیادہ سرمایہ لگا ہوا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے پاس اگرچہ باقاعدہ فوج نہیں لیکن یہاں کی شہری فوج سات لاکھ تربیت یافتہ اور نشانہ بازی کے لئے دنیا بھر میں مشہور افراد پر مشتمل ہے۔

سویڈن -- (Sweden) یورپ کے شمالی مغربی جزیرہ نما اسکنڈے نیویا کی ایک سلطنت کا نام ہے۔ سویڈن کا رقبہ ایک لاکھ ۷۳ ہزار مربع میل، آبادی ۶۳ لاکھ اور دارالسلطنت اسٹاک ہولم (Stockholm) ہے۔ یہاں کے موجودہ حکمران گسٹو پنجم (Gustav V) ۱۸۵۸ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ۱۹۰۷ء میں تخت نشین۔ یہ ملک یورپ کے سیاسی مسائل سے ہمیشہ علیحدہ اور سیاسی اعتبار سے فن لینڈ، ناروے اور ڈنمارک کے ساتھ وابستہ رہا ہے یہ ملک خام لوہے کے کثیر ذخائر کی موجودگی کی وجہ سے بین الاقوامی اہمیت رکھتا ہے اور جرمنی نیز برطانیہ اسی ملک سے لوہا حاصل کرتے رہے ہیں۔ اس ملک کے باشندے طبعاً جرمنی کے ہمدرد واقع ہوئے ہیں۔ لیکن انہیں نازیت سے اتفاق رائے نہیں۔ سویڈن میں جمہوری نظام حکومت قائم ہے۔ اور بادشاہ کو محض آئینی حیثیت حاصل ہے۔ مگر صنعتی حلقوں میں اشتراکیت روز افزوں قبول عام حاصل کر رہی ہے اور اشتراکی روس کے علاوہ براعظم یورپ میں سویڈن کے مزدوروں کا معیار زندگی بلند ترین ہے۔ یہ ملک بحر بالٹک کی ریاستوں میں شمار کیا جاتا ہے اور نہ صرف موجودہ جنگ ہی میں غیر جانبدار ہے بلکہ فن لینڈ اور اشتراکی روس کی لڑائی اور ناروے پر جرمن حملے کے دوران میں بھی غیر جانبدار رہا ہے۔

سویز کنال (Suez Canal) نہر سویز، بحر روم اور بحر احمر کو ملاتی ہے اور خشکی کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کو کاٹ کر بنائی گئی ہے۔ جو براعظم ایشیا کو براعظم افریقہ کے ساتھ وابستہ کرتا تھا۔ اگرچہ یہ نہر ایک فرانسیسی کمپنی کی ملکیت ہے۔ لیکن اس کے چھ لاکھ باون ہزار حصص

میں سے برطانوی حکومت دو لاکھ پچانوے ہزار حصّوں کی مالک ہے اور اسی لئے اس کی جماعت انتظامیہ برطانوی اور فرانسیسی نمائندوں پر مشتمل ہے حبشہ پر اطالوی قبضہ کے بعد سے چونکہ اس راستے سے اطالوی جہازوں کی آمد و رفت میں اضافہ ہوگیا ہے اس لئے اطالیہ اس کی جماعت انتظامیہ میں اطالوی نمائندوں کی شرکت پر مصر ہے۔ اس نہر سے گذرنے والے جہازوں کو محصول ادا کرنا پڑتا ہے۔ برطانیہ کو اس کے مشرقی مقبوضات سے وابستہ رکھنے والا بحری راستہ آبنائے جبرالٹر اور بحرروم کے بعد نہر سویز ہی سے ہوکر گذرتا ہے اس لئے اس کی حفاظت کی تمام ترذمہ داری برطانوی حکومت ہی پر ہے۔ یہ نہر مصری علاقہ میں واقع ہے۔ اور معاہدہ کے مطابق ۱۹۶۷ء میں یہ حکومت مصر کی ملکیت ہوجائے گی۔

ساوتھ افریقہ (South Africa) "یونین آف ساوتھ افریقہ" یعنی جنوبی افریقہ کی "حکومت متحدہ" کیپ پراونس، نٹال، ٹرانسوال اور اورنج فری اسٹیٹ پر مشتمل ہے اور یہ حکومت "برطانوی دولت مشترکہ" کا ایک جزو ہے۔ اس کا رقبہ چار لاکھ ۷۲ ہزار میل ہے اور آبادی ۹۶ لاکھ۔ شہر کیپ ٹاون مجلس قانون ساز کا صدر مقام ہے۔ اور پیری ٹوریا حکومت کا صدر مقام۔ یہاں کے باشندوں میں بیس لاکھ یورپین ہیں جن میں سے ۵۸ فیصدی ڈچ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی زبان افریقی یعنی ولندیزی زبان کی وہ شکل ہے جو اس نے افریقہ میں اختیار کرلی ہے اس زبان کے بولنے والوں کو بوئر (Boer) کہا جاتا ہے باقی ۴۲ فیصدی کی زبان انگریزی ہے "بوئروار" کے بعد جو ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۲ء تک جاری رہی تھی۔ برطانوی حکومت نے مفتوحہ علاقوں میں از سر نو "خود اختیاری حکومتیں" قائم کرکے ۱۹۱۰ء میں انہیں "یونین آف ساوتھ افریقہ" کے نام سے متحد کردیا۔ یہاں کے سیاسی مسائل میں بوئر قوم کی سیاسی بیداری اور برطانیہ کے ساتھ اس حکومت کے تعلقات کے مسائل خصوصی اہمیت رکھتے ہیں جنرل بوتھا اور جنرل اسمٹس جو "بوئروار" میں انگریزوں کے خلاف لڑے تھے ۱۹۱۰ء سے یہاں

کی حکومت کو "برطانوی دولت مشترکہ" کے ساتھ وابستہ رکھنے کے حامی ہیں۔ لیکن "نیشنلسٹ پارٹی" جنرل ہرزاگ کی زیر قیادت اس ملک میں ایک آزاد جمہوری حکومت کے قیام کی متمنی ہے۔ گذشتہ جنگ عظیم میں یہاں کی حکومت نے بجز ایک دستہ فوج کے جس کا مقصد برطانیہ کے ساتھ متحدالخیال ہونے کے مظاہرہ کے علاوہ اور کچھ نہ تھا، یہاں کی افواج کو براعظم یورپ میں نہیں بھیجا۔ البتہ افریقہ میں برطانیہ کو جہاں جہاں اپنے حریفوں کا مقابلہ کرنا پڑا، جنوبی افریقہ کی فوجیں اسکے دوش بدوش موجود رہیں۔ جنگ عظیم کے بعد جنرل ہرزاگ کی تحریک ترقی کر گئی اور آپ وزیراعظم مقرر ہوگئے۔ اپنے زمانۂ وزارت میں اگرچہ جنرل ہرزاگ نے جمہوری حکومت کے قیام کے لئے کوئی جد وجہد نہیں کی لیکن وہ اس ملک کو برطانیہ کی خارجی حکمت عملی سے علیٰحدہ رکھنے کی کوشش ضرور کرتے رہے۔

۱۹۳۴ء میں جنرل ہرزاگ اور جنرل اسمٹس کے درمیان سمجھوتہ ہوگیا۔ اور برطانوی قانون مجریہ ۱۹۰۹ء میں ترمیم کردی گئی۔ اس ترمیم کی رو سے جنوبی افریقہ کو ایک آزاد حکومت قرار دیکر انگلستان کے بادشاہ کو جنوبی افریقہ کے انہیں معاملات میں مداخلت کا مجاز تسلیم کیا گیا۔ جن میں انکے افریقی وزراء انہیں مداخلت کا مشورہ دیں۔ "یونین آف ساوتھ افریقہ" میں تمام دنیا کے سونے کا چالیس فیصدی حصہ برآمد ہوتا ہے۔ ہیرے، کوئلہ، تانبے، بلاٹینم اور اسبستوس کی بڑی بڑی معدنیات موجود ہیں، گندم، مکی نیز مختلف پھل بکثرت پیدا ہوتے اور مویشی بالخصوص بھیڑیں بہ تعداد کثیر پائی جاتی ہیں۔

جنوبی افریقہ میں "پارلیمنٹری حکومت" قائم ہے۔ ایوان اعلیٰ کے اراکین دس سال کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں اور ان میں آٹھ اراکین حکومت کے نامزد کردہ ہوتے ہیں۔ ایوانِ زیرین ڈیڑھ سو نمائندوں پر مشتمل ہے۔ ان کا انتخاب محض پانچ سال کے لئے عمل میں آتا ہے اور یہاں کا برطانوی گورنر جنرل "تاج" کی نمائندگی کرتا ہے۔ انگریزی اور افریقائی دونوں

سرکاری زبانیں ہیں اور یہاں کے اصلی باشندوں کو، صوبہ کیپ ٹاون کے باشندوں کے علاوہ رائے دینے کا حق حاصل نہیں ہے۔ زمانہ امن میں یہاں کی مدافعتی فوج کی تعداد محض پانچہزار رہتی ہے مگر یہاں کی ایک جماعت "رائفل ایسوسی ایشن" کے موجودہ اراکین کی تعداد ایک لاکھ گیارہ ہزار ہے اور اس جماعت سے وابستہ افراد جنوبی افریقہ کی "محفوظ فوج" کے سپاہی سمجھے جاتے ہیں بوئر قوم رنگ ونسل کے امتیاز کو مدنظر رکھنے میں سخت متعصب واقع ہوئی ہے اور کالی نسل کے کسی فرد کے لئے بھی مساوی انسانی حقوق تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ساوتھ ویسٹ افریقہ (South West Africa) یعنی جنوبی مغربی افریقہ جنگ عظیم سے پیشتر جرمنی کی افریقی نوآبادت میں شامل تھا۔ لیکن جنگ کے بعد مجلس اقوام نے اسے جنوبی افریقہ کی حکومت کا حکمبردار علاقہ بنا دیا۔ جنوبی مغربی افریقہ کا رقبہ تین لاکھ سترہ ہزار مربع میل اور آبادی تین لاکھ سات ہزار افراد پر مشتمل ہے یہاں ہیرے کی معدنیات موجود ہیں اور یہاں کے باشندے مویشی کی پرورش اور کان کنی پر بسر اوقات کرتے ہیں۔ یہاں کی "لیجسلیٹو اسمبلی" اٹھارہ اراکین پر مشتمل ہے جن میں سے بارہ منتخبہ اور چھ نامزد کردہ ہوتے ہیں۔

یونین آف سوشلسٹ سویٹ ری پبلکس (Union of Socialist Soviet Republics) یعنی اشتراکی روس کا رقبہ اکاسی لاکھ چوالیس ہزار مربع میل اور آبادی اٹھارہ کروڑ افراد پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس کے بعد خاص روس کی حدود میں "وفاقی اشتراکی جمہوریہ" قائم کی گئی تھی۔ لیکن سنہ ۱۹۳۰ء میں یوکرین اور دوسرے سرحدی علاقوں کی جمہوری حکومتوں کو شامل کرکے متعدد اشتراکی جمہوری حکومتوں کا مشترک نام "یونین آف سوشلسٹ ری پبلکس" رکھ دیا گیا۔ اور خاص روس کی پہلی جمہوریہ کو ایک "نمائندہ مجلس" بنا دیا گیا۔ یہاں سنہ ۱۹۲۳ء میں جو دستور حکومت نافذ کیا گیا تھا اس کی تمام تر بنیاد "پرولتاری آمریت" (Proletarial Dictatorship) پر قائم تھی۔ اضلاع کے مختلف حصوں کی ابتدائی سوویٹز (Soviets)

یعنی پنچائتیں اپنی حدود میں نظم ونسق کی ذمہ دار ہونے کے علاوہ اپنے سے بالاتر سوئٹنر کے لئے نمائندوں کا انتخاب بھی کرتی تہیں، حکومت کے تمام اختیارات "آل رشین سویٹ کانگریس" (All-Russian Soviet Congress) کو حاصل تھے اور اس کا ہر رکن ۲۵ ہزار صنعتی مزدوروں یا ایک لاکھ پچیس ہزار کسانوں کی نمائندگی کرتا تھا۔ یہ کانگریس ایک" سنٹرل ایگزکٹیو کمیٹی" منتخب کرتی تہی، اور یہ کمیٹی کانگریس کے دوسرے اجلاس سے قبل تک، جملہ قوانین کی ترتیب ونفاذ کی مجاز ہوتی تہی۔ اشتراکی روس میں اس قسم کی سات جمہوری حکومتیں قائم تھیں اور ہر جمہوریہ پورے طور پر آزاد تھی۔

۱۹۳۶ئہ میں "جمہوریہ اشتراکیہ روسیہ" کے دستور میں ترمیم کرکے تمام اعلیٰ اور ادنیٰ پنچائتوں میں براہ راست انتخاب کا طریقہ رائج کر دیا گیا۔ کانگریس معزول کردی گئی۔ اور تمام اختیارات "سپریم کونسل آف دی یونین" (Suprem Council of the Union) کے حوالہ کردئے گئے۔ جسے یہاں کی "پارلیمنٹ" کہنا چاہیئے۔ اس مجلس کا انتخاب اشتراکی روس کا تمام محنت کش طبقہ خواہ اس کے افراد صنعتی مزدور ہوں یا کسان مساوی حق رائے دہندگی کی بنا پر کرتا ہے۔ کونسل دو ایوانات یعنی "کونسل آف یونین" (Council of Union) اور "کونسل آف نیشنلیٹیز" (Council of Nationalities) پر مشتمل ہے۔ مقدم الذکر ایوان کا ہر رکن تین لاکھ باشندوں کی نمائندگی کرتا ہے اور موخرالذکر میں ہر" جمہوریہ" کے ۲۵ نمائندے نیز خود مختار سرحدی حکومتوں کے نمائندوں کی مقررہ تعداد شامل کی جاتی ہے۔ یہ ہر دو ایوانات ایک اور مجلس کو جو گیارہ اراکین اور ایک صدر پر مشتمل ہوتی ہے، مشترکہ طور پر منتخب کرتے ہیں اور اس مجلس کے صدر کی حیثیت دوسرے ممالک کی جمہوری حکومتوں کے صدر کے مساوی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ "سپریم کونسل" ، "کونسل آف پیپلز کمیسار" کا انتخاب بھی کرتی ہے۔ جس کا صدر اشتراکی روس کا وزیر اعظم متصور ہوتا ہے۔

فی الحال روس کی اشتراکی حکومت، روس، یوکرین، وائٹ رشا، آرمینیا، جارجیا، آذر بائجان، ازبکستان، قزاقستان، ترکمانستان، تاجکستان اور کرغیزیا ایسی بڑی بڑی وفاقی جمہوری حکومتوں میں مشتمل ہے۔ جن میں سے ہر "جمہوریہ" کو بہت سی چھوٹی چھوٹی قومی جمہوری حکومتوں اور خود مختار سرحدی علاقوں میں اس طرح منقسم کر دیا گیا ہے کہ ایک سو اسّی افراد پر مشتمل ہر گروہ کو "ہوم رول" حاصل ہے۔ مذکورہ بالا جمہوری حکومتوں کی آبادی علی الترتیب ایک سو دس، چالیس، آٹھ، ایک، تین، تین، دو، سات، ایک، ایک اور ایک ملین افراد پر مشتمل ہے اور ان تمام جمہوری حکومتوں کی زبانیں، اشتراکی روس کی سرکاری زبانیں سمجھی جاتی ہیں۔ نیز قانونی اعتبار سے ہر جمہوری حکومت کو "جمہوریہ اشتراکیہ روسیہ" سے قطع تعلق کا حق حاصل ہے۔ اشتراکی روس میں "کمیونسٹ پارٹی" (Communist Party) واحد سیاسی جماعت ہے اور انتخابات عمومی میں اسی جماعت کے اراکین حصّہ لیتے ہیں۔

روس کا اقتصادی نظام "اشتراکیت" پر مبنی ہے اور کارخانے، معدنیات، رسل و رسائل کے تمام ذرائع حکومت کی ملکیت ہیں۔ زراعت بالعموم مشترک طریقہ پر کی جاتی ہے لیکن اس حصّہ کے علاوہ جو اس مشترکہ زراعت سے کسانوں کو حاصل ہوتا ہے، ہر کسان کو ایک ذاتی مکان چند ایکڑ اراضی اور چند گائیں رکھنے کا حق بھی حاصل ہے۔

خارجی حکمت عملی کے اعتبار سے قیام اشتراکیت کے بعد روس کی حکمت عملی کو چار ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا دور ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۲ء تک قائم رہا جس میں یہاں کی حکومت دنیا کی دوسری قوموں سے بالکل منقطع رہی۔ دوسرا دور ۱۹۲۲ء میں "اپالو" کے معاہدہ کے بعد سے شروع ہو کر ۱۹۳۳ء تک جاری رہا اور اس دور میں جرمنی اور اشتراکی روس کے مابین اشتراک عمل قائم رہا لیکن ساتھ ساتھ اسے برطانیہ اور فرانس کی جانب سے مداخلت اور اعلان جنگ کا خطرہ بھی لاحق رہا۔ تیسرا دور ۱۹۳۳ء سے شروع ہو کر ۱۹۳۹ء تک قائم رہا۔ اس زمانہ میں

ایک جانب تو جرمنی ہر ہٹلر کی قیادت میں اشتراکیت کی شدید مخالفت کر رہا تھا جس کی وجہ سے اشتراکی روس پر جرمنی کے حملہ کا اندیشہ تھا۔ اور دوسری طرف چین میں جاپان کی پیشقدمیوں اور "مخالفِ اشتراکیت معاہدہ" میں جرمنی اور اطالیہ کے ساتھ جاپان کی شرکت نے، جاپان کے ساتھ اس کے تعلقات میں مزید کشیدگی پیدا کردی تھی۔ ان حالات کے پیش نظر اشتراکی روس نے مجلس اقوام میں شرکت کی، فرانس اور چیکوسلاواکیہ کے ساتھ معاہدات کئے اور مغربی جمہوری حکومتوں کے ساتھ اتحادِ عمل قائم رکھنے کے علاوہ جاپان کے مقابلہ میں چینی جمہوریت پسندوں کی ہر ممکن طریقہ پر امداد کرتا رہا۔ اور چوتھا دور وہ ہے جس کی ابتدا اگست ۱۹۳۹ء میں جرمنی کے ساتھ اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد سے ہوئی ہے جس کے ماتحت یہ ہر دو ممالک ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہونے کے پابند ہیں۔ موجودہ جنگ میں اشتراکی روس قطعاً غیر جانبدار ہے اور اس عرصہ میں فن لینڈ کا کچھ حصہ مشرقی پولینڈ، بحر بالٹک کی تین ریاستیں، بسارابیا نیز بکوانیا کے چند اضلاع اشتراکی روس کے ساتھ ملحق ہو چکے ہیں۔

سڈیٹن لینڈ (Sudetenland) سابقہ جمہوریہ چیکوسلاواکیہ کے ان مغربی سرحدی اضلاع کو کہتے ہیں۔ جہاں جرمن آباد تھے۔ ان اضلاع کو وسط مارچ ۱۹۳۹ء میں جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا گیا ہے۔

(ش)

شیلسوگ ہولسٹن (Schleswig Holstein) شمالی جرمنی میں ایک پانچ ہزار تین سو مربع میل وسیع صوبہ ہے۔ یہ صوبہ ۱۸۶۴ء میں پروشیا نے ڈنمارک سے لے لیا تھا لیکن اس صوبہ کے شمالی اضلاع کے ڈینش باشندے ہمیشہ اسے ڈنمارک میں شامل کر دئے جانے کا مطالبہ کرتے رہے، حتیٰ کہ ۱۹۲۰ء میں ورسلائے کے صلحنامہ کی رو سے رائے عام

معلوم کر کے اس صوبہ کا شمالی حصہ ڈنمارک کو دیدیا گیا۔ اب اس علاقہ کا نام ساؤتھ جٹلنڈ (South Jutland) ہے۔ یہاں ۳۵ ہزار جرمن آباد ہیں اور انہیں خصوصی مراعات حاصل ہیں جرمنی ہمیشہ ان اضلاع کی واپسی کا مطالبہ کرتا رہا ہے اور موجودہ جنگ کے دوران میں ڈنمارک پر جرمنی کا قبضہ ہو جانے کے بعد یہ اضلاع خود بخود جرمنی میں شامل ہو گئے ہیں۔

شرق الہند (East Indies) یہ جزائر ہندوستان کے جنوب و مشرق میں بحرالکاہل میں واقع ہیں ان کی تعداد بیس ہزار کے قریب ہے۔ اور تین ہزار میل تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ان میں سب سے بڑے جزائر، سماترا، جاوا، ڈچ بورنیو، اور ڈچ گائنا ہیں۔ ان جزائر کی آبادی تقریباً چھ کروڑ ہے۔ جس میں مسلمانوں کی عظیم الشان اکثریت ہے۔ یہاں ایک "ڈچ گورنر جنرل" رہتا ہے جسے بہت زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔ ان جزائر کی حفاظت کے لئے بیس ہزار آدمیوں کی فوج ہے لیکن بحری اور فضائی بیڑہ کچھ زیادہ قابل وقعت نہیں۔ زرعی اور معدنی اعتبار سے یہ جزائر نہایت اہم ہیں۔ تیل کے کوئیں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ سالانہ ۱۵ لاکھ ٹن کے قریب کوئلہ نکلتا ہے، اور تیس ہزار ٹن کے قریب ٹین، سونے اور چاندی کی کانیں بھی ہیں اور ان سے ہر سال ۶ لاکھ روپیہ کا سونا نیز ۱۶ لاکھ روپیہ کی چاندی برآمد ہوتی ہے۔ دنیا میں جس قدر ربر پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ایک تہائی انہیں جزائر میں ہوتا ہے۔ اسی طرح ۹۵ فیصدی کونین کی چھال بھی یہیں ملتی ہے۔ شکر بیس لاکھ ٹن سالانہ تیار ہوتی ہے، قہوہ ایک لاکھ ٹن، تمباکو ۴۳ ہزار ٹن سیاہ مرچ کم و بیش ۳۰ ہزار ٹن اور ناریل کی سوکھی گری ۴ لاکھ ٹن۔ مویشی بھی لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

اپنی جائے وقوع کے لحاظ سے یہ جزائر بہت اہم ہیں۔ ان کے شمال و مشرق میں ہندوستان شمال میں فرانسیسی انڈوچائنا نیز امریکی مقبوضات، جزائر فلپائن جاپان اور جنوب و مشرق میں برطانوی نوآبادی آسٹریلیا واقع ہیں۔ اگر کوئی دوسرا ملک مثلاً جاپان ان جزائر پر قبضہ

کرکے وہاں بحری اور فضائی مستقر بنائے تو نہ صرف ان کی بیش قیمت پیداوار ہی اس کے ہاتھ میں آجائے گی، بلکہ ہندوستان، انڈوچائنا، جزائر فلپائن اور آسٹریلیا کو بھی شدید خطرات لاحق ہوجائیں گے۔

ان جزائر کی یہ جنگی اور اقتصادی اہمیت ہی ہے جس کی وجہ سے جنگ چھڑنے کے بعد ہی ان پر جاپان کی مستعمرانہ نگاہیں پڑنے لگی تھیں اور اس نے اعلان بھی کردیا تھا کہ اگر ہالینڈ پر حملہ ہوا تو ان جزائر کی آزادی قائم نہیں رہ سکتی، امریکہ جانتا ہے کہ ان جزائر پر اگر جاپان کا قبضہ ہوگیا تو نہ صرف جزائر فلپائن ہی خطرہ میں پڑجائیں گے بلکہ ان جزائر سے جو سامان امریکہ آتا ہے۔ وہ بھی نہ آسکے گا۔ اس لئے امریکہ کے وزیر خارجہ نے بھی جاپان کے جواب میں یہ اعلان کردیا تھا کہ اگر جزائر شرق الہند پر کسی دوسری طاقت نے قبضہ کرنا چاہا تو بحرالکاہل کا امن خطرہ میں پڑجائیگا۔ اس اعلان کے ساتھ ہی امریکہ کا ایک بحری بیڑہ جزائر ہونولولو میں بھیجدیا گیا تھا۔

(ع)

عرب (Arabia) جزیرہ نمائے عرب کا مختصر نام ہے۔ اور یہاں متعدد حکومتیں قائم ہیں۔ جزیرہ نمائے کی آزاد اور سب سے طاقتور حکومت "سعودی عرب" پر مشتمل ہے۔ دوسری حکومت "یمن" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کا رقبہ پچھتر ہزار مربع میل اور آبادی ۳۵ لاکھ ہے اور موجودہ حکمران کا نام امام یحییٰ بن محمد ہے حکومت یمن کا مشہور بندرگاہ حدیدہ ہے اور حضرت سلیمانؑ کے عہد کی مشہور حکمران خاتون، بلقیس کا تاریخی شہر سبا بھی یہیں واقع ہے ۱۱ر فروری ۱۹۳۵ء کو صفا کے مقام پر برطانیہ، ہندوستان اور یمن کی حکومتوں کے درمیان سرحدات کے تعین اور تجارتی معاملات کے سلسلہ میں ایک معاہدہ بھی ہوچکا ہے۔ تیسرا علاقہ عدن اور حضرموت پر مشتمل ہے۔ مقدم الذکر مقام برطانیہ کے قبضہ میں ہے۔ موخرالذکر زیر برطانوی

سیادت قائم ہے۔ اس کا رقبہ ایک لاکھ بارہ ہزار مربع میل سے زیادہ ہے اور فوجی اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ چوتھی ریاست" حکومت عمان" کے نام سے مشہور ہے اور ۸۲ ہزار مربع میل رقبہ پر مشتمل ہے۔ یہاں کی آبادی ۵ لاکھ ہے اور اسے مشرقی عرب کی "آزاد سلطنت" سمجھا جاتا ہے لیکن یہاں برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ متعین ہے۔ موجودہ سلطان کا نام سلطان سید بن تیمور ہے، آپ کو برطانوی حکومت کی جانب سے "سر" کا خطاب بھی حاصل ہے اور آپ کا دارالسلطنت شہر مسقط ہے۔ پانچواں حصّہ کویت کہلاتا ہے۔ اور خلیج فارس کے شمالی مغربی ساحل پر واقع ہے۔ یہاں کی آبادی پچاس ہزار ہے۔ اور ۱۷۵۰ء سے یہاں مقامی شیوخ کی حکومت قائم ہے۔ لیکن "برطانوی پولیٹیکل ایجنٹ" بھی یہاں مقیم رہتا ہے چھٹا طروشم یہ گردونواح کے ساحلی علاقہ پر مشتمل ہے۔ اس علاقہ کی مجموعی آبادی اسّی لاکھ ہے اور یہاں چھ شیوخ حکمراں ہیں لیکن برطانوی حکومت نے ۱۸۹۲ء میں ان کے ساتھ ایک معاہدہ کرکے انہیں دنیا کی دوسری اقوام اور حکومتوں کے ساتھ قیام تعلقات کے حقوق سے بالکل محروم کردیا ہے۔ اور ساتواں حصّہ جزائر بحرین ہے۔ ان تمام عرب ریاستوں کی نگرانی اور ان کے ساتھ ربط وتعلق قائم رکھنے کے لئے برطانوی حکومت نے خلیج فارس کے ایک ساحلی مقام بوشہر میں "پولیٹیکل ریذیڈنسی" (Political Residency) قائم کر رکھی ہے۔

عراق (Irak) جزیرہ نمائے عرب کے شمال ومشرق میں ایک لاکھ سولہ ہزار مربع میل وسیع عرب ریاست ہے۔ یہاں کی آبادی ۳۵ لاکھ ہے اور دارالحکومت شہر بغداد۔ خلیج فارس پر اس کا ایک بندرگاہ بھی ہے جو بصرہ کہلاتا ہے۔ یہ علاقہ پہلے "میسوپوٹامیہ" کے نام سے مشہور اور سلطنت عثمانیہ میں شامل تھا۔ لیکن جنگ عظیم کے بعد اسے برطانیہ کا حکمبردار علاقہ قرار دیکر یہاں عرب ریاست قائم کردی گئی تھی۔ ۱۹۲۱ء میں جب امیر فیصل شام کی بادشاہت سے محروم کردیئے گئے تو انہیں عراق کا بادشاہ بنادیا گیا۔ حکمبرداری کی شرائط کے ماتحت یہاں ایک

"مجلس نمائندگان" مقرر کی گئی جسنے ۱۹۲۴ء میں نیا دستور حکومت نافذ کرکے "ملوکیت" کو محدود کر دیا، ذمہ دار حکومت قائم کی اور دو ایوانات پر مشتمل ایک "پارلیمنٹ" کا قیام عمل میں لائی۔ عراق کا ایوان زیریں ڈیڑھ سو منتخبہ نمائندوں اور ایوان اعلیٰ بیس نامزد کردہ اراکین پر مشتمل ہے ۱۹۳۳ء میں امیر فیصل اوّل کے انتقال کے بعد ان کے فرزند غازی الاول تخت نشین ہوئے۔ لیکن ۴ر اپریل کو موٹر کار کے تصادم کا حادثہ پیش آجانے کی وجہ سے آپکا انتقال ہو گیا۔ اور آپ کی جگہ آپ کے شیر خوار فرزند فیصل ثانی کو تخت نشین کیا گیا۔

۱۴ر دسمبر ۱۹۲۷ء کو برطانیہ نے عراق کی کامل آزادی کو تسلیم کر لیا تھا، ۴ر اکتوبر ۱۹۳۲ء کو عراق مجلس اقوام کا رکن بن گیا اور آئینی طریقہ پر یہاں سے برطانیہ کی سیادت ختم ہو گئی۔ لیکن مخصوص سیاسی روابط کی بنا پر یہاں برطانیہ کا اقتدار علی حالہ موجود ہے۔ افواجِ عراق پر برطانوی اقتدار قائم ہے۔ پولیس کا انسپکٹر جنرل انگریز ہے اور متعدد مقامات پر برطانوی فضائی دستے مقیم ہیں۔ یہاں عسکری تربیت لازمی ہے۔ زمانۂ امن میں فوج کی تعداد ۲۰ ہزار رہتی ہے اور پولیس کی دس ہزار۔ موصل جو اپنے تیل کے چشموں کے باعث بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے عراق ہی میں واقع ہے۔ اور سرحد ایران کے قریب خانقین میں تیل کے جو چشمے ہیں وہ بھی عراقی حدود ہی میں شامل ہیں۔ موصل کا تیل بڑے بڑے نلوں کے ذریعہ سے حیفہ کی بندرگاہ تک پہونچایا جاتا ہے۔

۱۹۳۶ء سے اگست ۱۹۳۸ء تک یہاں کی حکومت مختلف الخیال سیاسی جماعتوں کی کشمکش کی آماجگاہ بنی رہی لیکن دسمبر ۱۹۳۸ء میں یہاں کے سابق وزیر اعظم نوری سعید پاشا جو ترقی پسند قوم پرور اور تحریک اتحاد عرب کے حامی ہیں از سر نو وزیر اعظم مقرر ہوئے موجودہ جنگ میں عراق گذشتہ معاہدات کی بنا پر برطانیہ کا حلیف ہے اور ۶ر ستمبر ۱۹۳۹ء کو یہاں کی حکومت نے جرمنی کے ساتھ اپنے سیاسی تعلقات کے انقطاع کا اعلان کر دیا تھا۔

(ف)

فلسطین = (Palestine) بحرِ روم کے جنوب و مشرق میں دس ہزار چار سو بیس مربع میل وسیع علاقہ ہے یہاں کی مجموعی آبادی چودہ لاکھ اسی ہزار افراد پر مشتمل ہے جن میں سے دس لاکھ عرب ہیں اور چار لاکھ اسی ہزار یہود۔ فلسطین جنگ عظیم سے پیشتر سلطنت ترکیہ میں شامل تھا۔ لیکن جنگ کے بعد مجلس اقوام نے اسے برطانیہ کے زیر انتظام دے کر ۱۹۱۷ء کے "اعلان بالفور" کے مطابق اسے "یہود کا قومی وطن" قرار دیدیا اور انہیں فلسطین میں آنے کی اجازت دیدی۔ لیکن یہاں کے عرب باشندوں نے برطانیہ کے اس وعدہ کے پیش نظر جو دوران جنگ میں اس علاقہ کو "زیر تجویز عرب سلطنت" میں شامل کرنے کے متعلق کیا گیا تھا اس فیصلہ کی شدید مخالفت کی۔ اس سلسلہ میں اعراب فلسطین نے جس دستاویز کا حوالہ دیا وہ برطانیہ کے وکیل مطلق سر ہنری میک موہن کے وہ مکتوبات تھے جو انہوں نے شریف حسین کو روانہ کئے تھے اور جن میں ترکوں کے ساتھ بغاوت کے صلہ میں ان کے اس مطالبہ کو کہ "زیر تجویز عرب سلطنت میں جزیرۃ العرب، عراق، شام اور فلسطین کو شامل کیا جائیگا۔ برطانوی حکومت کی جانب سے اس شرط کے ساتھ منظور کر لیا گیا تھا کہ وہ اضلاع جو دمشق، حمس، ہاما اور الپو کے مغرب میں واقع ہیں اور جنہیں خالص عرب آبادیاں نہیں کہا جا سکتا، اس "عرب سلطنت" میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔ اعراب فلسطین کے مطالبات کے جواب میں برطانوی حکومت نے مذکورہ بالا استثنا کا حوالہ دیکر ان کے مطالبہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ البتہ ٹرانسجارڈن (Trans Jordan) کے علاقے فلسطین سے علیحدہ کر کے امیر عبداللہ کو یہاں کا رئیس بنا دیا گیا اور اس علاقہ میں یہودیوں کی نو آبادکاری ممنوع قرار دے دی گئی۔

۱۹۲۱ء اور ۱۹۲۹ء میں اس فیصلہ کے سلسلہ میں شدید ہنگامے برپا ہوئے لیکن حکومت نے انہیں نہایت وحشیانہ طریقہ پر فرو کردیا۔ ۱۹۳۰ء میں "ہوپ سیمپسن" اور "پاس فیلڈ" نامی مجالس تحقیقات نے برطانوی حکومت سے فلسطین میں یہودیوں کے داخلہ کو بند، اور وہاں ایک "لیجسلیٹیو کونسل" کے قیام کی سفارش کی جس کے مطابق فلسطین کا نظم ونسق اکثریت یعنی اعراب کے ہاتھ میں پہونچ سکتا تھا۔ لیکن یہود نے اس نظام کو ناپسند کیا اور یہ سفارشات بھی مسترد کردی گئیں۔ جس کے بعد پھر ہنگاموں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اسی زمانہ میں ہر ہٹلر کے "مخالف یہود" طرز عمل کے باعث وہاں کے یہود باشندے بتعداد کثیر فلسطین آ گئے۔ اور اس طرح اعراب فلسطین کو چوتھی مرتبہ بجبر اپنے جائز مطالبات کو تسلیم کرانے کی جد وجہد شروع کرنی پڑی۔

چنانچہ برطانوی حکومت نے اس سلسلہ میں مزید تحقیقات کے لئے "پیل کمیشن" (Peel Commission) مقرر کیا۔ جس نے جولائی ۱۹۳۷ء میں فلسطین کو دو حصوں میں منقسم کرکے ان اضلاع پر جو بحر روم کے شمالی ساحل سے ملحق واقع ہیں ایک آزاد یہود ریاست اور باقی فلسطین میں جداگانہ آزاد ریاست کے قیام نیز یروشلم اور بندرگاہ حیفہ کو برطانوی انتظامات کے ماتحت رکھنے کی تجویز پیش کی۔ لیکن اس تجویز کو یہود و اعراب ہر دو اقوام نے ناپسند کیا اور ۱۹۳۸ء میں اسے بھی کالعدم قرار دیدیا گیا۔ فروری ۱۹۳۹ء میں بمقام لندن "فلسطین کانفرنس" منعقد کی گئی۔ لیکن برطانوی حکومت نے اس مسئلہ کی جو تجاویز پیش کیں ہر دو فریق نے انہیں بھی مسترد کردیا۔ حتیٰ کہ ۷ار مئی ۱۹۳۹ء کو برطانوی حکومت نے ایک "قرطاس ابیض" (White Paper) شائع کرکے اس بات کا اعلان کردیا کہ "ملک معظم کی حکومت کا یہ منشا نہیں ہے کہ فلسطین میں "یہودی ریاست" قائم کی جائے" سر ہنری میک موہن کے مکتوب کے حوالہ سے اعراب فلسطین نے جو مطالبہ کیا تھا اس "قرطاس ابیض" میں اس کی بھی مخالفت کی گئی اور اس امر کو واضح کیا گیا کہ "فلسطین میں ایک ایسی آزاد ریاست کا قیام مدنظر ہے جس میں ہر قوم کے حقوق و اختیارات محفوظ رہیں

اوراس کی تشکیل میں ہر قوم حصہ لے سکے" یہ ریاست اس اعلان کے دس سال بعد معرض وجود میں لائی جائے گی، یہ ریاست برطانوی حکومت کے ساتھ ایسے تجارتی اور سیاسی معاہدات کرنے پر مجبور ہوگی جنہیں مؤخر الذکر ہر دو ممالک کے لئے ضروری سمجھے۔ اس اعلان میں یہ وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ امن قائم ہو جانے کے بعد باشندگان فلسطین کو برطانوی مشیروں کی نگرانی میں حکومت کے نظم ونسق کا ذمہ دار بنا دیا جائے گا۔ اور وہ" برطانوی ہائی کمشنر" کے ماتحت رہیں گے۔ امن قائم ہو جانے سے پانچ سال کے بعد فلسطین اور برطانیہ کے نمائندوں پر مشتمل ایک جماعت مقرر کی جائیگی جو فلسطین کے" سیاسی مستقبل" کے سلسلہ میں اپنی تجاویز پیش کرے گی۔" قرطاس ابیض" میں یہ امر بھی واضح کردیا گیا ہے کہ اگر دس سال کے بعد حالات، برطانوی حکومت کو اس اعلان کی تکمیل کی اجازت نہ دیں تو "ملک معظم کی حکومت" اس معاملہ میں یہاں کے باشندوں، مجلس اقوام کی کونسل" اور دوسری عرب ریاستوں سے مشورہ کریگی۔ آئندہ پانچ سال میں محض ۷۵ ہزار یہود کو یہاں آباد ہونے کی اجازت دی گئی تاکہ اعراب اور یہود میں ایک اور دو کی نسبت قائم رہے۔ یہود کے لئے بجز رملہ، خلیج حیفہ اور طنطورہ کے فلسطین میں آراضی خریدنے کی ممانعت کردی گئی۔ یہود اس "قرطاس ابیض" کو" بالفور اعلان" کے منافی سمجھتے ہیں، اعراب فلسطین اس اعلان پر مطمئن نہیں اور مجلس اقوام کی وہ مقامی نمائندہ مجلس جو فلسطین میں اس کی ہدایات کی تعمیل کے لئے مقرر ہے کثرت آراء سے اس کی مخالف ہے۔ لیکن آغاز جنگ کے باعث فی الحال یہ مسئلہ مؤخر کردیا گیا ہے۔

۱۹۱۸ء میں یہاں صرف دس ہزار یہود موجود تھے۔ لیکن اب ان کی تعداد تقریباً پانچ لاکھ ہے انہوں نے دو سو تیس وسیع مربعہ جات میں زراعت شروع کردی ہے۔ شمالی فلسطین میں نہریں تعمیر کی گئی ہیں۔ تل اویو (Tal - Aviv) کے نام سے ایک زبردست اور خوبصورت شہر آباد کرلیا ہے اور بڑے بڑے صنعتی کارخانہ قائم کرلئے ہیں، ان کی زبان، ترقی یافتہ عبرانی زبان ہے فلسطین پر ایک برطانوی" ہائی کمشنر" حکومت کرتا ہے۔ اور انگریزی، عربی اور عبرانی زبانوں کو سرکاری

زبانیں تسلیم کیا جاتا ہے۔

فلسطین چونکہ بحر روم کے مشرقی ساحل پر واقع نیز نہر سوئز کے دائیں بازو کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس لئے ہندوستان اور مشرق بعید کو جانے والے بحری راستہ کی حفاظت کے لئے اس کا برطانیہ کے قبضہ میں رہنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ یہاں "فضائی مستقر" قائم ہے اور حیفہ میں بحری مستقر۔ فلسطین دنیا کے مسلمانوں، عیسائیوں اور یہود کے لئے مساوی طور پر قابل احترام ہے۔ اور ان ہر اقوام کی مذہبی روایات اس ملک کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اسی لئے فلسطین کے مستقبل کا سوال "مقامی" نہیں بلکہ "بین الاقوامی" حیثیت رکھتا ہے۔

فلنڈرس - (Flanders) بلجیم کا مغربی حصہ فلنڈرس کہلاتا ہے۔ جس کی آبادی ۴۰ لاکھ سے کچھ زیادہ ہے یہ علاقہ پہلے ہالینڈ کے زیر نگیں تھا لیکن ۱۸۳۰ء کے انقلاب کے بعد جب بلجیم کی حکومت قائم ہوئی تو اسے بلجیم میں شامل کر لیا گیا۔ چنانچہ آج بھی اس علاقہ کے باشندے عموماً ولندیزی زبان بولتے ہیں۔ البتہ ان کا لہجہ ہالینڈ کے باشندوں کے لہجہ سے کچھ مختلف ضرور ہے یہ لوگ خود کو ولندیزی ہی کہتے ہیں اور عرصہ سے حکومت خود اختیاری کے لئے جد وجہد کر رہے ہیں اگرچہ ان کا یہ مطالبہ ہنوز پورا نہیں ہو سکا لیکن حکومت نے انہیں بہت سی مخصوص مراعات دے رکھی ہیں جنگ عظیم میں اس علاقہ کے بیشتر باشندوں نے فرانس کا ساتھ دیا تھا لیکن کچھ لوگوں نے جرمنی کی ہمنوائی بھی کی تھی جرمنی کی حکومت اس علاقہ کے باشندوں کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کا اظہار کرتی رہی ہے اور گذشتہ کچھ عرصے سے وہاں کھلم کھلا نازی پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ مئی ۱۹۴۰ء میں اس علاقہ میں اتحادی افواج کو تباہ کن شکست نصیب ہوئی تھی۔

فلپائن ۔ "دولت مشترکہ فلپائن" (Commonwealth of Philippines) ملایا کے مجمع الجزائر کے ایک ہزار بڑے اور چھوٹے جزائر پر مشتمل ہے۔ ان جزائر کا مجموعی رقبہ ایک لاکھ چودہ ہزار مربع میل ہے اور آبادی ایک کروڑ چالیس لاکھ، اس کا دار السلطنت منیلا (Manila) ہے، اور مشہور جزائر لوزون (Luzon) اور منڈانو (Mindanao) ہیں۔ یہ جزائر ہسپانیہ کے

مقبوضات میں شامل تھے۔ لیکن ۱۸۹۸ء میں امریکہ اور ہسپانیہ کی لڑائی کے بعد ولایات متحدہ امریکہ کے قبضہ میں چلے گئے۔ یہاں کے باشندے عرصہ دراز سے حصول حریت کی جدوجہد میں مصروف ہیں حتیٰ کہ ۱۸۹۶ء سے ۱۸۹۸ء تک اور ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۱ء تک انہوں نے علی الترتیب ہسپانیہ اور امریکہ کے خلاف شدید ہنگامے بھی برپا کئے۔ آخری ہنگامہ کے بعد مؤخر الذکر نے یہاں کے باشندوں کو "محدود حکومتِ اختیاری" کے حقوق دیدیئے اور ۱۹۴۶ء میں ان جزائر کو آزاد کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ ۱۹۱۶ء میں یہاں "حکومتِ خود اختیاری" کا جو دستور نافذ کیا گیا تھا اس کی رو سے یہاں دو ایوانات پر مشتمل "پارلیمنٹ" قائم کی گئی تھی اور امریکی گورنر جنرل کو مطلق العنانہ اختیارات تمیزی" حاصل تھے لیکن ۱۹۳۵ء میں نئے "دستور حکومت" کا نفاذ عمل میں آیا۔ اب یہاں ایک "نیشنل اسمبلی" قائم کر دی گئی ہے جس کے اراکین اور صدر براہ راست عوام کے منتخبہ ہوتے ہیں۔ گورنر جنرل کی جگہ امریکی "ہائی کمشنر" کو دیدی گئی ہے اور ۱۹۴۶ء تک ایسے تمام قوانین کے اجراء کے لئے جو مالیات، درآمد برآمد اشیاء اور غیر ملکی لوگوں کے یہاں آکر مستقل طور پر مقیم ہونے سے تعلق رکھتے ہوں، صدر ولایات متحدہ کی منظوری کو لازمی قرار دیدیا گیا ہے۔ فلپائن کے خارجی معاملات کا تعلق بھی ولایات متحدہ امریکہ سے ہے" امریکن سپریم کورٹ (Supreme Court) کو عدالت عالیہ کے اختیارات حاصل ہیں اور متعدد جزائر میں امریکی بحری افواج مقیم رہتی ہیں۔ ۴ر جولائی ۱۹۴۶ء کو یہ جزائر بالکل آزاد ہوجائیں گے۔ لیکن یہاں کی حکومت کو آئندہ پندرہ سال تک ولایات متحدہ امریکہ کے ساتھ ایسے معاہدات کرنے پڑیں گے جو تجارتی اور سیاسی اعتبار سے ہر دو ممالک کے درمیان ناگزیر سمجھے جائیں۔ یہ جزائر عسکری نقطۂ نظر سے مشرق بعید میں بہت زیادہ اہم سمجھے جاتے ہیں اور امریکہ کے بعض سیاسی حلقے اب تک انہیں آزاد کر دینے کے شدید مخالف ہیں۔

فن لینڈ (Finland) شمالی یورپ میں اشتراکی روس کے شمالی مغربی حصے سے ملحق ایک لاکھ پینتیس ہزار مربع میل وسیع ملک ہے اور یہاں کی آبادی اڑتیس لاکھ افراد پر مشتمل

فن لینڈ کے دارالسلطنت کا نام ہلسنکی (Helsinki) ہے۔ یہ ملک ۱۱۵۴ء سے ۱۸۰۹ء تک سویڈن کا ایک حصہ رہا اور ۱۸۰۹ء میں اسے ایک "خود مختار ریاست" کی حیثیت سے روس میں شامل کر دیا گیا۔ انقلاب روس کے بعد ۱۹۱۷ء میں یہ ملک آزاد ہو گیا اور اب تک آزاد ہے۔ فن لینڈ اصولاً اشتراکیت کا مخالف لیکن عملاً غیر جانبدار اور سیاسی حکمت عملی میں جزیرہ نمائے اسکنڈی نیویا کی دوسری ریاستوں کا ہمنوا رہا ہے۔

یورپ میں نازیت کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ اور اس کی ترقی کو مسدود کر دینے میں جمہوری حکومتوں کی ناکامی کو دیکھ کر ضروری تھا کہ دنیا بھر کے مزدوروں کی واحد حکومت اشتراکی روس بھی اپنی حفاظت کا انتظام کرے۔ اس سلسلہ میں ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں فن لینڈ کی حکومت سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ جزیرہ نمائے کریلیا کا کچھ حصہ بحر منجمد شمالی کا بندرگاہ پٹیسامو (Petsamo) (روسی) سرحد سے ملحق بعض دوسرے مقامات اشتراکی روس کو دیکر ان کے تبادلہ میں دوسرا علاقہ لے لے، اور ہانگو (Hango) کا بندرگاہ نیز خلیج فن لینڈ کے چند جزائر اسے ٹھیکہ پر دیدے۔ فن لینڈ کی حکومت نے ان مطالبات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور ۳۰ نومبر کو ان ہر دو ممالک کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی، یہ لڑائی ساڑھے تین ماہ تک جاری رہی۔ برطانیہ، فرانس، سویڈن اور دوسرے ممالک نے اس لڑائی میں حتی الوسع فن لینڈ کی امداد کی اور مارچ ۱۹۴۰ء میں اتحادیوں نے ایک لاکھ سپاہیوں پر مشتمل ایک فوج بھی بھیجنی چاہی لیکن ناروے اور سویڈن کی حکومتوں نے غیر جانبدار ہونے کے باعث اس فوج کے گذرنے کے لئے راستہ دینے سے انکار کر دیا اور ۱۵ مارچ ۱۹۴۰ء کو ہر دو ممالک کے درمیان ماسکو میں صلح ہو گئی۔ اس صلحنامہ کی رو سے فن لینڈ نے بندرگاہ ہانگو تیس سال کے لئے ٹھیکہ پر دیدیا نیز خلیج فن لینڈ کے چند جزائر خاکنائے کریلیا (Karelia) جھیل لڈوگا (Ladoga) کے شمال میں چند شہر اور جزیرہ نمائے رائی بیشی (Rybachi) اشتراکی روس کے حوالہ کر دئے۔ اس صلحنامہ کے ماتحت روس کو اس بات کی اجازت بھی حاصل ہو گئی کہ وہ

بحر ابیض اور روس کو ملانے کے لئے جو ریلوے لائن تعمیر کرنا چاہتا ہے اسے وسطی فن لینڈ سے گذار سکے۔ فن لینڈ کی حکومت نے روس کے ساتھ متحد یا ملحق ہونے کو پسند نہیں کیا۔ یہ ملک قطعاً آزاد اور موجودہ جنگ میں غیر جانبدار ہے۔

فرانس (France) مغربی یورپ کا دو لاکھ بارہ ہزار چھ سو مربع میل وسیع ملک ہے اور یہاں کی آبادی چار کروڑ بیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے مئی ۱۹۴۰ء سے پیشتر یہاں جمہوری حکومت قائم تھی لیکن اب بحیثیت آمر مطلق مارشل پے تان فرانس پر حکمران ہیں۔ جرمنی اور فرانس کے مابین گذشتہ خونریز لڑائی کے بعد چونکہ اس ملک کا بیشتر حصہ جرمنی کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ اسلئے اب پیرس کی بجائے وشی فرانسیسی حکومت کا صدر مقام ہے۔ اس ملک کے باشندے اپنی حریت پسندی اور انقلابی رجحانات کے لئے دنیا بھر میں مشہور رہیں اور فرانس کا چپہ چپہ گذشتہ خونریز انقلابات کا حامل ہے۔

۱۴ر جولائی ۱۷۸۹ء میں فرانس میں اولین انقلاب برپا ہوا تھا جو آجتک انقلاب پسندان عالم کے لئے "نشان راہ" کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تاریخ کو پیرس کے باشندوں نے بیسٹل (Bastille) کے قدیم محبس پر حملہ کرکے مقیدین کو آزاد کرا لیا اور فرانس کی اولین جمہوری حکومت قائم کی، اس تاریخی واقعہ کے تقریباً ایک سو سال تک یہ ملک مسلسل سیاسی تغیرات، حکومتوں کے عزل و نصب، خانہ جنگی اور ہنگامہ آرائی کا آماجگاہ بنا رہا حتیٰ کہ ۱۸۷۱ء میں یہاں تیسری جمہوری حکومت کا قیام عمل میں آیا لیکن ۱۸۷۱ء سے ۱۹۴۰ء تک اس ملک میں ایکسو سات وزارتیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور اسی سیاسی آزاد خیالی کی بنا پر یہاں لاتعداد سیاسی جماعتیں موجود ہیں۔ گذشتہ جنگ عظیم میں جرمنی پر فتحیاب ہونے کے بعد اتحادیوں نے جو صلحنامہ مرتب کیا وہ بظاہر فرانس کے لئے بہت زیادہ مفید تھا لیکن اس کے باوجود اس ملک کی حکومت اس تمام عرصہ میں اپنے "میزانیہ" اور "مالیات" کو منظم نہ رکھ سکی۔

جرمنی میں ہر ہٹلر کے برسر اقتدار آجانے کے بعد فرانس نے جرمنی کی عملی مخالفت کو ترک کردیا۔ اور موجودہ جنگ کے آغاز تک "صلح خواہی کی حکمت عملی" پر کاربند رہا لیکن پولینڈ پر جرمنی کے حملہ کے بعد اس نے بھی برطانیہ کی تقلید میں جرمنی کے ساتھ جنگ کا اعلان کردیا۔ جون ۱۹۴۰ء میں جرمنی نے اس ملک پر حملہ کیا اور چند ہی روز میں فرانس کو مقابلہ ترک کرکے جرمنی کے ساتھ صلح کرلینی پڑی۔ فی الحال فرانس دو حصوں میں منقسم ہے ایک حصہ جس میں مشرقی شمالی اور مغربی ساحلی علاقے شامل ہیں" جرمنی کا مقبوضہ علاقہ کہلاتا ہے۔ اور دوسرا "غیر مقبوضہ"۔ غیر مقبوضہ فرانس میں مارشل پے تیں جو ایم رینو کے بعد وزیر اعظم مقرر کئے گئے تھے آمرانہ طریقہ پر حکومت کررہے ہیں۔ فرانس اور برطانیہ کے سیاسی تعلقات منقطع ہوچکے ہیں اور اب یہ ملک "محوری حکومتوں" کی صف میں شامل ہوگیا ہے۔ فرانس کی بری فوج ترپن لاکھ تربیت یافتہ افراد پر مشتمل تھی۔ فرانس کے بحری بیڑہ میں جو دنیا بھر میں چوتھے درجہ کا بحری بیڑہ شمار ہوتا تھا۔ سات جنگی جہاز، انیس ہلکے جنگی جہاز، ۱/۲ ۷۰ تباہ کن جہاز اور ۷۷ تحت البحر کشتیاں شامل تھیں اور حالات کے پیش نظر مزید جہازات زیر تعمیر تھے فرانس کے "محفوظ سونے" کی قیمت چالیس کروڑ پونڈ تھی اور یہ "محفوظ سرمایہ" دنیا بھر میں تیسرا درجہ رکھتا تھا۔

نو آبادیات کے اعتبار سے برطانیہ کے بعد فرانس ہی کی حکومت دنیا کی وسیع ترین حکومت سمجھی جاتی تھی۔ اور اگرچہ ابھی تک آئینی طور پر فرانس کی نو آبادیات اس کے ساتھ وابستہ ہیں لیکن یہ ملک آج انحطاط وزوال کی جن منازل سے گذر رہا ہے انہیں دیکھتے ہوئے اس کا اپنی نو آبادیات کے بیشتر حصہ سے محروم ہوجانا یقینی امر ہے۔ بہرحال فرانسیسی نو آبادیات کا مجموعی رقبہ ۴۲ لاکھ بیس ہزار مربع میل ہے۔ اور آبادی چھ کروڑ پچاس لاکھ۔ الجیریا، ٹیونس، مراکو، فرانسیسی سمالی لینڈ، جبوتی نیز فرانسیسی مغربی اور استوائی افریقہ کے علاوہ ایشیا میں انڈوچائنا، پانڈیچری نیز شام ولبنان ایسے علاقے فرانس کی فہرست نو آبادیات میں شامل ہیں۔

(ک)

کوری ڈار ۔ (Corridor) اس قطعہ ارض کو کہتے ہیں جو پولینڈ کو بحر بالٹک کے ساتھ ملاتا تھا، زمین کے اس ٹکڑے کا عرض پولینڈ میں ساٹھ میل تھا اور بالتدریج کم ہوکر ساحل بحر پر محض دس میل رہ جاتا تھا، یہ علاقہ جسے پولینڈ میں سرکاری طور پر پوموزز (Pomorze) یعنی "ساحل بحر" کہا جاتا تھا۔ پولینڈ کو بحر بالٹک تک پہونچنے کے راستہ کے طور پر ۱۹۱۹ء میں دیا گیا تھا۔ لیکن یہ علاقہ پروشیا کا ایک حصہ ہے اور اس کی وجہ سے مشرقی پروشیا جرمنی سے بالکل منقطع ہوگیا تھا اس سلسلہ میں جرمن قوم کا یہ اعتراض تھا کہ اس کے لئے "رائش" کی یہ تقسیم ناقابل برداشت ہے اور بلحاظ آبادی اسے جرمنی کے ساتھ ملحق رکھنا چاہیئے۔ لیکن پولینڈ کی حکومت، اس اعتراض کو مسترد کرتے ہوئے اوّل تو اپنے نئے ساحل بحر تک ایک راستہ کی ضرورت پر زور دیتی تھی۔ دوسرے پولینڈ کی پہلی تقسیم سے قبل صدیوں تک اس علاقہ کے پولینڈ کے ساتھ وابستہ رہنے کا ثبوت دیتی تھی۔ بہرحال ستمبر ۱۹۳۹ء میں اس علاقہ پر جرمنی نے قبضہ کرلیا اور اب بحر بالٹک کی ریاستوں کے جرمن باشندے یہاں آکر آباد ہوگئے ہیں۔

کیٹے لونیا (Catalonia) ہسپانیہ کے شمالی مشرقی گوشہ کا ایک علاقہ ہے۔ یہاں کیٹلان قوم آباد ہے اور ہسپانوی زبان سے قدرے مختلف زبان بولتی ہے۔ یہ علاقہ ہسپانیہ کا اہم ترین صنعتی علاقہ سمجھا جاتا ہے اور شہر بارسلونا جو ہسپانوی صنعتی کارخانوں کا مرکز ہے اسی علاقہ میں واقع ہے اس علاقہ کی آبادی ساٹھ لاکھ ہے۔ یہاں کے باشندے عرصہ دراز سے ہسپانوی حکومت کے ماتحت "حکومت خود اختیاری" کا مطالبہ کررہے تھے۔ ہسپانیہ کی آخری جمہوری حکومت نے ان کے اس مطالبہ کو منظور کرلیا اور یہاں کے باشندے اس کی حمایت میں جنرل فرانکو کے ساتھ نبرد آزما ہوئے لیکن دورانِ جنگ میں یہاں کے "انارکسٹوں" نے سورش برپا کردی جس کی وجہ سے جمہوری حکومت کو

یہاں کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لینی پڑی۔ جنوری ۱۹۳۹ء میں جنرل فرانکو نے بارسلونا کی جانب پیشقدمی شروع کی اور اس کی تسخیر کے بعد جب "جمہوریہ ہسپانیہ" کو شکست ہوگئی تو اس علاقہ کو آزادی سے محروم کر کے انتظامی اعتبار سے اسے دوبارہ ہسپانیہ میں شامل کر لیا۔

کیمرونز (Cameroons) مغربی افریقہ کے ایک ایک لاکھ ۶۶ ہزار مربع میل وسیع علاقہ کا نام ہے۔ کیمرونز کی آبادی تیس لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ یہ علاقہ جنگ عظیم سے پیشتر جرمنی کی نوآبادیات میں شامل تھا۔ لیکن جنگ کے بعد مجلس اقوام نے اسے فرانس اور برطانیہ کا حکمیہ دار علاقہ قرار دے دیا۔ اس علاقہ کا ⅕ حصہ برطانیہ کے زیر انتظام ہے اور باقی فرانس کے۔ یہاں کوکو، کیلا، اور شہتیر بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ یہ علاقہ جرمنی کی بہترین نوآبادی سمجھا جاتا تھا اور فوجی اعتبار سے بہت زیادہ اہم ہے۔

کریلیا (Karelia) اشتراکی روس اور فن لینڈ کی سرحد پر ایک "اشتراکی جمہوریہ" ہے اور اشتراکی روس کے ساتھ منسلک، فن لینڈ اور اشتراکی روس کی جنگ کے بعد اس "جمہوریہ" کے گرد و نواح کا جو علاقہ اشتراکی روس کو ملا ہے۔ وہ اسی میں شامل کر دیا گیا ہے۔

کریملن۔ (Kremlin) روس کے صدر مقام ماسکو سے متصل وہ مشہور قلعہ ہے۔ جہاں روس کے حکمران "زار" رہا کرتے تھے۔ اب یہ قلعہ روس کی اشتراکی حکومت کا صدر مقام ہے۔

کناڈا (Canada) شمالی امریکہ کے شمال میں ۳۶ لاکھ پچانوے ہزار مربع میل وسیع ملک ہے اور یہاں ایک کروڑ بارہ لاکھ نفوس آباد ہیں۔ یہ ملک پہلے برطانوی مقبوضہ تھا، لیکن اب اسے درجۂ نوآبادیات حاصل ہے اور برطانوی دولت مشترکہ کا ایک رکن شمار ہوتا ہے یہاں کی پارلیمنٹ کے دو ایوانات ہیں، دارالعوام کے اراکین کا انتخاب کناڈا کے باشندے کرتے ہیں اور مدت عمل پانچ سال ہے۔ مگر ایوان اعلیٰ یعنی سینٹ کے اراکین کو "گورنر جنرل" نامزد کرتا ہے اور وہ تاحیات اس منصب پر فائز رہتے ہیں۔ گورنر جنرل ہی کناڈا میں ملک معظم کا نمائندہ متصور ہوتا ہے اور اسی حیثیت سے تمام

قوانین کی توثیق کرتا ہے. کناڈا کی حکومت سات صوبوں پر مشتمل ہے. اور البرٹا (Alberta) برٹش کولمبیا (Columbia) مانی ٹوبا (Manitoba) سسکیسوین (Saskachewan) اونٹاریو (Ontario) کوئبک (Quebec) نیو برونزوک (New Brunswick) نوا اسکوشیا (Nova Scotia)- اور پرنس ایڈورڈ آئیلینڈ میں علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم ہیں لیکن وفاقی حکومت کو جس کا صدر مقام اٹاوا (Ottawa) ہے "اختیارات تمیزی" حاصل ہیں. اور وہ صوبجاتی حکومتوں کے فیصلوں کو مسترد بھی کرسکتی ہے. کناڈا کے ہر صوبہ میں ایک "لفٹننٹ گورنر جنرل" رہتا ہے، جس کا تقرر گورنر جنرل سے متعلق ہے۔

جاپان، فرانس، بلجیم اور ہالینڈ میں کناڈا کے سفیر مقیم رہتے ہیں۔ اس ملک کی مستقل فوج کی تعداد چار ہزار ہے اور غیر مستقل مگر تربیت یافتہ فوجی سپاہی ۷۰ ہزار ہیں. کناڈا کا بحری بیڑہ بھی ہے جس میں چھ تباہ کن جہاز اور متعدد سرنگیں ہٹانے والے جہاز شامل ہیں۔ یہاں گندم بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ اور یہاں کے باشندوں کی خوشحالی کا انحصار اسی کی پیداوار پر ہے۔ نکل کی بیشتر مقدار بھی کناڈا ہی سے برآمد ہوتی ہے۔ شمالی مغربی حصہ میں سونے کی معدنیات بھی دریافت ہوئی ہیں اور جنگلات کے علاوہ جو دنیا میں بہترین اور وسیع ترین سمجھے گئے ہیں۔ یہاں دوسری خام معدنیات کے ذخائر بھی موجود ہیں۔ موجودہ جنگ کے دوران میں کناڈا اور ولایات متحدہ کی حکومتوں کے مابین ایک معاہدہ ہوا ہے جس کی رو سے کسی بیرونی حملہ آور کے مقابلہ میں یہ ہر دو ممالک ایک دوسرے کی امداد کرنے کے پابند رہیں گے۔

(گ)

گریٹ برٹن (Great Britain) برطانیہ عظمیٰ، براعظم یورپ کے مغرب میں بحر اوقیانوس (اٹلانٹک) کا وہ مشہور جزیرہ ہے جہاں انگریز قوم آباد ہے۔ انگلینڈ (England) یعنی انگلستان

اس جزیرہ کا ایک حصّہ ہے لیکن عام طور پر یہ جزیرہ انگلستان ہی کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں کی حکومت "یونائٹیڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن اینڈ ناردرن آئرلینڈ" (United Kingdom of Great Britain and Northern Ireland) یعنی "سلطنت متحدہ برطانیہ عظمیٰ اور شمالی آئرلینڈ" کہلاتی ہے اس کا رقبہ چورانوے ہزار دو سو ستائیس مربع میل اور آبادی چار کروڑ چھہتر لاکھ ہے۔ شمالی آئرلینڈ کے علاوہ جس کو ایک درجہ تک "حکومت خود اختیاری" حاصل ہے اس متحدہ حکومت کے دیگر حصص، اسکاٹ لینڈ اور ویلز کو تاریخی اور جزوی طور پر آزاد کہا جا سکتا ہے۔ لیکن عملاً وہ انگلینڈ میں شامل ہیں لیکن اسکاٹ لینڈ میں وہاں کی روایات اور ضروریات پر مبنی اور "سلطنت متحدہ" کے دوسرے اجزا سے بالکل جداگانہ ملکی قانون رائج ہے۔

برطانوی دستور حکومت ضبط تحریر سے محروم اور بعض بنیادی امور پر عام اتفاق رائے ہو جانے کے بعد حالات و واقعات کا قدرتی نتیجہ ہے۔ "تخت و تاج" ہاؤس آف ونڈسر (House of Windsor) یعنی ونڈسر کے گھرانے کے لئے مخصوص ہے بشرطیکہ "تاج" کا وارث پروٹسٹنٹ مسیحی ہو۔ بادشاہ کے حقوق محفوظ ہیں، حکومت "پارلیمنٹری" یعنی "نیابتی" ہے۔ مجلس قانون ساز دو ایوانات، "دارالعوام" (House of Commons) اور "دارالامراء" (House of Lords) پر مشتمل ہے اور حکومت کے لئے مقدم الذکر کی اکثریت کی تائید حاصل کرنی ضروری ہے۔ "دارالعوام" کے منظور کردہ قوانین "دارالامراء" میں بھیجے جاتے ہیں لیکن "دارالامراء" کو مالی قوانین کو اپنے "اختیارات خصوصی" سے مسترد کرنے کا حق حاصل نہیں۔ دوسرے مسائل میں "دارالامراء" کے ارکین خصوصی اختیارات استعمال کر سکتے ہیں لیکن عارضی طور پر۔ بادشاہ کو ہر معاملہ میں امتیازی اختیارات حاصل ہیں۔ لیکن انہیں شاذ و نادر ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے وزرا کے مشوروں پر عمل کرتے ہیں۔ وزرا "پارلیمنٹ" کے روبرو جوابدہ ہیں۔ اس معاملہ بادشاہ سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ حکومت متعدد وزراء ان کے "پارلیمنٹری سکریٹریز" اور چند ایسے افراد

پر مشتمل ہوتی ہے جو وزیر تو کہلاتے ہیں لیکن "کابینہ" میں شریک نہیں کئے جاتے۔ جنگ کے زمانہ میں "مخصوص جنگی وزارت" جو زمانہ امن کی وزارت سے بالکل جدا ہوتی ہے قائم کی جاتی ہے اور آجکل یہ "وزارت جنگ" نو ارکین پر مشتمل ہے۔

برطانیہ عظمیٰ، تقریباً دنیا کے ⅕ حصہ پر متصرف ہے۔ اور دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں نوآبادی، مقبوضہ، حکمبرداری یا تہذیب آموزی کے ناموں کے ماتحت اس ملک کا پرچم لہراتا ہوا نظر نہ آئے۔ لیکن جنگ عظیم کے بعد سے برطانوی سلطنت کے بیشتر حصوں میں سیاسی بیداری کے مظاہرے اور حریت خواہی کے مطالبات ہو رہے ہیں اور گذشتہ بیس سال کے عرصہ میں اس سلطنت کے متعدد اجزا، ایک بڑی حد تک اپنے مقاصد کو حاصل بھی کر چکے ہیں۔ برطانوی سلطنت کے نظام کو "جمہوریت" پر مبنی بیان کیا جاتا ہے اور جرمنی کے ساتھ موجودہ جنگ آزمائی کو بھی "بقاو تحفظ جمہوریت" کی جد و جہد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ برطانیہ عظمیٰ نہ تو زرعی حیثیت سے کوئی مشہور خطہ ہے اور نہ معدنی حیثیت سے۔ اس کے باشندوں کا انحصار محض صنعت اور تجارت پر ہے جس کے لئے برطانیہ عظمیٰ کے مقبوضات خام اشیاء مہیا کرتے ہیں۔

گریس (Greece) یعنی یونان، مشرقی جنوبی یورپ کا ایک لاکھ تیس ہزار مربع میل وسیع ملک ہے۔ یہاں کی آبادی تر سیٹھ لاکھ ہے اور دارالسلطنت ایتھنز (Athens) یہاں برطانوی شاہی خاندان کے ایک عزیز جارج دوئم حکمران ہیں۔ آخری "جنگ بلقان" میں کامیاب ہو جانے کے بعد اس زمانہ کے یونانی رہنما اور وزیر اعظم دنزولوس کی قیادت میں اس ملک کے باشندے جرمنی کے دوست شاہ قسطنطین کو تخت سے معزول کر کے اتحادیوں کے معاون کی حیثیت سے جنگ عظیم میں شریک ہو گئے تھے۔ ۱۹۲۰ء میں شاہ قسطنطین نے یونان میں واپس آکر ترکوں کے ساتھ جنگ کا اعلان کر دیا۔ لیکن شکست کھا کر ۱۹۲۲ء میں دوبارہ حکومت سے دست بردار ہو گئے۔ کچھ روز تک آپ کے فرزند جارج دوئم یونان کے بادشاہ رہے۔ لیکن جب یونان میں جمہوریہ قائم

ہوگئی تو آپ بھی ملک سے باہر چلے گئے۔ چند سال کے بعد ملوکیت پسندوں کو عروج حاصل ہوا اور ۱۹۳۵ء میں جارج دوئم پھر یونان کے بادشاہ بنا دئے گئے، بعد ۱۹۳۶ء میں جنرل متاکسنز کو یہاں کا وزیراعظم مقرر کیا گیا۔ جنرل متاکسنز نے چار ہی ماہ کے بعد اگست ۱۹۳۶ء میں "اشتراکی انقلاب" برپا ہوجانے کے خطرہ کا اعلان کرکے "پارلیمنٹ" کو معزول اور تمام سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دے کر یہاں "آمریت" قائم کردی۔

یونان، چونکہ بحر روم کے مشرق میں واقع ہے، اس لئے بحر روم کے اس حصّہ کے بیشتر کارآمد ترین بحری مستقر اسی کے قبضہ میں ہیں۔ دوسرے بحر ایڈریاٹک میں جزیرہ کارفو (Carfu) ایسے اہم مقام پر بھی اسی کا قبضہ ہے۔ یونان کی انہیں خصوصیات کے پیش نظر اپریل ۱۹۳۹ء میں برطانوی حکومت نے اس ملک کی آزادی کے تحفظ کا ذمہ لیا تھا۔ یونان موجودہ جنگ میں غیر جانبدار تھا، لیکن اکتوبر ۱۹۴۰ء کے آخر میں اطالیہ نے اس ملک پر حملہ کردیا اور یونان و اطالیہ کے مابین لڑائی ہورہی ہے۔ اس جنگ کے متعلق اب تک جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اطالیہ کو شکست ہورہی ہے اور یونانی فوجیں البانیہ کے بیشتر حصّہ پر قابض ہوگئی ہیں۔

(ل)

لٹویا (Latvia) بحر بالٹک کے مشرقی کنارہ پر ۲۵ ہزار مربع میل وسیع ریاست تھی جو جولائی ۱۹۴۰ء میں اشتراکی روس کے ساتھ شامل ہوگئی ہے۔ یہ علاقہ پہلے روسی سلطنت کا ایک حصّہ تھا لیکن نومبر ۱۹۱۷ء میں اسے آزاد ریاست بنا دیا گیا تھا۔ یہاں کی آبادی بیس لاکھ ہے۔ اور مرکزی شہر ریگا (Riga)۔ مئی ۱۹۳۴ء میں یہاں جمہوری دستور حکومت کو معطل اور تمام سیاسی جماعتوں کو خلاف قانون قرار دینے کے بعد یہاں کے قدامت پسند صدر، کے۔ المنز (K. Ulmanis) نے آمرانہ حکومت قائم کرلی تھی۔ اب اس ملک میں "اشتراکی جمہوریہ" قائم ہے۔

لائش ٹینسٹین (Liechtenstein) آسٹریہ اور سوئٹزرلینڈ کے درمیان ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ اس کا رقبہ پینسٹھ ہزار مربع میل ہے اور آبادی محض گیارہ ہزار افراد پر مشتمل جو جرمن زبان بولتے ہیں۔ آسٹروی سلطنت کی موجودگی میں یہ ریاست ہمیشہ اس کے ساتھ متحد الخیال رہی لیکن اس کے زوال کے بعد ۱۹۲۰ء سے سوئٹزرلینڈ کے ساتھ وابستہ ہے اور غیر ممالک میں موخر الذکر ہی کے سفرا اس ریاست کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جرمنی کے ساتھ آسٹریہ کے الحاق کے بعد یہاں بھی نازی رجحانات محسوس کئے گئے تھے لیکن یہ ریاست آزاد رہی۔ یہاں کے رئیس کا نام شہزادہ فرانسس جوزف اور صدر مقام کا نام واڈز (Vaduz) ہے۔ اس ریاست کی غیر جانبداری اور شرح محاصل کی کمی کے باعث، متعدد بین الاقوامی ادارے یہاں منتقل ہو گئے ہیں۔

لتھوانیا (Lithuania) لٹویا کے جنوب میں بحر بالٹک کے مشرقی کنارہ پر اکیس ہزار پانچ سو مربع میل وسیع ریاست تھی، جو جنگ عظیم کے بعد روس کے ایک صوبہ کو اس سے علیحدہ کر کے قائم کی گئی تھی، اس علاقہ کے پایۂ تخت شہر ولنا (Vilna) پر ۱۹۲۰ء میں پولینڈ نے قبضہ کر لیا تھا۔ چنانچہ ولنا نیز میمل (Memel) کا علاقہ اس ملک کی حکومت اور پولینڈ نیز جرمنی کے درمیان ہمیشہ وجہ نزاع بنے رہے۔ حتیٰ کہ مارچ اور ستمبر ۱۹۳۹ء میں میمل اور ولنا پر جرمنی اور اشتراکی روس کا قبضہ ہو گیا۔ اس ریاست میں قانونی اعتبار سے اگرچہ جمہوری حکومت قائم تھی لیکن اس کی عملی شکل کے پیش نظر اگر اسے "آمریت" نہیں تو ایک جماعت کی حکومت" ضرور کہا جا سکتا تھا۔ یہ علاقہ زرعی ہے اور عسکری اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ جولائی ۱۹۴۰ء میں بحر بالٹک کی دوسری ریاستوں کے ساتھ یہ ریاست بھی اشتراکی روس میں شامل ہو گئی ہے۔

لکزمبرگ (Luxembourg) جرمنی، بلجیم، اور فرانس کے درمیان نوسو ننانوے مربع میل رقبہ پر مشتمل ایک آزاد ریاست تھی۔ لیکن مئی ۱۹۴۰ء میں دوسرے "نشیبی ممالک" کے ساتھ اس ریاست پر بھی جرمنی کا قبضہ ہو گیا ہے۔ یہ ریاست انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک جرمنی کی "حکومت متحدہ"

میں شامل تھی۔ لیکن ۱۸۶۶ء میں اس سے علیحدہ ہوگئی اور ۱۸۶۷ء میں "لندن کے میثاق" کی رو سے اسے خود مختار اور غیر جانبدار ریاست تسلیم کرلیا گیا۔ ۱۹۱۴ء میں اس پر جرمنی نے قبضہ کرلیا۔ لیکن "ورسلائے کے صلحنامہ" کے ماتحت یہ ریاست پھر خود مختار بنادی گئی۔ یہاں کی بیس فیصدی آبادی اور حکمران خاندان فرانساوی زبان بولتے ہیں اور باقی ۸۰ فیصدی افراد کی زبان جرمن ہے۔ اس ریاست کی حکمران خاتون کا نام گرانڈ ڈچز شارلٹ ہے۔ آپ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئی تھیں۔ اور آپ کا شمار یورپ کی حسین ترین خواتین میں ہوتا ہے۔

۱۹۱۴ء میں جرمنی نے اسی علاقہ سے گذر کر بلجیم پر حملہ کیا تھا، اس سلسلہ میں جب موجودہ ملکہ کی بڑی بہن اور اسوقت کی لکزمبرگ کی حکمران نوجوان ملکہ ایڈلیڈ سے جرمنی نے اس علاقہ سے گذرنے کی اجازت چاہی تو پہلے تو انہوں نے انکار کردیا لیکن بعد میں انہوں نے جرمنی کی طاقت کے سامنے سر جھکا کر نہ صرف راستہ ہی دیدیا بلکہ قیصر کے ساتھ کھانا بھی کھایا اور جرمن فوجوں کی کامیابی کے لئے دعا بھی کی۔ لکزمبرگ کے باشندوں کو ملکہ کا یہ طرز عمل ناگوار گذرا، اور ۱۹۱۹ء میں انہیں اپنی چھوٹی بہن یعنی موجودہ ملکہ کے حق میں دست بردار ہونا پڑا۔

یہ علاقہ اپنی جغرافیائی حیثیت اور لوہے کی کانوں کی وجہ سے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں سالانہ چالیس لاکھ ٹن کچا لوہا، اور بیس لاکھ ٹن اسٹیل برآمد ہوتا ہے۔ اس ملک کی فوج بہت کم ہے۔ البتہ اسکا قلعہ یورپ کے بہت پرانے مضبوط اور مشہور ترین قلعوں میں سے ایک ہے۔ جرمن قبضہ سے پیشتر یہاں "پارلیمنٹری" حکومت قائم تھی۔

(م)

موصل (Mosul) عراق میں ایک وسیع علاقہ اور ایک شہر کا نام ہے اور اسے تیل کے چشموں کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت حاصل ہے۔ یہاں کے تیل کے چشموں کا انتظام برطانیہ کے ہاتھ

میں ہے لیکن فرانسیسی حکومت اوران چشموں کے امریکی مالک، ایم گلبنکن کو بھی منافع کا کچھ حصہ دیا جاتا ہے۔ ۱۹۳۸ء میں ان چشموں سے ۴۳ لاکھ ٹن تیل برآمد ہوا تھا۔

مراکو (Morocco) براعظم افریقہ کے شمال مغربی گوشہ میں تقریباً دولاکھ تیرہ ہزار مربع میل وسیع ملک ہے، مراکو کی آبادی بہتر لاکھ ہے۔ اوریہاں مغربی حکومتوں کا آلۂ کار سلطان حکومت کرتا ہے موجودہ سلطان کا نام سیدی محمد ہے۔ مراکش پر اقتدار حاصل کرنے کے لئے عرصہ دراز تک مستعمرینِ فرنگ کے درمیان کشمکش جاری رہی حتیٰ کہ ۱۹۰۴ء میں برطانیہ نے اسے اور فرانس نے مصر کو علی الترتیب ایک دوسرے کے "زیراثر علاقہ جات" تسلیم کرلئے۔ اس واقعہ نے جرمنی کے حکمران قیصر کو مشتعل کردیا اور وہ اس علاقہ پر جرمنی کے حقوق کو ثابت کرنے کے لئے ۱۹۰۵ء میں غیر متوقع طور پر تنجیر آئے۔ اس زمانہ میں فرانس کے تمام آہنی صنعتی کارخانے مراکو کی زیردریافت "معدنیات آہنِ خام" کی وجہ سے اس کے ساتھ بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کررہے تھے۔ اپریل ۱۹۰۶ء میں اس ملک کی تقسیم کے متعلق الجسراس (Algeciras) کے مقام پر ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور اس نے فیصلہ کیا کہ مراکو میں تمام مغربی حکومتوں کو مساوی طور پر قسمت آزمائی کا حق حاصل ہے۔ چند سال تک جرمنی اور فرانس متحدہ طور پر اس ملک کو اپنے زیراثر لانے کی کوششیں کرتے رہے لیکن ۱۹۱۱ء میں جب فرانس نے شہر فیض پر قبضہ کیا تو جرمنی نے پینتھیر نامی مسلح جہاز کو اگادیر کی بندرگاہ میں بھیج کر اس پر قبضہ کی کوشش کی۔ مگر برطانوی حکومت نے اعلان کردیا کہ وہ جرمنی کی اس پیش قدمی کو برداشت نہیں کرسکتی۔ مگر یہ معاملہ باہمی افہام وتفہیم سے طے ہوگیا۔

۱۹۱۲ء سے مراکو ہسپانوی اور فرانسیسی "زیراثر خطوں" میں منقسم تھا۔ مگر ۱۹۲۳ء میں تنجیر کو "غیر جانبدار خطہ" قرار دیا گیا۔ یہاں کا حکمران سلطان برائے نام ہے اور تمام اختیارات "فرانسیسی ریذیڈنٹ جنرل" کے قبضہ میں ہیں اور وہ براہِ راست فرانس کے وزیر خارجہ کے روبرو جوابدہ ہے۔ ہسپانوی خطہ میں سلطان کا مقرر کردہ خلیفہ نیابت کے فرائض انجام دیتا ہے۔ ہسپانیہ کا

"زیر اثر خطہ" ساحل بحر پر واقع ہے رقبہ تیرہ ہزار مربع میل ہے اور اس کے کچھ حصہ میں وہ "رف قبائل" آباد ہیں جو امیر عبدالکریم کی زیر قیادت ۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۷ء تک مسلسل فرانس اور ہسپانیہ کے ساتھ جنگ آزمار ہے ہیں لیکن ۱۹۲۷ء میں فرانس کی بیشمار تازہ دم افواج نے انجام کار انہیں شکست تسلیم کر لینے پر مجبور کر دیا، امیر عبدالکریم گرفتار کر لئے گئے اور اب تک ایک فرانسیسی جزیرہ میں مقید ہیں۔ یہ علاقہ بہت زیادہ عسکری اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہیں کے باشندوں نے جو "مور" (Moors) کہلاتے ہیں، جنرل فرانکو کی فوج میں شامل ہو کر جمہوریہ ہسپانیہ کو شکست دی تھی۔ یہاں کا مشہور قلعہ کیوٹہ (Ceuta) جبرالٹر کے بالمقابل واقع ہے۔ بحیثیت مجموعی مراکو ریگستان واقع ہوا ہے لیکن یہاں خام معدنیات بکثرت موجود ہیں اور یہاں کے باشندوں میں گزشتہ چند سال سے "اتحاد عرب" اور "عالمگیر اسلامی اتحاد" کی تحریکات مقبول ہو رہی ہیں۔

منگولیا اِنر (Mangolia Inner) چین کے شمال و مغرب میں ایک دو لاکھ پچانوے ہزار مربع میل وسیع علاقہ ہے۔ لیکن یہاں صرف چار لاکھ نفوس آباد ہیں۔ یہ علاقہ برائے نام چین کا ایک صوبہ شمار ہوتا ہے لیکن یہاں خانہ بدوش منگول قوم کے متعدد شہزادہ حکومت کرتے ہیں۔ ۱۹۳۲ء سے اس علاقہ پر جاپان کا اثر قائم ہو گیا ہے، منگولیا اِنر فوجی اعتبار سے نہایت اہم علاقہ سمجھا جاتا ہے۔

منگولیا آؤٹر (Mongolia Outer) منگولیا اِنر کے شمال میں واقع ہے، اس کا رقبہ پندرہ لاکھ مربع میل، سرکاری نام منگولین پیپلز ری پبلک (Mongolian People's Republic) آبادی ساڑھے پانچ لاکھ افراد پر مشتمل۔ اور صدر مقام یولان بیٹر (Ulan Bator) ہے اس شہر کا قدیم نام ارگا (Urga) تھا۔ لیکن اب اسے تبدیل کر دیا گیا ہے یہ علاقہ پہلے چین میں شامل تھا۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں یہاں کے باشندوں نے اپنی آزاد حکومت قائم کر لی۔ جس کی عنانِ اختیار تبت کے مذہبی گروہ کے ہاتھ میں تھی اور وہ "ہُتوکتو" (Hutuktu)

یعنی ایک بڑے "لامہ" کے ماتحت اپنے فرائض کو انجام دیتا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں یہاں کی "پیپلز پارٹی" نے انقلاب برپا کر کے جمہوری حکومت قائم کر لی اور اس وقت سے سیاسی اعتبار سے یہاں کی حکومت اشتراکی روس کے ساتھ وابستہ ہے لیکن چین اس علاقہ پر اپنی سیادت قائم رکھنے کے لئے مصر رہا اور ۱۹۲۴ء میں چین اور روس کے درمیان جو معاہدہ ہوا اس میں برائے نام چین کی سیادت کو تسلیم کر لیا گیا۔ آؤٹر منگولیا اور اشتراکی روس کے مابین اعانت باہمی کا معاہدہ بھی ہو چکا ہے اور گذشتہ چند سال قبل جب جاپان نے اس علاقہ پر حملہ کیا تھا تو ہر دو ممالک کی حکومتوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دی تھی۔ یہ علاقہ چونکہ سائبیریا سے متصل واقع ہے اس لئے فوجی اعتبار سے اشتراکی روس کے لئے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہاں کی فوج اگرچہ تعداد میں کم ہے لیکن تربیت یافتہ اور جدید ترین اسلحہ سے مسلح سمجھی جاتی ہے۔ یہاں کا دستور حکومت اشتراکی روس کے دستور حکومت کے مطابق ہے۔ گریٹ ہورلڈان (Great Huruldan) یعنی کانگریس" لیٹل ہورلڈان یعنی" ایگزیکٹیو کمیٹی" کو منتخب کرتی ہے اور یہ کمیٹی اراکین حکومت کو۔ یہاں کے باشندے چونکہ ابھی تک خانہ بدوشانہ زندگی بسر کرتے ہیں اس لئے یہاں "سوشلزم" کے قیام کا سوال در پیش نہیں۔ یہاں کی زبان ترکی زبان سے ملتی ہے۔

میکسکو (Mexico) شمالی امریکہ کے شمال و مغرب میں واقع ایک وفاقی جمہوریہ کا نام ہے میکسکو کی مجموعی آبادی ایک کروڑ ۶۵ لاکھ نفوس پر مشتمل ہے جن میں ۲۵ لاکھ افراد سفید اقوام سے تعلق رکھتے ہیں ۴۵ لاکھ انڈین (امریکہ کے قدیم باشندے) ہیں اور ۹۵ لاکھ مخلوط النسل۔ اس وفاقی جمہوریہ میں ۲۸ ریاستیں شامل ہیں اور بالاتر سیاسی قوت کا درجہ یہاں کی دو ایوانات پر مشتمل کانگریس کو حاصل ہے اور صدر کا انتخاب براہ راست یہاں کے عوام کرتے ہیں جس کی میعاد صدارت چھ سال ہوتی ہے۔ یہاں کے باشندے زراعت، کان کنی اور مٹی کے تیل کی تجارت سے کسب معاش کرتے ہیں۔

۱۹۱۱ء میں یہاں کے صدر ڈون پورفیرو ڈیاز (Don Porfirio Diaz) کے مستعفی ہو جانے کے بعد سے میکسکو مستقل طور پر انقلابات کا آماجگاہ بنا رہا لیکن ۱۹۳۲ء میں لزارو کارڈیناس

کے صدر منتخب ہو جانے کے بعد یہاں کے حالات درست ہوئے۔ اور اب یہ ملک صنعتی، معاشی اور اقتصادی حیثیت سے ترقی کر رہا ہے۔ ۱۹۳۶ء میں یہاں کے تیل کے چشموں میں کام کرنے والے مزدوروں نے حکومت کی امداد سے اجرتوں میں اضافہ کرایا۔ یہاں کی حکومت اور برطانیہ کے درمیان چند سال سے بعض امور میں اختلاف چلا آرہا تھا جس کی وجہ سے میکسکو کی حکومت نے برطانیہ سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے ہیں۔ یہاں کے تیل کے چشمے عموماً برطانوی سرمایہ داروں کے قبضہ میں ہیں۔ لیکن مارچ ۱۹۳۸ء میں حکومت نے انہیں "مشترکہ قومی انتظام" کے ماتحت قرار دیکر ان چشموں میں کام کرنے والے مزدوروں کو ان کے انتظام میں شریک کر لیا ہے۔ یہاں کی حکومت بالاقساط دس سال میں ان چشموں کے مالکوں کو ان کی قیمت ادا کرنا چاہتی ہے۔ لیکن حکومت کے اندازہ کے مطابق ان کی قیمت دو سو ملین ڈالر سے زیادہ نہیں۔ اس کے برعکس ان کے مالک قیمت کا اندازہ چار سو پچاس ملین ڈالر کرتے ہیں اور یہ مسئلہ ہنوز متنازعہ فیہ بنا ہوا ہے۔ یہاں کی حکومت تمام زمینداریوں اور جاگیروں کو ختم کر کے اراضی کو کسانوں میں تقسیم کر رہی ہے۔ اور اب تک تقریباً پچاس لاکھ ایکڑ زمین پانچ لاکھ کسانوں کے مابین تقسیم بھی کی جا چکی ہے۔ لیکن پچیس لاکھ کسان ابھی تک زمین سے محروم ہیں اور حکومت انہیں اراضی دینے کی جد و جہد میں مصروف ہے یہ زمین موضع کی پنچائت کی ملکیت ہو جاتی ہے یہ پنچایت اسے اپنے حلقہ کے کسانوں میں تقسیم کر دیتی ہے۔ اور اس زمین پر کسان کا مستقل قبضہ ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ دو سال تک کاشت نہ کرے تو اسے اس پر کوئی حق نہیں رہتا۔

میمل لینڈ (Memel Land) جرمنی کی شمالی مشرقی سرحد پر ایک، ایک ہزار مربع میل وسیع علاقہ کا نام ہے۔ میمل لینڈ میں ڈیڑھ لاکھ نفوس آباد ہیں۔ جن میں اکثریت جرمن باشندوں کو حاصل ہے۔ اس علاقہ کے بندرگاہ کا نام میمل ہے۔ یہ علاقہ پہلے جرمنی میں شامل تھا۔ لیکن "درسلائے کے صلحنامہ" کی روسے لتھوانیا کے لئے ساحل بحر تک پہونچنے کا راستہ مہیا کرنے کے لئے اسے جرمنی سے لیکر لتھوانیا کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ بتداً اس کا انتظام اتحادی سفراکی ایک مجلس کے ہاتھ میں رہا لیکن ۱۹۲۳ء

کے آغاز میں لتھوانیا نے اسے ملحق کرلیا۔ اور برطانیہ، فرانس، اطالیہ اور جاپان نے اس شرط کے ساتھ کہ یہاں کے باشندوں کو حکومت خود اختیاری دیدی جائے گی اس الحاق کو تسلیم کرلیا۔ اس الحاق کے بعد یہاں جرمن اور لتھوانی باشندوں کے مابین ہمیشہ شدید اختلافات رونما رہے۔ حتیٰ کہ جرمنی میں ہر ہٹلر کے برسر اقتدار آجانے کے بعد اس علاقہ کے باشندوں نے جرمنی کے ساتھ الحاق کی تحریک شروع کردی۔ جسے پہلے تو یہاں کی حکومت نے تشدد کے ساتھ فرو کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے بعد یہاں کے باشندوں کو بہت سی مراعات دیدی گئیں۔ چیکوسلاواکیہ کے الحاق کے بعد ۲۲ مارچ ۱۹۳۹ء کو ہر ہٹلر نے اعلان جنگ کی دھمکی کے ماتحت لتھوانیا سے اس علاقہ کی واپسی کا مطالبہ کیا اور اس مطالبہ کو تسلیم کرلئے جانے کے بعد اسے جرمنی میں شامل کرلیا گیا۔ البتہ بندرگاہ میمل میں لتھوانیا کے لئے ایک "غیر جانبدار خطہ" مخصوص ہے۔

میجنو لائن (Maginot Line) فرانس کی مشرقی سرحد پر واقع اس متحکم قلعہ بندی کا نام ہے جو ۱۹۲۷ء اور ۱۹۳۵ء کے درمیان تعمیر کی گئی تھی۔ اس وقت فرانس کے وزیر جنگ ایم میجنو (M. Maginot) تھے۔ یہ قلعہ بندی انہیں کے نام سے موسوم ہے۔ میجنو لائن ایک ہزار ایسے قلعہ جات پر مشتمل ہے جن کی کئی کئی منزلیں زیرِ زمین دوز تعمیر کی گئی ہیں۔ یہ دنیا کی مستحکم ترین قلعبندی قرار دی گئی ہے۔ اس میں زیرِ زمین شہر، ریلوے سٹیشن اور بجلی گھر موجود ہیں۔

مانچوکو (Manchukuo) چین کا ایک صوبہ ہے اس کا پہلا نام منچوریا (Manchuria) تھا لیکن اس پر جاپان کے قبضہ کے بعد پہلے نام کو تبدیل کردیا گیا ہے۔ اس کا رقبہ چار لاکھ سات ہزار مربع میل ہے اور آبادی تین کروڑ۔ جاپان عرصہ دراز سے اس صوبہ پر قبضہ کرنے کی جد وجہد کررہا تھا۔ چنانچہ ۱۹۰۵ء کے معاہدہ کی رو سے جو "پیکن کا معاہدہ" کہلاتا ہے اسے یہاں "مراعات خصوصی" حاصل ہوگئی تھیں۔ چونکہ ایسٹ چائنیز ریلوے (East Chinese Railway) کا نظم ونسق جو یہاں کی طویل اور اہم ترین ریلوے لائن ہے، اشتراکی روس کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے جاپان اور روس

کے مابین یہ صوبہ "باعث کشمکش" بنا ہوا تھا ۱۸ ستمبر ۱۹۳۲ء کو جاپان نے منچوریا پر قبضہ کرنا شروع کیا اور ۱۸ فروری ۱۹۳۲ء کو چین کے ایک دوسرے صوبہ جیہول (Jehole) اور منچوریا کو ملا کر مانچوکو کے نام سے ایک نئی ریاست قائم کر دی اور مانچو خاندان کے آخری حکمران شہنشاہ پو۔یی (Pu-yi) کو جسے ۱۹۱۱ء میں جلا وطن کر کے جاپان بھیجدیا گیا تھا، اس نئی ریاست کا صدر مقرر کیا۔ لیکن یکم مارچ ۱۹۳۴ء کو پو۔یی نے، شہنشاہ کانگ تہ (Kang-Teh) کا لقب اختیار کر لیا اور اب تک جاپان کے آلۂ کار کی حیثیت سے اس علاقہ پر حکمران ہیں۔ یہاں جاپان کی زبردست فوج رہتی ہے اور حکومت کے ہر شعبہ میں جاپانی مشیر تمام امور انجام دیتے ہیں۔ جاپان نے یہاں کی زراعت اور کان کنی کے ذرائع کو بہت ترقی دی ہے اور گذشتہ سال میں متعدد زبردست صنعتی کارخانہ بھی قائم کئے ہیں۔ لیکن آب و ہوا کی ناموافقت کی وجہ سے جاپانی کسان یہاں آباد نہیں ہو سکے ۱۹۳۵ء میں اشتراکی روس نے "ایسٹ چائینز ریلوے" کو ایک کروڑ پونڈ میں جاپان کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا، لیکن اس کے باوجود، جاپان اور روس کی سرحدی افواج کے مابین کئی مرتبہ تصادم ہو چکا ہے اور بعض اوقات اسی تصادم نے جنگ کی صورت بھی اختیار کر لی ہے۔ "انٹی کمنٹرن پیکٹ" کی تکمیل کے بعد جرمنی، اطالیہ اور ہسپانیہ نے اس نئی ریاست کو تسلیم کر لیا ہے۔ لیکن دنیا کی دوسری حکومتوں نے اسے تسلیم نہیں کیا۔

میسڈونیا (Macedonia) جزیرہ نمائے بلقان کے وسط میں، عسکری اعتبار سے ایک نہایت اہم علاقہ کا نام ہے۔ یہ علاقہ ترکی حکومت میں شامل تھا لیکن یونان، بلغاریہ اور سربیا (موجودہ یوگوسلاویہ) کی حکومتیں ہمیشہ اسے حاصل کرنے کی کوششیں کرتی رہیں۔ انیسویں صدی عیسوی کے دوران میں مذکورہ بالا اقوام، اس کوہستانی علاقہ میں باہم جنگ آزما اور ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی جد و جہد میں مصروف رہیں جس کے نتیجہ کے طور پر یہ علاقہ بے شمار اقوام اور مختلف زبانوں، تمدنوں اور تہذیبوں کا مجموعہ بن کر رہ گیا۔ بلقان کی دوسری جنگ کے بعد ۱۹۱۳ء میں میسڈونیا ترکوں کے قبضہ سے نکل گیا اور یونان، سربیا اور بلغاریہ نے باہم تقسیم کر لیا۔ لیکن بلغاریہ کو جو حصہ ملا وہ

بہت محدود تھا، اور یہ حصّہ "ساوتھ سربیا" اور "نارتھ گریس" کے ناموں سے موسوم کردیے گئے۔
جنگ عظیم کے بعد بلغاریہ سے، محض ایک ضلع پٹرک کے علاوہ تمام علاقہ واپس لے لیا گیا۔ لیکن یہاں کے دو لاکھ باشندے اپنی مرضی سے بلغاریہ آکر آباد ہوگئے۔
میسڈونیا میں عرصہ دراز سے ایک خفیہ جماعت "انٹرنل میسڈونین ریولیوشنری آرگنائزیشن"
(Internal Macedonian Revolutionary Organization")
کے نام سے قائم تھی، یہ جماعت ترکوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ۱۸۹۰ء میں قائم کی گئی تھی۔ تمام علاقہ میں اس کی مقامی شاخوں کا ایک جال پھیلا ہوا تھا اور اس جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد کو "کومی تاجی" (KomiTadji) کہا جاتا تھا۔ اس جماعت کو ہمسایہ ریاستیں اسلحہ مہیا کرتی تھیں اور ترکی حکومت کے زمانہ میں اس کے ارکین سارے علاقہ میں قتل و خونریزی، تحصیل محاصل اور لوگوں کو موت کی سزائیں دیکر انہیں مرعوب اور خوفزدہ کرتے رہتے تھے۔ بلقان کی لڑائی میں یہ جماعت بلقانی اتحادیوں کی حلیف رہی تھی لیکن جنگ کے بعد جب اس علاقہ کو حسب وعدہ آزاد نہ کیا گیا تو اس جماعت کے ارکین یونان اور سربیا کے دشمن بن گئے اور جنگ عظیم کے بعد تک بلغاریہ اور اطالیہ سے سامان اور اسلحہ کی امداد حاصل کرکے میسڈونیا کے ان علاقوں پر جو یونان اور سربیا کے قبضہ میں تھے تاخت و تاراج کرتے رہے۔
انہوں نے میسڈونیا کے ان باشندوں اور رہنماؤں کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جو ان کے ہمخیال نہ تھے۔ حتیٰ کہ ایک ہی جماعت کے دو مختلف الخیال رہنما اور ان کے مقلدین ایک دوسرے کے قتل کرنے کے لئے وائنا، پراگ اور میلان تک پہونچتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ جماعت بلغاریہ کی بھی مخالف ہوگئی اور عملی طور پر اس ضلع میں جو بلغاریہ کے ساتھ ملحق تھا، اپنی حکومت قائم کرلی۔ کچھ عرصہ کے بعد ۱۹۳۲ء میں بلغاریہ کے پایۂ تخت صوفیا میں محل شاہی کے سامنے بلغاروی فوج اور اس جماعت کے ارکین کے درمیان ایک مختصر سی لڑائی بھی ہوئی لیکن اس کے بعد اس کے رہنما مہائی لوف (Mihailoof) کو جلا وطن کردیا گیا اور بظاہر یہ تحریک ختم ہوگئی۔ لیکن جنیوا میں میسڈونیا کے باشندوں کی ایک جماعت

قائم ہے۔ اور اس علاقہ کی آزادی کو تسلیم کرانے کے لئے ایک رسالہ شائع کرتی ہے۔

(ن)

نیو فاونڈلینڈ (New Foundland) کناڈا کے جنوب میں ایک جزیرہ کا نام ہے۔ نیو فاونڈلینڈ برطانیہ کی قدیم ترین نوآبادی ہے۔ ۱۹۳۳ء تک اس جزیرہ کو درجہ نوآبادیات حاصل تھا لیکن مالی دشواریوں کی بنا پر اسے از سر نو مقبوضات میں شامل کرکے اس کا انتظام گورنر کے ماتحت ایک ایسی مجلس کے سپرد کردیا گیا جس میں تین نمائندے برطانوی حکومت کے شامل ہیں اور تین نیو فاونڈلینڈ کے۔ اس جزیرہ کے قرضہ جات برطانوی حکومت نے اپنی جانب منتقل کرلئے ہیں۔ اور اب "برٹش پارلیمنٹ" یہاں کے خسارہ کو پورا کرتی ہے اس جزیرہ کا رقبہ ۴۲ ہزار سات سو مربع میل ہے اور آبادی دو لاکھ پچاسی ہزار لیکن براعظم امریکہ میں لبرڈار کا علاقہ جس کا رقبہ ایک لاکھ دس ہزار مربع میل اور آبادی پانچ ہزار نفوس پر مشتمل ہے نیو فاؤنڈ لینڈ ہی کے قبضہ میں ہے۔ کناڈا کی حکومت نے متعدد مرتبہ نیو فاونڈلینڈ کو کناڈا کے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن یہاں کے باشندوں نے انکار کردیا۔

نیوزی لینڈ (New Zealand) براعظم آسٹریلیا کے جنوب مشرق میں ایک لاکھ تین ہزار چار سو مربع میل وسیع جزیرہ ہے۔ نیوزی لینڈ کی آبادی سولہ لاکھ افراد پر مشتمل ہے اور صدر مقام شہر ولنگٹن (Wellington) یہ جزیرہ "برطانوی دولت مشترکہ" کا ایک رکن ہے اور یہاں کا گورنر جنرل تاج کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہاں دو ایوانات قائم ہیں، ایوان زیرین کے اراکین جن کی مدت رکنیت تین سال ہوتی ہے عام رائے سے منتخب ہوتے ہیں اور ایوان اعلیٰ کے اراکین کو گورنر جنرل نامزد کرتا ہے، اور سات سال تک مسلسل اس ایوان کے رکن رہتے ہیں۔

یہ جزیرہ برطانیہ کے چیدہ چیدہ نوآبادکاروں نے ۱۸۴۰ء میں آباد کیا تھا لیکن اب اسے "معیاری ریاست" سمجھا جاتا ہے۔ نیوزی لینڈ اگرچہ زرعی ملک ہے۔ لیکن اسے صنعتی ملک بنانے کی

کوشش کی جارہی ہے اور دنیا کے تمام ممالک کے مقابلہ میں یہاں کا "معیار زندگی" بلند تر سمجھا گیا ہے۔ ۱۹۳۵ء سے یہاں کی حکومت "لیبر پارٹی" کے ہاتھ میں ہے جس نے حیاتِ ملّی کے متعدد شعبوں میں نہایت اہم اصلاحات کی ہیں۔ مزدوروں کے لئے چالیس گھنٹہ کا ہفتہ، زیادہ سے زیادہ اجرت، مزدور جماعتوں کا لازمی قیام، مصنوعات کی فروخت کو حکومت کا فرض قرار دینے کے قوانین اسی حکومت نے منظور اور نافذ کئے ہیں۔ یہاں کی حکومت موجودہ جنگ میں برطانیہ کی معاون ہے۔

ناردرن آئرلینڈ (Northern Ireland) آئرلینڈ کے چھ ایسے اضلاع پر مشتمل ہے جن کے باشندوں کی اکثریت برطانیہ کے ساتھ وابستہ رہنے پر مصر ہے۔ ان اضلاع کا مجموعی رقبہ پانچ ہزار دو سو مربع میل ہے اور آبادی تیرہ لاکھ، اسی علاقہ کو السٹر (Ulster) بھی کہتے ہیں۔ ان اضلاع سے تیرہ نمائندے برطانوی دارالعوام کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ لیکن اس علاقہ میں "ناردرن آئرش پارلیمنٹ" بھی قائم ہے اور بعض خصوصی معاملات کے علاوہ جو برطانوی حکومت کے قبضہ میں ہیں۔ اس علاقہ کی پارلیمنٹ ایک حد تک خودمختار ہے۔

ناروے (Norway) براعظم یورپ کے شمالی مغربی جزیرہ نما اسکنڈی نیویا، کے ایک ملک کا نام ہے۔ ناروے کا رقبہ ایک لاکھ پچیس ہزار مربع میل، آبادی تیس لاکھ اور دارالسلطنت شہر اوسلو (Oslo) ہے۔ یہ ملک پہلے سویڈن میں شامل تھا لیکن ۱۹۰۵ء میں اس سے علیحدہ ہوگیا اور یہاں بادشاہت قائم کرلی گئی۔ یہاں کے موجودہ بادشاہ کا نام ہیکن ہفتم (Haakon VII) ہے۔ یہاں کی پارلیمنٹ کو "اسٹورٹنگ" (Storting) کہتے ہیں اور یہ دو ایوانات پر مشتمل ہے۔ یہاں کی قوی ترین جماعت "لیبر پارٹی" ہے۔ یہ جماعت پہلے "تھرڈ انٹرنیشنل" سے وابستہ تھی لیکن ۱۹۳۴ء میں اس سے منقطع ہوکر "سیکنڈ انٹرنیشنل" کے ساتھ منسلک ہوگئی۔

موجودہ جنگ میں یہ ملک غیر جانبدار تھا۔ لیکن ۸ راپریل ۱۹۴۰ء کو جرمنی نے اس ملک پر حملہ کردیا، اتحادیوں نے اپنی افواج اعانت کے لئے بھیجیں لیکن ناروے کو شکست ہوگئی۔ اور اتحادی افواج شدید

نقصان برداشت کرکے واپس آگئیں۔ مسٹر چیمبرلین آنجہانی کی وزارت اسی شکست کے بعد ختم ہوئی تھی۔ اب اس ملک کے بیشتر حصہ پر جرمنی کا قبضہ ہے۔

(و)

ویٹیکن (Vatican) روم کے پاپائے اعظم کے صدر مقام کا نام ہے۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں، وسطی اطالیہ میں واقع، پاپائے اعظم کی ریاست کو اطالیہ میں شامل کر لینے کے بعد، پاپائے اعظم کا اقتدار ویٹیکن کے محلات تک محدود ہو گیا تھا۔ لیکن کسی پاپائے اعظم نے اطالوی حکومت کے مذکورہ بالا فیصلہ کو تسلیم نہیں کیا اور اس وقت سے ۱۹۲۹ء تک ہر وہ شخص جو اس عہدہ پر ممتاز ہوتا تھا بطور احتجاج اپنے انتخاب کے بعد ویٹیکن سے باہر نہیں نکلتا تھا۔ حتیٰ کہ ۱۹۲۹ء میں مسولینی کی کوششوں سے لیٹرن ٹریٹیز (Lateran Treaties) کے نام سے اطالیہ اور ویٹیکن کے مابین معاہدہ ہو گیا۔ ویٹیکن میں پاپائے اعظم کی حکومت ہے۔ اور چونکہ پاپائے اعظم کو دنیا کے "رومن کیتھولک چرچ" کے مقتدائے اعظم ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔ اس لئے ویٹیکن سیاسی اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔

وال اسٹریٹ (Wall Street) نیویارک کے ایک راستہ کا نام ہے۔ یہاں امریکہ کے متمول ترین تاجر آباد ہیں اور اسی لئے اس مقام کو بین الاقوامی سیاسی حلقوں میں اہمیت حاصل ہے۔

وائٹ رشا (White Russia) اشتراکی روس کا ایک علاقہ ہے۔ اس کا رقبہ ۴۹ ہزار مربع میل ہے اور آبادی پچاس لاکھ۔ اس علاقہ کے ایک حصہ پر پولینڈ اور روس کی لڑائی کے بعد ۱۹۲۰ء میں پولینڈ کا قبضہ ہو گیا تھا۔ لیکن ستمبر ۱۹۳۹ء میں پولینڈ کے زوال کے بعد اسے پھر اشتراکی روس میں شامل کر لیا گیا۔ یہاں اشتراکی جمہوری حکومت قائم ہے۔ وائٹ رشا کے صدر مقام کا نام منسک (Minsk) ہے۔ روسی انقلاب کی مخالف "وائٹ آرمی" کو یہاں کے باشندوں سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ لوگ ایک جداگانہ قوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۸)

ہالینڈ۔ (Holland) یا ندر لینڈ (Netherland) براعظم یورپ کے مغرب میں رود بار انگلستان کے مشرقی ساحل پر ایک چھوٹا سا ملک ہے۔ اس کا رقبہ بارہ ہزار پانچسو مربع میل، آبادی ۸۰ لاکھ اور پایۂ تخت ہیگ (Hague) ہے یہ ملک ہمیشہ غیر جانبدار رہا ہے اور برطانیہ کی خارجی حکمت عملی میں یہ امر شامل ہے کہ اگر یورپ کا کوئی ملک ہالینڈ پر حملہ آور ہوا تو برطانوی حکومت ہالینڈ کی حفاظت کریگی۔ یہاں کی پارلیمنٹ میں معدودے چند اراکین نازی بھی تھے۔ یہ اراکین ہمیشہ اس خیال کا اظہار کرتے رہے ہیں کہ ہالینڈ کو کلیتہً جرمنی میں شامل کر دیا جانا چاہیئے۔ لیکن جرمنی کے حملہ سے قبل یہاں کی نازی پارٹی کے لیڈر نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر جرمنی اس ملک پر حملہ آور ہوا تو ہم لوگ غیر جانبدار رہیں گے۔

فوجی نقطۂ نگاہ سے ہالینڈ کو بھی تقریبًا وہی اہمیت حاصل ہے جو بلجیم کو ہے۔ اور ہالینڈ کے مغربی ساحل پر بھی ہوائی جہازوں اور آبدوزوں کے مستقر بنا کر انگلستان پر حملہ کیا جاسکتا ہے۔ ہالینڈ بھی حملہ کے اندیشہ سے ہمیشہ فوجی استحکامات میں مصروف رہا ہے۔ لیکن جرمنی کے بے پناہ حملوں کے مقابلہ میں کچھ پیش نہ جاسکی۔ چنانچہ مئی ۱۹۴۰ء کے آغاز میں جرمنی نے اس ملک پر حملہ کیا اور اب یہاں جرمنی کا قبضہ ہے۔

ہنگری (Hungary) جرمنی کے جنوب و مشرق میں چالیس ہزار مربع میل وسیع ملک ہے۔ یہاں کی آبادی ایک کروڑ ہے اور دارالسلطنت بڈاپسٹ (Budapest) یہ ملک جنگ عظیم سے قبل آسٹروی سلطنت کا حصہ تھا۔ جنگ کے بعد آسٹریہ سے علیحدہ ریاست بنا دیا گیا۔ لیکن اسکے رقبہ اور آبادی کا پچہتر اور ساٹھ فیصدی حصہ ہمسایہ ریاستوں میں شامل کر دیا گیا۔ سلاواکیہ، چیکوسلادیہ کا قبضہ ہوگیا۔ ٹرانسلوانیا، رومانیہ کے حصہ میں آیا۔ کروشیا اور اس سے ملحق علاقہ جات یوگوسلادیہ کو دیدیئے گئے اور برجنلینڈ (Burgenland) آسٹریہ میں شامل رکھا گیا۔ مگر ہنگری ہمیشہ اپنے

مذکورہ بالا علاقوں کی واپسی کا مطالبہ کرتا رہا۔ ستمبر ۱۹۳۸ء میں جب چیکوسلاواکیہ کی پہلی تقسیم عمل میں آئی تو سلاواکیہ کا ایک بڑا حصہ ہنگری کو واپس مل گیا۔ اور مارچ ۱۹۳۹ء میں صوبہ روتھینیا کو بھی اسی میں شامل کرلیا گیا جس کے بعد موجودہ جنگ کے دوران میں ٹرانسلوانیا بھی ہنگری کو واپس دلایا گیا۔ ہنگری، جرمنی اور اطالیہ کے ساتھ متحدالخیال ہونے کے باوجود اس جنگ میں غیر جانبدار ہے۔

ہنگری میں ابتداءً اشتراکی حکومت قائم تھی لیکن ۱۹۱۹ء میں امیرالبحر ہورتھی نے برسرِ اقتدار ہونے کے بعد "آتھوریٹرین گورنمنٹ" قائم کی۔ اور اب تک موصوف ہی بحیثیت مدارالمہام حکومت کر رہے ہیں۔ لیکن یہاں دوسری سیاسی جماعتیں بھی قائم ہیں اور ان پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی گئی۔

ہندوستان (India) براعظم ایشیا کا اٹھارہ کروڑ آٹھ ہزار چھ سو اسی مربع میل وسیع جزیرہ نما ہے۔ اور یہاں ۳۷ کروڑ پچاسی لاکھ نفوس آباد ہیں۔ ہندوستان انتظامی اعتبار سے دو حصوں میں منقسم ہے۔ ایک حصہ براہ راست برطانوی انتظام کے ماتحت ہے اور دوسرا ہندوستانی روساء کے ماتحت۔ اول الذکر کا رقبہ ۱۳۱۸۴۴۶ مربع میل ہے اور موخرالذکر کا ۴۹۰۰۰۰ لاکھ مربع میل ہے۔ ہندوستان برطانوی حکومت کے ماتحت ہے اور انگلستان کے حکمران یہاں کے حکمران بھی سمجھے جاتے ہیں۔ ۱۹۰۹ء میں یہاں کے گورنر جنرل اور صوبائی گورنروں کیلئے "مشاورتی مجالس" قائم کی گئی تھیں ۱۹۱۹ء میں "گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ" کی رو سے انہیں مجالس کے اختیارات میں توسیع کردی گئی لیکن ہندوستان کے قوم پرور رہنما ان اصلاحات سے مطمئن نہ ہوسکے اور گاندھی جی کی قیادت میں ہندوستان نے ان کے خلاف زبردست تحریک شروع کی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر ۱۹۲۸ء میں برطانوی حکومت کی جانب سے "سائمن کمیشن" کا تقرر عمل میں آیا اور اس "کمیشن" نے تحقیقات کرنے کے بعد جو تجاویز مرتب کیں ان پر غور کرنے کے لئے ۱۹۳۰ء میں "پہلی گول میز کانفرنس" منعقد کی گئی جو ستمبر ۱۹۳۰ء سے جنوری ۱۹۳۱ء تک جاری رہی۔ اس کانفرنس میں ہندوستان

کے اعتدال پسند رہنما ، رؤسا اور گاندھی جی شامل تھے ۔ اس کانفرنس کا نتیجہ "گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء" کی شکل میں برآمد ہوا جو فی الحال ہندوستان میں نافذ ہے۔

دستور ۱۹۳۵ء کے مطابق ہندوستان میں وائسرائے ملک معظم کی نمائندگی کرتا ہے اور گورنر جنرل انتظامی معاملات کا ذمہ دار ہے لیکن ان ہر دو مناصب پر ایک ہی شخص بھی فائز رہ سکتا ہے۔ اور آجکل لارڈ کوئنس آف لنلتھگو ان عہدوں پر فائز ہیں۔ وائسرائے اور گورنر جنرل کو ۵ سال کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ لیکن ملک معظم اس مدت میں توسیع بھی کر سکتے ہیں۔ وائسرائے کی امداد کے لئے ایک "مجلس انتظامیہ" ہوتی ہے۔ اس مجلس کے اراکین کو ملک معظم مقرر کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ حکومت کے مختلف شعبہ جات کے وزرا ، سمجھے جاتے ہیں۔ ایک وفاقی مجلس قانون ساز بھی قائم ہے جس کے ایوان زیریں یعنی اسمبلی کے ایک سو اکتالیس اراکین میں سے ایک سو پانچ عوام کے منتخبہ ہوتے ہیں اور باقی حکومت کے نامزد کردہ۔ ایوان اعلیٰ یعنی "کونسل آف اسٹیٹ" ۵۸ اراکین پر مشتمل ہے۔ اور اس کے ۳۲ اراکین عوام کی رائے سے منتخب ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں رائے دہندگی کا معیار بہت بلند رکھا گیا ہے اور بمشکل آبادی کا پانچ فیصدی حصہ اس معیار کے مطابق رائے دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ وائسرائے کو لامحدود اختیارات حاصل ہیں اور وہ ملک معظم کی منظوری سے ہر وہ کام کر سکتا ہے جسے وہ برطانوی نقطۂ نظر سے ہندوستان کے لئے مفید سمجھے ، حتیٰ کہ اسے مرکزی اسمبلی کے فیصلوں کو معطل اور مسترد کر دینے کے اختیارات بھی حاصل ہیں۔ نیز وائسرائے کی "ایگزیکیٹو کونسل" کے اراکین "مجلس قانون ساز" کے روبرو جوابدہ نہیں۔

موجودہ آئین کی رو سے برطانوی ہند بھی دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک حصہ "گورنرز پراونسز" (Governor's Provinces) یعنی "گورنروں کے صوبجات" کہلاتا ہے اور دوسرا حصہ "چیف کمشنرز" کے ماتحت ہے۔ اول الذکر میں گیارہ صوبجات یعنی بنگال ، مدراس، پنجاب، بمبئی، صوبجات متحدہ ، صوبجات متوسط ، بہار ، اڑیسہ ، آسام ، سندھ اور شمالی مغربی سرحدی

شامل ہیں۔ ان صوبجات میں مجالس قانون ساز قائم ہیں جن کے اراکین محدود حق رائے دہندگی کے ماتحت رائے عامہ سے منتخب ہوتے ہیں۔ ہر صوبہ کا گورنران افراد پر مشتمل وزارت مقرر کرتا ہے جنہیں ایوان میں اکثریت کی حمایت حاصل ہوتی ہو اور یہ وزراء اپنے صوبہ کی مجلس قانون ساز کے روبرو جوابدہ ہوتے ہیں۔ گورنر اپنے وزراء کے مشوروں پر عمل کرتا ہے۔ لیکن وائسرائے کی اجازت حاصل کر لینے کے بعد بعض حالات میں اپنے "اختیارات تمیزی" سے کام کرنے کی اجازت بھی حاصل ہے۔ مجلس قانون ساز کے منظور کردہ تمام قوانین کے اجراء کے لئے گورنر کی منظوری حاصل کرنی ضروری ہے۔

ہندوستانی ریاستیں براہ راست ملک معظم کی معاہد ہیں۔ ان میں علیحدہ قوانین رائج ہیں لیکن ہر ریاست میں برطانوی مشیر رہتے ہیں، ہندوستانی ریاستیں چونکہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں اس لئے ہر ریاست پر برطانوی فوقیت قائم رکھنے کے لئے انتظامی ذرائع بھی مختلف ہیں لیکن مرکزی حکومت ان کے معاملات میں مداخلت کر سکتی ہے۔ موجودہ جنگ میں ہندوستان کی حکومت برطانیہ کے ساتھ ہے۔ اور یورپ، ایشیا اور افریقہ کے محاذات جنگ پر ہندوستانی افواج بھیجی جا رہی ہیں لیکن انڈین نیشنل کانگریس جو ہندوستان کی واحد سیاسی جماعت ہے، جنگ میں شرکت کے خلاف ہے۔ چنانچہ جدید دستور ہند کے ماتحت ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں جو ذمہ دار حکومتیں قائم تھیں ان میں آٹھ صوبوں میں قائم شدہ کانگریسی وزارتیں مستعفی ہو چکی ہیں اور وہاں دستور کو معطل کر کے تمام اختیارات وہاں کے گورنروں نے اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں۔ چنانچہ اب ان صوبجات کے تمام وزراء اور مجالس قانون ساز کے تمام اراکین حتیٰ کہ کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی محبوس کر دیا گیا ہے۔ گاندھی جی کے الفاظ میں اگرچہ یہ تحریک محض "آزادیٔ تقریر کا حق" حاصل کرنے کے لئے شروع کی گئی تھی لیکن انڈین نیشنل کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد اسے ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد قرار دیتے ہیں۔

(ی)

یوکرین۔ (Ukraine) اشتراکی روس کا جنوبی حصہ ہے۔ یہ علاقہ پہلے "ساوتھ رشیا" (South Russia) کہلاتا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں انقلاب روس کے بعد آسٹریا اور جرمن افواج نے اس علاقہ پر قبضہ کرکے یہاں اپنی آلۂ کار جمہوری حکومت قائم کردی تھی لیکن ۱۹۱۸ء میں جب صلح ہوگئی۔ تو غیر ملکوں کی فوجوں کی واپسی کے بعد یہاں ۱۹۲۰ء تک خانہ جنگی برپا رہی حتیٰ کہ یہاں اشتراکی جمہوریہ قائم ہوگئی۔ اور یہاں کی حکومت نے اشتراکی روس کے ساتھ اقتصادی اور عسکری معاہدات کرلئے۔ لیکن ۱۹۲۳ء میں یہ علاقہ اشتراکی روس میں شامل کرلیا گیا اور اس وقت یہ اشتراکی روس ہی کے ساتھ ملحق ہے۔ یوکرین کا ایک وسیع علاقہ جس میں سات لاکھ نفوس آباد ہیں، پولینڈ کے قبضہ میں تھا۔ لیکن ستمبر ۱۹۳۹ء میں جب جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کیا تو اس علاقہ کو روس نے از سر نو اپنی حدود میں شامل کرلیا۔

یونائٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ (United States of America) یعنی و[illegible] متحدہ امریکہ، اس براعظم کی اڑتالیس ریاستوں اور دو وسیع علاقوں کا مشترک نام ہے۔ ولایات متحدہ کا رقبہ ۳۷۳۸۳۹۵ مربع میل، آبادی تیرہ کروڑ نفوس پر مشتمل اور صدر مقام کولمبیا (Columbia) کے وفاقی ضلع کا شہر واشنگٹن (Washington) ہے۔ یہاں کا دستور حکومت وفاقی ہے اور مرکز کے ساتھ منسلک ریاستیں اپنی اپنی جگہ پر تقریباً خود مختار ہیں۔ لیکن گذشتہ چند سال سے مرکزی حکومت کے اختیارات میں توسیع کی تحریک مقبول ہوتی جارہی ہے۔ وفاقی حکومت کے لئے قوانین بنانے کا اختیار "کانگریس" کو ہے اور "کانگریس" ایوان زیرین اور ایوان اعلیٰ کے نمائندگان پر مشتمل ہے۔ ایوان زیرین یعنی "ہاؤس آف ریپرزینٹیٹوز" (House of Representatives) میں تین سو پینتیس اراکین ہوتے ہیں اور رائے عامہ سے صرف دو سال کیلئے

منتخب کئے جاتے ہیں۔ ایوانِ اعلیٰ یعنی سینٹ (Senate) چھیانوے اراکین پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے لئے ہر ریاست کی جانب سے دو اراکین منتخب کئے جاتے ہیں۔ ان کی مدتِ رکنیت چھ سال ہوتی ہے۔ لیکن ہر دو سال کے بعد ان میں سے ۳۲ اراکین تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس ایوان کا صدر، ولایات متحدہ کا نائب صدر بھی ہوتا ہے۔

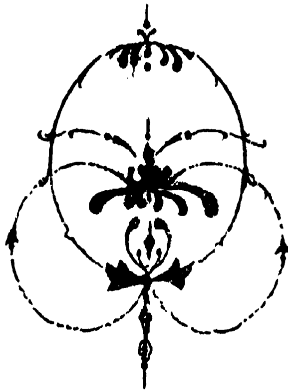
حکومت کی آمدنی میں اضافہ کرنے والے مسودات قانون کے علاوہ جن کی ترتیب و تدوین کا حق ایوان زیرین ہی کے لئے مخصوص ہے۔ ہر قسم کے قوانین کی ترتیب کا حق دونوں ایوانات کے لئے مساوی ہے لیکن ان کے لئے ہر دو ایوانات کی منظوری حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ولایات متحدہ کا صدر، چار سال کے لئے منتخب کیا جاتا ہے۔ اس کا انتخاب براہ راست عوام کے ہاتھ میں ہے اور تمام قوانین کے نفاذ و اجرا کا حق صدر ہی کو حاصل ہے۔ صدر، کانگریس کے فیصلوں کو مسترد کر سکتا ہے۔ لیکن اگر کانگریس کے ⅔ اراکین صدر کے فیصلہ کے خلاف ہوں تو اس حالت میں صدر کا فیصلہ مسترد ہو جائے گا۔ ولایات متحدہ کا صدر اعزازی نہیں بلکہ تمام اختیارات کا حامل ہوتا ہے۔ وہ وزرا کا تقرر کرتا ہے اور یہ وزرا، اسی کے روبرو جوابدہ ہوتے ہیں۔ صدر کو معاہدات کرنے کا حق حاصل ہے۔ البتہ اعلان جنگ کے لئے اسی کانگریس کی رائے لینی ضروری ہے۔ موجودہ جنگ میں اعلان جنگ کرکے جرمنی کے مقابلہ کے لئے امریکی فوج بھیجدینے کے علاوہ ولایات متحدہ امریکہ، برطانیہ کی ہر طرح امداد کر رہا ہے۔

یوگوسلاویہ - (Yugoslavia) جزیرہ نمائے بلقان کی ایک ایسی ریاست ہے جو جنگِ عظیم کے بعد ریاست ہائے سربیا (Serbia) اور مونٹی نگرو (Montenegro) اور آسٹریہ - ہنگری کے صوبہ جات، کروشیا (Croatia) بوسنیا - (Bosnia) دلماتیا (Dalmatia) اور وواديا - (Voivodia) کو شامل کرکے قائم کی گئی تھی۔ یوگوسلاویہ کا رقبہ پچانوے ہزار مربع میل ہے اور دارالسلطنت بلگراڈ (Belgrade) یہاں ایک کروڑ

اڑتالیس لاکھ افراد آباد ہیں جن میں سرب، کروٹ، ہنگری، جرمن اور البانوی اقوام کے علاوہ دوسری قلیل التعداد قومیں بھی شامل ہیں۔ حتیٰ کہ بوسنیا کے علاقہ میں پندرہ لاکھ مسلمان بھی آباد ہیں۔ یوگوسلاویہ کی یہ مختلف النوع آبادی یہاں کی حکومت کے لئے ہمیشہ وجہ پریشانی بنی رہتی ہے۔ بالخصوص کروشیا کے باشندوں کا سوال اس کے لئے بہت زیادہ پریشان کن ثابت ہوا ہے۔ یہ قوم ابتدا میں جنوب میں آباد سلاؤ قوم کے ساتھ متحد ہو جانے کی خواہشمند تھی۔ لیکن اس اتحاد کے بعد جب اسے یہ بات محسوس ہوئی کہ سلاؤ قوم آہستہ آہستہ اس قوم کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتی ہے تو کروشیا کے باشندوں نے "حکومت خود اختیاری" کا مطالبہ شروع کر دیا اور ہر دو اقوام کے مابین روز افزوں کشیدگی پیدا ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ نومبر ۱۹۲۸ء میں کروشیا کے حریت خواہ رہنما رڈیک کو یہاں کی پارلیمنٹ کے اجلاس کے دوران میں قتل کر دیا گیا۔ اور بادشاہ نے "دستور حکومت" کو معطل کر کے تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے۔

یوگوسلاویہ کا پہلا نام "سرب، کروٹ اور سلاؤ اقوام کی سلطنت" تھا لیکن اس واقعہ کے بعد اسے بدل کر یوگوسلاویہ کر دیا گیا۔ ۱۹۳۱ء میں سابقہ "دستور حکومت" کی جگہ "نیا آئین" نافذ ہوا اور دو ایوانات پر مشتمل نئی پارلیمنٹ قائم کی گئی۔ نئے دستور حکومت کی رو سے وزراء کو شاہی ہدایات کے ماتحت کام کرنا اور اسی کے روبرو جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں جب یہاں کے بادشاہ الکزینڈر اوّل (Alexander I) کا انتقال ہو گیا۔ تو ولیعہد سلطنت، پیٹر ثانی (Peter II) کے سن بلوغ کو پہونچنے تک شہزادہ پال (Paul) (آنجہانی بادشاہ کے برادر زادہ) کو بطور مدار المہام مقرر کیا گیا۔ یہ ملک زرعی ہے۔ لیکن فرانس اور برطانیہ کی مساعی سے، معدنیات کی دریافت کا کام بھی شروع کیا گیا تھا۔ اور تانبے نیز سیسہ کی بعض کانیں دریافت بھی ہو چکی ہیں۔ یوگوسلاویہ کی نئی وزارت ۲۴ راگست ۱۹۴۰ء

کو قائم ہوئی تھی، اس حکومت کے نائب وزیراعظم کا نام ڈاکٹر میکاک ہے اور وزارت میں کروشین قوم کے چار دوسرے رہنما بھی شامل ہیں۔ اس حکومت نے کروشیا کی جداگانہ ہستی کو تسلیم کر کے وہاں ایک محدود ذمہ دار حکومت قائم کر دی ہے۔ لیکن دفاع، مالیات اور خارجی معاملات بدستور مرکزی حکومت کے ہاتھ میں ہیں۔ یوگوسلاویہ براعظم یورپ نیز البانیہ اور یونان کی لڑائیوں میں غیر جانبدار رہے اور اطالیہ کے اشتراک عمل سے اس غیر جانبداری کو قائم رکھنا چاہتا ہے جنگ کے زمانہ میں یہاں کی حکومت پندرہ لاکھ سپاہی میدان میں لا سکتی ہے۔



اصطلاحات اعلانات اور معاہدات

(الف)

ایکٹیوازم (Activism) اس لفظ کے لغوی معنی "عملیت" ہے۔ لیکن سیاسی اصطلاح میں ان افراد اور جماعتوں کی سرگرمیوں کے اظہار کے لئے مخصوص ہوگیا ہے جو محض لائحہ عمل بنانے والوں کے مقابلہ میں عمل کو ترجیح دیتی ہیں۔

اگریشن (Aggression) لغوی اعتبار سے یہ لفظ حملہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مگر سیاسی اصطلاح میں اب ایسے حملہ کے لئے مخصوص ہوگیا ہے۔ جو کسی ملک پر توسیع مملکت کے جذبہ کے ماتحت کیا جائے۔ یہ اصطلاح سب سے پہلے ورسلائے کے صلح نامہ میں جرمنی کے حملہ کے لئے استعمال کی گئی تھی۔ اس کے بعد مجلس اقوام کے دستور اساسی میں بھی اسے متعدد مواقع پر استعمال کیا گیا۔ مجلس اقوام نے اس لفظ کی مختصر اور جامع تعریف کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ لیکن اس امر کے پیش نظر کہ ہر حملہ آور حکومت خود کو آغاز جنگ کی ذمہ داریوں سے بچانے کے لئے یہ عذر کر سکتی ہے۔ کہ اسنے دوسری حکومت کی جانب سے مجوزہ حملہ سے محفوظ رہنے یا تہذیب اور قانون کی حفاظت کے لئے اقدام جنگ کیا ہے۔ اس لفظ کی کوئی تعریف نہیں کی جا سکی۔ پھر ۱۹۲۳ء میں معاہدہ امداد باہمی اور ۱۹۲۴ء میں جنیوا کانفرنس کی دستاویزات کی ترتیب کے موقعوں پر اس بات کی سعی کی گئی کہ جو حکومت مجلس اقوام کی ثالثی کو مسترد کردے اسے اس اصطلاح کا مصداق

تصور کیا جائے۔ لیکن یہ کوششیں بھی ناکام رہیں بحالات موجودہ اگرچہ اس اصطلاح کی کوئی جامع تعریف موجود نہیں لیکن عام طور پر اسے ایسے حملوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جس میں توسیع مملکت کا جذبہ کارفرما ہو۔

اگریرینیز (Agrarians) یہ لفظ ان سیاسی نمائندوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو زمیندار طبقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ زمیندار جماعتوں نے مختلف ملکوں بالخصوص وسطی اور مشرقی یورپ میں بہت سے اہم کام کئے ہیں۔ عام طور پر ان جماعتوں کی قیادت بڑے بڑے زمیندار ہی کرتے ہیں۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اوسط اور معمولی درجہ کے زمیندار بھی اکثر و بیشتر انہیں کے ہمنوا و ہمخیال ہوتے ہیں اور سیاسی اعتبار سے ایسی جماعتوں اور افراد کی جگہ " دائیں بازو" کے ساتھ ہوتی ہے۔ بعض صورتوں میں جب بہت چھوٹے چھوٹے زمیندار برسر اقتدار ہوتے ہیں تو ان کی جماعتیں کسان جماعتوں کے نام سے یاد کیجاتی ہیں۔ سیاسی اعتبار سے اگرچہ کسان جماعتیں " میانہ رو" سمجھی جاتی ہیں لیکن عموماً یہ " بائیں بازو" کے ساتھ ہی وابستہ رہتی ہیں۔

ایجنٹ پروویکیچر (Agent Provocateur) فرانسیسی زبان کی ایک اصطلاح ہے۔ اور کسی سیاسی یا دوسری قسم کے اجتماعی تنازعات اور اختلافات کے زمانہ میں بحیثیت دوست اور ہمدرد۔ فریق ثانی کے حامیوں میں شامل ہوکر ان میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کی کوشش کرنے والوں کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ انقلاب روس سے پیشتر وہاں کے انقلاب پسندوں کو کچل ڈالنے کیلئے حکومت عام طور پر ان لوگوں سے کام لیا کرتی تھی تاکہ یہ انقلاب پسندوں کو اشتعال دلاکر انہیں ایسی سرگرمیوں پر آمادہ کرسکیں جن کی وجہ سے حکومت کو اپنی سخت گیرانہ اور منتقمانہ کارروائیوں کے جواز کا بہانہ مل جائے۔ اس سلسلہ میں روسی پادری گیپن اور ازیف خاص طور پر مشہور ہیں۔ مقدم الذکر نے ۱۹۰۵ء میں

روسی مزدوروں کے ایک مظاہرہ کی قیادت کر کے فوج کے لئے ان پر گولیاں چلانے کا موقعہ بہم پہونچایا تھا۔ اور اس طرح روسی مزدوروں کی پہلی انقلابی جدوجہد کے لئے جو اشارہ مقرر تھا اس کے قبل ازوقت ظاہر ہو جانے کی وجہ سے اسے سخت نقصان پہنچا تھا۔ موخرالذکر نے حکومت کے ایما کے ماتحت انقلابی جماعت کی مجلس اعلیٰ میں شامل ہو کر ایک طرف تو زار کو قتل کر دینے کی سازش کو منظم کیا۔ اور دوسری طرف حکومت کو انقلاب پسندوں کے اس ارادہ اور دوسری تجاویز سے مطلع کر دیا۔ گیپن اپنے اس مذموم فعل کی پاداش میں انقلاب پسندوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ لیکن ازیف انقلاب روس کے بعد وہاں سے جرمنی آجانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ۱۹۲۱ء میں یہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ انقلابی تحریکات کو کمزور کرنے کے لئے دنیا کی تقریباً تمام حکومتیں اس قسم کے لوگوں سے کام لیتی ہیں۔ بالخصوص مزدوروں کے "اسٹرائک" کے دوران میں یہ لوگ انہیں مشتعل کر کے ان سے خلاف قانون حرکات کا ارتکاب کرانے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ حکومت کو جبروتشدد کا موقع مل سکے اور ان کی تحریک ناکام ہو جائے۔

ایسٹر ویک رائزنگ (Easter Week Rising) آئرلینڈ کے حریت پسندوں کے اس خونریز مقابلہ کا نام ہے جو انہوں نے ۱۹۱۶ء میں "ایسٹر ہفتہ" کے دوران میں انگریزوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس مختصر لڑائی کے بعد آئرلینڈ میں جمہوری حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

انشلس (Anschluss) جرمن زبان کا ایک لفظ ہے جس کا مطلب ہے "اتحاد" یہ لفظ پہلی مرتبہ اسٹریہ کو جرمنی کے ساتھ متحد یا ملحق کرد ئے جانے کے سلسلہ میں استعمال ہوا تھا۔

انکسیشن (Annexation) لاطینی زبان سے ماخوذ ہے اور بین الاقوامی سیاست میں کسی ایسے موقعہ پر استعمال کیا جاتا ہے۔ جہاں کسی زیر حکومت یا محروم حکومت علاقہ

پر دوسری قوم کے تسلط کا تذکرہ مقصود ہو۔ لیکن اس اصطلاح کے جائز استعمال کے لئے اس امر کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ یہ قبضہ یا تو اس علاقہ پر متصرف حکومت یا آباد قوم کے علم اور اجازت کے بغیر کیا گیا ہو یا انہیں جبر و تخویف سے اظہار آمادگی پر رضامند کیا گیا ہو۔ بین الاقوامی قانون کے ماتحت کسی علاقہ پر قبضہ کرنے کے لئے قبل از اقدام دنیا کی آزاد حکومتوں سے اجازت حاصل کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ انکسیشن کی پہلی شرط پوری ہو جانے کے بعد بھی وہ قبضہ غاصبانہ سمجھا جائے گا۔ انکسیشن کے بعد متصرف حکومت کو اس علاقہ میں حکومت اور برتری کے ایسے تمام اختیارات اور امتیازات حاصل ہو جاتے ہیں جو عارضی قبضہ کرنے یا کسی علاقہ کو ٹھیکہ پر لینے سے حاصل نہیں ہوتے اور ایسے مقبوضات کے باشندے قابض حکومت کے محکوم تصوّر کئے جاتے ہیں۔

اپیزمنٹ پالیسی (Appeasement Policy)۔ بین الاقوامی سیاست میں پہلی مرتبہ یہ اصطلاح ۱۹۳۷ء میں اس وقت استعمال کی گئی تھی جب فرانس اور انگلستان کی حکومتیں ہر ہٹلر اور مسولینی کو مطمئن اور ہموار کرنے کے لئے ان کے توسیع پسندانہ اقدامات پر مسلسل خاموشی سے کام لیتے رہنے کی حکمت عملی پر کاربند تھیں۔ اس زمانہ میں اطالیہ نے ابی سینیا کو محکوم بنایا، ہر ہٹلر نے اسٹریہ کو جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا اور یورپ کے انہیں دونوں آمرین کی امداد سے فرانکو نے ہسپانوی جمہوریت کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اس سرزمین پر ایک خونریز لڑائی کا آغاز کر دیا۔ لیکن اس توقع پر کہ جرمنی، اطالیہ اور ہسپانیہ کے آمرین کو ہر ممکن طریقہ پر مطمئن کر کے عالمگیر جنگ کے امکانات کو مسدود کیا جائے۔ میونخ کے معاہدہ کی رو سے چیکوسلاواکیہ کو بھی ہر ہٹلر کے حوالہ کر دیا گیا۔ میونخ کے معاہدہ کی تکمیل کے موقعہ پر ہر ہٹلر نے برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر چیمبرلین

کو اس بات کا یقین دلایا تھا کہ وہ چیکوسلاواکیہ کے باقی حصّہ پر حملہ آور نہ ہوگا۔ لیکن ۱۵ر مارچ ۱۹۳۹ء کو جب اس وعدہ کے باوجود ہر ہٹلر نے چیکوسلاواکیہ کے باقی حصّہ کو بھی جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا تو یہ حکمت عملی ختم کر دی گئی۔

انٹی کمنٹرن پیکٹ (Anti Comintern Pact) کیمونسٹ انٹرنیشنل (بین الاقوامی اشتراکی جماعت) کی منظم طریقہ پر مخالفت کرنے کیلئے ۲۵ر نومبر ۱۹۳۶ء کو جرمنی اور جاپان کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا۔ اسے اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس معاہدہ کی تکمیل کے ایک سال بعد یعنی ۶ر نومبر ۱۹۳۷ء اطالیہ بھی اس میں شامل ہو گیا۔ اطالیہ کے بعد دسمبر ۱۹۳۸ء میں مانچوکو، فروری ۱۹۳۹ء میں ہنگری اور جنرل فرانکو کی فتح کے بعد اپریل ۱۹۳۹ء میں ہسپانیہ کی حکومتوں نے بھی اس معاہدہ پر دستخط ثبت کر دیئے۔

اس معاہدہ کی رو سے تمام دستخط کنندگان نے اس بات کا عہد کیا تھا کہ وہ کیمونسٹ انٹرنیشنل کی تمام سرگرمیوں سے ایک دوسرے کو مطلع کرتے رہیں گے۔ اور انہیں مسدود کرنے کے لئے نہ صرف باہمی مشورہ ہی سے کام لیں گے۔ بلکہ ہر موقعہ پر اشتراک عمل بھی کریں گے۔ اس معاہدہ میں ایسے تمام ممالک سے جو اس عہدنامہ کے الفاظ میں "اشتراکی مظالم کے شکار" ہو چکے ہیں درخواست کی گئی تھی کہ وہ یا تو اس معاہدہ میں براہ راست شریک ہو جائیں یا اس کے مقاصد کے حصول میں حتی الوسع امداد دیں۔ یہ معاہدہ اگرچہ نومبر ۱۹۴۱ء میں ختم ہو گا۔ لیکن دستخط کنندگان اگر مناسب سمجھیں تو اس مدت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

اس معاہدہ کے مطابق کیمونسٹ انٹرنیشنل کے خلاف آج تک کوئی اجتماعی اقدام نہیں کیا گیا۔ اور جہاں تک اشتراکیت کا تعلق ہے۔ اس پر اس معاہدہ سے کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس معاہدہ کی تکمیل کے بعد بین الاقوامی سیاسی حلقوں کا خیال تھا کہ معاہدہ

دراصل یورپ کی جمہوری حکومتوں اور بالخصوص برطانیہ کے خلاف فسطائی طاقتوں کے اتحاد نہیں تو کم از کم باہمی اشتراک عمل کا ایک مظاہرہ ہے۔ اور اس معاہدہ سے اشتراکیت کی بجائے جمہوریت کو زیادہ نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔

امینسٹی (Amnesty) "عفو عام" یہ لفظ یونانی سے انگریزی میں لیا گیا ہے اور چشم پوشی یا اغماض کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جب کوئی حکومت سیاسی یا غیر سیاسی مجرمین کو میعاد سزا پوری ہونے سے قبل رہا کر دیتی ہے۔ تو اس وقت اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن اب یہ لفظ حکومت اور اس کے سیاسی مخالفین کے درمیان سمجھوتہ ہو جانے کے بعد سیاسی مجرمین کی رہائی کے لئے مخصوص ہو گیا ہے۔ اور اس قسم کے واقعات عموماً انقلاب یا تخت نشینی کے مواقع پر ہی پیش آتے ہیں۔

ابسلیوٹ ازم (Absolutism) (استبدادیت یا مطلق العنانی) سیاست کی ایک ایسی اصطلاح ہے جو ان حکومتوں کے متعلق استعمال کی جاتی ہے جن میں عوام الناس کو کسی طرح بھی کسی قسم کا دخل حاصل نہ ہو یورپ میں سولہویں اور سترہویں صدی عیسوی میں اسی قسم کی حکومتیں قائم تھیں۔ لیکن موجودہ زمانہ کی مطلق العنان حکومتیں عوام کو بڑے بڑے نوابوں کی دراز دستیوں سے بچانے کو اپنا اولین فرض تصور کرتی تھیں۔ اس زمانہ کے بعد عوام نے شخصی نظام حکومت کیخلاف جدوجہد شروع کی تو یہ لفظ مذکورہ بالا معنی میں استعمال کیا جانے لگا۔ موجودہ زمانہ کی "آمریت پسند" حکومتوں کو استبدادیت کی جدید ترین شکل کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔

اوتارکی (Autarky) یونانی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے "اپنی حکومت" لیکن غلطی سے اس لفظ کا مطلب ایک ایسا نظام حکومت سمجھ لیا گیا ہے۔ جس کے ماتحت کوئی قوم اپنی تمام ضروریات زندگی خود ہی فراہم اور تیار کرے اور دوسرے ممالک کی مصنوعات

اجناس اور دیگر اشیاء سے قطعاً بے نیاز ہو جائے۔ موجودہ زمانہ کی جنگ جو حکومتیں ناکہ بندی کے اندیشہ کے ماتحت بالعموم اسی طریقۂ کار پر عمل کرتی ہیں۔

آتھوریٹیرین (Authoritarian) بین الاقوامی سیاست کی ایک ایسی اصطلاح ہے جو جمہوری نظام حکومت کی مخالف اور "آمریت پسند حکومت" سے ملتی جلتی حکومت کیلئے استعمال کیجاتی ہے۔ اس طریقہ کے نظام حکومت کو درست سمجھنے والوں کا خیال ہے کہ جمہوری نظام حکومت ناقص اور موجودہ سیاسی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے ناکافی ہے اور اس کے مقابلہ میں چند افراد پر مشتمل ایک مضبوط اور مستحکم حکومت کسی ملک اور قوم کے لئے زیادہ سودمند اور نفع بخش ہو سکتی ہے۔

اکسس۔ روم، برلن۔ اکسس (Rome-Berlin Axis) موجودہ سیاست کی ایک اہم اصطلاح ہے اور اطالیہ اور جرمنی کے درمیان سیاسی اتحاد کے اظہار کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں جب اطالیہ، ابی سینیا پر حملہ آور ہو رہا تھا تو اس موقعہ پر جرمنی کی حمایت اور امداد حاصل کرنے کے لئے ان ہر دو ممالک کے درمیان جو معاہدہ ہوا یہ اصطلاح اس کے اظہار کے لئے مخصوص ہے۔

اطالیہ جنگ عظیم میں اتحادیوں کا حلیف اور جرمنی کا مخالف رہا تھا۔ لیکن بعض اسباب کی بناء پر جنگ عظیم کے بعد بالخصوص مسولینی کے عہد اقتدار میں اتحادیوں کے ساتھ اس کا وہ تعلق باقی نہیں رہا جو جنگ عظیم کے دوران میں تھا اور اگرچہ ۱۹۳۴ء میں جب ڈاکٹر ڈولفس آسٹریہ کے چانسلر تھے۔ آسٹریہ کی حکومت کے خلاف "نازی ہنگامہ" کے موقعہ پر اطالیہ نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ اگر جرمنی نے آسٹریہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تو اس کے خلاف فوج کشی کی جائے گی۔ لیکن ابی سینیا پر حملہ کر دینے کے بعد جب اطالیہ نے اس معاملہ میں اتحادیوں کو عملاً اپنا ہمنوا نہ پایا تو اس نے جرمنی کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔

اور اسی معاہدہ کے نتیجہ میں ایک طرف اطالیہ کو ابی سینیا فتح کر لینے کا موقعہ مل گیا اور دوسری طرف جرمنی نے رائن لینڈ پر قبضہ کر لیا۔

ہسپانیہ میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا تو مذکورہ بالا معاہدۂ اتحاد کے ماتحت ہر دو ممالک کی حکومتوں نے جنرل فرانکو کی امداد کی اور اس کے ساتھ ساتھ تمام سیاسی اور عسکری معاملات و اقدامات میں ایک دوسرے کی تائید و حمایت بھی کرتی رہیں۔ اسی معاہدہ کے ماتحت ۱۹۳۷ء میں دونوں ممالک کی حکومتوں نے "انٹی کنٹرن پیکٹ" (میثاق مخالف اشتراکیت) پر دستخط کئے۔ اور یہی معاہدہ ۱۹۳۹ء میں ہر دو ممالک کے درمیان کامل عسکری اور سیاسی اتحاد و اشتراک کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ ۱۹۳۸ء میں جب جرمنی نے آسٹریہ پر قبضہ کیا تو باوجودیکہ ہنگری اور یوگوسلاویہ کے سلسلہ میں جرمنی اور اطالیہ کے بعض مفادات کے متصادم ہو جانے کا اندیشہ تھا، لیکن اس معاہدہ نے اطالیہ کو خاموش رہنے پر مجبور کر دیا۔ چیکوسلاواکیہ کے سلسلہ میں مسولینی کی خاموشی اسی معاہدہ کی رہین منت تھی۔ جرمنی اس معاہدہ میں چونکہ فریق قوی اور غالب کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے جرمنی کے اتباع میں اطالیہ نے بھی "مخالفِ یہودیت" حکمت عملی اختیار کی اور جب مارچ ۱۹۳۹ء میں ہرہٹلر نے چیکوسلاواکیہ کے باقی حصّہ کو بھی جرمنی کے ساتھ ملحق کر لیا تو مسولینی نے البانیہ پر قبضہ کر کے اسے اطالیہ کی حدودِ مملکت میں شامل کر لیا۔

خیال کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے ہرہٹلر نے وسطی مشرقی اور جنوبی مشرقی یورپ کو جرمن سلطنت کی توسیع کے لئے مخصوص کر لیا ہے اور بحرِ روم کے ممالک اطالیہ کے لئے چھوڑ دئے ہیں۔ دراصل یہ معاہدہ فرانس اور برطانیہ کے اس سیاسی اثر و اقتدار کو زائل کرنے کے لئے کیا گیا تھا۔ جو اس زمانہ میں ان دونوں ملکوں کو ہر چہار اطراف عالم میں حاصل تھا۔ لیکن بعض مدبرین کا خیال ہے کہ اشتراکی روس بھی اس معاہدہ

کی زد میں آتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد جاپان بھی اس معاہدہ میں شریک ہوگیا۔ اور اس کی شمولیت نے ایک ایسا سیاسی مثلث قائم کردیا جو مشرق و مغرب کا احاطہ کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس معاہدہ میں ہسپانیہ، ہنگری اور یورپ کے تازہ ترین تغیرات کے ماتحت غرانس رومانیہ اور یوگوسلاویہ بھی شامل ہوگئے ہیں اور جہاں تک بلغاریہ کا تعلق ہے حالات اس امر پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ ریاست بھی عنقریب اس معاہدہ پر دستخط کردیگی۔ اسی معاہدہ کو روم، برلن، ٹوکیو اکسس بھی کہا جاتا ہے۔

اکسس پاورز (Axis Powers) یہ اصطلاح ان حکومتوں کے مشترکہ تذکرہ کے لئے استعمال کیجاتی ہے جو "روم برلن" یا "روم برلن ٹوکیو اکسس" میں شامل ہیں۔ اردو زبان میں اس اصطلاح کو "محوری طاقتوں" کے الفاظ میں ادا کیا جاتا ہے۔

اٹامی (Autonomy) یونانی زبان کا لفظ ہے اور حکومت ایک ایسے نظام کے اظہار کے لئے مخصوص ہے جس کے ماتحت کسی قوم کو اپنے لئے خود قانون بنانے کا حق حاصل ہو۔

ایمبارگو (Embargo) بعض اشیاء کی برآمد یا غیر ممالک کو قرضہ جات دینے کی ممانعت کو اس لفظ سے ظاہر کیا جاتا ہے۔

ایوزونز (Evzones) یونان کی سب سے بہادر سپاہیوں کی فوج ایوزونز کہلاتی ہے۔ اس سے مراد "یونان کے کوہستانیوں کی فوج" ہے اس فوج کے سپاہی شجاعت اور مردانگی میں قدیم یونان کے ان سپاہیوں سے ملتے ہیں۔ جو دیوتاؤں سے بھی جنگ کرنے سے گریز نہیں کرتے تھے۔

اسفیرز آف انفلوانس (Spheres of Influence) ان ممالک یا ممالک کے حصوں کو کہتے ہیں جنہیں کوئی غیر حکومت اپنے ساتھ ملحق کئے بغیر وہاں اپنا کامل اقتدار قائم رکھنے کے لئے کوشاں ہو۔ ۱۹۰۷ء میں برطانیہ اور روس نے ایران کو اسی قسم کے دو" زیر اثر

علاقوں میں تقسیم کر لیا تھا۔ آوٹر منگولیا اور چین کے بعض دیگر شمالی مغربی صوبے فی الحال اشتراکی روس کے زیر اثر علاقے" ہیں۔ اور منچوریا جاپان کا اسی قسم کا علاقہ۔ حال ہی میں جاپان، جرمنی اور اطالیہ کے مابین جو معاہدہ ہوا ہے اس کی رو سے جاپان نے یورپ کو جرمنی اور اطالیہ کا "زیر اثر علاقہ" تسلیم کر لیا ہے۔ اور ان دونوں نے ایشیا کو جاپان کا "زیر اثر علاقہ"۔

اُپن ڈور پالیسی (Open Door Policy) یہ اصطلاح کسی ملک میں دوسرے ملکوں کو ایسی تجارتی آزادی حاصل ہونے کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ جس کے مطابق ہر ملک کو یکساں حقوق تجارت حاصل ہوں۔

اوسلو کنونشن (Oslo Convention) ناروے، سویڈن، ڈنمارک، فن لینڈ، ہالینڈ، بلجیم اور لکزمبرگ کے اس باہمی تجارتی معاہدہ کو کہتے ہیں جو اوسلو کے مقام پر ۱۹۳۷ء میں ہوا تھا۔ اس معاہدہ کا مقصد ان ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات کو خوشگوار بنانا اور اس معاملہ میں ایک دوسرے کی امداد کرنا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس معاہدہ کا حقیقی مقصد شمالی یورپ میں غیر جانبدار اقوام کا ایک گروہ قائم کرنا تھا۔ لیکن یہ معاہدہ کسی حیثیت سے بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔

اوسلو پاورز (Oslo Powers) "اوسلو کے معاہدہ" پر دستخط کرنے والی حکومتوں کا مشترک نام ہے۔

امپیریل پریفرنس (Imperial Preference) "برطانوی دولت مشترکہ" سے وابستہ ممالک کا ایک دوسرے کے تجارتی سامان پر نسبتاً کم محصول عائد کرنا "امپیریل پریفرنس" کہلاتا ہے۔

اِکانمک پنیٹریشن (Economic Penetration) یعنی "اقتصادی نفوذ" کسی ملک میں دوسرے ملک کے اس "ترقی پذیر اقتصادی اقتدار" کو کہتے ہیں۔ جس کے پردہ میں سیاسی اقتدار

کے حصول کا جذبہ کارفرما ہو۔ ایسی حالت میں سیاسی اقتدار کے حصول کے خواہشمند ممالک دوسرے ملکوں میں ریلیں تعمیر کرتے ہیں، اراضی خریدتے ہیں اور صنعتی کارخانے اور بنک وغیرہ قائم کرکے اقتصادی طور پر اس کو اپنا محکوم بنا لیتے ہیں۔

انسرکل منٹ (Encirclement) لغوی معنی "محاصرہ" ہے۔ لیکن برطانیہ نے جب کبھی مشرقی یورپ کی کسی حکومت یا فرانس کے ساتھ اتحاد کرنا چاہا تو جرمنی نے اسے اپنے "محاصرہ" سے تعبیر کیا اور یہ لفظ ایسے "معاہدات اتحاد" کے خلاف جرمنی میں ایک "نعرہ" بن گیا۔

انٹینٹ کوآرڈل (Entente Cordiale) فرانس اور برطانیہ کے درمیان وہ "معاہدہ اتحاد" جو ۱۹۰۴ء میں ہوا تھا" انٹینٹ کوآرڈل" کہلاتا ہے۔ اس معاہدہ کے بعد فرانس کے گذشتہ زوال تک ہر دو ممالک کے تعلقات نہایت خوشگوار رہتے رہے ہیں۔

اتھینگرافیکل پرنسپل (Ethnographical Principal) ایک ایسا اصول ہے جس کے ماتحت بلحاظ نسل یا باعتبار زبان انسانوں کو کسی ایک ریاست کے ساتھ منسلک ہو جانے کی دعوت دیجاتی ہے۔

امپیریل ازم - (Imperialism) لغوی معنی شہنشاہیت ہے لیکن اصلاحاً یہ لفظ اس رجحان کو ظاہر کرتا ہے جسے معدودے چند سرمایہ داروں کی تخلیق کا باعث قرار دیا گیا ہے اس رجحان کے ماتحت استعمار پسند ممالک ایک دوسرے کو ضعیف بنانے کے لئے باہم جنگ آزما ہوتے ہیں اور گذشتہ جنگ عظیم اور موجودہ عالمگیر لڑائی میں امپیریل ازم ہی کارفرما نظر آتا ہے۔ موجودہ زمانہ میں مغرب کی مہذب حکومتوں کے علاوہ مشرق کا ملک "جاپان بھی" "امپیریل ازم" کا شکار ہے اور چین پر اس کا حملہ اس جذبہ کا مظہر ہے۔

اوٹاوا اگریمنٹس = (Ottawa Agreements) "برطانوی دولت مشترکہ" سے وابستہ ممالک کی اس "اقتصادی کانفرنس" کے فیصلوں کو کہتے ہیں۔ جو ۱۹۳۲ء میں کناڈا کے

صدر مقام اٹاوا میں منعقد ہوئی تھی۔

"یونائیٹڈ کنگڈم" کے سامان تجارت پر، نوآبادیات میں عرصہ دراز سے کم محصول لیا جاتا تھا لیکن اول تو "یونائیٹڈ کنگڈم" یعنی گریٹ برٹن اور شمالی آئرلینڈ کی حکومت" اس معاملہ میں نوآبادیات کے سامان تجارت کے محاصل میں کسی قسم کی رعایت نہیں کرتی تھی۔ دوسرے اس کی خواہش تھی۔ کہ محاصل میں عام طور پر جو اضافہ ہوتا جارہا ہے اور اسی نسبت سے "یونائیٹڈ کنگڈم" کے سامان کے رعائتی محاصل میں جو اضافہ کیا جاتا ہے اسے بھی ترک کردیا جائے۔ یہ کانفرنس اسی مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ اس کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے ان کی رو سے "یونائیٹڈ کنگڈم" نے اس شرط پر نوآبادیات کے سامان تجارت کے محاصل میں تخفیف کا وعدہ کیا کہ وہ بعض، برطانوی مصنوعات پر موجودہ رعائتی شرح محاصل سے بھی کم محصول لیں گی۔ اس معاہدہ کے بعد جو ہر ملک سے علیحدہ علیحدہ کیا گیا تھا۔ برطانوی نوآبادیات میں دوسرے ممالک کی تجارت کو شدید نقصان پہونچا ہے اور غیر ملکوں کے مابین تجارتی مقابلہ سے کسی ملک کو جو فائدہ پہنچ سکتا تھا، برطانوی نوآبادیات اس سے محروم ہوگئی ہیں۔ دوسری طرف اس معاہدہ کی موجودگی میں برطانوی نوآبادیات اور دوسرے ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات کے قیام میں سخت دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر برطانوی نوآبادیات میں اس معاہدہ کو اس طرح ترمیم کردینے کے رجحانات پیدا ہو رہے ہیں جس سے اس کے موجودہ نقائص دور ہوسکیں چنانچہ ۱۹۳۹ء میں برطانیہ اور کناڈا کے درمیان ایک تجارتی معاہدہ ہوا ہے۔ جس کی رو سے کناڈا اور ولایات متحدہ امریکہ کے مابین تجارتی آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔

ب

بیلنس آف پاور۔ (Balance of Power) یعنی "حکومتوں کے مابین توازن

اقتدار" براعظم یورپ کی حکومتوں کے مابین ایسا توازن قائم رکھنے کا اصول جس کی موجودگی میں متعدد ہم خیال حکومتوں کو اپنے سے مختلف خیال رکھنے والی حکومتوں کے مقابلہ کی جراءت نہ ہو سکے۔ اس قسم کا توازن قائم رکھنا برطانیہ کی " خارجی حکمت عملی " کا ایک مستقل جزو ہے۔ ۱۹۱۴ء سے قبل یورپ میں جرمنی، آسٹریا نیز اطالیہ کی حکومتیں ایک گروہ میں شامل تھیں اور روس برطانیہ اور فرانس دوسرے گروہ میں۔ ابتداً میں برطانیہ کسی گروہ میں شامل نہیں تھا اور حسب ضرورت " ثالث بالخیر" کی حیثیت سے ضروری مسائل میں مداخلت کرتا تھا۔ لیکن جرمنی کی روزافزوں ترقی کے پیش نظر یہ ملک بھی جرمنی کے مخالف گروہ میں شامل ہوگیا۔ جنگ عظیم کے بعد چونکہ جرمنی ضعیف اور فرانس قوی ہوگیا تھا اس لئے برطانیہ نہایت احتیاط کے ساتھ جرمنی کی امداد کرکے اس توازن کو قائم رکھنے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن جب ہر ہٹلر کی قیادت میں جرمنی غیر متوقع طور پر طاقتور ہوگیا تو برطانوی حکومت نے فرانس اور اشتراکی روس کے ساتھ مل کر اس توازن کو قائم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ موجودہ جنگ اسی " توازن " کے فقدان کا نتیجہ ہے۔

بالفور ڈیکلیریشن (Balfour Declaration) - جنگ عظیم کے دوران میں برطانیہ کے وزیراعظم جے۔ اے بالفور (J.A. Balfour) نے " برٹش زیونسٹ فیڈریشن " (British Zionist Federation) کے صدر لارڈ روتس چائلڈ (Roaths Child) کے نام ۲ نومبر ۱۹۱۷ء کو ایک مکتوب ارسال کیا تھا۔ اس مکتوب میں اس بات کا وعدہ کیا گیا تھا کہ جنگ عظیم کے خاتمہ پر فلسطین کو یہود عالم کا " قومی وطن " بنادیا جائیگا اس وعدہ کو " بالفور کا اعلان " کہتے ہیں۔ اور جنگ عظیم کے بعد سے فلسطین کے متعلق برطانوی حکومت اور یہود کی حکمت عملی اسی پر مبنی رہی ہے لیکن ۱۷ مئی ۱۹۳۹ء کو فلسطین کے متعلق برطانوی حکومت نے جو " قرطاس ابیض " شائع کیا ہے۔ اس میں اس اعلان کو مسترد کردیا گیا ہے۔

بلقان انٹینٹ (Balkan Entente) یونان، ترکی، رومانیہ اور یوگوسلاویہ کے مابین ۹ر فروری ۱۹۳۴ء کو ایک معاہدہ ہوا تھا اس معاہدہ کی روسے ان ممالک کی حکومتوں ایک دوسرے کی موجودہ سرحدوں کی بقا، غیر معاہد بلقانی ریاستوں کے ساتھ جداگانہ تعلقات قائم نہ کرنے اور حسب ضرورت باہم مشورہ کر لینے کا عہد کیا تھا۔ اس معاہدہ کے علاوہ ان حکومتوں کے مابین دو خفیہ معاہدے بھی ہوئے تھے جن میں سے ایک کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی بیرونی حکومت کسی معاہد حکومت پر حملہ کرے اور بلقان کی کوئی غیر معاہد حکومت اس کی معاون ہو تو اس کے خلاف متفقہ طور پر عسکری قوت استعمال کی جائے گی۔

دوسرے "خفیہ معاہدہ" میں ان اقدامات کی تشریح مندرج ہے جو مذکورہ بالا بلقانی ریاستوں کے خلاف عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔ اس معاہدہ کی تعمیل کے لئے ایک مستقل مجلس قائم ہے۔ فروری ۱۹۴۰ء میں بلغراد کے مقام پر اس معاہدہ میں سات سال کے لئے توسیع کردی گئی تھی اور بلقان کی تمام ریاستوں نے متفقہ طور پر موجودہ جنگ میں غیر جانبدار رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔

برلن بغداد لائن (Berlin - Baghdad Line) جنگ عظیم سے قبل اور اس کے دوران میں "جرمن شہنشاہیت پسند" جزیرہ نمائے بلقان اور ترکی میں "بغداد ریلوے" کے نام سے ایک ایسی ریلوے لائن تعمیر کرنا چاہتے تھے جو جرمنی سے براہ راست "موصل کے تیل کے چشموں" تک پہونچ سکے۔ جنگ عظیم کے انجام نے اس تخیل کو زائل کر دیا تھا، لیکن ہر ہٹلر کے دور اقتدار میں جب یورپ کی جنوبی مشرقی سمت میں جرمنی کی توسیع شروع ہوئی تو اس تخیل میں نئی روح پیدا ہوجانے کے آثار پیدا ہوگئے۔ "برلن بغداد لائن" اسی تخیل کا نام ہے۔

بائی لٹرل ایگریمینٹس (Bi-Lateral Agreements) وہ معاہدات جو محض دو فریقین کے درمیان طے پائیں" بائی لٹرل ایگریمینٹس" کہلاتے ہیں۔

۔ **بلاکیڈ** ۔ (Blockade) دشمن کی جہازرانی کو مسدود اور سامان بہم پہونچنے کے تمام بحری ذرائع کو منقطع کردینا " بلاکیڈ " کہلاتا ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں اس طریقہ کی اہمیت کا احساس کیا گیا تھا۔ " بین الاقوامی قانون " کے لحاظ سے " بلاکیڈ " ایسے وقت قابل عمل تسلیم کیا گیا ہے۔ جب اسے کامیاب بنانے کے لئے زبردست " بحری بیڑہ " موجود ہو نیز " بلاکیڈ " یعنی بحری محاصرہ دشمن ہی کے ساحلوں کے لئے جائز قرار دیا گیا ہے۔ غیر جانبدار ممالک کیلئے نہیں۔ مذکورہ بالا صورت میں دشمن کے لئے غیر جانبدار ممالک کی معرفت سامان حاصل کرلینا دشوار نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ ہمیشہ بین الاقوامی بحث کا موضوع بنا رہا ہے۔ لیکن ابھی تک حل نہیں کیا جاسکا۔

بلٹزکریگ (Blitz Krieg) جرمن زبان کا لفظ ہے۔ اس کا مطلب ہے، " آتش جنگ مشتعل کرنا " لیکن اصطلاحاً اُس بے پناہ حملہ کو کہتے ہیں۔ جس کی مدافعت ناممکن ہو اور دشمن پہلے ہی حملہ میں شکست کھاجائے۔

برژوا (Bourgeoisie) فرانسیسی زبان میں " شہری طبقہ " کو کہتے ہیں لیکن کارل مارکس اوران کے مقلدین کی اصطلاح میں اراضی کے مالکوں، سرمایہ داروں، صنّاعوں، سوداگروں تجارتی اشیاء کے مالکوں اور مذکورہ بالا اقسام کے لوگوں کے ان ملازموں کو جو بڑی بڑی تنخواہیں پاتے ہیں کا مشترک نام ہے اوراسے پرولیتاری (Prolitariet) یعنی ان مزدوروں کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے جو ملکیت سے محروم ہیں اور محنت کی اجرت پر زندگی بسر کرتے ہیں۔ برژوا، دوطبقوں یعنی " بگ برژدا " (Big Bourgeoisie) اور " اسمال برژوا " میں منقسم ہیں۔ " بگ برژدا " یعنی بڑے سرمایہ دار کا اطلاق بڑے بڑے کارخانہ داروں اور تجارت میں روپیہ لگانے والوں پر ہوتا ہے اور " اسمال برژوا " کا معمولی دوکانداروں اور صناعوں پر۔ لیکن موخرالذکر کو " پرولیتاری " سے کچھ زیادہ بہتر نہیں سمجھا جاتا۔

برٹش ایمپائر یا برٹش کامن ولتھ (British Empire or B. Commonwealth)

برطانیہ کے محکوم اور مقبوضہ ممالک کا مجموعی نام ہے ان ممالک میں گریٹ برٹن، ناردرن آئرلینڈ کناڈا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، ساوتھ افریقہ، اری، نیوفاؤنڈلینڈ، ہندوستان، برما اور وہ تمام مقامات شامل ہیں جن پر کسی نہ کسی حیثیت سے برطانوی حاکمانہ اقتدار قائم ہے۔

بفراسٹیٹ (Buffer State) یعنی "ریاست فاصل" کسی ایسی چھوٹی ریاست کو کہتے ہیں جو دو بڑی ریاستوں کے درمیان قائم کی جائے یا پہلے ہی سے موجود ہو تاکہ دو بڑی حکومتوں کے مابین معمولی معمولی اختلافات پر تصادم کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

(پ)

پگرم (Pogrom) روسی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "تباہی"۔ یہ لفظ ان ہنگاموں کے بیان کے لئے مخصوص ہے جو زار کے عہد حکومت میں یہود کے خلاف منظم طور پر برپا کئے جاتے تھے۔ یہ اصطلاح یہود کو لوٹ لینے، ان کے مکانات کو نذر آتش کردینے، انہیں قتل اور ان کی ملکیت سے محروم کردینے ایسے تمام اقدامات پر حاوی ہے۔ جرمنی میں اس قوم کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ان پر بھی اسی اصطلاح کا اطلاق ہوتا ہے۔

پاناما ڈکلیریشن (Panama Declaration) امریکہ کی اکیس ریاستوں کے اس متفقہ اعلان کو کہتے ہیں۔ جس میں ۳ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو براعظم امریکہ کے ہر چہار اطراف میں "غیر جانبدار خطہ" کا تعین کیا گیا تھا۔

پرولیتاری (Proletariat) ان افراد کیلئے استعمال کیا جاتا ہے جو ہر قسم کی ملکیت سے محروم اور محنت و مشقت پر زندگی بسر کرتے ہوں۔

پروپورشنل ریپریزینٹشن (Proportional Representation) یعنی "نمائندگی باعتبار تناسب" انتخاب کے ایک ایسے طریقہ کو کہتے ہیں جس میں اقلیت کی آراء

ضائع نہیں ہوتیں۔ اس طریقۂ انتخاب کے ماتحت کسی گروہ کے امیدواروں کی دو فہرستیں مرتب کی جاتی ہیں۔ ایک فہرست ان امیدواروں پر مشتمل ہوتی ہے جو کسی حلقہ انتخاب میں دوسرے گروہ کے امیدوار کا مقابلہ کرتے ہیں اور دوسری فہرست میں ان افراد کے نام ہوتے ہیں جو کسی حلقہ انتخاب میں مقابلہ نہیں کرتے۔ پہلی فہرست "لوکل لسٹ" (Local List) کہلاتی ہے اور دوسری "نیشنل لسٹ" (National List)۔ جب کسی "حلقہ انتخاب" میں کسی اقلیت کے امیدوار کو اس قدر آرا حاصل نہیں ہوتیں جو اس کی کامیابی کے لئے کافی ہوں تو انہیں محفوظ کرلیا جاتا ہے اور اگر کسی دوسرے "حلقۂ انتخاب" میں اسی اقلیت کے امیدوار کی کامیابی یا ناکامیابی کے بعد اگر اس قدر آرا بچ رہتی ہیں جو ایک امیدوار کی کامیابی کے لئے کفایت کرسکیں تو اس پارٹی کی "نیشنل لسٹ" میں مندرج پہلے نام والے شخص کو بلا مقابلہ منتخب کرلیا جاتا تھا۔ اس طرح اگر کسی منتخبہ مجلس کے اراکین کی تعداد میں اضافہ ہوجاتا ہے تو اکثریت کے اس نمائندہ کے انتخاب کو مسترد کرکے اس تعداد کو پورا کردیا جاتا ہے۔ جس کی آرا نسبتاً کم ہوں۔ "نمائندگی باعتبار تناسب" کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مختلف جماعتوں کے امیدواروں کی ایک فہرست بنائی جاتی ہے اور ہر رائے دہندہ کو اس بات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس فہرست میں مندرج اسماء پر اپنی پسند کے مطابق ایک، دو، تین وغیرہ نمبر ڈال دے۔ ان نمبروں کا مطلب یہ ہے کہ رائے دینے والا شخص اس شخص کو، جس کے نام کے سامنے پہلا نمبر تحریر ہے۔ انتخاب میں موخر الذکر نمبر والوں کے مقابلہ میں ترجیح دیتا ہے۔ پہلے نمبر والے شخص کی کامیابی کے بعد جس قدر آرا بچ رہتی ہیں۔ وہ اسی جماعت کے اس شخص کو دی جاتی ہیں جس کے نام کے مقابلہ میں جماعت کی اکثریت نے "دو" کا نشان بنایا ہو۔ اس طریقہ کو "سنگل ٹرانسفرایبل ووٹ" (Single Transferable Vote) کہتے ہیں۔

پیکٹ آف سعد آباد۔ (Pact of Saadabad) یعنی "میثاق سعد آباد" اس

معاہدہ کو کہتے ہیں، جو جمہوریہ ترکیہ، عراق، ایران اور افغانستان کے مابین، ایران کے ایک شہر سعد آباد میں ۱۹۳۷ء میں ہوا تھا۔ اس میثاق کی رو سے یہ ممالک سیاسی اعتبار سے ایکدوسرے کے ساتھ متحد الخیال رہنے اور بوقت ضرورت باہم صلاح و مشورہ کر لینے کے پابند ہیں۔

(ٹ)

تھرڈ رائش (Third Reich) یعنی "تیسری سلطنت" یہ اصطلاح موجودہ جرمن سلطنت کے لئے مخصوص ہے۔ زمانہ وسطیٰ کی جرمن سلطنت کو "پہلی سلطنت" تصوّر کیا جاتا ہے۔ اور "ہوہنزلرن سلطنت" (Hohenzollern Empire) کو جو ۱۸۷۱ء سے ۱۹۱۸ء تک قائم رہی اسے "انٹرمیڈیٹ ایمپائر" یعنی "درمیانی سلطنت" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

ٹوریز (Tories) "برٹش کنزرویٹوز" (British Conservatives) یعنی برطانوی قدامت پسندوں کو کہتے ہیں۔ اگرچہ ۱۹۲۸ء میں یہ نام تبدیل کر دیا جا چکا ہے لیکن اب تک انتہا پسند قدامت پسندوں کو "ٹوریز" ہی کہا جاتا ہے۔

ٹوٹیلیٹیرین - (Totalitarian) ایک ہی جماعت کی آمرانہ حکومت کا نام ہے۔ اس طرز حکومت کے ماتحت عوام کی آزادی صلب ہو جاتی ہے۔ اور وہ زندگی کے ہر شعبہ میں حکومت کے احکام اور خواہشات کی تعمیل اور پذیرآرائی پر مجبور ہوتے ہیں۔

ٹریٹی آف بریسٹ لٹاسک (Treaty of Brest-Litovsk) یعنی "بریسٹ لٹاسک کا صلحنامہ" اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو ۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو روس اور جرمنی، آسٹریا، ترکی اور بلغاریہ کے مابین بریسٹ لٹاسک کے مقام پر ہوا تھا۔ روس چندماہ پیشتر ایک ہولناک انقلاب کا سامنا کر چکا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو وہ اپنے ہمسایہ ممالک کے ساتھ صلح کر کے اپنی تعمیر کی جانب متوجہ ہو سکے۔ چنانچہ اس معاہدہ کی رو سے روسی پولینڈ

لتھوانیا، لٹویا، اسٹونیا اور بحر بالٹک کے بعض جزائر میں روس کو اپنے قائم شدہ اقتدار کی بجائے جرمن اقتدار کو تسلیم کرنے، نیز یوکرین، جارجیا اور فن لینڈ کو آزاد کر دینے کے علاوہ چھ ارب طلائی مارک بطور تاوان جنگ دینے پر بھی رضامند ہونا پڑا تھا۔ اس معاہدہ کے مطابق روس اپنی ۳۴ فیصدی آبادی، ۵۴ فیصدی صنعت و حرفت اور ۹۰ فیصدی کوئلے کی کانوں سے محروم ہو جانے کے علاوہ بحر اسود اور بحر بالٹک سے منقطع بھی ہو گیا تھا۔ "مغربی حکومتوں" کے مطالبہ پر یہ صلحنامہ ۱۱ر نومبر ۱۹۱۸ء کو معاہدات صلح کے موقعہ پر منسوخ کر دیا گیا تھا اور اس کی ضروری شرائط "ورسلائے کے صلحنامہ" میں شامل کر دی گئی تھیں۔

ٹریٹی آف بخارسٹ (Treaty of Bucharest)، ۷ر مئی ۱۹۱۸ء کو رومانیہ کے ساتھ جرمنی، آسٹریہ، ترکی اور بلغاریہ کا جو صلحنامہ ہوا تھا اسے "بخارسٹ کا صلحنامہ" کہتے ہیں۔ اس صلحنامہ کے ماتحت رومانیہ کی افواج کو غیر معینہ مدت کے لئے غیر مسلح اور منتشر کر دیا گیا تھا۔ اسے اپنا وہ علاقہ جو کوہستان کارپیتھیا پر مشتمل تھا ہنگری اور ڈبروجہ کا صوبہ بلغاریہ کے حوالہ کر دینے، نیز چند سال تک مقررہ قیمت پر جرمنی اور آسٹریہ کے لئے غلہ اور کھانے کی دوسری ضروری چیزیں مہیا کرنے کی ذمہ داری لینے کے علاوہ اپنے تیل کے چشمے بھی ۹۹ سال کے لئے جرمنی کو ٹھیکہ پر دیدینے پڑے تھے۔ جنگ عظیم کے خاتمہ پر جب فریقین جنگ میں صلح ہوئی تو اس معاہدہ کو بھی کالعدم قرار دے دیا گیا۔

ٹریٹی آف لوکارنو (Treaty of Locarno) اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو ۱۶ر نومبر ۱۹۲۵ء کو فرانس، برطانیہ، جرمنی، اطالیہ اور بلجیم کے مابین لوکارنو کے مقام پر ہوا تھا اس معاہدہ کی رو سے جرمنی، فرانس اور بلجیم نے ایک دوسرے کی اس وقت کی سرحدات تسلیم کرنے کے بعد انہیں تبدیل کرنے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے محترز رہنے کا وعدہ کیا تھا، برطانیہ اور اطالیہ مذکورہ بالا ملکوں کو اس معاہدہ کا پابند رکھنے اور معاہدہ کے خلاف عمل پیرا ہونے والے ملک کے

کے خلاف عسکری اقدامات کی دھمکی دی تھی اور جرمنی نے رائن لینڈ کے فوجی استحکامات کو ختم کر دینے کا یقین دلایا تھا۔ ۱۹۳۶ء میں جب جرمنی نے رائن لینڈ پر قبضہ کر لیا تو یہ معاہدہ کالعدم ہو گیا اس واقعہ کے بعد برطانیہ پر فرانس کی جانب سے اور ان ہر دو ممالک پر بلجیم کی جانب سے ایک دوسرے کی امداد و اعانت کی جو ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں ان کی تجدید کر لی گئی۔

ٹریٹی آف ریپالو (Treaty of Rapallo) ستمبر ۱۹۲۱ء میں اطالیہ کے ایک شہر ریپالو میں غیر متوقع طور پر جرمنی اور اشتراکی روس کے مابین جو تجارتی معاہدہ ہوا تھا۔ اسے "ریپالو کا معاہدہ" کہتے ہیں۔

ٹریٹی آف ورسلائے (Treaty of Versailles) اس مشہور صلحنامہ کو کہتے ہیں جو جنگ عظیم کے بعد جرمنی اور اتحادیوں کے مابین ۲۸ جون ۱۹۱۹ء کو ہوا تھا۔ اس معاہدہ کا پہلا باب مجلس اقوام کی تاسیس و تنظیم کے ضوابط پر مشتمل تھا اور باب دوم شرائط صلح پر۔

اس صلحنامہ کی رو سے جرمنی کے علاقہ جات، الساس لورین، یوپن مالمیڈی، پوزین کوریڈار، میمل نیز ایسٹ اپر سلیشیا، نارتھ شلسوگ اور ہلچن علی الترتیب فرانس، بلجیم، پولینڈ، لتھوانیا، ڈنمارک اور چیکوسلاواکیہ میں شامل کر دینے کے علاوہ اسے شہر ڈینزک پر سے اپنے اقتدار کو معدوم سمجھنے، آسٹریہ کے ساتھ متحد نہ ہونے، غیر مسلح ہو جانے، عام فوجی نظام معطل کر کے ایک لاکھ افراد پر مشتمل بری فوج اور مختصر بحری بیڑہ رکھنے، عسکری طیارے، تحت البحر کشتیاں، ٹینک اور وزنی توپیں تیار نہ کرنے اور اسلحہ ساز کارخانوں کو تباہ کر دینے کا پابند بھی بنایا گیا تھا۔ مزید رائن لینڈ کو پندرہ سال کے لئے اتحادیوں نے اپنے قبضہ میں لے لیا تھا، سار کے علاقہ کو اس شرط پر بین الاقوامی قرار دے دیا گیا تھا کہ ۱۹۳۵ء میں یہاں کے باشندوں سے استصواب رائے کرنے کے بعد اسکے مستقبل کے متعلق فیصلہ کیا جائے۔ جرمنی کے دریا بین الاقوامی بنا دئے گئے تھے، جرمنی کی تمام نو آبادیات مجلس اقوام کے فرمان کے ماتحت اتحادیوں کے مابین تقسیم کر لی گئی تھیں۔ اور جرمنی کو جنگ برپا کرنے کا ذمہ دار قرار دے کر اسے تاوانِ جنگ ادا کرنے کا پابند بنایا گیا تھا۔ لیکن تاوان کی رقم

کا تعین نہیں کیا گیا تھا۔

تھری پاور پیکٹ (Three Power Pact) جرمنی، اطالیہ اور جاپان کے مابین ۲۷ ستمبر ۱۹۴۰ء کو جو معاہدہ ہوا ہے اسے "تھری پاور پیکٹ" یعنی اتحادِ ثلاثہ کہتے ہیں۔ یہ معاہدہ دس سال کے لئے کیا گیا ہے اور اس کی رو سے، جاپان نے براعظم یورپ میں ایک نئے نظام حکومت کے قیام کے متعلق جرمنی اور اطالیہ کے اور جرمنی اور اطالیہ نے براعظم ایشیا میں جاپان کے حق قیادت کو تسلیم کیا ہے۔ نیز ہر سہ ممالک نے مذکورہ بالا مقصد کو حاصل کرنے کے لئے متحدہ طور پر سعی کرنے اور معاہد ممالک پر کسی غیر معاہد ملک کے حملہ آور ہونے کی صورت میں ایک دوسرے کی عسکری، سیاسی اور اقتصادی حیثیت سے امداد کرنے کا عہد بھی کیا ہے۔

(ج)

جنٹلمینز ایکٹ (Gentlemen's Act) ایسے معاہدہ کو کہتے ہیں جو دو افراد یا جماعتوں میں زبانی طور پر یا خط و کتابت سے طے ہو جائے اور جس کے لئے کسی باضابطہ تحریر کی ضرورت محسوس نہ کی جائے۔

جرمن اٹالین ٹریٹی آف الائنس (German Italian Trealy of Alliance) جرمنی اور اطالیہ کے مابین "روم برلن ایکسس" کی بنا پر ۲۲ مئی ۱۹۳۹ء کو بمقام برلن جو معاہدہ ہوا اسے "جرمن اٹالین ٹریٹی آف الائنس" کہتے ہیں۔ اس معاہدہ کی پہلی اور دوسری دفعات میں ہر دو ممالک کے باہمی تعلقات کو زیادہ استوار بنانے پر زور دینے کے بعد تمام بین الاقوامی مسائل میں ایک ہی حکمت عملی پر کار بند رہنے اور ضرورت کے وقت سیاسی حیثیت سے ایک دوسرے کی امداد کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے، تیسری دفعہ کسی حملہ آور قوم کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی بحری، بری اور فضائی افواج سے معاونت کرنے کے وعدہ

پر مشتمل ہے اور دیگر دفعات میں اس معاہدہ کے فوری نفاذ، کسی جنگ کے خاتمہ پر شرائط صلح طے کرنے کے لئے ہر دو ممالک کے متفق الرائے ہونے اور حلیف اقوام کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا اقرار کیا گیا ہے۔ یہ معاہدہ دس سال کے لئے ہے لیکن اگر فریقین رضامند ہوں تو اس کی مدت میں توسیع بھی کی جا سکتی ہے۔

(ڈ)

ڈفکٹو رکگنیشن (Defacto Recognition) اس طریقۂ کار کو کہتے ہیں جس کے ماتحت کسی نئی حکومت یا ریاست کو باقاعدہ تسلیم کئے بغیر اس کے ساتھ سیاسی تعلقات قائم کئے جائیں یا اسے بین الاقوامی سیاسی اجتماعات میں شریک کیا جائے۔

ڈجور رکگنیشن (Dejure Recognition) کسی حکومت یا ریاست کے باقاعدہ تسلیم کرنے جانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

ڈماکریسی ۔(Democracy) یونانی لفظ "ڈموس" (Demos) یعنی عوام اور "کریٹین" یعنی حکومت کا مجموعہ ہے اور اس طرز حکومت کو کہتے ہیں جس کی عنان نظم و نسق عوام کے ہاتھ میں ہو۔ اس قسم کی حکومت کے دو طریقے ہیں اول یہ کہ یا تو عوام کی منتخبہ ابتدائی مجالس قوانین مرتب کریں یا ہر مسئلہ پر عوام سے رائے لی جائے، اسے "ڈائرکٹ" (Direct) یعنی بلا واسطہ ڈماکریسی کہتے ہیں دوسرے عنان اختیارات عوام کی منتخبہ اعلیٰ مجالس قانون ساز کو سپرد کر دی جائے یہ طریقہ "انڈائرکٹ" (Indirect) یعنی بالواسطہ ڈماکریسی کے نام سے موسوم ہے۔

"ڈماکریسی" پر مبنی حکومت دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ پہلے حصہ کو "اسمبلی" کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو "کیبینٹ" (Cabinet) "اسمبلی" قوانین منظور کرتی ہے اور "کیبینٹ" یعنی وزارت انہیں نافذ۔ یہ وزارت یا تو مجلس قانون ساز یعنی اسمبلی کے روبرو جوابدہ سمجھی جاتی ہے یا اس ملک کے

صدر، بادشاہ یا اس کے نمائندہ کے روبرو۔ برطانیہ کی حکومت پارلیمنٹ کے روبرو جوابدہ ہے ولایات متحدہ امریکہ کی صدر کے روبرو اور جاپان کی بادشاہ کے سامنے۔ اگر کسی موقعہ پر کسی ملک کی "ڈیماکریٹک گورنمنٹ" یعنی وزارت اسمبلی یا پارلیمنٹ کی اکثریت کی تائید حاصل نہ کر سکے تو اسے مستعفی ہوجانا پڑتا ہے اور اس طرز کی حکومتوں میں "حزبِ مخالف" یعنی "اپوزیشن" (Opposition) کی موجودگی ضروری تسلیم کی گئی ہے۔ لیکن صنعتی ترقی کے موجودہ دور میں "ڈیماکریٹک" حکومتیں "آتھوریٹیرین" قسم کی حکومتیں بنتی جارہی ہیں۔

ڈکٹیٹرشپ - (Dictatorship) یعنی آمریت، اس طرز حکومت کو کہتے ہیں جس کے ماتحت عوام سے استصواب رائے کئے بغیر ایک فرد یا ایک جماعت حکومت کرے۔ قدیم رومن جمہوری حکومتوں میں اہم مواقع پر حکومت کے جملہ اختیارات کسی ایک شخص کے سپرد کر دینے کا طریقہ رائج تھا، یہ آمر سات سال کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ اور اس مدت کے گذر جانے کے بعد پھر دستوری حکومت قائم ہوجاتی تھی۔ موجودہ زمانہ میں آمریت یا تو براہ راست شخصی ہوتی ہے یا کسی جماعت کے رہنما کی حیثیت سے حکومت کے جملہ اختیارات ایک ہی شخص کو حاصل ہوتے ہیں۔

ڈومینین (Dominion) برطانوی دولت مشترکہ کے ان حصّوں کو کہتے ہیں جو اپنی اپنی جگہ خود مختار ہیں۔ اس وقت اس قسم کے چار ممالک ہیں۔ یعنی کناڈا، آسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور نیوزی لینڈ۔

ڈیوس (Duce) اطالوی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے "رہنما" لیکن یہ لفظ مسولینی کیلئے مخصوص کر لیا گیا ہے۔

(ر)

ریس (Race) عربی زبان کے لفظ "راس" کی متغیر شکل ہے اور انگریزی میں "نسل" کے معنی

میں استعمال ہوتا ہے۔ مغرب کے مہذب ممالک میں نسلی امتیاز عرصہ سے قائم تھا لیکن ہر ہٹلر کے دور اقتدار میں اس لفظ نے جرمن سیاست میں غیر معمولی اہمیت حاصل کر لی ہے۔

ریفیوجینیز (Refugees) یعنی مہاجرین۔ یہ لفظ ان لوگوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو کسی ملک کی حکومت کے جبر و استبداد سے تنگ آکر ترک وطن کر دیتے ہیں۔ جنگ عظیم کے دوران میں متعدد ممالک میں آباد غیر اقوام نے ان ممالک کو جو نقصانات پہونچائے تھے ان کے پیش نظر اب ان غیر قوموں کو وہاں سے خارج کر دینے کا عام رجحان پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے "جمہوریہ ترکیہ" نے آرمینی، یونانی اور روسی باشندوں کو ترکی حدود سے خارج کیا، اور یہ لوگ پولینڈ، چین اور فرانس میں آباد ہو گئے۔ ۱۹۲۳ء میں ترکی حکومت نے دوبارہ پندرہ لاکھ یونانیوں کو خارج کیا لیکن ان لوگوں کے تبادلہ میں جزیرہ نمائے بلقان کے متعدد ممالک سے "ترک" وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ یہ اس سیاسی ہجرت کا پہلا دور تھا۔ دوسرا دور جرمنی میں ہر ہٹلر کے برسر اقتدار آنے کے بعد شروع ہوا اور ابھی تک جاری ہے، اس دور میں ایک طرف تو جرمنی اور اس کے زیر اثر ممالک سے یہود کا اخراج عمل میں آیا اور دوسری طرف موجودہ جنگ کے دوران میں جرمنی کے مفتوحہ ممالک سے لاتعداد افراد ترک وطن کر کے دوسرے ممالک میں آباد ہو رہے ہیں۔ اسی دور میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ہسپانیہ کی خانہ جنگی کے اختتام پر اس ملک سے بھاگ آئے تھے۔ ان کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار تھی۔ ان لوگوں کا مسئلہ مغربی ممالک کے لئے غیر معمولی مشکلات کا حامل بنا ہوا ہے۔

رائشٹاگ (Reichstag) جرمن پارلیمنٹ کو کہتے ہیں۔

ریپریشنز (Reparations) تاوان جنگ، بالخصوص وہ تاوان جنگ جو "ورسلائے کے صلحنامہ" کی رو سے جرمنی پر عائد کیا گیا تھا۔ تاوان کی یہ رقم ایک کھرب بتیس ارب طلائی مارک مقرر کی گئی تھی۔ ۱۹۲۴ء میں اس رقم پر نظر ثانی کی گئی۔ اور نئی تجویز کے مطابق جو "ڈیوس پلان" (Dawes Plan) کہلاتی ہے جرمنی کو غیر معین مدت تک دو ارب مارکس سالانہ ادا کرتے رہنے کا پابند

بنایا گیا لیکن ۱۹۲۹ء میں "ینگ پلان" (Young Plan) کے ماتحت تاوان کی رقم کو ۳۷ ارب مارک قرار دے دیا گیا اور اس کی ادائیگی کے لئے ۶۹ سال کی مدت مقرر کردی گئی۔ لیکن ۱۹۳۲ء میں جب جرمنی کی اقتصادی حالت ناقابل برداشت حد تک خراب ہوگئی تو لوزان کی "انٹرنیشنل کانفرنس" میں اس رقم کو بالکل معاف کردیا گیا۔ اس سلسلہ میں جرمنی نے مختلف طریقوں اور صورتوں میں جو رقم ادا کی وہ ستره ارب مارک ہوتی ہے۔

(س)

سیکرٹ سیشن (Secret Session) کسی مجلس قانون ساز کے اس اجلاس کو کہتے ہیں جس میں نہ تو غیر اراکین افراد کو شرکت کی اجازت ہوتی ہے اور نہ اراکین اختتام اجلاس سے قبل ایوان سے باہر آتے ہیں۔ ایسے اجلاس ان مسائل پر بحث و تمحیص کے لئے مخصوص ہیں جن سے ہر حالت میں عوام کو بے خبر رکھنا مقصود ہو حتیٰ کہ "سیکرٹ سیشن" یعنی خفیہ اجلاس کی کارروائی بھی شائع نہیں کی جاتی۔

سنکشنز۔ (Sanctions) جرمنی سے "درسلائے کے صلحنامہ" کی تعمیل کرانے کے لئے جو وسائل معین کئے گئے تھے یہ لفظ خصوصی طور پر ان کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن "مجلس اقوام کے فیصلوں" کے برعکس کسی ملک پر حملہ کرنے والے ملک کے خلاف اس مجلس کی اجازت سے جو اقدامات کئے جائیں انہیں بھی "سنکشنز" ہی کہتے ہیں اور اس قسم کے اقدامات کو خواہ وہ عسکری ہوں یا اقتصادی معیوب اور جارحانہ نہیں سمجھا جاتا۔

ستیہ گرہ۔ گاندھی جی کی قیادت میں ہندوستان کے باشندے سیاسی آزادی حاصل کرنے کے لئے گذشتہ بیس سال سے جو پرامن جدوجہد کر رہے ہیں، اسے "ستیہ گرہ" کہا جاتا ہے۔

سِٹ ڈاؤن اسٹرائک (Sit-Down Strike) "اسٹرائک" یعنی مزدوروں

کی ہڑتال کے اس طریقہ کو کہتے ہیں جسکے ماتحت لوگ نہ تو کام کرتے ہیں اور نہ مشینوں کو چھوڑ کر کارخانوں سے باہر جاتے ہیں۔ ہڑتال کا یہ طریقہ ۱۹۳۴ء میں پہلی مرتبہ پولینڈ کے کوئلہ کی معدنیات میں کام کرنے والے مزدوروں نے اختیار کیا تھا جس کے بعد اس نے عالمگیر حیثیت اختیار کر لی۔

سوویٹ (Soviet) روسی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب ہے "کونسل" یعنی "مجلس شوریٰ" اس نام کے ماتحت سب سے پہلے روس کے انقلاب ۱۹۰۵ء میں مزدوروں کی جماعتیں قائم ہوئی تھیں۔ ۱۹۱۷ء میں یہ جماعتیں دوبارہ منظم ہوئیں۔ اور انہیں کی بدولت روس میں وہ انقلاب برپا ہوا جس کے بعد وہاں "اشتراکی حکومت" قائم ہوگئی۔

سکیشن سٹیٹس (Succession States)۔ ان ریاستوں کو کہتے ہیں جو جنگ عظیم کے بعد آسٹریہ، ہنگری کی سلطنت کے تجزیہ کے بعد اس کی حدود میں قائم کی گئی تھیں یا جنہیں اس سلطنت کے علاقہ جات دیدئے گئے تھے۔ ان ریاستوں میں آسٹریہ، ہنگری چیکوسلاواکیہ پولینڈ، رومانیہ اور اطالیہ شامل ہیں۔

(ف)

فیوڈل ازم (Feudalism) اس نظام حکومت کو کہتے ہیں جس کی عنان اختیار بڑے بڑے زمینداروں کے ہاتھ میں ہو، اور اراضی کا بیشتر حصہ بھی انہیں کے قبضہ میں ہو۔ ۱۷۸۹ء میں "فرانس کے انقلاب" سے پیشتر یورپ کا سیاسی اور اقتصادی نظام "فیوڈل ازم" ہی پر مبنی تھا۔ صنعتی ترقی نے اس کی جگہ "بورژوا طبقہ" کی حکومت قائم کر دی ہے۔ لیکن ابھی یہ نظام قطعاً معدوم نہیں ہوا اور بہت سے ممالک میں اسکی باقیات موجود ہیں۔ "فیوڈل ازم کو "اقطاعیت" بھی کہتے ہیں۔

فری پورٹ (Free Port) کسی ملک کے ایسے بندرگاہ کو کہتے ہیں جسے دوسری ریاست یا ریاستیں اپنے ہی بندرگاہ کی طرح استعمال کرنے کی مجاز ہوں۔

فہرر (Fuherer) جرمن زبان میں "رہنما" کو کہتے ہیں لیکن اب یہ لفظ ہرہٹلر کے لئے مخصوص ہوگیا ہے۔

(ک)

کیلاگ پیکٹ (Kellog Pact) کیلاگ کے مقام پر دنیا کی تقریباً تمام حکومتوں کے مابین جنگ کو بین الاقوامی تنازعات کے فیصلہ کا ذریعہ نہ سمجھنے کے متعلق، ۱۹۲۸ء میں جو معاہدہ ہوا تھا، اسے "کیلاگ پیکٹ" یا "کیلاگ بریان پیکٹ" کہتے ہیں۔

کیپ ٹو کیرو لائن - (Cape to CairoLine) برطانوی حکومت کے اس تخیل کو کہتے ہیں۔ جس کے ماتحت وہ براعظم افریقہ کے مشرقی ساحل کے ساتھ ساتھ جنوب سے شمال تک اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتی تھی۔

کیپٹل ازم (Capitalism) اس اقتصادی نظام کو کہتے ہیں جس کے ماتحت پیداوار اور اس کی تقسیم کے تمام ذرائع افراد کی شخصی ملکیت ہوں اور وہ انہیں ذاتی نفع حاصل کرنے کیلئے تعین وقت کے ساتھ یا بغیر تعین وقت کے استعمال کریں۔ اسے راس المالیت یا متاعیت بھی کہتے ہیں۔

کیپچولیشنز (Capitulations) یعنی ایسے معاہدات جو مراعات خصوصی پر مبنی ہوں ان معاہدات کے ذریعے کسی ملک میں غیر اقوام کو قیام اور تجارت کی غیر معمولی آسانیاں حاصل ہوتی ہیں۔ مغربی حکومتوں نے مشرقی بالخصوص اسلامی ممالک سے اس قسم کے معاہدات کر رکھے تھے۔ لیکن اب یہ معاہدات کالعدم ہو چکے ہیں۔

سنٹرل ازم - (Centralism) ایک ایسے سیاسی نظام کو کہتے ہیں جس میں تمام اختیارات مرکزی جماعت یا حکومت کو حاصل ہوں۔ اس کے برعکس وفاقی طرزِ حکومت میں ہر صوبہ کو خودمختاری حاصل ہوتی ہے۔ یہ نظامِ حکومت "مرکزیت" بھی کہلاتا ہے۔

کللیٹیو سکیورٹی (Collective Security) یعنی "اجتماعی ضمانت" کی اصطلاح اس تخیل پر مبنی ہے کہ ہر ملک کو دوسرے ممالک کی خودمختاری قائم رکھنے کا ذمہ دار قرار دیا جائے ۱۹۲۴ء میں دنیا کے تمام ممالک کو غیر مسلح کر دینے کے مسئلہ پر غور و فکر کے لئے جنیوا میں مجلس اقوام کا جو اجلاس منعقد ہوا تھا یہ تخیل اس موقعہ پر پیش کیا گیا تھا جس کے بعد اس اصطلاح نے بین الاقوامی شہرت حاصل کر لی۔

کنکارڈٹ ۔ (Concordat) پاپائے اعظم اور کسی حکومت کے درمیان اس معاہدہ کو کہتے ہیں جس کی رو سے باہمی حقوق و اختیارات کا تعین، کلیسا اور اس کی جائداد کی حفاظت نیز پادریوں پر حکومت کے اثر و اقتدار کی حدود کا تقرر کیا جائے۔ یہ معاہدہ بین الاقوامی فیصلوں کے مساوی سمجھا جاتا ہے۔

کنڈومنیم (Condominium) کسی علاقہ میں دو یا دو سے زیادہ اقوام کی حکومت کو کہتے ہیں مثلاً سوڈان جہاں مصر اور برطانیہ کی حکومت ہے یا جزائر فونکس جو امریکہ اور برطانیہ کے ماتحت ہیں۔

کنسنشس ابجکٹرز = (Conscintions Objectors) وہ افراد جو مذہبی عقائد یا اخلاقی معذوریوں کے باعث فوجی ملازمت کرنے، یا کم از کم عملی فوجی خدمات انجام دینے سے انکار کر دیں۔ ۱۹۱۶ء میں برطانیہ کے بہت سے باشندوں نے جنگی خدمات انجام دینے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ ان لوگوں پر مقدمات چلائے گئے اور جن لوگوں نے جنگ آزمائی سے قطع نظر دوسرے کام انجام دینے والی افواج میں شرکت منظور کر لی انہیں فوج میں بھرتی کر لیا گیا۔ اور باقی لوگوں کو مختلف قسم کی سزائیں دی گئیں۔

کنٹرابنڈ (Contraband) اس سامان کو کہتے ہیں جسے کسی متحارب ملک کو بھیجنا ممنوع قرار دیا جا سکے ۱۹۰۹ء میں "بین الاقوامی بحری کانفرنس" نے جو لنڈن میں منعقد ہوئی تھی ایسے

سامان کی دو اقسام مقرر کی تھیں، پہلی قسم میں، اسلحہ اور بارود وغیرہ کو شامل کیا گیا تھا اور دوسری قسم میں ان اشیاء کو جو زمانہ امن میں عام ضروریات میں مستعمل ہوتی ہیں۔ لیکن جنہیں جنگی مقاصد کیلئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مگر چونکہ اقوام عالم نے اس فیصلہ کی توثیق نہیں کی اس لئے اس پر عمل نہیں کیا جا سکا۔ جنگ عظیم میں تقریباً ہر ضروری شے حتیٰ کہ سامان خوراک کو بھی اشیاء ممنوعہ کی فہرست میں شامل کر لیا گیا تھا۔

کارپوریٹ اسٹیٹ (Corporate State) اس ریاست کو کہتے ہیں جس میں نمائندگی اور قوانین سازی کا حق بعض پیشوں اور تجارتوں کی بنیاد پر منتخبہ نمائندوں پر مشتمل مجلس قانون ساز کیلئے مخصوص ہو۔

کو دِ تے — (Coup D'Etat) فرانسیسی زبان کی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے "حکومت میں فوری اور بجبر تغیر پیدا کر دینا" "کو دِ تے" فوجی قوت کے استعمال یا ارکین حکومت کے بجبر تمام اختیارات پر قابض ہو جانے کے ساتھ مشروط ہے۔ اگرچہ اسے بھی "انقلاب" کے لفظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ لفظ "کو دِ تے" کا مفہوم اس لئے واضح نہیں کر سکتا کہ "ریولیوشن" یعنی انقلاب کے بانی کسی ملک کے عوام ہوتے ہیں، اس کے برپا کرنے میں بے شمار افراد کی مساعی کارفرما ہوتی ہے۔ لیکن "کو دِ تے" چند خواص کا کام ہوتا ہے اور عوام کو اس میں شامل نہیں کیا جاتا۔

(گ)

گوریلا وارفیر - (Guerilla Warfare) اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں ایک فریق دوسرے فریق جنگ کے ساتھ باقاعدہ جنگ آزما نہیں ہوتا، بلکہ بیخبری میں اس پر حملہ کرکے پہاڑوں اور جنگلوں میں پوشیدہ ہو جاتا۔ چین اور جاپان کی موجودہ لڑائی اور ہسپانیہ کی خانہ جنگی میں یہ طریقۂ جنگ بہت مفید ثابت ہوا ہے۔

(ل)

لیجٹمسٹس - (Legitimists) ان شہنشاہیت پسندوں کا اصطلاحی نام ہے جو کسی ملک کے جلاوطن شاہی خاندان کو از سرِ نو برسرِ حکومت کر دینے کی حمائت کرتے ہیں۔

لوکنٹریز - (Low Countries) یعنی نشیبی ممالک، ہالینڈ، بلجیم اور لکزمبرگ کا مجموعی نام ہے۔

لیٹران ٹریٹیز - (Lateran Treaties) ان معاہدات کو کہتے ہیں جو اطالیہ اور پاپائے اعظم کے مابین ۱۹۲۹ئہ میں بمقام روم ہوئے تھے، ان معاہدات کی رو سے وٹیکن اور لیٹران کے محلوں نیز کیسل گندولفو (Castle Gandolfo) میں پاپائے اعظم کے مسکن پر پاپا کے اقتدار کو تسلیم کر لیا گیا تھا۔ وٹیکن کی حدود میں پاپا کو اپنا سکّہ اور ڈاک کا ٹکٹ رائج کرنے کی اجازت حاصل ہو گئی تھی اور ایک ارب لیرا (اطالوی سکّہ) پاپائے اعظم کو دیدئے گئے تھے۔

ل' انٹرنیشنل - (L' International) اشتراکی اور اشتمالی مزدوروں کے بین الاقوامی ترانہ کو کہتے ہیں۔ یہ ترانہ فرانسیسی زبان میں لکھا گیا تھا اور بلجیم کے ایک مزدور نے اس کی "طرز" ایجاد کی تھی۔

(م)

مینڈیٹ - (Mandate) ملکی انتظام کے اس طریقہ کو کہتے ہیں جو جنگ عظیم کے بعد شکست خوردہ ممالک کی نوآبادیات کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ اس طریقہ کی رو سے بعض ممالک مجلس اقوام کے ماتحت تصوّر کر لئے گئے تھے اور مجلس اقوام نے وہاں کا انتظام بعض فاتح ملکوں کے سپرد کر دیا تھا۔

ایسے ممالک کو "منڈیٹڈ" (Mandated) یعنی حکمبردار علاقہ جات کہا جاتا ہے۔ حکمبردار علاقہ جات تین اقسام پر منقسم ہیں اوّل وہ علاقہ جات جنہیں کچھ عرصہ کے بعد خود مختار بنا دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ ان میں عراق، شام اور فلسطین شامل ہیں۔ دوسری قسم میں وہ علاقہ جات شامل ہیں جن کی جداگانہ ہستی کو باقی رکھا جاتا ہے لیکن ان پر اس ملک کا اقتدار قائم رہتا ہے جس کے سپرد انہیں کردیا گیا ہے۔ اور تیسری قسم ان علاقوں پر مشتمل ہے جو کسی فاتح ملک کا جزو بنا دئے گئے ہیں۔

منشوکز - (Mensheviks) "رشین سوشلسٹ ڈیماکریٹک پارٹی" کے اس گروہ کو کہتے ہیں جو نہ صرف انتہا پسندوں ہی کا مخالف رہا بلکہ اس کے اراکین نے روس کے انقلاب ۱۹۱۷ء کی بھی مخالفت کی۔ ۱۹۰۳ء میں جب "رشین سوشلسٹ ڈیماکریٹک پارٹی" میں، پارٹی کے آئندہ طریقۂ کار کا مسئلہ زیر بحث آیا تو "انقلاب پسندوں" اور "معتدلین" کے درمیان شدید اختلاف پیدا ہوگیا تھا۔ پارٹی کی اکثریت انقلابی لائحہ عمل کی مؤید تھی۔ اور اقلیت اس کی مخالف۔ روسی زبان میں اکثریت کو "بالشنسٹو" (Bolshinstvo) اور اقلیت کو "میشنسٹو" (Menshinstvo) کہتے ہیں۔ اسی اعتبار سے انقلاب خواہ گروہ جو اکثریت میں تھا بالشویک (Bolsheviki) کے نام سے موسوم ہوگیا۔ اور اعتدال پسند منشوک کہلانے لگے۔

میونخ اگریمنٹ - (Munich Agreement) اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو جرمنی، برطانیہ، فرانس اور اطالیہ کے مابین ۲۹ ستمبر ۱۹۳۸ء کو بمقام میونخ ہوا تھا۔ ہر ہٹلر نے اگست ۱۹۳۸ء میں چیکوسلاواکیہ سے ان اضلاع کے واپس دیدینے کا مطالبہ کیا تھا جہاں جرمن آباد تھے اور بصورت دیگر اس پر فوج کشی کا فیصلہ کرلیا تھا۔ ان حالات میں مسٹر چیمبرلین آنجہانی ہوائی جہاز کے ذریعہ جرمنی جاکر ہر ہٹلر سے ملے اور واپس آنے کے بعد فرانس اور برطانیہ نے چیکوسلاواکیہ سے سفارش کی کہ وہ ان اضلاع کو جرمنی کے حوالہ کردے جن میں پچاس فیصدی جرمن آباد ہیں۔ اس سفارش کے بعد مسٹر چیمبرلین دوبارہ رائن لینڈ جاکر ہر ہٹلر سے ملے لیکن اس مرتبہ ہر ہٹلر

کے مطالبات میں اضافہ ہوگیا اور آپ نے واپس آکر چیکوسلاواکیہ کو مسلح ہوجانے کا مشورہ دیا۔ اور فرانس اور برطانیہ میں بھی اسلحہ بندی شروع ہوگئی۔ مگر مسولینی کے مشورہ پر ہرہٹلر نے تیسری مرتبہ تبادلۂ خیالات کی خواہش کا اظہار کیا اور اس موقعہ پر "میونخ اگریمنٹ" کی تکمیل ہوئی جس کی رو سے ہرہٹلر کے مطالبات کو تسلیم کرلیا گیا۔

(ن)

نیول ٹریٹی آف لنڈن (Naval Treaty of London) اس معاہدہ کو کہتے ہیں جو برطانیہ، ولایات متحدہ اور فرانس کی حکومتوں کے مابین ۲۵ مارچ ۱۹۳۶ء کو لنڈن میں ہوا تھا۔ یہ معاہدہ بحری اسلحہ کی تحدید کے متعلق کیا گیا تھا اور اس کی رو سے بڑے جنگی جہازوں کا وزن زیادہ سے زیادہ ۳۵ ہزار ٹن قرار دئے جانے کے علاوہ یہ بھی قرار پایا تھا کہ جہازوں کی تعمیر نیز اگر ضروری سمجھا جائے تو ان کے وزن سے بھی ایک دوسرے کو مطلع کردیا جائے۔ یہ معاہدہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۲ء کو ختم ہوجائے گا۔ لیکن اس معاہدہ کی ایک دفعہ کے ماتحت دستخط کنندگان کو یہ اختیار حاصل ہے۔ کہ اگر دوسری اقوام کے بحری جہازوں کی تعمیر سے انہیں خطرہ محسوس ہو تو وہ مقررہ وزن سے زیادہ وزن کے جہازات تعمیر کرسکتے ہیں۔ اطالیہ کچھ عرصہ کے بعد اس معاہدہ میں شریک ہوگیا تھا۔ لیکن جاپان نے شرکت سے انکار کردیا تھا اور چونکہ جاپان کے متعلق یہ علم ہوچکا تھا کہ وہ چالیس ہزار ٹن وزنی جہازات تیار کررہا ہے۔ اس لئے اب مذکورہ بالا ہرسہ ممالک نے بڑے جنگی جہازوں کا وزن ۴۵ ہزار ٹن مقرر کرلیا ہے۔

نیوٹرالیٹی - (Neutrality) یعنی "غیرجانبداری" کا مطلب سیاسی حلقوں میں "ایک ملک کا دوسرے ممالک کی جنگ میں شرکت نہ کرنا" سمجھا جاتا ہے۔ بین الاقوامی قانون کے مطابق، غیرجانبدار ملک کے لئے یہ امر ضروری سمجھا گیا ہے کہ وہ جنگ میں کسی قسم کی مداخلت نہ

کرے۔ غیر جانبدار ملک نہ تو جنگ کے کسی فریق کی حمایت کرسکتا ہے۔ اور نہ فریقین جنگ کی افواج کی نقل و حرکت کو مسدود۔ اس کے لئے یہ امر بھی ضروری قرار دیا گیا ہے کہ اگر اسے اس کے اختیار کردہ مسلک سے منحرف کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ ایسے فریق جنگ کا مقابلہ کرے۔ غیر جانبدار ممالک کسی فریق جنگ کی فوجوں کو نہ تو اپنی حدود ریاست سے گذرنے کی اجازت دے سکتے ہیں اور نہ بری، بحری اور فضائی مستقر کے قیام اور فوجی بھرتی کی۔ غیر جانبدار ممالک کے بندرگاہوں میں متحاربین کے جنگی جہاز صرف چوبیس گھنٹہ کے لئے قیام کرکے کوئلہ اور اشیاء خور و نوش لے سکتے اور اگر مرمت کی ضرورت ہو تو مرمت کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی ایسا سامان لینے کی اجازت نہیں جو ان کی جنگ آزمائی کی قوت میں اضافہ کرنے کا باعث ہو۔ غیر جانبدار بندرگاہوں میں داخل ہونے کے بعد جہاز پر موجود قیدیوں کو رہا کر دینا پڑتا ہے نیز غیر جانبدار ممالک متحارب ملکوں کے ساتھ تجارت کرنے میں آزاد ہیں۔

نائن پاور اگریمنٹ (Nine Power Agreement) چین کے متعلق اس بین الاقوامی معاہدہ کو کہتے ہیں جو ۱۹۲۳ء میں برطانیہ، ولایات متحدہ امریکہ، جاپان، فرانس، اطالیہ، پرتگال، بلجیم، دوسرے نشیبی ممالک اور چین کے درمیان ہوا تھا۔ اس معاہدہ کی رُو سے مذکورہ بالا ممالک کی حکومتوں نے چین کی آزادی، نیز انتظامی اور سرحدی خود مختاری کو تسلیم کر لیا تھا۔ اور مذکورہ بالا ممالک نے چین میں ایک مضبوط حکومت کے قیام میں اس شرط پر امداد کرنے کا وعدہ کیا تھا کہ چین کی حکومت "اوپن ڈور پالیسی" اختیار کرے نیز ان حکومتوں نے اس امر کا یقین دلایا تھا کہ وہ اس ملک میں "خصوصی مراعات" حاصل کرنے سے محترز رہیں گی۔ ۱۹۳۱ء میں جاپان، منچوریا پر حملہ کرکے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کا مرتکب ہوا تھا۔ لیکن جب ۱۹۳۷ء میں اس نے چین پر حملہ کرکے دوبارہ اس کی خلاف ورزی کی تو نومبر ۱۹۳۷ء میں معاہدین کی ایک کانفرنس برسلز میں منعقد ہوئی۔ لیکن وہ بے نتیجہ رہی اور عملاً یہ معاہدہ کالعدم ہو گیا۔

نان اگریشن پیکٹ (Non-Aggression Pact) اس معاہدہ کو کہتے ہیں۔ جو دو حکومتوں کے درمیان ایک دوسرے کے خلاف فوج کشی نہ کرنے اور متنازعہ فیہ معاملات کو افہام و تفہیم سے طے کر لینے کے متعلق کیا جاتا ہے۔

نان انٹروینشن = (Non-Intervention) یعنی "عدم مداخلت" اس لغو حکمت عملی کو کہتے ہیں جو یورپ کی حکومتوں نے "ہسپانیہ کی خانہ جنگی" کے دوران میں اختیار کی تھی۔ یورپ کی تمام بڑی اور چھوٹی حکومتیں اس امر پر متفق الرائے ہو گئی تھیں کہ اس خانہ جنگی کے کسی فریق کی نہ تو اسلحہ سے امداد کریں گی اور نہ افواج سے۔ اس سلسلہ میں لنڈن میں ایک "مجلس عدم مداخلت" قائم کی گئی۔ متعدد اہم مقامات پر بین الاقوامی حکام کو متعین کیا گیا۔ حتیٰ کہ ہسپانوی ساحل کے گرد و پیش "نگران فوج" بھی مقرر کر دی گئی۔ لیکن ان سب انتظامات کے باوجود بحری اور بری راستوں سے "فریقین جنگ" کو ہر قسم کی امداد پہونچتی رہی۔

نیوٹرالیٹی زون (Neutrality Zone) یعنی "غیر جانبدار خِطّہ" کسی ملک کے اس علاقہ کو کہتے ہیں جسے جنگ کے اثرات سے پاک رکھنے کا اعلان کر دیا جائے۔ موجودہ جنگ کے آغاز کے بعد ۳ر اکتوبر ۱۹۳۹ء کو امریکہ کی اکیس ریاستوں نے پناما کے مقام پر براعظم امریکہ کے ہر چہار جانب تین سو سے چھ سو میل تک وسیع بحری علاقہ کے "غیر جانبدار خِطّہ" ہونے کا اعلان کیا تھا لیکن کناڈا اس اعلان میں شامل نہیں۔ مگر مذکورہ بالا اعلان بیکار ثابت ہوا۔

(و)

وہگز - (Whigs) ۱۸۲۸ء سے پیشتر "برٹش لیبر پارٹی" کے ارکین کو کہتے تھے۔ لیکن ۱۸۲۸ء میں یہ نام ترک کر دیا گیا۔

وہپ (Whip) کسی قانون ساز جماعت کے اس رکن کو کہتے ہیں جسے "ووٹنگ" یعنی "رائے اندازی" کے مواقع پر اس گروہ کے زیادہ سے زیادہ اراکین کو مجتمع کرنے کا ذمہ دار بنا دیا جائے۔

وائٹ آرمی۔ (White Army) روس کی اس فوج کو کہتے ہیں جسنے "انقلاب روس" کے بعد اشتراکی روس کے خلاف بغاوت کرکے اسے خانہ جنگی میں مبتلا کیا تھا۔

وی آنا ایوارڈ (Viana Award) اس فیصلہ کو کہتے ہیں جو ہر ہٹلر اور مسولینی نے ٹرانسلوانیا کے متعلق اگست ۱۹۴۰ء میں صادر کیا تھا۔ اس فیصلہ میں رومانیہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ مذکورہ بالا علاقہ ہنگری کے حوالہ کردے۔ چونکہ یہ فیصلہ اعلان جنگ کے ساتھ مشروط تھا اس لئے رومانیہ نے اسے منظور کرلیا۔

(ہ)

ہیبسبرگ۔ (Habsburg) آسٹریا۔ ہنگری کے شاہی خاندان کا نام ہے۔ تیرھویں صدی عیسوی سے پیشتر تک اس خاندان کے افراد بحیثیت جرمن حکمران کے حکومت کرتے رہے مگر تیرھویں صدی عیسوی میں انہوں نے "آسٹریہ۔ ہنگری کے شہنشاہ" کا لقب اختیار کرلیا۔ اس خاندان کا آخری شہنشاہ اور حکمران چارلس اوّل (Charles I) تھا۔ چارلس اول نومبر ۱۹۱۸ء میں حکومت سے دست بردار ہوا اور ۱۹۲۳ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ آسٹریہ اور ہنگری کے ملوکیت پسند چارلس اول کے فرزند اکبر، اوٹو۔ (Otto) کو آسٹریہ کا بادشاہ بنانے کے خواہشمند رہے ہیں۔ موجودہ جنگ کے آغاز ہی سے اس خاندان کے افراد امریکہ اور اتحادی ممالک میں اپنے مفاد کے لئے پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔

ہوہنزلرن۔ (Hohenzollern) جرمنی کے سابق حکمران خاندان کا نام ہے۔ یہ خاندان ۱۹۱۸ء میں جلا وطن کردیا گیا تھا۔ اس خاندان کے آخری حکمران کا نام شہنشاہ ولیم دوم (William II)

ہے۔ اور آپ ہالینڈ پر جرمن حملہ سے پہلے ہالینڈ ہی میں مقیم تھے۔ لیکن اب جرمنی میں واپس چلے آئے ہیں۔

ہاؤس آف ونڈسر - (House of Windsar) انگلستان کا حکمران خاندان "ہاؤس آف ونڈسر" کے نام سے مشہور ہے۔

(ی)

یلوڈاگ کنٹرکٹ (Yellow-dog Contract) امریکہ میں مزدوروں کو تحریک "ٹریڈ یونین" میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے کارخانہ داران کے ساتھ جو انفرادی معاہدے کر لیتے ہیں انہیں "یلوڈاگ کنٹرکٹ" کہا جاتا ہے۔ حکومت نے ۱۹۳۵ء میں ایک قانون بنا کر اس قسم کے معاہدات کو ممنوع قرار دیدیا ہے۔ لیکن اب بھی کسی نہ کسی شکل میں معاہدات کا یہ طریقہ جاری ہے۔

تحریکات واداراۃ

(الف)

امریکن فیڈریشن آف لیبر۔ امریکہ اور کناڈا کے مزدوروں کی بہت سی جماعتوں کو ملا کر جو مرکزی جماعت بنادی گئی ہے وہ اس نام سے موسوم ہے اور واشنگٹن اس کا صدر مقام ہے ۱۸۸۱ء میں مسٹر سیموئل گومپرنے جو نیویارک میں سگار سازی کا کام کرتے تھے اور ۱۸۷۷ء میں نیویارک کے سگار ساز مزدوروں کو منظم کر چکے تھے اس جماعت کو قائم کیا تھا۔ امریکن فیڈریشن آف لیبر کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ شمالی امریکہ میں کسی صنعتی شعبہ کے مزدوروں کی دو جماعتیں نہ بن سکیں اور وہ متحد رہیں۔ اسی لئے نہ تو کوئی شخص انفرادی طور پر اس فیڈریشن کا ممبر بن سکتا ہے اور نہ کسی صنعتی شعبہ کی دوسری جماعت کو اسکے ساتھ ملحق کیا جاتا ہے۔ اس جماعت کے ساتھ منسلک ہونے کے لئے پہلے مزدوروں کو اپنی جگہ منظم ہونے کی ضرورت ہے۔ جس کے بعد ان کی اس منظم جماعت کو فیڈریشن کے ساتھ ملحق کر لیا جاتا ہے۔

امریکن فیڈریشن آف لیبر میں دو طرح کی مزدور جماعتیں شامل ہیں اول وہ جن کے اپنے قواعد وضوابط موجود ہیں اور حکومت نے بھی انہیں باضابطہ جماعتیں تسلیم کر لیا ہے۔ دوسری جماعتیں وہ ہیں جو ابھی ابتدائی حالت میں ہیں اور حکومت کی مصدقہ مزدور جماعتوں کی فہرست میں داخل نہیں۔ پہلی قسم کی جماعتوں پر اس مرکزی جماعت کا

محض اخلاقی اثر ہے اور کارخانہ داروں کے ساتھ کسی تنازعہ یا کشمکش کے موقعہ پر وہ اپنا طریق کار متعین کرنے میں آزاد ہیں، مرکزی جماعت ایسی باضابطہ مزدور جماعتوں کو محض مشورہ دے سکتی ہے لیکن دوسری قسم کی انجمنوں پر اسے پورا پورا اختیار حاصل ہے۔

امریکن فیڈریشن آف لیبر کے ساتھ شمالی امریکہ کی متعدد ریاستوں کی ایسی ۹۴ مزدور جماعتیں منسلک ہیں جو بحیثیت مجموعی ایک ہزار چار سو مقامی مزدور انجمنوں پر مشتمل ہیں کناڈا کی آزاد مزدور کانگریس بھی جس کا صدر دفتر اٹاوہ میں ہے اور جس میں بہت سی صوبائی مزدور انجمنیں شامل ہیں اسی کے ساتھ ملحق ہے۔ ان باضابطہ انجمنوں کے علاوہ مزدوروں کی بے ضابطہ چھوٹی چھوٹی کم وبیش ایک ہزار انجمنیں ایسی ہیں جو براہ راست مرکزی جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں جنہیں "فیڈرل لیبر یونین" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اور ان سے شمالی امریکہ کے مختلف صنعتی مراکز میں مزدوروں کی تنظیم کا کام لیا جاتا ہے۔ مزدوروں کی یہ مرکزی وفاقی جماعت ہر سال نہایت پابندی کے ساتھ اپنا ایک عام اجلاس بھی منعقد کرتی ہے۔

۱۹۲۰ء رکنیت کے اعداد وشمار کے اعتبار سے اس جماعت کا کامیاب ترین سال تھا۔ اس وقت اس کے اراکین کی تعداد چالیس لاکھ تک پہونچ گئی تھی لیکن ۱۹۲۳ء میں ۲۱ لاکھ رہجانے کے بعد ۱۹۳۰ء میں ۳۳ لاکھ ہوگئی لیکن اس کے باوجود یہ جماعت ابھی تک پندرہ فیصدی امریکائی مزدوروں کو منظم کرنے میں کامیاب ہوسکی ہے تنظیم کی اس سست رفتاری کے متعدد اسباب ہیں مثلاً اول تو یہ کہ امریکہ کے مزدور یورپی مزدوروں کے مقابلہ میں اپنی جماعتی تنظیم اور بیداری کے مسائل پر زیادہ توجہ نہیں دیتے دوسرے وہاں کے کارخانہ دار عدالتوں اور حکام سے مدد لیکر مزدوروں کی تنظیم کی راہ میں شدید مشکلات حائل کرتے رہتے ہیں اور تیسرے مزدوروں کی اس وفاقی مرکزی

جماعت نے کچھ ایسی شرائط مقرر کر رکھی ہیں جن کی پابندی کے بغیر کوئی مزدور اس کے ساتھ منسلک نہیں ہو سکتا۔

مرکزی وفاقی مزدور انجمن کے ساتھ وابستہ مزدور انجمنیں کارخانہ داروں اور مزدوروں کے درمیان ایسے معاہدات کراتی ہیں جو کسی ایک صنعتی شعبہ کے مزدوروں کے لئے عام ہوں انہیں اس بات پر آمادہ کرتی ہیں کہ وہ انجمن کے رکن مزدوروں ہی کو ملازم رکھیں۔ اور جو کارخانہ دار اپنی مصنوعات پر کسی مزدور انجمن کا "لیبل" چسپاں کرنے پر رضامند ہوتے ہیں۔ یہ انجمن، مزدور تحریک سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے اسی قسم کی دوسری مصنوعات پر اس چیز کو ترجیح دینے اور اسے استعمال کرنے کی سفارش کرتی ہے۔

امریکن فیڈریشن آف لیبر اگرچہ ایمسٹرڈم (ہالینڈ) کی "ٹریڈ یونینز انٹرنیشنل" (بین الاقوامی مزدور جماعت) کی ایک رکن ہے لیکن سیاسی اعتبار سے وہ یورپ کی مزدور تحریک کے ساتھ متفق الرائے نہیں۔ وہ یورپی مزدوروں کے اشتراکی خیالات سے نہ صرف علیحدہ ہی رہتی ہے بلکہ مخالف بھی ہے اور حتی الوسع سیاسیات میں حصّہ نہیں لیتی امریکہ میں جب لیبر پارٹی کے قیام کا مسئلہ سامنے آیا تو اس جماعت نے اس کے قیام کی شدید مخالفت کی تھی۔ مزدوروں کی یہ جماعت سیاسیات سے الگ رہ کر موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کے ماتحت مزدوروں کی فلاح و بہبود کے جد وجہد کرنے ہی کو مناسب سمجھتی ہے اور اس سلسلہ میں افہام و تفہیم، اور بعض صورتوں میں محض کارخانہ داروں کے مقابلہ میں "اسٹرائک" یا دوسری اسی قسم کی تدابیر اختیار کرکے انہیں مزدوروں کے مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔

سنہ ۱۹۲۴ء تک مسٹر سیموئل گومپرس ہی اس کے صدر رہے اور ان کے انتقال کے

بعد مسٹر ولیم گرین اس جماعت کے صدر منتخب ہوئے۔ اس جماعت کے خلاف کارخانہ داروں نے "کمپنی یونین" اور "یلو یونین" کے نام سے متعدد مزدور انجمنیں قائم کرائیں اور ان کے اراکین کی تعداد بھی سترہ لاکھ تک پہونچ گئی لیکن "ونجر لیبر ریلیشن ایکٹ" مجریہ ۱۹۳۵ء کی رو سے ان انجمنوں کو خلاف قانون قرار دے دیا گیا۔ ۱۹۳۶ء میں "کمیٹی فار انڈسٹریل آرگنائزیشن" کے نام سے امریکہ میں مزدوروں کی ایک تحریک شروع ہوئی۔ جس کا مقصد "امریکن فیڈریشن آف لیبر" کے برعکس ماہر کار مزدوروں کے علاوہ عام مزدوروں کو منظم کرنا بھی ہے ۱۹۳۸ء میں اس کے اراکین کی تعداد چالیس لاکھ تھی۔ امریکہ کی یہ دونوں مزدور جماعتیں اپنی اپنی جگہ پر مزدوروں کی تنظیم میں مصروف ہیں اور ان میں ہمیشہ اختلافات اور تنازعات برپا رہتے ہیں۔

امریکن لیجن۔ جنگ عظیم میں شامل رہنے والے امریکائی فوجی افسروں اور سپاہیوں کی ایک مستقل انجمن کا نام ہے۔ اور اس میں ہر وہ شخص بحیثیت رکن شامل ہو سکتا ہے جسنے ۵ اپریل ۱۹۱۷ء سے ۱۱ نومبر ۱۹۱۸ء تک کسی زمانہ میں بھی امریکائی فوج میں شریک ہو کر جنگ عظیم میں حصّہ لیا ہو۔ یہ انجمن ۸ مئی ۱۹۱۹ء کو سینٹ لوئس کے مقام پر قائم کی گئی تھی اور اس وقت اس کے اراکین کی تعداد دس لاکھ ہے۔ اس جماعت کے صدر کو "کمانڈر" کہتے ہیں اور اس کا انتخاب ہر سال عمل میں آتا ہے۔ اس جماعت کا صدر مقام انڈیانا پولیس ہے اور ہر شہر میں اس کی شاخیں موجود ہیں۔ اس کے مقاصد میں ولایات متحدہ امریکہ کے قانون کا احترام و تحفظ، ملکی نظم و ضبط کو قائم رکھنا، امریکائی خصوصیات کو ترقی دیکر امریکہ کے باشندوں میں اس ملک کی محبت کا جذبہ پیدا کرنا جنگ عظیم کے واقعات حوادث اور دوسری یادگاروں کو قومی سرمایہ کی حیثیت سے محفوظ رکھنا۔ عوام اور برسر اقتدار جماعتوں کی سخت گیری اور تشدد پسندی کی

مخالفت کرنا اور "صداقت" کو " طاقت " پر غالب کرنے کی جدوجہد ایسے امور شامل ہیں۔

اس جماعت نے سب سے پہلے امریکہ کے ترقی پسند اور تغیر خواہ مزدوروں کی مخالفت شروع کی اور اس سلسلہ میں بعض اوقات مزدوروں اور اس جماعت کے درمیان شدید تصادمات بھی برپا ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں امریکن لیجن اور امریکن فیڈریشن آف لیبر کے درمیان مصالحت ہوگئی۔ لیکن اس کے باوجود یہ جماعت مزدور تحریک کی شدید مخالف ہے۔ امریکن لیجن غیر متنزلزل قومی حکمت عملی اختیار کرنے، امریکائی بحری فوج کی توسیع اور ایک حد تک لازمی فوجی خدمت کی حامی ہے۔ سیاسی اعتبار سے اس نے متعدد اہم کام انجام دئے ہیں۔ اور امریکہ بالخصوص مغربی ریاستوں کی سیاسی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔

اکشن فرانسائز۔ (Action Francaisc) (فرنچ اکشن) فرانس کی ایک ایسی سیاسی جماعت ہے جو اس ملک میں قدیم شہنشاہیت کی تجدید کی خواہشمند ہے۔ یہ جماعت ۱۸۹۸ء میں قائم ہوئی تھی۔ اس کے خیالات کا ترجمان اور رہنما فرانس کا اخبار لااکشن فرانسائز ہے اور اس کی اشاعت پچاس ہزار ہے۔ عوام کے مظاہروں کی تنظیم اور جلسوں کے انعقاد کے لئے اس جماعت کے نوجوان اراکین پر مشتمل " کیملاٹس ڈور " کے نام سے رضاکاروں کا ایک نظام بھی موجود ہے۔ علمی اعتبار سے اس جماعت کی رہنمائی چارلس موریس کے سپرد ہے اور سیاسی اعتبار سے لیوڈاوٹ کے۔ فرانسیسی پارلیمنٹ میں اس جماعت کا کوئی نمائندہ موجود نہیں اور اس لئے اگرچہ حکومت پر براہ راست اس کا کوئی اثر نہیں لیکن جہاں تک عوام کا تعلق ہے۔ ان کی تقریباً تمام تحریکات اس جماعت کے فلسفہ سے متاثر نظر آتی ہیں۔

اس جماعت کے رہنما موریس کا سیاسی نظریہ پیٹن قانون پر مبنی ہے یعنی حقیقی اور بے میل قوم پروری۔ تشدد کا استعمال اور یہ خیال کہ آزادی کے مقابلہ میں قانون اور ضابطہ کی پابندی زیادہ ضروری ہے۔ یہ جماعت ۱۸۷۱ء سے پہلے فرانس پر حکومت کرنے والے شاہی خاندان " باربن۔ اورلینس " ڈیوک آف جوسی کو فرانس کا حکمران دیکھنا چاہتی ہے۔ اس کا عقیدہ ہے کہ انتظام سلطنت میں کلیسا کو ممتاز جگہ حاصل ہونی چاہیئے اور حکومت کو انیسویں صدی کے نظام حکومت کی بنیادوں پر منظم کرنا چاہیئے۔ یہ جماعت اگر کلیسیا کے وقار کی حامی اور دائیں بازو سے وابستہ ہے۔ لیکن اس کے باوجود رومن کیتھولک چرچ کے حامی اس کی تحریک کو پسند نہیں کرتے اور ان میں ہمیشہ شدید اختلافات رونما رہے ہیں حتیٰ کہ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۶ء کو روم کے پاپائے اعظم نے بھی اس جماعت کی مذمت کی تھی اور اس کی تحریکات کو مخالف مسیحیت قرار دیا تھا۔ لیکن ۱۹۳۹ء میں اس جماعت اور اس کے رومن کیتھولک مخالفین کے درمیان مصالحت ہوگئی۔ اس جماعت کے مقاصد میں یہودیت کی مخالفت کو بھی ممتاز درجہ حاصل ہے۔

انرک ازم۔ (Anarchism) (طوائف الملوکی) یونانی زبان کا ایک لفظ ہے جس کا مطلب ہے تاراج۔ سیاسی لغت میں یہ لفظ ایک مستقل اور ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ انرک ازم کا فلسفہ یہ ہے کہ ہر قسم کی منظم حکومت کو ختم کر کے لوگوں کو بالکل آزاد رہنے کا موقعہ دیا جائے۔ انرکسٹ یعنی اس فلسفہ کو تسلیم کرنے والوں کا عقیدہ ہے کہ حکومت خواہ شخصی ہو یا جمہوری حتیٰ کہ اشتراکی جمہوریت بھی انسان کے لئے ایک مستقل لعنت اور بے پناہ مصیبت ہے۔ انارکسٹ چاہتے ہیں کہ حکومت کی بجائے انسان اپنی مجالس قائم کریں، فوجیں برطرف کردی جائیں۔ انسان اسلحہ اور دیگر آلات جنگ سے ناآشنا محض ہوجائے۔ عدالتیں معدوم کردی جائیں۔ کتاب آئین کو پرزہ پرزہ

کردیا جائے اور تمام امور حتیٰ کہ معاہدات وغیرہ بھی باہمی رضامندی سے طے کئے جایا کریں۔ اس فلسفہ کی بہت سی شاخیں ہیں جو علمی اعتبار سے انفرادیت سے شروع ہوکر اشتراکیت تک اور عملی حیثیت سے حصول مقصد کے پرامن ذرائع سے لگاکر جبر و تشدد اور قتل و خونریزی تک جا پہونچتی ہیں لیکن اس وسعت و ہمہ گیری کے باوجود انارکزم اخلاقی اور معاشی ضوابط سے قطع تعلق کی اجازت نہیں دیتا۔

۱۸۷۷ء اور ۱۹۰۷ء میں بروسلز اور ہیگ کے مقامات پر "انٹرنیشنل انارکسٹ کانگریس" بھی منعقد ہوچکی ہیں لیکن آج تک اس فلسفہ کا علمی تجربہ نہیں کیا جاسکا۔ البتہ بعض لاطینی ممالک میں اس تحریک کی ایک ترقی یافتہ شکل "سنڈکل ازم" کے ماتحت عوام کی بعض تحریکات ضرور شروع کی گئی ہیں۔ یہ تحریک فوضویت بھی کہلاتی ہے۔

اسٹیچیوٹ آف ویسٹ منسٹر - (Statute of Westminster) اس دستاویز کا نام ہے جس میں برطانیہ اور" برطانوی دولت مشترکہ" کے مابین مساوات کی بنیاد پر قیام روابط و تعلقات کی تفصیل مندرج ہے۔

انٹی سمیٹ ازم - (Anti-Semitism) یعنی "تحریک ضد سامیت" اس تحریک کو کہتے ہیں جو یہود کے خلاف برپا ہے۔ ابتداً یہ تحریک "اختلاف مذہب" پر مبنی تھی۔ لیکن اب اسے "اختلاف نسل" پر منحصر کردیا گیا ہے۔ پہلے یہ تحریک روس میں شروع ہوئی تھی لیکن روس کے گذشتہ انقلاب کے بعد جرمنی اس کا مرکز بن گیا ہے۔

آئسولیشن ازم - (Isolationism) ایک ایسی تحریک ہے جس کے ماتحت کسی ملک کے باشندوں کو دوسرے ممالک کے سیاسی معاملات سے بے تعلق رہنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ "امریکی سینٹ" کے رکن بورا (Borah) اس تحریک کے زبردست علمبردار تھے اور براعظم امریکہ کو براعظم یورپ کے معاملات سے علیحدہ رکھنے کے داعی۔ موجودہ جنگ کے آغاز سے پیشتر، برطانیہ

اور برطانوی نوآبادیات میں بھی ایک جماعت براعظم یورپ کے معاملات میں عدم مداخلت کی حمایت کرتی رہی ہے۔ اسی تحریک کو "اجتنابیت" بھی کہتے ہیں۔

انڈی پنڈنٹ لیبر پارٹی - (Independent Labour Party) برطانوی مزدوروں کی ایک چھوٹی سی جماعت کا نام ہے۔ یہ جماعت نہ تو نازیت کی حامی ہے اور نہ اشتراکیت کی مؤید لیکن موجودہ جنگ کی مخالف ہے۔ یہ جماعت "پارلیمنٹ" کی چار نشستوں پر قابض ہے۔

انٹرنل مسڈونین ریولیوشنری آرگنائزیشن (Internal-Macedonian-Revolutionary Organisation) مسڈونیا کے انقلاب پسندوں کی اس جماعت کا نام ہے جو ۱۸۹۳ء میں ترکوں کے خلاف منظم کی گئی تھی لیکن مسڈونیا میں ترکی حکومت کے زوال کے بعد یہ جماعت دو حصوں میں منقسم ہو گئی ایک گروہ سے وابستہ لوگ اس علاقہ کے لئے کامل آزادی کا مطالبہ کرتے تھے اور دوسرے گروہ کے ارکین اسے بلغاریہ کے ساتھ وابستہ رکھنے کے حامی تھے ان اختلافات کی بنا پر ہر دو گروہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے اور عرصہ تک قتل و خونریزی کے واقعات پیش آتے رہے۔ فی الحال اس جماعت کی سرگرمیاں مفقود ہیں۔

انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ (Industrial Workers of the World) اس تحریک کا نام ہے جو ۱۹۰۵ء میں مزدوروں کی تنظیم کے لئے امریکہ میں شروع کی گئی تھی۔ یہ تحریک "امریکن فیڈریشن آف لیبر" کے برعکس ہر قسم کے مزدوروں کو ایک ہی جماعت میں منظم کرنے کے خیال پر مبنی ہے۔

انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن - (International Labour Organisation) "ورسلائے کے صلحنامہ" اور "مجلس اقوام کے دستور اساسی" کی بعض دفعات کے ماتحت، دنیا کے مزدوروں کے مسائل پر غور و فکر کے لئے جنیوا میں جو مجلس قائم ہے اسے "انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن" کہتے ہیں۔ یہ مجلس چار اعضا یعنی جنرل کانفرنس (General Conference) گورننگ باڈی

(Governing Body) "اکزلیری ارگنز" (Auxiliary Organs) اور انٹرنیشنل لیبر آفس" (International Labour Office) پر مشتمل ہے۔ مقدم الذکر کو اس مجلس کی بنیاد سمجھنا چاہیئے۔ اس میں ان تمام ممالک واقوام کے "مزدور نمائندگان" شامل ہیں جو "مجلس اقوام" کے ساتھ وابستہ ہیں۔ "جنرل کانفرنس" کا اجلاس سال میں ایک بار منعقد ہوتا ہے۔ ہر ملک اس میں شرکت کے لئے چار نمائندے بھیجتا ہے۔ جن میں سے دو حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں اور ایک ایک مزدوروں اور کارخانہ داروں کی۔ اس کانفرنس میں مزدوروں کے بین الاقوامی مسائل پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔ اور یہ اجلاس اس سلسلہ میں ہمہ گیر سفارشات کرتا ہے اور شرکاء اجلاس اس امر کے پابند ہیں کہ وہ ڈیڑھ سال کے اندر ان سفارشات کو اپنے اپنے ممالک کی مجالس قانون ساز میں منظوری کے لئے پیش کریں۔ "گورننگ باڈی" "انٹرنیشنل لیبر آفس" کے لئے "ڈائرکٹر" مقرر کرتی ہے۔ اور یہ دفتر تمام دنیا کے مزدوروں کے سلسلہ میں ضروری معلومات فراہم کرکے انہیں شائع کرتا ہے۔ اور "اکزلیری آرگنز" یعنی "معاون مجالس" مختلف مسائل کی تحقیقات کے لئے مقرر کی جاتی ہے۔

انڈین نیشنل کانگریس (Indian National Congress) متحدہ ہندوستان کی واحد سیاسی نمائندہ ہے۔ اسے ایک انگریز مسٹر ایلن۔ او۔ ہیوم (Allan O. Hume) نے ۱۸۸۵ء میں قائم کیا تھا۔ ابتداء میں یہ جماعت ان اعتدال پسند ہندوستانی مدبرین کے قبضہ میں رہی جو اس کے سالانہ جلسوں میں معدودے چند تجاویز منظور کر لینے ہی کو وقت کی اہم ترین ضرورت تصوّر کرتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد، کانگریس کے ترقی پسندوں اور اعتدال پسندوں کے درمیان اختلافات پیدا ہوگئے۔ اور یہ جماعت دو گروہوں میں منقسم ہوگئی لیکن ۱۹۱۶ء میں یہ اختلافات رفع ہوگئے اور دونوں گروہوں کے متحد ہوجانے کے بعد اس کی عنان قیادت ترقی پسندوں کے ہاتھ میں آگئی۔

انڈین نیشنل کانگریس کی ترقی پسندانہ جدوجہد کا آغاز درحقیقت اس میں گاندھی جی کی شرکت

کے بعد ہوا ہے بنٹ ۱۹۲۰ئہ میں جب جنگ عظیم کے ختم ہو جانے کے بعد اہل ہند کو محسوس ہوا کہ آئینی اصلاحات حاصل ہونے کی بجائے ان کی سلاسل محکومیت کو سخت تر بنایا جا رہا ہے تو ۱۹۲۱ئہ میں اس ملک کے انتہا پسند رہنماؤں نے گاندھی جی کی زیر قیادت "عدم تعاون" اور برطانوی اشیا، بالخصوص کپڑے کے "مقاطعہ" کی تحریک شروع کی اور اس سلسلہ میں ہزارہا ہندوستانی قیدخانوں میں بھیجدئے گئے۔ اس کے بعد ۱۹۳۲ئہ میں اسی قسم کی تحریک شروع کی گئی اور حکومت نے کانگریس کو "خلاف قانون جماعت" قرار دیدیا۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد یہ حکم واپس لے لیا گیا۔ ۱۹۳۴ئہ میں کانگریس نے تیسری مرتبہ "ستیہ گرہ" کی تحریک شروع کی مگر چند روز کے بعد جب "نیا دستور حکومت" مرتب کیا گیا تو "ستیہ گرہ" کی یہ تحریک ملتوی کردی گئی۔ ۱۹۳۵ئہ میں "موجودہ آئین" کی اشاعت کے بعد کانگریس نے اسے مسترد کردیا لیکن، اعتدال پسند رہنماؤں کی سفارش پر کانگریس کے نمائندوں نے ۱۹۳۷ئہ کے صوبائی انتخابات میں حصّہ لیا اور بحیثیت مجموعی انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ چندماہ کے بعد کانگریس نے قبولِ مناصب کا فیصلہ کیا اور ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریسی وزارتیں قائم ہوگئیں اور چند ماہ کے بعد آسام میں بھی کانگریسی وزارت کی تشکیل عمل میں آگئی۔

موجودہ جنگ کے آغاز میں کانگریس نے برطانوی حکومت سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ "وہ صاف الفاظ میں اس بات کی وضاحت کردے کہ یہ جنگ "جمہوریت" کی بقا و تحفظ کے لئے شروع کی گئی ہے یا "شہنشاہیت" کی توسیع کے لئے اور اگر اس کی بنیاد "جمہوریت" کے تحفظ پر ہے تو کیا ہندوستان کے باشندوں کو ان کی مرضی کے مطابق دستور حکومت کے انتخاب اور ترتیب کی اجازت دیدی جائے گی"۔ لیکن برطانوی حکومت کی جانب سے اس مطالبہ کا معقول جواب نہ ملنے کی وجہ سے تمام صوبہ جات کے کانگریسی وزرا مستعفی ہوگئے۔ اس کے بعد جولائی ۱۹۴۰ئہ میں کانگریس کی "ورکنگ کمیٹی" نے ایک دوسری تجویز میں اس خیال کا اظہار کیا کہ ہندوستان

اور انگلستان، دونوں ممالک کے موجودہ مسائل کا حل اس امر میں مضمر ہے کہ برطانیہ واضح طور پر ہندوستان کی آزادی کا اعلان کر دے اور اس اعلان پر فوراً عمل درآمد کرنے کے لئے مرکز میں ایک ایسی قومی حکومت قائم کردی جائے جو مرکزی مجلس مقننہ کے تمام عناصر کے لئے قابل اعتماد ہو اور صوبائی حکومتوں کے ساتھ اتحاد عمل کرسکے بصورت دیگر ملک کی مدافعت کے مادی ذرائع کی تنظیم رضاکارانہ نہیں سمجھی جاسکتی۔ اس تجویز کے جواب میں بھی برطانوی حکومت خاموش رہی اور سب سے آخر میں کانگریس کی جانب سے گاندھی جی نے اس امر کا مطالبہ کیا کہ اہل ہند کو جنگ کے سلسلہ میں "آزادی تقریر" کی اجازت دی جائے۔ مگر یہ مطالبہ بھی مسترد کر دیا گیا اور ۲۰ اکتوبر ۱۹۴۰ء سے ہندوستان میں چوتھی مرتبہ اس تحریک کا آغاز ہوا جسے ستیہ گرہ کہتے ہیں۔ اسوقت تک مرکزی اور صوبجاتی مجالس قانون ساز کے تمام وہ اراکین، جو کانگریس کے ساتھ وابستہ ہیں، سابق وزراء "کانگریس ورکنگ کمیٹی" اور "آل انڈیا کانگریس کمیٹی" کے بعض اراکین مقید کئے جاچکے ہیں اور حالات سے اندازہ ہوتا ہے۔ کہ ہندوستان کی آزادی کے مطالبہ پر مبنی" خلاف ورزی قانون" کی موجودہ تحریک زیادہ وسعت اختیار کرے گی۔ کانگریس کی تمام تحریکات عدم تشدد پر مبنی ہیں اور ان میں تعمیری لائحہ عمل یعنی چرخہ کاتنا، کھدر کی ترویج و استعمال، ہندو مسلم اتحاد کے قیام کی سعی اور اسے ہندوستان کے سیاسی مستقبل کا جزو لاینفک تصوّر کرنا اور ہندوؤں کے اعلیٰ وادنیٰ طبقات کے مابین موجودہ معاشی امتیاز و تفوق کو دور کرنا۔ ایسے امور بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔

انٹرنیشنلز (Internationals) تمام دنیا کے مزدوروں کی ان مرکزی مجالس کو کہتے ہیں جو اطراف عالم کی مزدور تحریکات کو ایک مرکز کے ساتھ وابستہ کرنے کے لئے قائم کی جاتی رہی ہیں۔ "فرسٹ انٹرنیشنل" (First International) ۱۸۶۴ء میں کارل مارکس نے قائم کی تھی۔ مجلس کے لائحہ عمل میں جزدی تغیرات کے بعد ۱۸۸۹ء میں "سیکنڈ انٹرنیشنل" (Second International) کا قیام عمل میں آیا اور "تھرڈ انٹرنیشنل" (Third International)

کی بنیاد ۱۹۲۱ء میں رکھی گئی۔ سیکنڈ انٹرنیشنل ہنوز قائم ہے لیکن اس میں اعتدال پسند اشتراکی جماعتیں شامل ہیں۔ لیو ٹراٹسکی نے ۱۹۳۶ء میں بعض مزدور جماعتوں پر مشتمل "فورتھ انٹرنیشنل" (Fourth International) قائم کی تھی لیکن یہ جماعت مقبول نہ ہوسکی۔

آئرن گارڈ۔ (Iron Guard) رومانیہ کی نازی جماعت کا نام ہے۔

انٹرنیشنل برگیڈ (International Brigade) اُس عارضی بین الاقوامی فوج کا نام ہے۔ جو "ہسپانیہ کی خانہ جنگی" کے دوران میں "جمہوریہ ہسپانیہ" کی جانب اس کے مخالفین کے ساتھ جنگ آزما رہی تھی۔ اکتوبر ۱۹۳۶ء اور فروری ۱۹۳۷ء کے مابین، یورپ، امریکہ اور دنیا کے دوسرے ممالک سے کم وبیش پندرہ ہزار بہادر افراد، جمہوریہ ہسپانیہ کی حمایت میں، جنرل فرانکو، جرمنی اور اطالیہ کی فسطائی افواج سے لڑنے کے لئے ہسپانیہ میں مجتمع ہوگئے تھے۔ ان میں ہر ملک کے مزدوروں، جمہوریت پسندوں حتیٰ کہ "مخالف فسطائیت" عسکری عناصر کے نمائندے بھی موجود تھے۔ ان لوگوں پر مشتمل جو فوج بنائی گئی تھی اسے "انٹرنیشنل برگیڈ" کہتے ہیں۔ یہ فوج نہایت جرات اور استقلال کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرتی رہی لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس خیال کے ماتحت کہ اس فوج کی موجودگی کو بہانہ بنا کر کہیں جمہوریہ ہسپانیہ کے مخالفین علی الاعلان اس کے ساتھ دشمنی کا اظہار نہ کرنے لگیں، اسے منتشر کردیا گیا۔ اس فوج میں ہندوستان کے ایک فرزند گوپال مکند ہودار بھی شامل تھے۔

آئرش ری پبلکن آرمی۔ (Irish Republican Army) جنوبی آئرلینڈ کے رضاکاروں کی ایک جماعت کا نام ہے۔ جنگ عظیم کے آغاز کے موقعہ پر آئرلینڈ میں حریت خواہ رضاکاروں کی جو جماعت قائم تھی یہ جماعت اسی کا ایک حصہ ہے۔ جنگ عظیم کے آغاز میں اس جماعت کی اکثریت اس میں شرکت کی حامی تھی لیکن کم وبیش بارہ ہزار افراد شرکت کے مخالف تھے چنانچہ ان لوگوں نے اس جماعت سے قطع تعلق کرکے "آئرش ری پبلکن آرمی" کے

نام سے اپنی علیحدہ جماعت قائم کرلی جو اب تک قائم ہے اور اس کے اراکین برطانوی حکومت اور آئرلینڈ کی موجودہ حکومت کی ہر ممکن طریقہ پر مخالفت کرتے رہتے ہیں۔ مسٹر ڈی ولیرا پہلے اس جماعت میں شریک تھے اور "اسٹرویک رائزنگ" نیز "آئرلینڈ کی دوسری خانہ جنگی" کے دوران میں اس جماعت کی صدارت کے منصب پر فائز تھے لیکن اب یہ جماعت خلاف قانون قرار دیدی گئی ہے۔

اسٹارم ٹروپز (Storm Troops) جرمنی کی "نازی پارٹی" کی فوج کا نام ہے۔ یہ ۱۹۲۲ء میں بظاہر "نازی پارٹی" کے جلسوں کی حفاظت کے لئے قائم کی گئی تھی۔ لیکن در اصل اس کے قیام کا مقصد جرمنی میں نازی انقلاب برپا کرنا تھا۔ جرمنی کی جمہوری حکومت نے بوجوہ چند اس کے قیام پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ ہر ہٹلر کے برسر اقتدار آجانے کے بعد اس کی حیثیت نیم سرکاری ہوگئی۔ مگر ۱۹۳۴ء میں "بلڈ باتھ" کے واقعہ میں اس کے بیشتر رہنما قتل کردیے گئے اور یہ فوج کمزور ہوگئی کچھ عرصہ کے بعد اس کی از سر نو تنظیم کی گئی۔ یہ فوج ہر حیثیت سے باقاعدہ عسکری بنیاد پر قائم ہے اور اس کی تعداد آٹھ لاکھ سے بیس لاکھ تک بیان کی جاتی ہے۔ یہ فوج جرمنی کے اندر، نازی آمریت کے استحکام اور اس کے مخالفین کی سرکوبی کی ذمہ دار ہے۔

ایرو کراس پارٹی (Arrow Cross Party) ہنگری کی نازی جماعت کا نام ہے

(ب)

برٹش یونین (British Union) سر اوسوالڈ۔ ای موزلے کی اس تحریک کا نام ہے جو بیشتر صورتوں میں "نازیت" سے مشابہ ہے۔ سر موزلے نے یہ تحریک ۱۹۳۱ء میں شروع کی تھی اور گذشتہ چند سال میں اس نے انگلستان میں کافی وسعت حاصل کرلی ہے۔

یہ تحریک جماعت کے "رہنما" کے اقتدار پر مبنی ہے۔ اور اگرچہ اس تحریک کے ماتحت عوام کو

رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ لیکن انتخاب میں کامیاب ہو جانے کے بعد پھر منتخبہ نمائندگان کو آمرانہ اختیارات حاصل ہو جاتے ہیں یہ تحریک انگلستان میں مروجہ معیار رائے دہندگی کی بجائے جو جغرافیائی امتیاز پر مبنی ہے۔ پیشہ ورانہ معیار کے قیام کی داعی ہے تاکہ اس طرح "سرمایہ داروں کی جمہوریت" کی جگہ" پیشہ وروں کی جمہوریت" قائم ہو سکے۔ اس تحریک میں "تاج" کی بقا و تحفظ کو تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن مخالف جماعتوں کو باقی رکھنے کی اجازت نہیں۔ یہ تحریک دارالامراء کی جگہ "ایوان ثانی" کے قیام پر زور دیتی ہے اور اسے مختلف پیشہ ور جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل رکھنا چاہتی ہے۔ غیر ممالک کے ساتھ تجارت کو کم کرکے ملکی نیز نوآبادیاتی تجارت کو ترقی دینا چاہتی ہے یہود کی مخالفت میں نازیت کی ہمنوا ہے۔ اس تحریک کے حامی موجودہ جنگ کے مخالف، ہر ہٹلر کے ساتھ صلح کر لینے اور جرمنی کی سابقہ نوآبادیات واپس کر دینے کے حامی ہیں۔ یہ لوگ سیاہ قمیص پہنتے ہیں اور نازی طریقہ پر سلام کرتے ہیں۔ انہوں نے ہورسٹ ویزل سوانگ (Horst Wessel Song) یعنی نازی جرمنی کا قومی ترانہ، انگریزی زبان میں منتقل کرکے اسے اپنا ترانہ تسلیم کر لیا ہے۔

بلیک فرنٹ - (Black Front) جرمن مدبر ڈاکٹر اوٹو اسٹریسر نے ہر ہٹلر سے علیحدہ ہو کر "نازیت اور اشتراکیت" کو متحد کرنے کے لئے جو تحریک شروع کی تھی اسکا نام" بلیک فرنٹ" ہے اور اس تحریک کا نشان تلوار اور ہتھوڑا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ جرمنی میں ہر ہٹلر کی کامیابی کے باوجود اس تحریک کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہے اور اس کے کارکن جن میں جرمن افواج کے نوجوان افسر اور نازیت سے تنگ آئے ہوئے جرمن عوام شریک ہیں پوشیدہ طور پر جرمنی سے نازیت کی بیخ کنی کی جد وجہد کرتے رہتے ہیں۔ اس تحریک کو" قومی تحریک" کہا جاتا ہے۔ اور ہر ہٹلر کی مخالفت اس کا جزو لاینفک ہے۔ یہ تحریک سرمایہ داری' اور کارل مارکس کے اقتصادی نظریہ غرضیکہ دونوں سے الگ رہ کر، اقتصادیات پر قومی نگرانی، اور فیکٹریوں کو حکومت کی جانب

سے ان کے مالکوں کے حوالہ کردینے کی بنیاد پر قائم ہے اور اس سے وابستہ افراد تمام یورپی حکومتوں کے اشتراک عمل اور چھوٹی چھوٹی قوموں کو محکوم نہ بنانے کے حامی ہیں۔

برٹش لیجن - (British Legion) جنگ عظیم میں شریک رہنے والے برطانوی فوجی سپاہیوں کی انجمن کا نام ہے۔ یہ جماعت ۱۹۲۱ء میں ارل ہیگ (Earl Haig) نے قائم کی تھی۔ یہ مجلس عموماً سابق فوجی سپاہیوں اور ان کے خاندان کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتی ہے۔ اس مجلس کی چار ہزار تین سو ستر شاخیں قائم ہیں۔ اس کا ایک شعبہ "شعبۂ خواتین" کہلاتا ہے۔ جس کے ماتحت خواتین کی ایک ہزار آٹھ سو "ماتحت مجالس" موجود ہیں۔

(پ)

پیسفس ازم (Pacifisism) یعنی تحریک امن خواہی، اس تحریک کو کہتے ہیں جو موجودہ صدی کے آغاز سے جنگ آزمائی کے خلاف جاری ہے۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے برطانیہ، امریکہ، فرانس، جرمنی اور دوسرے ممالک میں "مجالس امن" کے نام سے متعدد جماعتیں قائم ہیں اور اس سلسلہ میں کئی بار بین الاقوامی اجتماعات بھی منعقد کئے جا چکے ہیں۔ لیکن عملاً یہ تمام مساعی بے سود ثابت ہوتی رہی ہیں اور اسی تحریک کی موجودگی میں دنیا کو دو مرتبہ تباہ کن لڑائیوں سے گذرنا پڑا ہے۔

پان اربک موومنٹ (Pan-Arabic Movement) یعنی "تحریک اتحاد عرب" اس تحریک کو کہتے ہیں جس کا مقصد عربی زبان بولنے والی تمام اقوام کو ایک رشتہ میں منسلک کرکے ایک سلطنت کا قیام ہے۔ یہ تحریک سب سے پہلے ۱۸۴۷ء میں شام کے تعلیم یافتہ عرب نوجوانوں نے شروع کی تھی لیکن جنگ عظیم کے آغاز تک اسے "جذبۂ قوم پروری" سے زیادہ اہمیت حاصل نہ ہو سکی۔ لیکن جنگ عظیم کے دوران میں ترکوں کے مخالفین نے عربوں کو ان کے

خلاف علم بغاوت بلند کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے ان سے اس قسم کی حکومت کے قیام میں ہر ممکن امداد کا وعدہ کرکے اس خیال کو قوی تر بنا دیا اور بعد از جنگ کے واقعات نے نے مختلف عرب رہنماؤں اور حکمرانوں کو اس قسم کی حکومت کے قیام کی ضرورت پر پہلے سے زیادہ متوجہ کر دیا۔ حتیٰ کہ فلسطین کے مسئلہ پر ستمبر ۱۹۳۷ء میں شام میں ایک "موتمر عربیہ" بھی منعقد کی گئی۔ یہ تحریک اگرچہ "تحریک اتحاد عرب" کے نام سے جاری نہیں۔ لیکن ہر چہار اطراف عالم کے عرب باشندے مذہبی اختلافات کے باوجود عملاً اس تحریک کو کامیاب بنا رہے ہیں۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ اگر یہی صورت حالات باقی رہی تو عرب اقوام کی ایک وفاقی حکومت قائم ہو سکے گی۔

پان یورپ - (Pan Europe) کاؤنٹ نکولس کاوڈن ہو۔ کلرجی (Count Nicholas Coudenhove-Kalergi) کی اس تحریک کو کہتے ہیں جو آپ نے اشتراکی روس کے علاوہ یورپ کی دوسری تمام حکومتوں پر مشتمل ایک وفاقی حکومت کے قیام کے لئے شروع کی تھی یہ تحریک وائنا (Vienna) میں ۱۹۲۹ء میں شروع کی گئی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد ختم ہو گئی۔

پان جرمن ازم - (Pan Germanism) جرمن زبان بولنے والی تمام قوموں کو ایک سلطنت کے ماتحت مجتمع کر دینے کی تحریک کا نام ہے۔ یہ تحریک جنگ عظیم سے پیشتر ہر کلاس (Herr Class) کی قیادت میں شروع ہوئی تھی اور اس وقت اس کا مقصد آسٹریہ کے ان صوبوں کو جرمنی میں شامل کر دینا تھا جہاں کے باشندوں کی زبان جرمن تھی لیکن ہر ہٹلر کے برسر اقتدار آنے کے بعد یہ تحریک قوی تر ہو گئی۔ یورپ کے متعدد ممالک و مقامات کو جرمنی کے ساتھ اسی تحریک کے ماتحت ملحق کیا گیا ہے۔

پان اسلام ازم - (Pan Islamism) یعنی عالمگیر اتحاد اسلامی" کی تحریک اٹھارویں صدی عیسوی میں شروع ہوئی تھی اس کا مقصد تمام دنیا کے مسلمانوں کو مذہبی اور سیاسی اعتبار

سے ایک رشتہ میں منسلک کرتا تھا اور اس کے ممتاز داعی سلطان عبدالحمید ثانی فرمانروائے سلطنت عثمانیہ تھے۔ اس تحریک کو ابتدا میں نمایاں مقبولیت حاصل ہوئی اور دنیا کے ہر اس گوشہ میں جہاں مسلمان آباد تھے اس کے ساتھ اتفاق اور ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ ۱۹۱۱ء میں اس سلسلہ میں ایک "بین الاسلامی موتمر" کے انعقاد کی کوشش بھی کی گئی تھی لیکن بعض حالات کی بنا پر اس کا انعقاد ملتوی رہا۔ جنگ عظیم سے پیشتر اس تحریک کا مرکز ترکی تھا۔ اس لئے جنگ میں ترکوں کی شکست اور "جمہوریہ ترکیہ" کے فیصلہ عزل منصب خلافت کے بعد یہ تحریک کمزور ہوگئی اور بظاہر اس کا مرکز عرب میں منتقل ہوگیا لیکن "خلیفۃ المسلمین" کے منصب پر کسی شخص کے فائز نہ ہونے کی وجہ سے اس تحریک کو "نشاۃ ثانیہ" نصیب نہ ہو سکی۔ بہرحال عملی طور پر ابھی تک یہ تحریک موجود ہے اور جب کبھی کسی اسلامی ملک یا کسی گوشہ میں آباد مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی اور امداد کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے تو دنیا کے ہر گوشہ کے مسلمان عملی طور پر "اخوۃ اسلامی" کا ثبوت پیش کرتے رہتے ہیں نیز گذشتہ چند سال میں متعدد اسلامی ممالک اور حکومتوں کے مابین جو معاہدات ہوئے ہیں انہیں بھی اسی تحریک پر مبنی سمجھا جاتا ہے۔ یہ تحریک "تحریک ہمہ اسلامیت" بھی کہلاتی ہے۔

پان سلاؤازم- (Pan Slavism) سلاؤ قوم کے مختلف فرقوں کو متحد کرنیکی تحریک کا نام ہے۔ یہ تحریک ۱۸۱۹ء میں شروع کی گئی تھی۔ چند سال کے بعد روس نے اس تحریک میں نمایاں حصہ لینا شروع کر دیا۔ سلاؤ قوم چونکہ وسطی اور جنوبی یورپ میں آباد ہے اسی لئے بعض مدبرین اس تحریک کے ساتھ روس کے اتفاق کو اس کی خواہش توسیع سلطنت پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ بہر حال جنگ عظیم سے پیشتر یہ تحریک بہت زیادہ مقبول رہی اور آسٹریہ نیز جزیرہ نمائے بلقان میں آباد سلاؤ رہنما اس تحریک کے مرکز روس کے ساتھ وابستہ رہے۔ لیکن انقلاب روس کے بعد اشتراکی روس اس تحریک سے علیحدہ ہوگیا۔ اس تحریک کی بدولت اگرچہ آسٹریہ کی سلطنت کے تجزیہ اور جزیرہ نمائے بلقان سے ترکوں کے زوال حکومت میں بہت زیادہ مدد ملی لیکن

لوگ کارخانہ داروں اور مالکان ادارۃ سے اپنے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے قائم کرتے ہیں۔ ان کا لائحہ عمل اجرتوں اور تنخواہوں میں اضافہ، کام کرنے کے سلسلہ میں سہولتیں حاصل کرنا اور اوقات کار میں تخفیف ایسے مطالبات پر مشتمل ہوتا ہے۔ اور یہ ہمہ گیر فیصلوں کو قبول کرتی ہیں۔ ٹریڈ یونینز کا آخری حربہ "اسٹرائیک" ہے۔ جسے افہام وتفہیم کی تمام راہیں بند ہو جانے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے مغربی ممالک میں مزدوروں کی اس تحریک کو معدوم کرنے کے لئے گذشتہ صدی عیسوی میں متعدد بار کوششیں کی گئیں۔ لیکن یہ تحریک روز افزوں ترقی کرتی رہی اور اس وقت یورپ اور امریکہ کے طول وعرض میں مزدوروں کی ہزارہا مجالس قائم ہیں اور ان کے اراکین کی تعداد لاکھوں تک پہونچتی ہے اور روس اور جرمنی کے مزدوروں کی انجمنوں کے علاوہ جنہیں حکومت کے زیر اثر تصوّر کیا جاتا ہے باقی تمام ممالک کے مزدوروں کی انجمنوں کے اشتراک سے "ایمسٹرڈم میں ایک" انٹرنیشنل فیڈریشن آف ٹریڈ یونینز" (International Fedration of Trade Unions) بھی قائم ہے۔

(ج)

جیوش ایجنسی۔ یہود کی ایک مجلس کا نام ہے یہ مجلس فلسطین کو یہود کا قومی وطن بنانے کے سلسلہ میں ان کے مطالبہ کے جواز کو ثابت کرنے کے لئے "مجلس اقوام" کی ہدایت سے قائم کی گئی تھی۔ اس مجلس میں "زوُن ایزم" کے حامی اور مخالف، دونوں مساوی تعداد میں شریک ہیں۔
جمعیۃ العلماء ہند۔ ہندوستان کے علماء حق کی اس جماعت کا نام ہے جو ۱۹۱۹ء میں قائم ہوئی تھی، اس جماعت کے بانی شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن (قدس سرہٗ) تھے۔ اس جماعت کا مقصد ہندوستان کے علماء اسلام کی تنظیم کے علاوہ، اسلامی مقاصد کی تحصیل وحفاظت اور اور اس ملک کی سیاسی فضا اور ماحول میں اسلامی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کے لئے نمایاں حیثیت اور

منصب حاصل کرنے کے لئے اجتماعی قوت کے ساتھ جد و جہد کرنا ہے۔ یہ جماعت اپنے قیام کے روز اوّل ہی سے اپنے اختیار کردہ مسلک پر قائم ہے۔ اور ۱۹۱۹ء سے اس وقت تک اس جماعت کے اراکین متحدہ ہندوستان کی تمام تحریکات میں پیش پیش رہے ہیں۔ جمعیۃ العلماء ہند کا نصب العین ہندوستان کے لئے مکمل آزادی حاصل کرنا ہے۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ اب تک کانگریس کے اختیار کردہ لائحہ عمل کی تائید کرتی رہتی ہے۔ ہندوستان کے بیشتر اکابر علماء اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہیں اور ہندوستان کے علاوہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی اس جماعت کو قدر و منزلت اور اعتماد کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔

(خ)

خدائی خدمتگار۔ ہندوستان کے شمالی مغربی سرحدی صوبہ کی وہ مشہور تحریک ہے۔ جسے خان عبدالغفار خان نے جاری کیا تھا۔ ۱۹۲۱ء میں آپ نے اپنے علاقہ میں جو آزاد قومی مدارس قائم کئے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں ان کے طلباء کو اس نام کے ماتحت منظم کرکے آپ نے اپنی قوم کی معاشی اور اخلاقی اصلاح کا کام شروع کیا اور ۱۹۲۹ء میں اسی جماعت کو اس صوبہ میں کانگریس کی تحریک کا علمبردار بنا دیا گیا۔ یہ جماعت بہت زیادہ منظم اور پابند اصول سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کے ہر رکن سے جماعت میں شمولیت سے قبل مندرجہ ذیل حلف لیا جاتا ہے۔

۱۔ میں، خدا، قوم اور وطن کا وفادار رہوں گا۔

۲۔ میں ہمیشہ عدم تشدد کے اصول پر کاربند رہوں گا۔

۳۔ اپنی خدمات کے سلسلہ میں کسی معاوضہ کا طلبگار نہ ہوں گا اور

میں کسی حال میں بھی خوف کو پاس نہ آنے دوں گا۔ نیز ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہونگا۔

اور سادہ زندگی بسر کروں گا۔

(ڈ)

ڈیل ارن - (Dail Eireann) آئرلینڈ کے ایوان زیریں کو کہتے ہیں۔

ڈیماکریٹک پارٹی (Democratic Party) یعنی جمہوریت پسند جماعت، اگرچہ ہر اس جماعت کو کہا جا سکتا ہے جو "جمہوریت" کا اصول پسند کرے۔ لیکن بین الاقوامی سیاسیات میں یہ نام امریکہ کی اس جماعت کے لئے مخصوص ہوگیا ہے۔ جو ۱۸۰۰ء میں اس عہد کے "وفاق پسندوں" کے مقابلہ میں مرکزی حکومت کے اختیارات کی تحدید کے لئے قائم ہوئی تھی۔ اس وقت اسے "ری پبلکن پارٹی" کہا جاتا تھا۔ یہ جماعت عرصہ دراز تک ولایات متحدہ امریکہ کی ممتاز ترین واحد سیاسی جماعت کی حیثیت سے قائم رہی لیکن ۱۸۲۵ء میں "اضافہ محاصل" کے مسئلہ پر اس کے اراکین کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا اور معدودے چند افراد کے علاوہ جو "اضافہ محاصل" کے مخالف تھے، اضافہ کے حامیوں نے "نیشنل ری پبلکنز" (National Republicans) کے نام سے علیحدہ جماعت قائم کرلی اور "ری پبلکن پارٹی" کے اراکین نے اس جماعت کا نام تبدیل کرکے "ڈیماکریٹک پارٹی" رکھ لیا۔ لیکن ۱۸۵۴ء میں "نیشنل ری پبلکنز" میں بھی اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور اس موقعہ پر جو لوگ علیحدہ ہوئے انہوں نے اپنی جماعت کے لئے قدیم نام یعنی "ریپبلکن پارٹی" پسند کیا۔ امریکہ کی خانہ جنگی کے زمانہ میں "ریپبلکن پارٹی" نے "ڈیموکریٹک پارٹی" کو بالکل غیر مقبول بنا دیا لیکن آہستہ آہستہ یہ جماعت پھر برسر اقتدار آگئی۔ مسٹر روزولٹ اسی جماعت کے نمائندہ ہیں اور ۱۹۳۲ء سے مسلسل ولایات متحدہ کے صدر منتخب ہو رہے ہیں۔ امریکہ کی مذکورہ بالا پارٹیوں کے سیاسی عقائد کے پیش نظر ان میں کوئی نمایاں فرق نظر نہیں آتا لیکن اس میں شبہ نہیں کہ "ڈیماکریٹک پارٹی" غیر امریکی سیاسی مسائل میں مداخلت کی زیادہ حامی ہے اور "ریپبلکن پارٹی" ان سے حتی الوسع جدا رہنا چاہتی ہے۔ ولایات متحدہ کے مشہور سابق صدر مسٹر ولسن بھی اسی جماعت کے

رکن تھے۔ ابتدا میں یہ جماعت مرکزی حکومت کے اختیارات کی تحدید کی حامی تھی لیکن اب انہیں زیادہ سے زیادہ وسیع کردینے کا مطالبہ کرتی ہے۔

ڈائیلکٹیکل میٹریل ازم ═ (Dialectical Materialism) اس تحریک کو کہتے ہیں۔ جو کارل مارکس کے نظریہ پر مبنی ہے۔ کارل مارکس کے نظریہ کی بنیاد چونکہ "منطقی مادیت" پر قائم تھی اس لئے یہ تحریک اشتراکی روس کا سیاسی عقیدہ بن گئی ہے۔ "ڈائیلکٹ" یعنی منطق کے ذریعہ سے ایک شخص متعدد دلائل سے سامعین کو اپنے دعویٰ کا مؤید بنا سکتا ہے۔ قدیم یونانی علمائے علم الکلام نے اس شعبہ کو پہلے تو خیالات کے ارتقا کے لئے استعمال کیا لیکن پھر اسے قدرتی احوال اور تاریخی تغیرات کے اسباب وعلل کو سمجھنے کے لئے بھی استعمال کرنے لگے حتیٰ کہ "منطقی مادیت" ایک مستقل علم بن گیا۔ اور اس علم کی روشنی میں اس کے واقفین کو ہر واقعہ، عمل اور تحریک کے مادی اسباب وعلل ان کے نتائج اور ساتھ ساتھ ان کے نقائص بھی نظر آنے لگے۔ اشتراکی روس میں انسانی زندگی کے ہر شعبہ اور اجتماعی زندگی کے ہر تغیر کو اسی زاویہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(ر)

ریڈکراس سوسائٹی (Red Cross Society) یعنی انجمن صلیب احمر ایک ایسی منظم بین الاقوامی انجمن ہے۔ جو بلا امتیاز مذہب وملت اور رنگ ونسل جنگ اور دوسرے حوادث ارضی وسماوی کے شکار انسانوں کی امداد کرتی ہے۔ ۱۸۵۹ء میں جب ہنگری کے باشندے اپنے بادشاہ فرانسس کی قیادت میں نپولین سوم کے ساتھ برسرپیکار تھے تو سوئٹزرلینڈ کے ایک بینکر مسٹر ہنری ڈانٹ کو سفر کے دوران میں میدان جنگ کے قریب سولفرینو کے مقام سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ لڑائی جاری تھی لیکن مجروحین کی تیمار داری کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ اور زخمی سپاہی خود ہی اپنی تیمارداری کے لئے مجبور تھے۔ اس منظر نے مسٹر ڈانٹ کے دل پر غیر معمولی اثر کیا اور

انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ جس طرح بھی ہوسکے تیماردار خواتین کی ایک جماعت منظم کرنی چاہیئے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سب سے پہلے گرد و نواح کے دیہاتیوں کو اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ زخمی سپاہیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کرلے جایا کریں۔ مسٹر ڈانٹ خود بھی تمام دن میدان جنگ میں موجود رہتے تھے۔ اور رات کو پیرس اور جنیوا کے اخبارات کے نام مراسلات لکھ کر انہیں حالات سے مطلع کرتے تھے۔ ان خطوط کی اشاعت نے فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے باشندوں کو بہت زیادہ متاثر کیا۔ اخبارات نے مقالات لکھے اور عوام مسٹر ڈانٹ کی اس مفید تحریک کو کامیاب بنانے پر متوجہ ہوگئے۔ کچھ عرصہ کے بعد مسٹر ہنری ڈانٹ نے واپس آکر اپنے تجربات کے سلسلہ میں ایک کتاب شائع کی جو بہت مقبول ہوئی اور اسی کتاب نے دنیا کی مختلف اقوام میں ایک ایسی جماعت کے قیام کی ضرورت کا احساس پیدا کرادیا جو بلا امتیاز مذہب وملت اور رنگ ونسل مصیبت زدگان کی امداد کرسکے۔ چنانچہ ۱۸۶۴ء میں ایک بین الملی مجلس نے جنیوا میں ایسی مجلس کے قیام کا فیصلہ کرلیا اور "ریڈ کراس سوسائٹی" کے نام سے مختلف اقوام کے افراد پر مشتمل ایک انجمن کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس انجمن نے نہایت قلیل مدت میں غیر معمولی مقبولیت حاصل کرلی۔ یہ انجمن اسلامی ممالک میں "انجمن صلیب احمر" کی بجائے "انجمن ہلال احمر" کہلاتی ہے اور ایران میں اس کے پرچم پر شیر اور آفتاب کا نشان بنا ہوا ہے۔ لیکن کسی ملک میں بھی اس کے نصب العین اور طریقۂ کار میں کوئی فرق نہیں۔

ریڈ آرمی (Red Army) یعنی "سرخ فوج" اشتراکی روس کی اس فوج کا نام تھا جو ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں انقلاب پسندوں کے مخالفین کے ساتھ جنگ آزما ہوئی تھی۔ اس فوج کا نشان "سرخ پرچم" تھا۔ اس لئے "سرخ فوج" کے نام سے مشہور ہوگئی تھی۔ لیکن اب اشتراکی روس کی تمام افواج "سرخ فوج" کے نام سے مشہور رہیں۔ حالانکہ سرکاری طور پر ان افواج کا نام "مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج" (Red Army of Workers and Peasants) ہے۔ یہ فوج

جدید ترین اسلحہ سے مسلح اور اعلیٰ تربیت یافتہ دو کروڑ سپاہیوں پر مشتمل ہے۔ موجودہ جنگ سے پیشتر اس کے پاس اوّل درجہ کے سات ہزار طیارے اور پانچ ہزار سے زیادہ ٹینک تھے۔

ری پبلکن پارٹی (Republican Party) ولایات متحدہ امریکہ کی ایک زبردست سیاسی جماعت کا نام ہے۔ یہ جماعت ۱۸۵۴ء میں قائم ہوئی تھی۔ اور اس کا مقصد غلامی کی رسم کو معدوم کرا دینا تھا۔ ۱۸۶۰ء میں پہلی مرتبہ اس جماعت کے نمائندہ کی حیثیت سے مسٹر لنکن (Lincoln) ولایات متحدہ کے صدر منتخب ہوئے اور ۱۸۸۴ء اور ۱۸۹۲ء سے قطع نظر ۱۹۱۲ء تک حکومت پر اسی جماعت کا اقتدار قائم رہا۔ ۱۹۱۲ء میں ڈیماکریٹک پارٹی کے نمائندہ مسٹر ولسن صدر منتخب ہو گئے اور ۱۹۱۶ء میں بھی انہیں کا انتخاب کیا گیا۔ ۱۹۲۰ء میں اس پارٹی کو پھر کامیابی حاصل ہوئی۔ اور اس نے ورسلا ئے کے صلحنامہ کی تصدیق اور مجلس اقوام میں شمولیت سے انکار کر دیا۔ ۱۹۳۲ء کے اقتصادی تعطل کی وجہ سے اسے کامیابی حاصل نہ ہو سکی اور حکومت پر از سر نو "ڈیماکریٹک پارٹی" کا قبضہ ہو گیا۔ اس جماعت میں ایسے افراد بھی موجود ہیں جو امریکہ کو امریکہ سے باہر کے معاملات میں غیر جانبدار رکھنے کے حامی ہیں۔ اور اسی لئے اس جماعت کی حکمت عملی میں "آئسولیشن ازم" کا اثر غالب ہے۔ ابتدا میں یہ جماعت مرکزی حکومت کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دئے جانے کی داعی تھی۔ لیکن اب ان کی تحدید کی حامی ہے۔

رائل ڈچ شیل (Royal Dutch-Shell) مٹی کا تیل فراہم کرنے والے دنیا کے زبردست ترین مشترکہ تجارتی اداروں میں سے ایک ادارہ کا نام ہے اور دنیا بھر کے مٹی کے تیل کے ۸/۱ حصہ پر قابض ہے یہ کمپنی ۱۹۰۵ء میں ہالینڈ کی "رائل ڈچ پٹرولیم کمپنی" اور انگلستان کی "شیل ٹرانسپورٹ کمپنی" کو ملا کر بنائی گئی تھی۔ ڈچ انڈیز، ولایات متحدہ امریکہ، عراق، مصر، رومانیہ، ٹرینیڈاڈ، برما، اور وینزولا ایسے مقامات و ممالک میں اس کی شاخیں اور تیل کے چشمے موجود ہیں۔ لیکن ۱۹۳۸ء میں میکسکو کی حکومت نے اپنی حدود میں اسے ملکیت سے محروم کر دیا ہے۔

(ز)

زیُن ازم (Zionism) یعنی تحریک صیہونیت اس تحریک کا نام ہے جو ۱۸۹۵ء میں فلسطین کو یہود کا قومی وطن بنا دینے کے لئے شروع کی گئی تھی۔ اس تحریک کے بانی وائنا کے ایک اخبار نویس تھوڈور ہرزل (Thoodor Herzl) تھے۔ اس تحریک کے سلسلہ میں اولین کانفرنس بیزلی (Basle) کے مقام پر ۱۸۹۷ء میں منعقد ہوئی تھی۔ اور اسی کانفرنس میں اس کا نصب العین "فلسطین کو یہود کا قومی وطن بنا دینے کے لئے جد وجہد کرنا" قرار پایا تھا۔ اس کانفرنس کے بعد ڈاکٹر تھیوڈور ترکی اور یورپ کی مسیحی حکومتوں کو اپنا ہم خیال بنانے کی سعی کرتے رہے۔ لیکن انہیں کامیابی نہ ہوسکی ۱۹۰۴ء میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ اس تحریک سے متاثر ہوکر برطانوی حکومت نے یہود کو فلسطین کی بجائے یوگنڈا (Uganda) کا علاقہ دینا چاہا۔ لیکن ۱۹۰۵ء کی "زیونسٹ کانگریس" نے اس پیشکش کو مسترد کرتے ہوئے فلسطین کے متعلق اپنے مطالبہ کا اعادہ کیا مگر ایک گروہ اس تحریک سے علیحدہ ہوکر اس امر پر رضامند ہوگیا کہ یہود کی آزاد ریاست کے قیام کے لئے جو جگہ بھی دیجائیگی وہ اسے قبول کرلیگا۔ زین ازم کے علمبردار مسلسل جد وجہد میں مصروف رہے حتیٰ کہ جنگ عظیم میں برطانیہ کو اس قوم سے امداد حاصل کرنے کی شدید ضرورت محسوس ہوئی اور "بالفور ڈیکلریشن" کے ذریعہ سے حکومت نے مذکورہ بالا مطالبہ کو تسلیم کرلیا۔

(س)

سوشل کریڈیٹ پارٹی - (Social Credit Party) میجر سی۔ ایچ ڈگلس (C.H. Douglas) کی تحریک سوشل کریڈیٹ مومنٹ (Social Cradit Movement) کی بنیاد پر قائم شدہ انجمن کا نام ہے۔ یہ تحریک اس خیال پر مبنی ہے کہ روپیہ کی گردش کا موجودہ

نظام اور اس کے سلسلہ میں بنکوں کا طریقہ کار ناقص ہے۔ اور یہ نقائص ہی دنیا کی تمام معاشی اور اقتصادی مشکلات کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ اس تحریک کے بانی میجر ڈگلس نے اشیاء کی قیمتوں کو الف اور ب، دو حِصّوں میں منقسم کیا ہے۔ آپ مقدم الذکر قسم کی ادائیگی میں اجرتوں، تنخواہوں اور حِصّہ داروں کے منافع کو شامل کرتے ہیں۔ اور موخر الذکر قسم کی ادائیگی ان رقوم کو تصور کرتے ہیں جو ایک صنعتی یا تجارتی ادارہ، دوسرے اسی قسم کے اداروں کو دیتا ہے اور آپ کی رائے میں یہی رقوم راس المال کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ کا خیال ہے کہ چونکہ دوسری قسم کی رقوم راس لمال کا درجہ رکھنے کی وجہ سے خرچ نہیں ہوتیں بلکہ ان میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس لئے پہلی ہی قسم کی رقوم خرید اشیاء کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اور تجارتی ترقی انہیں پر منحصر ہے۔ لہٰذا کسی قوم کی آمدنی کو مقدم الذکر قسم کی رقوم تک محدود سمجھنا چاہیئے۔ میجر ڈگلس کا خیال ہے کہ موجودہ صورت میں اشیاء کی قیمتوں کو محض پہلی قسم کی آمدنی کے پیش نظر معین نہیں کیا جاتا بلکہ الف اور ب، ہر دو اقسام کے تناسب سے معین کیا جاتا ہے۔ اس لئے قسم اول کی رقوم اس کے لئے کفایت نہیں کرتیں۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے بنک خریداروں کو قرض دیتے ہیں اور اس قرض کی ادائیگی کی شکل میں پہلی قسم کی رقوم بھی رفتہ رفتہ قسم دوم کی رقوم میں شامل ہوتی جارہی ہیں۔ اور اسی تناسب سے ایک جانب تو خریداری کی قوت کم ہوتی جارہی ہے اور دوسری جانب راس المال میں اضافہ کے باعث مصنوعات میں اضافہ ہورہا ہے۔ اس نقص کے ازالہ کے لئے میجر ڈگلس کی تجویز ہے کہ اشیاء کی قیمتوں کو اس طرح معین کیا جائے کہ کسی ملک کی قسم اول کی رقوم اس ملک کی تمام مصنوعات اور دوسری اشیاء تجارت کی خریداری کے لئے کفایت کرسکیں۔ اس وقت تک قسم اوّل کی رقوم کا جو حِصّہ قسم دوم میں شامل ہوکر راس المال بن چکا ہے۔ اسے از سرِ نو خریداروں کو واپس دلانے کے لئے آپ کی تجویز ہے کہ خوردہ فروش تاجر اپنے سامان کو مقررہ قیمت سے کم قیمت پر فروخت کریں۔ اور اس طرح انہیں جو نقصان ہو، بنک ان کے نقصان کی رقم

اور تھوڑا سا کمیشن انہیں دیدے۔ یہ تحریک شخصی ملکیت کی مخالف نہیں بلکہ روپیہ کی گردش کو متوازن بنا کر ہمہ گیر معاشی اور اقتصادی مشکلات کو مسدود کر دینا چاہتی ہے۔

سوشل ڈیماکریٹیز (Social Democrats) جرمنی، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، ڈنمارک، سویڈن، فن لینڈ اور ہنگری کے اشتراکی مزدوروں کی انجمنوں کا نام ہے۔ لیکن جرمنی میں اب یہ جماعت خلاف قانون قرار دیدی گئی ہے۔

سوشل ازم۔ (Socialism) اس نظریہ اور سیاسی تحریک کا نام ہے جس کے ماتحت آمدنی کے تمام ذرائع کو مشترکہ قومی ملکیت بنا دینے اور اقتصادیات کو منظم کرنے کی دعوت دیجاتی ہے۔ ۱۵۱۶ء میں سر طامس مور (Thomas More) نے "یوٹوپیا" (Utopia) کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی جس میں اسی نام کے ایک جزیرہ کا ذکر کرتے ہوئے وہاں کے مبنی بر اشتراکیت سیاسی اور معاشی نظام کی تعریف کی تھی۔ انیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں کچھ لوگوں نے مذکورہ بالا قسم کی مجالس قائم کرنے کی کوششیں شروع کیں اور انقلاب پسندی کی بجائے پروپیگنڈا کو اپنا طریقۂ کار بنایا۔ اس سلسلہ میں ایف سی فورئے (F. C. Fourier) اور رابرٹ اون (Robert Owen) کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن ۱۸۴۸ء میں پہلی مرتبہ اس تحریک نے سیاسی حیثیت حاصل کی اور کارل مارکس نیز فریڈرک انگلز نے کمیونسٹ مینفسٹو (Communist Manifesto) شائع کر کے اسے دنیا کی سیاسی تحریکات میں ایک مستقل درجہ دیا۔ اس اعلان میں اس بات کی تردید کی گئی ہے کہ یہ تحریک اخلاق اور انسانیت کے جذبات کو متحرک کر کے کامیاب بنائی جاسکتی ہے۔ اس اعلان میں اس تحریک کو "طبقہ دار کشمکش" سے تعبیر کیا گیا ہے اور پیش نظر مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے "پرولتاری طبقہ" کی تنظیم اور اس کے ذریعہ سے انقلاب برپا کرنے کو لازمی قرار دیا گیا ہے رفتہ رفتہ یہ نیا نظریہ تمام پچھلے نظریوں پر غالب آگیا اور اس نے "انقلاب کے مستقل فلسفہ" کی

حیثیت اختیار کرلی۔ اس نظریہ کو سائنٹفک سوشل ازم (Scientifec Socialism) یعنی "علمی اشتراکیت" بھی کہتے ہیں۔

اس نئے اشتراکی نظریہ کو سب سے پہلے جرمنی میں مقبولیت حاصل ہوئی اور فرڈیننڈ لینزلی (Ferdinand Lassalle) نے "جرمن سوشلسٹ پارٹی" قائم کرکے کارل مارکس کے نظریہ کے بعض حصّوں پر عمل کرنا شروع کردیا۔ لینزلی کا خیال تھا کہ اشتراکی سوسائٹی کی بجائے ہمیں ایک "اشتراکی ملوکیت" قائم کرنی چاہیئے۔ جو صنعت کے موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کے اندر اشتراکی بنیا پر مزدوروں کے چھوٹے چھوٹے گروہ قائم کرے۔ لیکن کارل مارکس نے اس خیال کی مخالفت کی اور ۱۸۶۲ء میں لینزلی کے ہمخیال بھی کارل مارکس کے نظریہ سے متفق ہوگئے۔ اس متحدہ جماعت کا نام "سوشل ڈیماکریٹک پارٹی" (Social Democratic Party) قرار پایا۔ اور یورپ کے تمام ممالک میں اس نام کی جماعتیں قائم ہوگئیں۔ ۱۸۶۵ء میں مارکس نے "انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن" (Inter National Workers' Association) کے نام سے ایک اور جماعت قائم کی جس میں کارل مارکس کے نظریہ سے اتفاق رکھنے والے چند ہزار افراد شامل تھے۔ یہی جماعت کچھ عرصہ کے بعد "فرسٹ انٹرنیشنل" کے نام سے مشہور ہوگئی سوشل ازم کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کا بیشتر وقت "انرک ازم" کی مخالفت میں صرف ہوا۔ ۱۸۸۹ء میں اس جماعت کو از سر نو منظم کیا گیا۔ دنیا کی تمام اشتراکی جماعتیں اس کے ساتھ وابستہ ہوگئیں اور اسے انقلابی تحریکات کا مرکز سمجھا جانے لگا لیکن جماعت کے اعتدال اور انتہا پسند عناصر کی باہمی کشمکش اسے انقلاب کی راہ پر گامزن ہونے سے مانع رہی۔ اعتدال پسند گروہ تدریجی اور آئینی انقلاب کا حامی تھا اور انتہا پسند طبقہ فوری اور جبری انقلاب پر مصر جتی کہ ۱۹۱۲ء میں دنیا کے اشتراکیت پسندوں نے جنگ کی مخالفت شروع کی اور اس امر کا اعلان کیا کہ اگر جنگ شروع ہوگئی تو دنیا بھر کے مزدور اپنے اپنے ملکوں کی سرمایہ دار حکومتوں کے خلاف علم بغاوت بلند کردیں گے۔ جنگ شروع ہوجانے کے بعد تمام ممالک کے

اشتراکیت پسند اپنی اپنی حکومتوں کے معاون بن گئے۔ لیکن جو لوگ مذکورہ بالا اعلان پر قائم تھے انہوں نے لینن کی زیر قیادت روس میں انقلاب برپا کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح جرمنی کے مزدوروں کے ایک طبقہ نے حکومت کے خلاف بغاوت کر کے اسے جنگ ختم کر دینے پر مجبور کر دیا۔ جرمنی کے مزدوروں کی اس جماعت کو "اسپارٹکس لیگ" (Spartacus League) کہتے ہیں ۱۹۲۰ء میں تھرڈ کمیونسٹ انٹرنیشنل" کے قیام کے بعد انتہا پسند اشتراکی' اعتدال پسندوں سے بالکل علیحدہ ہو گئے۔ اور اعتدال پسند اشتراکیوں نے عام طور پر حکومتوں کے مناصب قبول کر کے اپنے دائرہ عمل کو معاشی اصطلاحات، اقتصادیات پر حکومت کے اقتدار کے قیام اور اسی قسم کے دوسرے مسائل تک محدود کر دیا اور اس پر متفق الرائے ہو گئے کہ وہ اس وقت تک کامل اشتراکیت کے قیام سے محترز رہیں گے جس وقت تک اکثریت ان کے ساتھ متفق الرائے نہ ہو جائے۔ ان لوگوں نے "سوشلسٹ انٹرنیشنل" کی تجدید کر کے اس کا صدر مقام سوئٹزرلینڈ کا ایک شہر زیورچ (Zurich) قرار دیا لیکن یہ جماعت کبھی بااثر نہیں سمجھی گئی۔ ۱۹۲۲ء میں "ڈھائی بین الاقوامی" (Two-and-a-half International) کے نام سے ان اشتراکیت پسندوں نے ایک اور جماعت قائم کی جو خود کو اعتدال اور انتہا پسندوں کے مابین سمجھتے تھے لیکن چند ہی روز کے بعد یہ تحریک ختم ہو گئی۔ اور یہ لوگ بالعموم اعتدال پسند اشتراکیوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ اس وقت تک اشتراکیت پسندوں کے دونوں بازوؤں کے درمیان مفاہمت کی مساعی قطعاً بیکار ثابت ہوئی ہیں اور ان کے انہیں اختلافات کی بدولت براعظم یورپ میں نازیت اور فسطائیت کو فروغ حاصل ہوا۔

سنڈیکل ازم (Syndicalism) مزدوروں کی اس انقلابی تحریک کو کہتے ہیں۔ جس میں مزدوروں کی انجمنوں کو معاشی انقلاب کی بنیاد تصور کیا جاتا ہے۔ انرک ازم یعنی نوضویت کے ساتھ اس تحریک کے عمیق تعلق کی بناء پر اسے "انرکو سنڈیکل ازم" (Anarcho-Syndicalism)

بھی کہتے ہیں۔ یہ تحریک نہ تو لیبر پارٹی کو سیاسی جماعت تسلیم کرتی ہے اور نہ کسی قسم کے پارلیمنٹری یا دوسرے طرزِ حکومت کو مزدوروں کے لئے مفید تصوّر کرتی ہے بلکہ وہ مزدوروں کو براہ راست حکمران طبقات کے خلاف صف آرا کر دینے کی حامی ہے۔ اس تحریک میں "اسٹرائک" کو حصول مقصد کا کامیاب ترین ذریعہ قرار دیا گیا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا خیال ہے کہ عام اسٹرائک انقلاب حکومت پر منتج ہوتا ہے۔ انقلاب حکومت کے بعد یہ لوگ کارخانوں کو مزدور جماعتوں کے سپرد کر دینے اور انہیں اشتراکی بنیادوں پر چلانے کے حامی ہیں یہ تحریک ہر قسم کی حکومت کی مخالف اور مزدور جماعتوں کے نمائندوں پر مشتمل ایک مرکزی مجلس بنا دینے کی حامی ہے۔

سِن فین پارٹی (Sinn Fein Party) جنوبی آئرلینڈ کے ان حریت خواہ عناصر کی تحریک اور جماعت کا نام ہے۔ جنہوں نے جنگ عظیم میں شمولیت سے نہ صرف انکار ہی کر دیا تھا بلکہ جرمنی کی امداد سے ۱۹۱۶ء میں ڈبلن کے مقام پر وہ ہنگامہ بھی برپا کیا تھا جو "ایسٹر رائزنگ" کے نام سے مشہور رہے۔

شُٹز اسٹافیل (Schutz Staffel) جرمن نازی پارٹی کی فوج کے ایک دستہ کا نام ہے۔ یہ دستہ ۱۹۲۵ء میں منظم کیا گیا تھا۔ اور اس میں "اسٹارم ٹروپز" کے بہترین افراد شامل ہیں۔ یہ دستہ اگرچہ باضابطہ فوجی دستہ نہیں لیکن اس کی تربیت اور تنظیم عسکری طریقہ پر کی گئی ہے یہ دستہ ذمہ دارانہ امور کی تکمیل کے لئے مخصوص ہے اور ہر ہٹلر کے "باڈی گارڈ" کے فرائض بھی اسی دستہ سے متعلق ہیں، اس دستہ کے سپاہیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں لیکن اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس میں تین لاکھ افراد شامل ہیں۔

(ف)

فیڈرل یونین - (Federal Union) مسٹر کلارنس۔ک۔اسٹرٹ کی اس تجویز کا

کا نام ہے جسے کامیاب بنانے کے لئے ۱۹۳۹ء کے وسط میں بمقام لندن ایک انجمن بھی قائم کی گئی تھی اس تحریک کا مقصد دنیا کی جمہوری حکومتوں کو متحد کرکے ایک ایسا وفاقی نظام قائم کرنا ہے جو ولایات متحدہ امریکہ کے نظام حکومت سے مشابہ ہو اس نظام حکومت میں برطانیہ، فرانس، نشیبی ممالک، بلجیم سویڈن، ناروے، ڈنمارک، فن لینڈ، سوئٹزرلینڈ، کناڈا، آسٹریلیا جنوبی افریقہ اور نیوزی لینڈ کو شامل کرنے کی تجویز تھی اور خیال تھا کہ اس "عالمگیر وفاقی جمہوریہ" کے تمام ارکین ممالک متحدہ خارجی حکمت عملی اختیار کرنے، مساوی محاصل وصول کرنے اور اپنے اپنے یہاں جمہوری نظام حکومت رائج کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس "جمہوریہ" کی بحری، بری اور فضائی افواج مشترک ہوں گی۔ اور ان کی نوآبادیات بغرض انتظام "وفاقی جمہوریہ" کے سپرد کردی جائیں گی۔

فبین سوسائٹی (Fabian Society) برطانوی اشتراکی مفکرین کی اس جماعت کا نام ہے جس میں سڈنی ویب اور جارج برنارڈ شا ایسے افراد شامل ہیں۔ اس انجمن کے شرکاء اپنے اشتراکی خیالات کو، کارل مارکس کے نظریہ کی بجائے، رومی جنرل فبس مکزمس کنکٹیٹر (Q. Fabius Maximus Cunctator)- کے محتاط نظریہ اشتراکیت پر محمول کرتے ہیں اور طبقہ دارانہ کشمکش سے علیحدہ رہ کر محض اس خیال کی اشاعت پر اکتفا کرتے ہیں کہ "اشتراکیت، سرمایہ داری کے مقابلہ میں بہتر ہے۔" اس انجمن کا "شعبہ تحقیقات" بھی قائم ہے اور اسی انجمن کی مساعی کی بدولت برطانیہ میں لیبر پارٹی اور "انڈی پنڈنٹ لیبر پارٹی" کا قیام عمل میں آیا ہے۔

فلنجسٹز (Falangists) ہسپانیہ کے فسطائیت پسندوں کی اس جماعت کا نام ہے جس کا لائحہ عمل اطالوی فسطائیوں سے مشابہ ہے۔ جنرل فرانکو اس جماعت کے موجودہ قائد ہیں اور ہسپانیہ میں فی الحال یہی جماعت جائز سیاسی جماعت متصور ہوتی ہے۔

فسازم (Fascism) یعنی فسطائیت اطالیہ کی قومی تحریک ہے جسے ۱۹۱۹ء میں مسولینی نے جاری کیا تھا۔ فسطائی نظام حکومت، اشتراکیت اور پارلیمنٹری نظام حکومت کے

مخالف ہے۔ نسطائی حکومت نہ تو اشتراکی ہے اور نہ سرمایہ دارانہ۔ یہ ذاتی ملکیت کو تسلیم کرتی ہے لیکن اسے حکومت کے زیر اقتدار رکھنا چاہتی ہے۔ اس تحریک کے مطابق صنعتی اور تجارتی ادارے حکومت کے زیر اثر ہوتے ہیں اطالیہ میں اس وقت یہی ایک سیاسی پارٹی ہے جس کے ممبر مسولینی کی اطاعت پر مجبور ہیں یہ لوگ سیاہ قمیص پہنتے ہیں اور قدیم اہل روما کی طرح اوپر ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے ہیں۔ نسطائی تنظیم بالکل فوجی تنظیم ہے اور اس کا مقصود قدیم روما کی کھوئی ہوئی عظمت کو حاصل کرنا ہے۔ یہ جمہوریت کے بھی خلاف ہے اور لبرل حکومت کے بھی خلاف ہے۔ ان کے یہاں ابتدا ہی سے فوجی تنظیم قائم رکھی گئی ہے لیکن برائے نام تمام انتظامات نسطائی مجلس عظمیٰ کے سپرد ہیں۔ جسے مسولینی نے مقرر کیا ہے اس کونسل کو مسولینی کا جانشین نامزد کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ کیتھولک مذہب کے اقتدار کو یہاں دوبارہ قائم کیا گیا ہے اور ۱۹۳۸ء سے یہودیوں کے خلاف بھی تحریک شروع ہوگئی ہے۔

فی آنا فائل (Fianna Fail) آئرلینڈ کے رہنما ڈی ولیرا کی اس جماعت کا نام ہے جو آپ نے حکومت کے ساتھ اشتراک عمل کے لئے ۱۹۲۵ء میں قائم کی تھی۔

ففتھ کالم (Fifth Colum) اصطلاحاً کسی ملک کے ان باشندوں کو کہتے ہیں جو دشمن کی حمایت کرتے اور غدر و ہنگامے برپا کر کے عوام الناس میں ہراس و اضطراب پیدا کرتے ہوں۔ موجودہ جنگ میں اس طریقۂ کار نے مستقل حیثیت حاصل کرلی ہے۔

فائن گیل (Fine Gale) آئرلینڈ کی قوم پرور معتدلین کی جماعت کا نام ہے۔

فائیو ائیر پلان (Fiveyear Plan) یعنی پنج سالہ لائحہ عمل، اشتراکی روس کی ان تین تجاویز کو کہتے ہیں۔ جن کے ماتحت وہاں ۱۹۲۷ء سے صنعتی اور زرعی ترقی نیز قومی تعمیر کے دوسرے ذرائع پر عمل ہو رہا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں پہلے پانچ سال کے لئے جو پروگرام مرتب کیا گیا تھا وہ ۱۹۳۲ء میں ختم ہوگیا تھا، دوسرا پنج سالہ لائحہ عمل ۱۹۳۷ء تک جاری رہا اور تیسرا ۱۹۴۲ء میں ختم ہوگا۔ ان تجاویز کے ماتحت اشتراکی روس نے اجتماعی زندگی کے ہر پہلو میں نمایاں ترقی کی ہے۔

فورٹین پوائنٹس (Fourteen Points) ولایات متحدہ امریکہ کے صدر ولسن کے ان چودہ نکات کو کہتے ہیں جو جنگ عظیم کے اختتام کی بنیاد قرار دیئے گئے تھے۔ ان نکات کے ماتحت، تمام بین الاقوامی معاملات میں کشادہ دلی کے ساتھ فیصلے کرنے نیز خفیہ معاہدات کے طریقہ کو ترک کر دینے، دنیا کے سمندروں کو تمام اقوام کے لئے غیر مشروط طور پر کشادہ رکھنے، حتی الوسع اقوام عالم پر سے اقتصادی پابندیاں اٹھا لینے، داخلی انتظام قائم رکھنے کے لئے تھوڑی سی فوج کے علاوہ افواج کو منتشر اور حتی الوسع اسلحہ کی تحدید کرنے۔ نوآبادیات کے مطالبات پر غیر جانبداری کے ساتھ غور اور ان کا فیصلہ کرنے، مقبوضہ روسی علاقوں سے غیر ملکی افواج کو واپس بلا لینے نیز اسے آزادی کے ساتھ اپنے لئے طرز حکومت منتخب کرنے، فرانس سے فوجوں کی واپسی اور السا س لورین اسے دیدینے، بلجیم سے غیر ملکی افواج کی واپسی اور وہاں آزاد حکومت کی نشاۃ ثانیہ، قومیت کی بنیاد پر اطالوی سرحدوں کا از سر نو قیام، آسٹریا، ہنگری کے باشندوں کو آزادی کے ساتھ ترقی کرنیکا موقعہ بہم پہنچانا، رومانیہ، سربیا نیز مانٹی نگرو سے غیر ملکی فوجوں کی واپسی، سربیا کے لئے بحری آمد و رفت کی آزادی، باہمی افہام و تفہیم کے ذریعہ تاریخی بنیاد پر ریاست ہائے بلقان کے درمیان خوشگوار تعلقات کا قیام اور ان کے لئے بین الاقوامی ضمانت دینا۔ ترکی کے غیر ترکی مقبوضات کو آزاد کر دینا نیز دردانیال سے تمام اقوام کو گذرنے کی اجازت دینا۔ ایک آزاد پولش ریاست کے قیام، اسے سمندر تک پہونچنے کے لئے راستہ مہیا کرنا نیز اس کے تحفظ کی ضمانت اور ان امور کی تعمیل و تکمیل کے لئے ایک بین الاقوامی مجلس کے قیام کی تجاویز کی گئی تھیں۔

فور ائیر پلان (Four Year Plan) اشتراکی روس کے تتبع میں جرمنی کی اقتصادی تنظیم و تعمیر کے لئے ۱۹۳۳ء میں جو لائحہ عمل مرتب کیا گیا تھا اسے "فور ائیر پلان" یعنی "چہار سالہ لائحہ عمل" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس تجویز کے ماتحت ۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۶ء تک مکانات کی مرمت اور راستوں کی تعمیر جاری رہی لیکن اسکے بعد سامان جنگ کی تیاری کے باعث ان تجاویز پر عمل درآمد نہیں ہوسکا۔

(ک)

کومن ٹانگ (Co Min Tang) چین کی اس قوم پرور اور ترقی پسند جماعت کا نام ہے جسے ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر سن یاٹ سین نے قائم کیا تھا۔ یہ جماعت ۱۹۱۱ء اور ۱۹۱۶ء کے انقلابات کی بانی ہے۔ ۱۹۱۶ء تک یہ جماعت جنوبی چین میں کام کرتی رہی لیکن ۱۹۲۳ء میں مارشل چیانگ کائی شیک کی زیر قیادت اس نے شمالی چین میں بھی اپنا اثر قائم کرلیا اور اب جاپان کے مقابلہ میں اپنے ملک کی مدافعت کر رہی ہے، اس جماعت کے مقاصد میں چینی جمہوریہ کا قیام، چین کے باشندوں کو متحد کرنا، غیر مساوی معاہدات کو ختم کر دینا وغیرہ ایسے امور شامل ہیں۔ فی الحال یہ جماعت چین کی حکمران جماعت تصور کی جاتی ہے۔

کلیریکل ازم ۔ (Clericalism) یعنی کلیسائیت، رومن کیتھولک عیسائیوں کی اس تحریک کو کہتے ہیں جو حکومت پر مذہب کو غالب کرنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔ یورپ کے تقریباً تمام ملکوں میں کلیریکل پارٹیز اسی تحریک کی بنیاد پر قائم ہیں۔

کلکٹیو ازم ۔ (Collectivism) یعنی اجتماعیت اس تحریک کو کہتے ہیں جس کے ماتحت تمام اقتصادی اور سیاسی تحریکات کو متحد بنا دینے کی دعوت دی جاتی ہے۔

کمیون ازم ۔ (Communism) اشتراکیت کے انتہا پسندانہ عقائد کو کہتے ہیں لینن نے بالشویک پارٹی کے اراکین اور مینشوک یعنی اعتدال پسند اشتراکیوں کے مابین امتیاز قائم کرنے کے لئے انتہا پسند اشتراکیوں کے لئے یہ نام تجویز کیا تھا۔

کنسنٹریشن کیمپ (Concentration Camp) دنیا کی مہذب حکومتوں کے ان عارضی قید خانوں کو کہتے ہیں۔ جہاں کسی ملک کے حریت خواہ یا مخالف حکومت افراد کو غیر معین مدت کے لئے نظر بند رکھا جاتا ہے۔

کنکلیو۔ (Conclave) رومن کیتھولک پادریوں کے اس مخصوص اجتماع کو کہتے ہیں جو پاپائے اعظم کے انتخاب کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ یہ اجتماعات ہمیشہ روم (اطالیہ) میں منعقد ہوتے ہیں اور کسی پاپا کے انتقال کے بعد تین ہفتوں کے اندر اس کا انعقاد لازمی ہے۔ اس میں دنیا کے تمام کارڈنل شریک ہوتے ہیں اور اجلاس کے آغاز کے بعد اجلاس کے ختم ہونے تک کسی کارڈنل کو مقام اجلاس سے باہر آنے یا کسی بیرونی شخص سے مکاتبت یا گفت وشنید کی اجازت نہیں ہوتی۔ ہر کارڈنل کو اپنے سیکرٹری اور ایک ملازم کو ساتھ لانے کی اجازت ہے اور اس میں تقریباً تین سو کارڈنل شریک ہوتے ہیں۔ اور یہ اجلاس پاپا کے انتخاب سے پہلے ختم نہیں ہوتا۔ اجلاس میں کم ازکم کارڈنل کی نصف تعداد کی موجودگی ضروری ہے۔ تمام کارڈنلز سے اس اجلاس کی کارروائی کو تاحیات ظاہر نہ کرنے کا حلف لیا جاتا ہے۔ اور کسی پاپا کے انتخاب کے لئے دو تہائی آرا کا حاصل ہونا ضروری ہے۔ اگر پہلی رائے شماری میں آرا کی مقررہ تعداد حاصل نہیں ہوتی تو ان پرچیوں کو پانی سے تر بھوسے میں شامل کرکے جلادیا جاتا ہے اور سیاہ دھواں برآمد ہونے کی وجہ سے باہر انتظار کرنے والے افراد سمجھ لیتے ہیں کہ ابھی پاپا کا انتخاب عمل میں نہیں آسکا۔ یہ کارروائی اس وقت تک جاری رہتی ہے جس وقت تک آرا کی مقررہ تعداد حاصل نہ ہو جائے۔ اور مقررہ تعداد حاصل ہو جانے کے بعد پرچیوں کو بغیر بھوسہ کے جلایا جاتا ہے۔ تاکہ سفید دھواں برآمد ہونے کے باعث منتظرین سمجھ سکیں کہ پاپا کا انتخاب عمل میں آچکا ہے۔ اس کارروائی کے بعد یہ اجلاس ختم ہو جاتا ہے۔

کنزرویٹو پارٹی (Conservative Party) برطانیہ کے قدامت پسندوں کی جماعت کا نام ہے لیکن یہ جماعت ایک حد تک ترقی پسند خیال کیجاتی ہے۔ ۱۹۳۵ء کے انتخابات عمومی میں اس جماعت کو دارالعوام میں اکثریت حاصل ہوئی تھی اور اس وقت سے انگلستان میں اسی جماعت کی حکومت قائم ہے۔ اس جماعت کو یونینسٹ پارٹی (Unionist Party) بھی کہتے ہیں۔ اور اس میں انگلستان کے بڑے بڑے زمیندار اور سرمایہ دار شامل ہیں۔

(گ)

گسٹپو (Gestapo) جرمنی کی اس خفیہ پولیس کا نام ہے جو ۱۹۳۳ء میں نازیت کے مخالفین کی سرگرمیوں کو معدوم کرنے کے لئے قائم کی گئی تھی۔ گسٹپو کے اراکین جرمنی اور جرمنی کے تمام مقبوضہ ممالک میں موجود ہیں اور ان کا کام صرف نازیت کے مخالفین کا سراغ لگانا، انہیں گرفتار کرنا اور سزا دلانا ہے۔

گلڈ سوشلزم (Guild Socialism) گلڈ قرون وسطیٰ میں اس ٹاؤن ہال کو کہتے تھے جہاں جلسے ہوا کرتے تھے۔ گلڈ اشتراکیت سے مراد وہ تحریک ہے جو ۱۹۰۶ء میں عہد وسطیٰ کے گلڈی نظام حکومت کو موجودہ ترقی یافتہ نظام حکومت کے ساتھ ملانے کے لئے جاری کی گئی تھی۔ اس سے مراد یہ تھی کہ حکومت کو مختلف تجارتی جماعتوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر جماعت اپنی جداگانہ کونسل مقرر کرے۔

(ل)

لیبر پارٹی (Labour Party) برطانیہ کی مزدور انجمن کا نام ہے۔ یہ انجمن سیکنڈ انٹرنیشنل کے ساتھ وابستہ اور دستور العمل کے اعتبار سے فبین سوسائٹی کی ہمنوا ہے اور برطانیہ میں قانونی ذرائع سے محدود اشتراکیت کے قیام کی حامی ہے۔ ۱۹۱۴ء اور ۱۹۲۹ء میں دو مرتبہ یہ جماعت حکومت پر فائز رہی۔ لیکن اس نے اپنے لائحہ عمل کے اجراء کی کوشش نہیں کی۔ موجودہ جنگ میں یہ جماعت موجودہ حکومت کی معاون ہے لیکن اس کے اراکین نے "وزارت جنگ" میں کوئی عہدہ قبول نہیں کیا۔

لیگ آف نیشنز (League of Nations) یعنی مجلس اقوام، ولایات متحدہ کے صدر

مسٹر ولسن کی اس تجویز کے ماتحت، ورسلائے کے تاریخی اجتماع کے شرکاء کے اتفاق رائے سے ۱۹۲۰ء میں قائم کی گئی تھی لیکن ری پبلکن پارٹی کی زیر قیادت امریکی کانگریس نے ورسلائے کے صلحنامہ کی توثیق اور مجلس اقوام میں شرکت سے انکار کر دیا تھا۔ مجلس اقوام کے قیام کا مقصد ورسلائے کے صلحنامہ کی تعمیل و تکمیل اور اس انجمن کے ساتھ وابستہ اقوام و ممالک کے درمیان پیدا شدہ تنازعات کو افہام و تفہیم کے ذریعہ طے کرنا تھا۔ لیگ آف نیشنز کا صدر مقام جنیوا (سوئٹزرلینڈ) ہے اور یہ جماعت دستوری اعتبار سے دو حصوں یعنی اسمبلی اور کونسل پر مشتمل ہے۔ اسمبلی کا اجلاس سال میں ایک مرتبہ منعقد ہوتا ہے اور کونسل کا تین بار۔ ولایات متحدہ امریکہ کی عدم شمولیت نے عملی طور پر مجلس اقوام کو معطل بنا دیا تھا اور گذشتہ بیس سال سے یہ جماعت مغربی حکومتوں کا آلۂ کار بنی رہی۔

لیگ آف نیشنز ایسوسی ایشن (League of Nations Unions)۔ ایک برطانوی انجمن کا نام ہے۔ یہ انجمن ۱۹۱۸ء میں متعدد انجمنوں کو ملا کر بنائی گئی تھی اور اس کا مقصد مجلس اقوام کو عوام میں مقبول بنانا تھا۔ یورپ اور امریکہ کے متعدد ممالک میں اس نام کی انجمنیں قائم ہیں اور یہ تمام انجمنیں، انٹرنیشنل فیڈریشن آف لیگ آف نیشنز (International Federation of League of Nations') کے ساتھ وابستہ ہیں

لبرل پارٹی (Liberal Party) انگلستان کی ایک سیاسی جماعت کا نام ہے۔ یہ جماعت جنگ عظیم سے پہلے انگلستان میں دوسری زبردست سیاسی جماعت تھی۔ لیکن جنگ کے بعد غیر مقبول ہوگئی۔ یہ جماعت برطانوی دارالعوام کی حزب مخالف میں شامل ہے۔

(م)

مارکس ازم (Marxism) یعنی مارکسیت سے مراد کارل مارکس کے نظریہ ہیں اور ان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ دولت کی پیداوار کا ذریعہ صرف مزدوروں کی محنت ہے اور یہ انہیں کو

ملنی چاہیئے۔ سرمایہ دار کوئی چیز نہیں، اس لئے اسے بالکل محروم کر دینا چاہیئے۔ اشتراکی روس اسی نظریہ پر عامل ہے۔

منرو ڈاکٹرین (Monroe Doctrine) امریکہ کی خارجی حکمت عملی کے اوس اصول کو کہتے ہیں۔ جو یورپ کو امریکہ کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے باز رکھنے کے لئے وضع کیا گیا تھا۔ ۱۸۲۳ئہ میں جب ایک طرف تو روس کی حکومت امریکہ کے شمالی مغربی ساحل تک روسی جہازوں کے علاوہ دوسرے تمام ملکوں کے جہازوں کی آمد و رفت کو مسدود کر دینا چاہتی تھی اور دوسری جانب امریکہ میں واقع ہسپانوی نو آبادی نے، ہسپانیہ سے قطع تعلق کے بعد اپنی خود مختاری کا اعلان کر کے یورپ کی استعمار پسند حکومتوں کے لئے مداخلت کا موقعہ بہم پہونچا دیا تھا تو اس عہد کے امریکی صدر مسٹر منرو نے ۲ر دسمبر ۱۸۲۳ئہ کو ایک پیغام میں یہ اعلان کیا تھا کہ

نئی دنیا نے جو شمالی اور جنوبی امریکہ پر مشتمل ہے اس امر کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ان ہر دو خطہائے ارض نے اپنی آزادی اور خود مختاری کے سلسلہ میں اپنے لئے جو جگہ بنائی ہے۔ یورپ کی کوئی قوم نہ تو آئندہ اسے مجروح کرنے کی کوشش کرے اور نہ نئی دنیا کی حدود میں کسی نو آبادی کے قیام کی سعی۔ اگر کوئی قوم اس قسم کا اقدام کرے گی تو اس کا یہ طرز عمل امریکہ کے ساتھ غیر دوستانہ سلوک کا مترادف ہوگا۔"

اس اصول کو قانونی حیثیت حاصل نہیں لیکن مسٹر منرو کے جانشین عام طور پر اس کی تائید کرتے رہے ہیں۔

مسلم لیگ۔ ۱۸۵۷ئہ میں ہندوستان کو غیر ملکی اقتدار سے آزاد کرانے کیلئے اس ملک کے باشندوں نے جو تاریخی جدوجہد کی تھی اور اس کی ناکامیابی کے بعد بالخصوص مسلمانوں کو جن مصائب و شدائد سے گذرنا پڑا تھا۔ انکے پیش نظر یہ امر تعجب خیز نہیں کہ وہ ہندوستان کی سیاسیات سے نہ صرف منقطع ہی ہو گئے تھے بلکہ اسے "شجر ممنوعہ" سمجھتے ہوئے اس میں حصہ لینے کو اپنی انفرادی اور اجتماعی

زندگی کے لئے تباہ کن اور ہلاکت آفرین تصوّر کرتے تھے۔ لیکن رفتہ رفتہ انہیں اس بات کا احساس ہوا کہ اس ملک میں رہنے والی ان کی ہمعصر قوم (ہندو) سیاسی اعتبار سے ترقی کرتی جارہی ہے اور اگر وہ سیاسیات ہند سے اسی طرح منقطع رہیں گے تو انجام کار یہ امر بھی ان کے لئے ضرر رساں ثابت ہوگا۔ چنانچہ اسی خیال کے ماتحت دسمبر ۱۹۰۶ئ؁ میں نواب وقار الملک کی زیر صدارت اس زمانہ کے مسلم اکابر کا ایک جلسۂ مشورۃ منعقد ہوا اور سیاسی مسائل و معاملات میں مسلمانوں کے نقطۂ نظر کو واضح کرنے کے لئے "مسلم لیگ" کے نام سے ایک جماعت قائم کی گئی۔

چند سال کے بعد "مسلم لیگ" کے ارباب بست و کشاد نے اس امر کو محسوس کرتے ہوئے کہ "مسلم لیگ" کا محدود دستور اساسی اس زمانہ کی سیاسی ضرورتوں کو پورا نہیں کرسکتا۔ انہوں نے ۱۹۱۲ئ؁ میں کلکتہ کے مقام پر مسلم لیگ کے دستور اساسی میں حسب ضرورت تبدیلیاں کرنے کا فیصلہ کیا۔ مسٹر سیّد وزیر حسن نے جو اس وقت "لیگ" کے سیکرٹری تھے، ہندوستان کا دورہ کیا اور اس مسئلہ میں مسلم اکابر کی رائے معلوم کرکے اپنی یادداشت مرتب کی۔ دسمبر ۱۹۱۲ئ؁ میں لیگ کونسل کا ایک خصوصی اجلاس ہز ہائی نس سر آغا خاں کی زیر صدارت منعقد ہوا اور مسٹر وزیر حسن کی سفارشات منظور کرلی گئیں اس نئے دستور اساسی کے مطابق مسلم لیگ کا نصب العین "برطانوی حکومت کے زیر سایہ ہندوستان کیلئے ایسی خود اختیاری حکومت کا مطالبہ قرار پایا جو آئینی اصطلاحات کے ذریعہ سے حاصل کی جائے اور جس کے حصول میں ہندوستان کی دوسری قوموں کے ساتھ اشتراک عمل کیا جائے"۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۳ئ؁ کو آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہوا اور مذکورہ بالا نصب العین پر مہر تصدیق ثبت کردی گئی۔ ۱۹۳۷ئ؁ میں لکھنؤ ہی کے مقام پر مسلم لیگ نے کامل آزادی کی قرارداد منظور کی فی الحال مسلم لیگ پاکستان کے قیام کی حامی، کانگریس کی مخالف اور موجودہ جنگ میں برطانوی حکومت کی معاون ہے۔ مسلم لیگ کے ارباب اختیار کانگریس کو ہندوستان کے ہندوؤں کی نمائندہ جماعت تصوّر کرتے ہیں اور مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت،

(ن)

نیشنل لیبر پارٹی (National Labour Party) برٹش لیبر پارٹی کے ان افراد پر مشتمل ایک جماعت کا نام ہے۔ جو ۱۹۳۱ء میں مسٹر ریمزے میکڈانلڈ کی زیر قیادت لیبر پارٹی سے علیحدہ ہوگئے تھے۔ اس وقت لیبر پارٹی، کنزرویٹو پارٹی سے اشتراک عمل کی مخالف تھی لیکن مسٹر ریمزے میکڈانلڈ اور ان کے حامیوں نے یہ نئی جماعت قائم کرکے کنزرویٹو پارٹی کے ساتھ تعاون کیا تھا۔ یہ جماعت ابتک اسی مسلک پر قائم ہے۔

نیشنل لیبر ریلیشنز بورڈ (National Labour Relations Board) ولایات متحدہ امریکہ کے مزدوروں کے مسائل ومعاملات کا فیصلہ کرنے والی مجلس اعلیٰ کا نام ہے۔

نیشنل سوشلزم (National Socialism) جرمنی کی اس قومی تحریک کو کہتے ہیں جو ہٹلر کی زیر قیادت جاری ہے۔ سب سے پہلے ۱۹۱۲ء میں جرمنی کی لیبر پارٹی نے سڈیٹن لینڈ میں جو اس وقت آسٹریا میں شامل تھا اس تحریک کو شروع کیا تھا۔ لیکن ہر ہٹلر کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ ۱۹۱۹ء میں ایک جرمن مزدور ڈرکسلر نے میونخ میں جرمن لیبر پارٹی کے نام سے ایک جماعت قائم کی اور ہر ہٹلر نے اس جماعت میں شریک ہوکر اس کا نام "نیشنل سوشلسٹ جرمن لیبر پارٹی" رکھ دیا۔ قومی اشتراکیت اور نازیت بھی اسی تحریک کے دوسرے نام ہیں۔ اس تحریک کے مقاصد میں، جرمن زبان بولنے والی اقوام کا اتحاد، ورسلائے کے صلحنامہ کی تنسیخ؛ جرمن شہریوں کے حقوق وفرائض میں مساوات کا قیام، رومی قانون کی جگہ جرمن قانون کا اجرا، صحت جسمانی کی ترقی، جبریہ فوجی تعلیم، غیر جرمن قوموں اور یہود کا جرمنی سے اخراج، بڑے بڑے تجارتی اور صنعتی اداروں پر حکومت کا اقتدار، کاشت کی اصلاح اور عام قومی تعلیم ایسے امور شامل ہیں۔ بحالات موجودہ اس تحریک کا اشتراکی جزو معطل ہے۔ اور اگرچہ حکومت امرا کے زیر اثر نہیں لیکن دولت کی تقسیم بھی اس

طرح نہیں کی جاتی جس سے محنت کش طبقہ کی ضروریات پوری ہوسکیں۔

(و)

وفد (Wafd) مصر کی قوم پرور جماعت کا نام ہے۔ اس جماعت کے قائد سعد پاشا زاغلول تھے۔ لیکن ۱۹۳۵ء میں اس جماعت کے اراکین کے مابین اختلافات رونما ہوجانے کی وجہ سے اب اسے پہلے جیسی مقبولیت اور اہمیت حاصل نہیں رہی۔

(ہ)

ہاوس آف کامنز (House of Commons) برٹش پارلیمنٹ کے اس ایوان کو کہتے ہیں جسکے اراکین کا انتخاب براہ راست بالغ برطانوی عوام کی آرا سے ہوتا ہے۔ یہ ایوان، جسے ایوان زیرین یا دارالعوام بھی کہتے ہیں۔ چھ سو پندرہ اراکین پر مشتمل ہے اور ۱۹۱۱ء میں دارالامراء کے اختیارات تمیزی کی تحدید کے بعد عملاً یہی ایوان برطانوی حکومت کے نظم ونسق کا ذمہ دار ہے چرچ آف انگلینڈ کے پادری، اسکاٹش اور رومن کیتھولک کلیسیاؤں کے وزرا، نیز حکومت کے بعض عہدیدار اور ٹھیکہ دار انتخاب میں حصّہ نہیں لے سکتے۔ اس ایوان کے اراکین پانچ سال کے لئے منتخب کئے جاتے ہیں۔ لیکن اگر ضرورت محسوس کی جائے تو اس مدت کے ختم ہونے سے قبل بھی دوسرا انتخاب عمل میں آسکتا ہے۔ اس ایوان کے صدر کو اسپیکر (Speaker) کہتے ہیں۔ اس ایوان کے اراکین کو سفر کی سہولتوں کے علاوہ چھ سو پاؤنڈ سالانہ تنخواہ بھی دی جاتی ہے۔

ہاؤس آف لارڈز (House of Lords) برٹش پارلیمنٹ کے ایوان اعلیٰ کا نام ہے۔ اس ایوان کو دارالامرا بھی کہتے ہیں۔ یہ ایوان سات سو چالیس نشستوں پر مشتمل ہے لیکن عام طور پر اس کی چند نشستیں خالی رہتی ہیں۔ اس ایوان کی رکنیت یونائٹڈ کنگڈم کے امراء کے

لئے مخصوص ہے۔ اسقف اعظم، اور چوبیس دیگر ممتاز انگریز پادری امرا روحانی متصور ہوتے ہیں اور شاہی خاندان کے نواب، دوسرے ڈیوک اور وہ تمام انگریز لارڈ جو مارکوئس سے بیرن تک کسی درجہ کے لارڈ ہوں دنیوی امرا، سمجھے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا اقسام کے تمام امرا اس ایوان کے متوارث رکن ہوتے ہیں۔ اس ایوان میں آئرلینڈ کے ۲۸ امراء "رکن تاحیات" کی حیثیت سے شامل کئے جاتے ہیں اور اسکاٹ لینڈ کے سولہ امراء کو محض پارلیمنٹ کے دوسرے انتخابات تک رکنیت کا اعزاز حاصل رہتا ہے۔ اس ایوان کے اجلاس میں بمشکل پچاس اراکین شامل ہوتے ہیں۔ دارالامرا کو وسیع اختیارات تمیزی حاصل تھے۔ لیکن ۱۹۱۱ء میں پارلیمنٹ نے ان اختیارات کو محدود کردیا ہے۔ اس ایوان کے صدر کو لارڈ چانسلر کہتے ہیں۔ اور یہ حکومت کا ایک رکن ہوتا ہے۔ نیز کابینہ میں تین امرا (Lords) کی شمولیت کو بھی لازمی قرار دیا گیا ہے۔

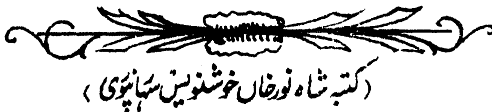
اگر دارالامراء کسی ایسے مسودۂ قانون کو، جو دارالعوام سے منظور ہوچکا ہو بغیر کسی ترمیم کے ایک ماہ کے اندر منظور نہ کرے تو اسے شاہی تصدیق کے بعد قانون بنا کر نافذ کردیا جاتا ہے دوسرے ایسے مسودات قوانین جو دارالامرا میں نامنظور ہوچکے ہوں اگر دارالعوام کی تین متواتر نشستوں میں منظور کرلئے جائیں۔ دو سال کے بعد قوانین بن جاتے ہیں۔ اور اگر دارالامراء کی ترامیم کو دارالعوام منظور نہ کرے تو انہیں کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔

ہورسٹ ویزل سوانگ (Horst Wessel Song) جرمن نازی پارٹی کے قومی ترانہ کا نام ہے۔ یہ ترانہ ایک نوجوان نازی جرمن ہورسٹ ویزل نے ایک اشتراکی ترانہ میں ترمیم کرکے تصنیف کیا تھا۔ ہورسٹ ویزل نے ۱۹۳۰ء میں ایک تنازعہ کی بدولت ایک جرمن اشتراکی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

متفرقات

بلڈباتھ (Blood Bath) جرمن نازی پارٹی کے ان افراد کے قتل عام کے واقعہ کو کہتے ہیں۔ جو پارٹی میں اشتراکی خیالات کی اشاعت کرتے تھے اور جنہیں ہٹلر نے پارٹی کے سرمایہ دار اراکین کے مشورہ سے ۳۰ر جون ۱۹۳۴ء کو قتل کرادیا تھا۔

طبروق (Tobruk) شمالی افریقہ کے ساحل کی سب سے زیادہ مفید قدرتی بندرگاہ ہے۔ یہ افریقی ساحل کے اس مقام پر واقع ہے جو مغرب سے مشرق کو مڑتا ہے اور جس کا طاس چار ہزار گز لمبا اور ۱۶۰۰ گز چوڑا ہے۔ یہ بندرگاہ سطح سمندر سے ۱۲۹ فٹ بلند اور ہر طرف سے محفوظ ہے۔ مشرق کی طرف سے تیز و تند ہوا اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ وسط میں اس کی گہرائی ۴۳ فٹ ہے۔ ساحل سے ایک ہزار گز تک اس کی گہرائی ۳۳ فٹ ہے۔ طبروق کا شہر ڈھلوان پر واقع ہے۔ جنگ طرابلس ۱۹۱۱ء میں اٹلی نے سب سے پہلے اسی شہر پر قبضہ کیا تھا۔ اس شہر کے اردگرد موجودہ عسکری سائنس کے مطابق ایک دیوار بنائی گئی ہے۔ مغربی صحرا کی جنگ شروع ہونے کے بعد اس شہر کی دفاعی تیاریوں میں نمایاں اضافہ کیا گیا تھا۔ یہاں سے بارڈیہ اور العدیم کو دو سڑکیں جاتی ہیں۔ العدیم سے ایک پکی سڑک درنہ تک جاتی ہے۔ اس میں آب رسانی کا انتظام اچھا نہیں ہے۔ ٹینکرز کے ذریعہ پانی درنہ سے یہاں لایا جاتا ہے۔ بندرگاہ کے بالمقابل کسٹم ہاؤس ہے۔



(کتبہ شاہ نورخاں خوشنویس سہارنپوری)